دیرپا ہوتا ہو۔ مثلاً "بوستان" کی یہ حکایت پڑھ جائیے جو اس طرح شروع ہوتی ہو۔

بہ صنعا درم طفلے اندر گزشت — چہ گویم کز آنم چہ بر سر گذشت

قضا نقش یوسف جمالے نکرد — کہ ماہی گورش چو یونس نخورد

اور دیکھئے کہ آخر میں اس سے جو نتیجہ نکالا ہو وہ کس قدر اثر انگیز اور درس آموز ہے۔

دوسری خوبی کلام میں ندرت اور اچھوتے پن کی بتائی گئی ہو یہ بھی سعدی کے ہاں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہو۔ عام خیال یہ ہے کہ اگلے زمانہ میں ابدال واقطاب کے ہاتھوں میں پتھر بھی چاندی ہو جاتا تھا۔ اسی چاندی اور پتھر کی یکسانیت کو سعدی نے اپنے انداز میں ایک نظم کے اندر ابدالیت نہیں قناعت پر محمول کیا ہو۔ "بوستان" کی حکایت شروع سے آخر تک پڑھ جائیے اور ندرتِ کلام کا لطف اُٹھائیے۔

شنیدم کہ در روزگار قدیم — شدے سنگ، در دست ابدال سیم

نہ پنداری ایں قول معقول نیست — چو قانع شدی سیم وسنگت یکے ست

تیسرا وصف یہ بیان کیا ہو کہ خیالات اور واقعات خواہ معمولی ہوں، لیکن اُن کا اندازِ بیان اور انھیں معنیٰ کا لباس ایسا پہنایا گیا ہو کہ اس میں شاعری کی تمام خوبیاں پائی جاتی ہوں، اس میں بھی سعدی کا ہم پایہ ملنا مشکل ہوگا۔ بوستاں میں ایک طویل نظم ہے جس میں زبان، کان، ناک، آنکھ کا بیان ہے اور انھیں خدائے تعالےٰ کی عظیم الشان برکات بتایا ہو، جن پر ہم سب کو شکر ادا کرنا چاہیئے۔ نظم ملاحظہ ہو۔

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد — کے از بندہ خیرے بہ غیرے رسد

زباں راچہ بینی کہ اقرار داد — بہ بیں تا زباں راکہ گفتار داد

درِ معرفت دیدۂ آدمی است — کہ بکشادہ بر آسمان وزمی است

اور اس طرح آخر تک یہ نظم چلی جاتی ہے۔

چوتھا وصف یہ بتایا ہو کہ شاعر نے جس مضمون یا خیال کا اظہار کیا ہو، شاعر اُس کا پُورا جوش اور ولولہ رکھتا ہو ورنہ کلام میں زور نہیں پیدا ہوتا، مظاہرِ فطرت کا ذکر اور اُن سے اخلاقی اصول کا استنباط اگر شاعر کے دل میں عقیدہ کی پختگی اور اظہار میں جوش و ولولہ نہ ہو تو مطلوبہ اثر پیدا نہیں ہو سکتا۔ "بوستاں" کی ایک نظم میں دیکھئے اسی بات کو کس خوبی سے ادا کیا ہے

شب از بہر آسائش تست وروز — مہ روشن ومہر گیتی فروز

صبا از برائے تو فرّاش وار | همی گسترانند بساطِ بہار
اگر باد و برف ست و باران و میغ | وگر رعد چوگاں زند برق تیغ
ہمہ کار داران فرماں برند | کہ تخم تو در خاک می پرورند

الی آخرہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سعدی کی شہرت اور گلستاں و بوستاں کی مقبولیت کا بڑا سبب یہ ہو کہ انھوں نے اخلاق جیسے مضمون کو اپنی نثر و نظم کا موضوع بنایا ہے اور اسی لئے انہیں اس قدر شہرتِ تامہ اور مقبولیتِ عامہ حاصل ہو۔ لیکن فارسی ادب پر نظر رکھنے والے اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ اخلاق و موعظت پر اس زبان میں بیسیوں کتابیں ملیں گی جن میں سے بعض درس و نصاب میں بھی داخل ہیں، لیکن ان کتابوں کے نام بھی زبانوں پر مشکل سے چڑھے ہوئے ملیں گے، مضامین کا اثر و جذب لوگوں کے اخلاق و سیرت پر ہونا تو معلوم! برعکس اس کے سعدی کی گلستاں و بوستاں نے صدیوں تک لوگوں کے اخلاق و سیرت پر جو اثر ڈالا ہو وہ عدیم النظیر ہے۔ یہ سعدی کا حُسنِ بیان اور شیرینی کلام نہیں تو اور کیا ہو!

خاکسار،

سعید انصاری

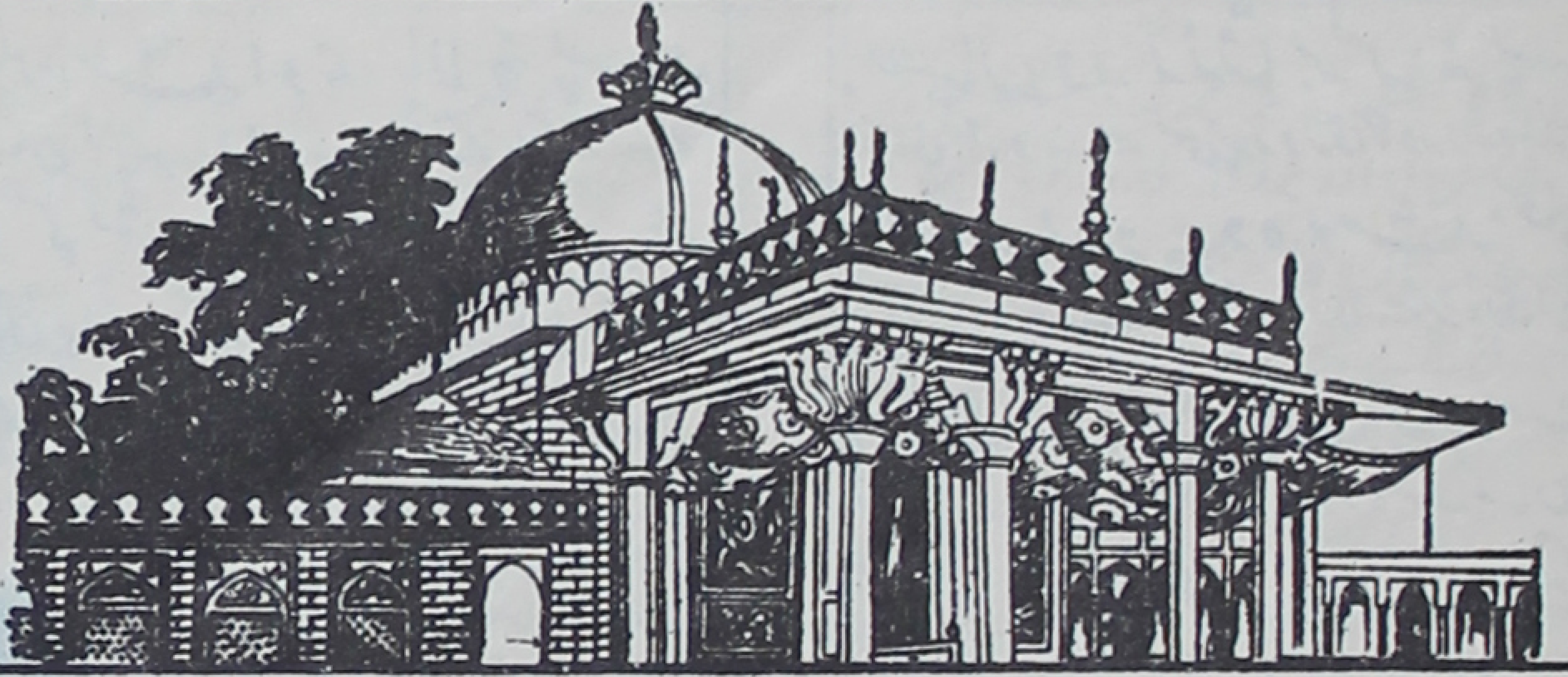
جامعہ ملیہ اسلامیہ، جامعہ نگر، دہلی

۳۱ر جولائی ۱۹۶۱ء

قطعۂ تاریخ

از جناب شوقؔ دہلوی۔

یہ بوستاں سعدی کی با ترجمہ لاثانی
دنیا یہی کہتی ہے کوزے میں بھرا دریا
دشوار جو عقدے تھے آسان ہوئے بیحد
خالق ہی صلہ دے گا سبحان اللہ نہیں اس کا
یہ معجزہ سعدی کا یہ شان خدا کی ہے
اُنیس سو اکسٹھ میں ہر گل ہے بہار افزا
۱۹۶۱ء



بسم اللہِ الرحمٰن الرحیمؕ

بنامِ جہاں دارِ جاں آفریں
خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو جہان کو باقی رکھنے والا جان کو پیدا کرنیوالا ہے

خداوند بخشندۂ دستگیر
جو مالک، بخشنے والا، مددگار ہے

عزیزے کہ ہر کز درش سر بتافت
ایسا باعزت ہے کہ جس نے اس کے در سے منہ موڑا

سرِ پادشاہانِ گردن فراز
متکبر بادشاہوں کے سر

نہ گردن کشاں را بگیرد بفور
متکبروں کی فوری پکڑ نہیں کرتا ہے

وگر خشم گیرد بکردارِ زشت
اگر برے کام سے ناراض ہوتا ہے

اگر با پدر جنگ جوید کسے
اگر کوئی باپ کے ساتھ لڑائی دنگا کرے

وگر خویش راضی نباشد ز خویش
اگر اپنا اپنے سے ناراض ہو

وگر بندہ چابک نیاید بکار
اگر ہنرمند نوکر کام نہ آئے

وگر بر رفیقاں نباشد شفیق
اگر دوستوں پر مہربان نہ ہو

وگر ترکِ خدمت کند لشکری
اگر سپاہی خدمت نہ کرے

حکیمے سخن بر زباں آفریں
جو ایسا دانا ہے کہ زبان میں قوت گویائی پیدا کرنے والا ہے

کریم خطا بخش و پوزش پذیر
جو سخی، خطا معاف کرنیوالا، عذر قبول کرنیوالا ہے

بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت
(بھر) جس در پر گیا کچھ عزت نہ پائی

بدرگاہِ او بر زمینِ نیاز
اس کی بارگاہ میں عاجزی کی زمین پر ہیں

نہ عذر آوراں را براند بجور
نہ معذرت کرنے والوں کو ظلم سے بھگاتا ہے

چو باز آمدی ماجرا در نوشت
جب تو باز آ جائے تو گزشتہ کو معاف کر دیتا ہے

پدر بے گماں خشم گیرد بسے
تو یقیناً باپ بہت ناراض ہو

چو بیگانگانش براند ز پیش
تو اس کو غیروں کی طرح سامنے سے بھگا دے

عزیزش ندارد خداوندگار
تو آقا اس کو پیارا نہ رکھے۔

بفرسنگ بگریزد از وے رفیق
تو دوست اس سے تین میل بھاگے

شود شاہِ لشکر کش از وے بری
تو سپہ سالار بادشاہ اس سے بری ہو جائے

لہ یہ شعر بسم اللہ کے قائم مقام ہے۔ جہاں دار موصوف محذوف کی صفت ہے اگلے شعر میں بھی جس قدر صفات مذکور ہیں وہ بھی اسی محذوف موصوف کی صفات ہیں

۱۰

لہ توبہ کرنے والوں کو اپنے در سے نہیں بھگاتا بلکہ رحم فرماتا ہے۔

لہ انسان انسان کو برائی کا فوراً بدلہ دیتا ہے لیکن خدا گنہگار کو فوری سزا نہیں دیتا ہے۔

ولیکن خداوندِ بالا و پست
لیکن نشیب و فراز کے مالک نے

دو کونش یکے قطرہ در بحرِ علم
دونوں جہان اس کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں

ادیم زمین سفرۂ عام اوست
زمین کی سطح اس کا عام دسترخوان ہے

اگر بر جفا پیشہ بشتافتے
اگر ظالم پر وہ دوڑ لاتا

بری ذاتش از تہمتِ ضد و جنس
اس کی ذات بالمقابل اور ہم جنس کی تہمت سے بری ہے

پرستار امرش ہمہ چیز و کس
ہر چیز اور ہر شخص اس کے حکم کا فرماں بردار ہے

چناں پہن خوانِ کرم گسترد
بخشش کا ایسا چوڑا دسترخوان بچھایا ہے

لطیفِ کرم گسترِ کارساز
ایسا مہربان، کرم کرنانے والا، کام بنانے والا ہے

مر او را رسد کبریا و منی
اُسی ہی کو بڑائی اور خودی کا حق پہنچتا ہے

یکے را بسر بر نہد تاجِ بخت
کسی کے سر پر نصیبے کا تاج رکھتا ہے

کلاہِ سعادت یکے بر سرش
کسی کے سر پر نیک بختی کی ٹوپی اُوڑھاتا ہے

گلستاں کند آتشے بر خلیل
(ابراہیمؑ) خلیل اللہ پر آگ کو گلزار بنا دیتا ہے

گر آنست منشورِ احسانِ اوست
اگر وہ (حضرت ابراہیم کا واقعہ) ہے تو اس کے احسان کا فرمان ہے

پس پردہ بیند عملہائے بد
پردہ کے پیچھے برے کاموں کو دیکھتا ہے

بتہدید اگر بر کشد تیغِ حکم
دھمکانے کے لیے اگر حکم کی تلوار سونتے

وگر در دہد یک صلائے کرم
اور اگر بخشش کا ایک اعلان کردے

بعصیاں درِ رزق بر کس نہ بست
نافرمانی کی وجہ سے کسی پر روزی کا دروازہ بند نہیں کیا

گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم
وہ گناہ دیکھتا ہے اور بردباری سے پردہ پوشی کرتا ہے[1]

چہ دشمن بریں خوانِ یغما چہ دوست
اس عام دسترخوان پر دشمن اور دوست یکساں ہیں

کہ از دستِ قہرش اماں یافتے
تو اس کے غصے کے ہاتھ سے کون پناہ پاتا

غنی ملکش از طاعتِ جن و انس
[3] اس کا ملک جن اور انس کی تابع داری سے بے نیاز ہے

بنی آدم و مرغ و مور و مگس
آدم کی اولاد، پرند، چیونٹی اور مکھی

کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد
کہ سیمرغ[4] کوہ قاف میں روزی کھاتا ہے

کہ دارائے خلقست و دانائے راز
جو مخلوق کا نگہبان اور راز جاننے والا ہے۔

کہ ملکش قدیمست و ذاتش غنی
کیونکہ اس کا ملک قدیم ہے اور اس کی ذات بے نیاز ہے

یکے را بخاک اندر آرد ز تخت
کسی کو تختِ (شاہی) سے اتار کر خاک میں ملا دیتا ہے

گلیمِ شقاوت یکے در برش
کسی کے بدن پر بدبختی کی کملی پہناتا ہے

گروہے بر آتش برد ز آبِ نیل
ایک گروہ کو دریائے نیل کے ذریعہ دوزخ میں پہنچا دیتا ہے

ور اینست توقیع فرمانِ اوست
اگر یہ (فرعون کا واقعہ) ہے تو اس کے غصے کا فرمان ہے

ہمو پردہ پوشد بآلائے خود
وہی اپنی عنایتوں سے پردہ پوشی کرتا ہے

بمانند کروبیاں صُم و بُکم
تو مقرب فرشتے بہرے گونگے ہو جائیں

عزازیل گوید نصیبے برم
تو شیطان بول اٹھے کہ میں بھی حصہ حاصل کروں گا

---

[1] یعنی کسی کا گناہ اس سے پوشیدہ نہیں ہے
[2] اللہ کا نہ کوئی مقابل ہے نہ اس جیسا ہے۔
[3] اگر سب بھی گناہ کریں تو خدا کی خدائی میں کوئی فرق نہیں آ سکتا
[4] ایک فرضی پرندہ ہے گویا اس کے پروں میں تیس پرندوں کے سے رنگ ہیں۔
[5] حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا مگر وہ جنتی ہوئے، فرعون کا لشکر پانی میں سے دوزخ میں گیا۔
[6] مقرب فرشتے کوئی دخل نہیں دے سکتے ہیں۔

بدرگاہِ لُطف و بزرگیش بر
اس کی مہربانی اور بزرگی کی درگاہ میں

فرو ماندگاں را برحمت قریب
عاجزوں کے لیے اپنی رحمت کے اعتبار سے قریب ہے

بر احوالِ نابودہ علمش بصیر
غیر موجود احوال کو اس کا علم دیکھنے والا ہے

بقُدرت نگہدارِ بالا و شیب
قدرت کے ذریعہ آسمان و زمین کا نگہبان ہے

نہ مستغنی از طاعتش پشتِ کس
کسی کی کمر اس کی بندگی سے بے نیاز نہیں

قدیمے نکو کارِ نیکی پسند
قدیم ہے، نیک کام کرنے والا، نیکی پسند کرنے والا ہے

ز مشرق بمغرب مہ و آفتاب
مشرق سے مغرب کو چاند اور سورج کو

زمیں از تب لرزہ آمد ستوہ
جب زمین شدتِ لرزہ سے عاجز آئی

دہد نطفہ را صورتے چوں پری
نطفہ کو پری جیسی صورت عنایت کرتا ہے

نہد لعل و فیروزہ در صُلبِ سنگ
پتھر کی کمر میں لعل اور فیروزہ پیدا فرماتا ہے

ز ابر افگند قطرۂ سوئے یم
ابر سے ایک قطرہ سمندر میں ڈالتا ہے

ازاں قطرہ لولوئے لالا کند
اس قطرے سے چمکدار موتی پیدا فرماتا ہے

برو علمِ یک ذرّہ پوشیدہ نیست
اس پر ایک ذرّہ کا علم بھی چھپا ہوا نہیں ہے

مُہیّا کن روزئے مار و مُور
سانپ اور چیونٹی کی روزی مہیا کرنے والا ہے

بامرش وجود از عدم نقش بست
اسی کے حکم سے عدم سے وجود پیدا ہوا

دگر رہ بکتمِ عدم در برد
پھر عدم[۳] کے پردے میں لے جائے گا

بزرگاں نہادہ بزرگی ز سر
بزرگوں نے اپنے سر سے بزرگی اتار پھینکی ہے

تضرع کناں را بدعوت مجیب
عاجزی کرنے والوں کی دعا قبول کرنیوالا ہے

باسرارِ ناگفتہ لُطفش خبیر
نہ کہے ہوئے رازوں پر اس کی باریک بینی خبردار ہے

خداوندِ دیوانِ روزِ حسیب
حساب کے دن کی کچہری کا مالک ہے

نہ بر حرفِ او جائے انگشت کس
اس کے کسی حرف پر کسی کو انگلی دھرنے کا موقع نہیں

بکلکِ قضا در رحم نقشبند
حکم کے قلم سے رحم میں (بچے کا) نقش بنانے والا ہے

رواں کرد و گُسترد گیتی بر آب
چلایا اور دنیا پانی پر بچھائی

فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ
اس کے دامن پر پہاڑ کی کیل ٹھونک دی

کہ کردست بر آب صورت گری
(خدا کے علاوہ) کس[۲] نے پانی پر نقاشی کی ہے

گلِ لعل در شاخِ پیروزہ رنگ
سرخ پھول سبز رنگ کی شاخ میں لگاتا ہے

ز صلب آورد نطفۂ در شکم
ریڑھ کی ہڈی سے نطفہ شکم (مادر) میں لاتا ہے

وزیں صورتے سروِ بالا کند
اور اس (نطفہ) سے سرو قد صورت بناتا ہے

کہ پیدا و پنہاں بہ نزدش یکیست
اس لیے کہ اس کے یہ کھلا ڈھکا ایک ہے

وگر چند بیدست و پایند و زور
اگرچہ وہ کتنے ہی بے دست و پا اور کمزور ہیں

کہ داند جز او کردن از نیست ہست
اس کے علاوہ کون نیست سے ہست بنانا جانتا ہے

وز آنجا بصحرائے محشر برد
اور وہاں سے قیامت کے میدان میں لیجائے گا

[۱] یعنی اللہ کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

[۲] یہ خدا ہی کی قدرت ہے نطفہ میں شکل و شباہت قائم فرما دیتا ہے۔

[۳] خدا نے انسان کو معدوم سے موجود فرمایا پھر مار کر ناپید فرما دے گا اور پھر حشر میں موجود کر دے گا۔

جہاں متفق بر الٰہیتش
اس کی خدائی پر تمام جہان متفق ہے

بشر ماورائے جلالش نیافت
انسان[1] نے اس کے جلال سے آگے کچھ نہ پایا

نہ بر اوجِ ذاتش پرد مرغِ وہم
اس کی ذات کی بلندی پر وہم کی چڑیا نہیں اڑ سکتی

دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار
اس بھنور (معرفت ذات الٰہی) میں ہزاروں کشتیاں غرق ہوگئیں

چہ شبہا نشستم دریں سیر گم
اس سیر میں میں بہت سی راتیں گم ہوا بیٹھا رہا

محیط ست علمِ ملک بر بسیط
اللہ کا علم کائنات پر احاطہ کیے ہوئے ہے

نہ ادراک در کنہِ ذاتش رسد
علم اس کی ذات کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ہے

تواں در بلاغت بسحباں رسید
فصاحت میں سحبان[2] کے مرتبہ تک پہنچا جا سکتا ہے

کہ خاصاں دریں رہ فرس راندہ اند
کیونکہ خاصانِ خدا نے اس راستے میں گھوڑے دوڑائے ہیں

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑایا جا سکتا ہے

وگر سالکے محرمِ راز گشت
اگر کوئی سالک بھید سے خبردار ہوا

کسے را دریں بزم ساغر دہند
اس محفل میں اس کو جام دیتے ہیں

یکے باز را دیدہ بر دوختہ ست
کسی[4] باز کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں

کسے رہ سوئے گنجِ قاروں نبرد
قارون کے خزانے کا کسی کو راستہ نہ ملا

بمردم دریں موجِ دریائے خوں
میں اس خون کے دریا کی موج میں فنا ہو گیا

اگر طالبی کیں زمیں طے کنم
اگر تو اس کا طالب ہے کہ اس راستے کو طے کرے

فرو ماند در کنہِ ماہیتش
اس کی ماہیت کی حقیقت میں عاجز ہے

بصر منتہائے جمالش نیافت
نگاہ اس کے جمال کی انتہا کو نہ حاصل کر سکی

نہ در ذیلِ وصفش رسد دستِ فہم
نہ اس کی صفت کے دامن تک سمجھ کا ہاتھ پہنچتا ہے

کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار
کہ ایک تختہ بھی کنارے پر نمودار نہ ہوا

کہ دہشت گرفت آستینم کہ قم
اچانک دہشت نے میری آستین پکڑ لی کہ کھڑا ہو جا

قیاس تو بروے نہ گردد محیط
تیرا اندازہ اس کا احاطہ نہیں کر سکتا ہے

نہ فکرت بغورِ صفاتش رسد
نہ غور و فکر اس کی صفات کی گہرائی تک پہنچ سکتا ہے

نہ در کنہِ بے چونِ سبحاں رسید
سبحانِ بے مثال کی حقیقت تک نہیں پہنچا جا سکتا

بلا احصی از تگ فرو ماندہ اند
لا احصی[3] کے مطابق دوڑ سے عاجز رہے ہیں

کہ جاہا سپر باید انداختن
بلکہ بہت سے مواقع پر ڈھال پھینک دینی پڑتی ہے

نہ بندند بروے درِ باز گشت
تو اس کی واپسی کا دروازہ بند کر دیتے ہیں

کہ داروئے بیہوشیش در دہند
جس کو بے ہوشی کی دوا اس میں ملا کر دیتے ہیں

یکے دیدہ ہا باز و پر سوختہ ست
کسی کی آنکھیں کھلی ہیں پر جلے ہوئے ہیں

وگر برد رہ باز بیروں نبرد
اگر راستہ ملا تو پھر واپس نہ لوٹا۔

کزو کس نبردہ ست کشتی بروں
جس سے کوئی اپنی کشتی نکال کر نہ لے جا سکا

نخست اسپِ باز آمدن پے کنم
تو پہلے واپسی کے گھوڑے کے ہاتھ پیر کاٹ ڈال!

[1] یعنی انسان اللہ کی جلالی اور جمالی صفات کو نہیں سمجھ سکا اس کی حقیقت سے عاجز ہے۔
[2] سحبان بن وائل عرب کا مشہور خطیب تھا۔
[3] حدیث شریف میں آیا ہے: لا احصی ثناء علیک یعنی میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا۔
[4] ان اشعار میں ان حالات کی طرف اشارہ ہے جو سالکوں کو پیش آتے ہیں۔

تأمل در آئینۂ دل کنی
دل کے آئینہ میں غور وفکر کر
صفائی بتدریج حاصل کنی
آہستہ آہستہ صفائی حاصل کر

مگر بوئی از عشق مستت کند
شاید عشق کی خوشبو تجھے مست کردے
طلب گارِ عہدِ الستت کند
الست[2] کے اقرار کا تجھے طلبگار بنادے

بہ پائے طلب رہ بدینجا بری
طلب کے پاؤں سے تو یہاں تک راستہ طے کریگا
وزینجا ببالِ محبت پری
اور اس جگہ سے تو محبت کے پروں سے اڑے گا

بدرد یقیں پردہ ہائے خیال
خیال کے پردوں کو یقین چاک کردے گا
نماند سرا پردہ الا جلال
جلال کے علاوہ کوئی پردہ نہ رہے گا

دگر مرکب عقل را پویہ نیست
پھر عقل کی سواری کے لیے کوئی رفتار نہیں ہے
عنانش بگیرد تحیر کہ ایست
حیرت اس کی باگ پکڑے گی کہ کھڑی رہ

دریں بحر جز مردِ داعی نرفت
اس سمندر میں ہدایت کرنیوالے کے سوا کوئی نہیں گیا
گم آں شد کہ دنبالِ راعی نرفت
وہ گم ہوا جو چرواہے کے پیچھے نہ چلا

کسانے کہ زیں راہ برگشتہ اند
جو لوگ اس راستے سے منحرف ہوئے ہیں
برفتند بسیار و سرگشتہ اند
وہ بہت چلے اور بہت پریشان ہوئے ہیں

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
جس نے پیغمبر کے خلاف راستہ اختیار کیا
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
وہ ہرگز منزل کو نہ پہنچے گا

مپندار سعدی کہ راہِ صفا
اے سعدی یہ نہ خیال کر کہ نجات کا راستہ
تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ
آں حضورؐ کے نشانِ قدم کے خلاف بھی چلا جا سکتا ہے

در نعت سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات

سرورِ کائنات کی تعریف میں۔ ان پر بہترین درود نازل ہوں

کریمُ السّجایا جمیلُ الشیم
شریف عادتوں والے، حسین خصلتوں والے
نبیُّ البرایا شفیعُ الاُمم
خلائق کے پیغمبر امتوں کے شفاعت کرنے والے

امامِ رُسُل پیشوائے سبیل
رسولوں کے امام راستے کے پیشوا
امینِ خدا مہبطِ جبرئیل
خدا کے امین جبرئیل کے اترنے کی جگہ

شفیعُ الوریٰ خواجۂ بعث ونشر
مخلوق کے شفیع، قیامت کے سردار
امامُ الہدیٰ صدرِ دیوانِ حشر
ہدایت کے امام قیامت کی کچہری کے صدر

کلیمے کہ چرخِ فلک طورِ اوست
ایسے کلام کرنے والے کہ چرخِ فلک آپؐ کا طور ہے[5]
ہمہ نورہا پرتوِ نورِ اوست
تمام نور انہی کے نور کا سایہ ہیں[6]

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
ایسے یتیم کہ (مکتب میں) قرآن پڑھے بدون
کتب خانہ چند ملت بشست
کتنے مذہبوں کے کتب خانے دھو ڈالے[7]

چو عزمش بر آہیخت شمشیرِ بیم
جب ان کے ارادے نے خوف کی تلوار سونتی
بمعجز میانِ قمر زد دو نیم
معجزہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے[8]

---

[1] سالک کو سب سے پہلے قلب کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔
[2] اللہ نے ازل میں سب روحوں سے دریافت فرمایا تھا (اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے جواب میں (بَلٰی) کیوں نہیں کہا تھا۔ یہ عہدِ الست کہلاتا ہے۔
[3] اس مقام پر پہنچ کر سالک کو عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہوجائے گا
[4] آں حضورؐ کی ذاتِ گرامی مراد ہے۔
[5] حضرت موسیٰ کوہ طور پر اللہ سے ہمکلام ہوئے اور آں حضورؐ آسمانوں پر۔
[6] آنحضورؐ کا ارشاد ہے سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا۔
[7] حضورؐ نے کسی مکتب میں نہیں پڑھا لیکن پہلی سب کتابوں کے ناسخ بنے۔
[8] شق القمر کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے۔

چو صیتش در افواہِ دنیا فتاد
جب آپ کا شہرہ دنیا کی زبانوں پر ہوا
تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد[1]
تو کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا

بلا قامت لات بشکست خُرد
لا[2] کے ذریعہ لات کا قد چھوٹا کر دیا
باعزازِ دیں آبِ عزیٰ برد
دین کو عزت دینے کے ذریعہ عزیٰ کی آبرو ختم کر دی

نہ از لات و عزیٰ بر آورد گرد
نہ صرف لات اور عزیٰ کی دھول اڑائی
کہ توریت و انجیل منسوخ کرد
بلکہ توریت اور انجیل کو منسوخ کر دیا

شبے بر نشست از فلک بر گذشت
ایک[3] شب کو سوار ہوئے تو آسمان سے گذر گئے
بتمکین و جاہ از ملک در گذشت
عزت اور مرتبے میں فرشتے سے آگے نکل گئے

چناں گرم در تیہِ قربت براند
نزدیکی کے میدان میں ایسا تیز دوڑایا
کہ در سدرہ[4] جبریل ازو باز ماند
کہ سدرۃ المنتہیٰ پر جبریل آپ سے پیچھے رہ گئے

بدو گفت سالارِ بیت الحرام
کعبہ کے سردار نے اس سے کہا
کہ اے حاملِ وحی برتر خرام
کہ اے وحی کے حامل آگے بڑھو

چو در دوستی مخلصم یافتی
دوستی میں آپ نے جب مجھے مخلص پایا
عنانم ز صحبت چرا تافتی
تو میری صحبت سے کیوں باگ موڑی

بگفتا فراتر مجالم نماند
اس نے کہا آگے جانے کی مجھ میں طاقت نہیں رہی
بماندم کہ نیروئے بالم نماند
میں تھک گیا اس لیے کہ میرے بازو میں طاقت نہیں رہی

اگر یک سرِ موئے برتر پرم
اگر ایک بال برابر بھی اوپر اڑوں گا
فروغِ تجلی بسوزد پرم
تو تجلی کی روشنی میرے پر جلا دے گی

نماند بعصیاں کسے در گرو
گناہ کی بدولت کوئی شخص گرفتار نہ رہیگا
کہ دارد چنیں سیدِ پیش رو
جو ایسا سردار پیشرو رکھے گا

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
میں آپ کی پسندیدہ تعریف کیا کروں
علیک السلام اے نبی الوریٰ
اے مخلوق کے نبی آپ پر سلام ہو

درودِ ملک بر روانِ تو باد
خدا کا درود آپ کی روح پر نازل ہو
بر اصحاب و بر پیروانِ تو باد
آپ کے ساتھیوں اور پیروؤں پر نازل ہو

نخستیں ابوبکر پیرِ مُرید
سب سے پہلے بوڑھے ابوبکر مرید ہیں
عمر پنجہ بر پیچ دیوِ مرید
عمر سرکش دیو کے پنجے پھیرنے والے ہیں

خردمند عثمان شب زندہ دار
عثمان عقلمند، شب بیدار
چہارم علی شاہِ دُلدُل[5] سوار
چوتھے علی ہیں جو دلدل سوار بادشاہ ہیں

خدایا بحق بنی فاطمہ
اے خدا فاطمہ کی اولاد کے طفیل
کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ[6]
ایمان کے قول پر میرا خاتمہ کر

اگر دعوتم رد کنی ور قبول
خواہ تو میری دعا رد کرے یا قبول فرمائے
من و دست و دامانِ آلِ رسول
میں ہوں اور میرا ہاتھ اور آلِ رسول کا دامن

۱۔ آں حضور کی پیدائش کے دن کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے تھے۔
۲۔ لات سے لا الٰہ کی طرف اشارہ ہے جس میں تمام بتوں کی خدائی کا انکار ہے۔ لات اور عزیٰ مکہ کے مشہور بت تھے۔
۳۔ معراج کی طرف اشارہ ہے۔
۴۔ بیری کا ایک درخت ہے جو فرشتوں کی پہنچ کی آخری حد ہے
۵۔ دلدل وہ مشہور خچر ہے جو آنحضور نے حضرت علی کو عنایت فرمایا تھا۔
۶۔ حدیث میں ہے کہ جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا، جنتی ہے (مشکوٰۃ)

۱۰

چہ کم گردد اے صدرِ فرخندہ پے
اے مبارک قدم صدر کیا کم ہو گا
ز قدرِ رفیعت بدرگاہِ حی
آپ کا بلند مرتبہ حی (قیوم) کی بارگاہ میں

کہ باشند مشتے گدایانِ خیل
کہ مٹھی بھر فرماں بردار فقراء
بمہمانِ دار السلامت طفیل
بہشت کی مہمانی میں آپ کے طفیلی بن جائیں

ق

خدایت ثنا گفت و تبجیل کرد
آپ کی خدا نے تعریف اور تعظیم فرمائی ہے
زمیں بوسِ قدرِ تو جبریل کرد
جبریل کو آپ کے مرتبہ کی زمین کا بوسہ دینے والا بنایا

بلند آسماں پیشِ قدرت خجل
آپ کے رتبہ کے سامنے بلند آسمان شرمندہ ہے
تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل
آپ پیدا ہو چکے تھے اور آدم ابھی مٹی اور پانی میں تھے

تو اصلِ وجود آمدی از نخست[1]
آپ شروع ہی سے وجود کی اصل ہیں
دگر ہر چہ موجود شد فرعِ تست
دوسری چیز جو بھی موجود ہوئی وہ آپ کی فرع ہے

ندانم کدامیں سخن گویمت
میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کی تعریف میں کیا کہوں
کہ والاتری زانچہ من گویمت
اس لیے کہ میں جو کچھ بھی کہوں آپ اس سے بالاتر ہیں

ترا عز لولاک[2] تمکیں بس است
آپ کو لولاک کی عزت کافی ہے
ثنائے تو طٰہٰ و یٰس بس است
آپ کی تعریف طٰہٰ اور یٰس کافی ہے

چہ وصفت کند سعدی نا تمام
ناقص سعدی آپ کی کیا تعریف کرے
علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام
اے نبی آپ پر درود اور سلام ہو

[1] حدیث میں ہے سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا۔

[2] ایک حدیث قدسی ہے لولاک لما خلقت الافلاک اگر تو نہ ہوتا تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا۔

سببِ نظمِ کتاب

کتاب کے نظم کرنے کا سبب

در اقصائے عالم بگشتم بسے
میں عالم کے اطراف میں بہت گھوما
بسر بردم ایام با ہر کسے
ہر طرح کے آدمی کے ساتھ میں نے زمانہ گذارا

تمتع ز ہر گوشۂ یافتم
میں نے ہر گوشہ سے فائدہ اٹھایا
ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم
میں نے ہر انبار سے خوشہ چنا

چو پاکان شیراز خاکی نہاد
شیراز کے منکسر مزاج پاک طینتوں جیسے
ندیدم کہ رحمت براں خاک باد
میں نے نہ دیکھے، اس سرزمین پر خدا کی رحمت ہو

تولائے مردانِ ایں پاک بوم
اس پاک سرزمین کے بزرگوں کی دوستی نے
برانگیختم خاطر از شام و روم
شام اور روم سے میری طبیعت اچاٹ کر دی

دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں
مجھے برا معلوم ہوا ان باغوں سے
تہیدست رفتن سوئے دوستاں
دوستوں کی طرف خالی ہاتھ جانا

بدل گفتم از مصر قند آورند
میں نے دل میں سوچا لوگ مصر سے قند لاتے ہیں
بر دوستاں ارمغانے برند
دوستوں کے پاس بطور تحفہ لے جاتے ہیں

مرا گر تہی بود ازاں قند دست
اگر اس قند سے میرا ہاتھ خالی ہے
سخنہائے شیریں تر از قند ہست
تو باتیں قند سے بھی زیادہ شیریں موجود ہیں

نہ قندے کہ مردم بصورت خورند
نہ ایسی قند جو لوگ بظاہر کھائیں
چو ایں کاخ دولت بپرداختم
جب دولت کے اس محل میں میں مصروف ہوا
یکے باب عدلست و تدبیر ورائے
ایک باب انصاف اور تدبیر ورائے کا ہے
دوم باب احساں نہادم اساس
دوسرے احسان کے باب کی میں نے بنیاد رکھی
سوم باب عشقست و مستی و شور
تیسرا عشق، مستی اور شور کا باب ہے
چہارم تواضع رضا پنجمیں
چوتھا تواضع کا، پانچواں رضا کا
ہفتم درازعالم تربیت
ساتواں باب عالم تربیت کا ہے
نہم راہ توبہ است وراہ صواب
نواں صواب اور توبہ کے راستے کا ہے
بروز ہمایون و سال سعید
مبارک دن اور نیک سال میں
ز شش صد فزوں بود پنجاہ وپنج
چھٹی صدی پر پچپن کا اضافہ تھا
الا اے خردمند فرخندہ خوی
سن، اے مبارک عادت عقل مند
قبا گر حریرست وگر پرنیاں
قبا خواہ حریر کی ہو یا پرنیان کی ہو
تو گر پرنیانی بایذا مکوش
تو اگر پرنیان پہننے والا ہے تو بھی ایذا رسانی کی کوشش نہ کر
ننازم بسرمایۂ فضل خویش
اپنی بزرگی کے سرمایہ پر مجھے ناز نہیں ہے
شنیدم کہ در روز امید و بیم
میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن
تو نیز ار بدے بینیم در سخن
تو بھی اگر میرے کلام میں خرابی دیکھے

کہ ارباب معنی بکاغذ برند
بلکہ اصحاب باطن کاغذ میں لے جائیں
بر وده در از تربیت ساختم
تو اس میں تربیت کے دس دروازے قائم کیے
نگہبانی خلق و ترس خدائے
مخلوق کی نگہبانی اور خدا کے خوف کا ہے
کہ محسن کند فضل حق را سپاس
کیونکہ احسان کرنیوالا خدا کے احسان کی شکرگزاری کرتا ہے
نہ عشقے کہ بندند برخود بزور
وہ عشق نہیں جو اپنے اوپر خواہ مخواہ طاری کریں
ششم ذکر مرد قناعت گزیں
چھٹا قناعت اختیار کرنیوالے انسان کے ذکر کا
بہشتم در از شکر بر عافیت
آٹھواں عافیت پر شکر کا ہے
دہم در مناجات وختم کتاب
دسواں دعا اور کتاب کے خاتمہ کا ہے
بتاریخ فرخ میان دو عید
بابرکت تاریخ میں دو عیدوں کے درمیان
کہ پر دُر شد ایں نامبردار گنج
کہ یہ مشہور خزانہ موتیوں سے پُر ہوا
ہنرمند نشنیدہ ام عیب جوی
میں نے کسی ہنرمند کو عیب جو نہیں سنا
بنا چار حشوش بود درمیاں
لامحالہ اس میں بھراؤ ہوگا۔
کرم کار فرما و حشوم بپوش
کرم کر اور میرا بھراؤ چھپا
بدریوزہ آوردہ ام دست پیش
بھیک کیلئے ہاتھ میں نے بڑھایا ہے
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم
اللہ تعالیٰ نیکوں کے ساتھ بدوں کو بھی بخشے گا
بخلق جہاں آفریں کار کن
تو جہان کے پیدا کرنے والے کے اخلاق سے کام لے

۱۔ یعنی شیریں نصیحتیں جو کتابوں میں لکھی جائیں۔
۲۔ بوستان کے دس باب ہیں
۳۔ بوستان ذیقعدہ ۶۵۵ھ میں مکمل ہوئی

۱۰

چو بیتے پسند آیدت از ہزار
اگر ہزار میں ایک شعر بھی تجھے پسند آجائے
ہمانا کہ در پارس انشاء من
یقیناً فارس میں میری انشاء پردازی
چو بانگِ دُہل ہولم از دور بود
ڈھول کی آواز کی طرح میرا شہرہ دور سے تھا
گل آورد سعدی سوئے بوستاں
سعدی باغ کی جانب پھول لیکر چلا ہے
چو خرما بشیرینی اندودہ پوست
چھوارے کی طرح چھلکا شیرینی سے بھرا ہے

بمردی کہ دست از تعنّت بدار
تجھے اپنی جوانمردی کی قسم عیب جوئی سے ہاتھ اٹھالے
چو مشک ست بے قیمت اندر ختن
اسی طرح بے قدر و قیمت ہے جیسے ملک ختن میں مشک
بعینہ درم عیب مستور بود
گٹھڑی میں میرا عیب چھپا ہوا تھا
بشوخی و فلفل بہندوستاں
بے باکی سے اور مرچ ہندوستان کی طرف
چو بازش کنی استخوانے دروست
جب تو اسے چھیلے تو اس میں گٹھلی ہے

ذکرِ محامدِ اتابک ابوبکر بن سعد زنگی طاب ثراہ

سعد زنگی کے بیٹے اتابک ابوبکر کی تعریفوں کا ذکر۔ خدا سعد کی قبر پاکیزہ کرے

مرا طبع زیں نوع خواہاں نبود
میری طبیعت اس طرح کی خواہشمند نہ تھی
ولے نظم کردم بنامِ فلاں
لیکن فلانے کے نام سے میں نے نظم کہی ہے
کہ سعدی کہ گوئے بلاغت ربود
کہ سعدی جو بلاغت کی گیند (جیت) لے گیا
سزد گر بدورش بنازم چناں
مناسب ہے اگر میں اس کے زمانے پر ناز کروں
جہاں دارِ دیں پرورِ داد گر
دنیا کا نگہبان، دین پرور، منصف
سرِ سرفرازان و تاجِ مہاں
جو سربلندوں کا سردار اور بڑوں کا تاج ہے
گر از فتنہ آید کسے در پناہ
اگر کوئی فتنہ سے پناہ چاہے
فطوبیٰ لباب کبیت العتیق
خوش خبری ہے ایسے دروازے کو جو خانہ کعبہ کی طرح ہے
ندیدم چنیں گنج و ملک و سریر
میں نے ایسا خزانہ ملک اور تخت نہیں دیکھا

سر مدحتِ پادشاہاں نبود
بادشاہوں کی تعریف کرنے کا خیال نہ تھا
مگر باز گویند صاحبدلاں
شاید صاحبدل لوگ میرے بعد کہیں
در ایامِ بوبکر بن سعد بود
ابوبکر ابن سعد کے زمانے میں تھا
کہ سیّد بدورانِ نوشیں رواں
جیسے آں حضرت نے نوشیرواں کے زمانے پر فخر کیا ہے
نیاید چو بوبکر بعد از عمر
(حضرت) عمر کے بعد ابوبکر کی طرح کوئی نہ پیدا ہوا
بدورانِ عدلش بنازاے جہاں
اے دنیا تو اس کے انصاف کے زمانے پر ناز کر
ندارد جز ایں کشور آرام گاہ
تو اس ملک کے سوا اس کو آرام کی جگہ نہ ملے گی
حوالیہ من کل فج عمیق
اس کے گرد دور دراز راستے سے (لوگ آتے ہیں)
کہ وقف ست بر طفل و درویش و پیر
جو بچے اور فقیر اور بوڑھے پر وقف ہو

۱؎ ختن میں کثرت سے مشک پایا جاتا ہے۔
۲؎ اتابک ادب آموز کو کہتے ہیں۔ سعد بن زنگی سلطان سنجر کا ادب آموز تھا۔
۳؎ یعنی ابوبکر بن
۴؎ یعنی ابوبکر ابن سعد
۵؎ حوالی مفرد ہے بمعنی جانب

نیاید برش دردناک غمے
اس کے پاس کوئی غم کا مارا نہ آیا
کہ ننہاد بر خاطرش مرہمے
کہ اس نے اس کے دل پر مرہم نہ رکھا ہو

طلب گارِ خیر ست و امیدوار
بھلائی کا طلب گار اور امیدوار ہے
خدایا امیدیکہ دارد بر آر
اے خدا اس کی جو امید ہے پوری فرما دے

کلہ گوشہ بر آسمانِ بریں
اس کی ٹوپی کا کنارہ بلند آسمان پر ہے
ہنوز از تواضع سرش بر زمیں
پھر بھی تواضع سے اس کا سر زمین پر ہے

ز گردن فرازاں تواضع نکوست
بڑوں کی جانب سے انکساری خوب ہے
گدا گر تواضع کند خوئے اوست
فقیر اگر تواضع کرے تو یہ اس کی عادت ہے

اگر زیر دستے بیفتد چہ خاست
اگر کمزور عاجزی کرے تو کیسا ہوا
زبردستِ افتادہ مردِ خداست
زبردست، انکساری کرنیوالا مردِ خدا ہے

نہ ذکرِ جمیلش نہاں می رود
اس کا ذکرِ خیر پوشیدہ نہیں رہتا
کہ صیتِ کرم در جہاں می رود
بلکہ اس کی شرافت کا شہرہ زمانہ میں پہنچتا ہے

چنوئے خردمند فرخ نہاد
اے عقلمند، مبارک سرشت
ندارد جہاں تا جہانست یاد
زمانے کو یاد نہیں جب سے بھی زمانہ ہے

نہ بینی در ایامِ او رنجہ
اس کے زمانہ میں تو کسی ایسے رنجیدہ کو نہ دیکھے گا
کہ نالد ز بیداد سرپنجہ
جو کسی ظالم کے ظلم سے نالاں ہو

کس ایں رسم و ترتیب و آئیں ندید
یہ رسم اور آراستگی اور ترتیب کسی نے نہ دیکھی
فریدوں باآں شکوہ ایں ندید
باوجود اس دبدبہ کے فریدوں[10] نے بھی نہ دیکھی

ازاں پیش حق پایگاہش قویست
حضرت حق کے سامنے اسی وجہ سے اس کا مرتبہ بلند ہے
کہ دستِ ضعیفاں بجاہش قویست
کہ اس کے مرتبہ کی وجہ سے کمزوروں کا ہاتھ مضبوط ہے

چناں سایہ گسترد بر عالمے
وہ دنیا پر اس طرح سایہ کیے ہوئے ہے
کہ زالے نیندیشد از رستمے
کہ کوئی بڑھیا بھی کسی رستم سے نہیں ڈرتی ہے

ہمہ وقت مردم ز جورِ زماں
ہمیشہ انسان زمانے کے ظلم سے
بنالند و از گردشِ آسماں
نالاں رہے اور آسمان کی گردش سے

در ایامِ عدلِ تو اے شہریار
اے بادشاہ تیرے انصاف کے زمانہ میں
ندارد شکایت کس از روزگار
کسی کو زمانہ کی شکایت نہ رہی

بعہدِ تو می بینم آرام خلق
تیرے زمانہ میں تو دنیا آرام سے ہے
پس از تو ندانم سر انجام خلق
مجھے تیرے بعد مخلوق کا انجام معلوم نہیں

ہم از بختِ فرخندہ فرجام تست
تیرے مبارک انجام نصیبہ کی ہی وجہ ہے
کہ تاریخ سعدی در ایامِ تست
کہ سعدی کا زمانہ تیرے دور میں ہے

کہ تا بر فلک ماہ و خورشید ہست
اس لیے کہ جب تک کہ آسمان پر چاند اور سورج ہے
دریں دفتر ذکرِ جاوید ہست
اس کتاب میں تیرا ہمیشہ قائم رہنے والا تذکرہ ہے

۱۰

[10] فریدوں۔ کیانی مشہور بادشاہ تھا جس نے ضحاک سے سلطنت حاصل کی تھی۔

ملوک ار نکو نامی اندوختند
اگر بادشاہوں نے نیک نامی جمع کی

تو در سیرتِ پادشاہیِ خویش
تو اپنی بادشاہی کے طور وطریق میں

سکندر بدیوارِ روئین و سنگ
سکندر نے کانسی اور پتھر کی دیوار کے ذریعہ

ترا سدِ[2] یاجوج کفر از زر ست
کفر کے یاجوج کیلئے تیری سونے کی دیوار ہے

زباں آورے کاندریں امن و داد
جو زبان داں اس امن وانصاف کے زمانہ میں

زہے بحرِ بخشایش و کانِ جود
کیا ہی خوب، عطا کا سمندر اور بخشش کی کان

بروں بینم اوصافِ شہ از حساب
بادشاہ کے اوصاف حساب سے زیادہ ہیں

گر آں جملہ را سعدی املا کند
اگر سعدی ان سب کو لکھائے

فرو ماندم از شکر چندیں کرم
اس قدر کرم کے شکر سے میں عاجز ہوں

جہانت بکام و فلک یار باد
زمانہ تیرے مقصد کے مطابق اور آسمان یار ہے

بلند اخترت عالم افروختہ
دنیا تیرے بلند ستارے کو روشن رکھے

غم از گردشِ روزگارت مباد
خدا کرے زمانہ کی گردش کی تجھے فکر نہ ہو

کہ بر خاطرِ پادشاہاں ہمے
اس لیے کہ بادشاہوں کی طبیعت کا ذرا سا غم[3]

دل و کشورت جمع و معمور باد
تیرا دل اور ملک جمع اور آباد ہو

تنت باد پیوستہ چوں دیں درست
تیرا جسم دین کی طرح ہمیشہ درست رہے

درونت بتائیدِ حق شاد باد
تیرا باطن اللہ کی تائید سے خوش رہے

ز پیشینگاں سیرت آموختند
تو اگلوں سے طور طریقے سیکھے

سبق بردی از پادشاہانِ پیش
اگلے بادشاہوں سے بازی لے گیا

بکرد از جہاں راہِ یاجوج تنگ
دنیا میں یاجوج کا راستہ تنگ کر دیا

نہ روئیں چو دیوارِ اسکندر ست
سکندر کی دیوار کی طرح کانسی کی دیوار نہیں ہے

سپاست نگوید زبانش مباد
تیرا شکریہ ادا نہ کرے اس کی زبان نہ رہے

کہ مستظہرند از وجودت وجود
کہ تیرے وجود سے وجود (انسانی) قوت حاصل کرتا ہے

نگنجد دریں تنگ میداں کتاب
کتاب کے اس تنگ میدان میں نہیں سماتے

مگر دفترے دیگر انشا کند
تو اس کو ایک دوسرا ہی دفتر لکھانا پڑے

ہماں بہ کہ دستِ دعا گسترم
بس یہی بہتر ہے کہ دعا کا ہاتھ اٹھاؤں

جہاں آفرینت نگہدار باد
خدا تیرا نگہبان رہے

زوال اخترِ دشمنت سوختہ
زوال تیرے دشمن کے ستارے کو جلا دے

وز اندیشہ بر دل غبارت مباد
اور کسی فکر کا تیرے دل پر غبار نہ رہے

پریشاں کند خاطرِ عالمے
ایک جہان کے دل کو پریشان کر دیتا ہے

ز ملکت پراگندگی دور باد
تیرے ملک سے پراگندگی دور رہے

بد اندیش را دل چو تدبیر سست
تیرے دشمن کا دل اس کی تدبیر کی طرح سست ہے

دل و دین و اقلیمت آباد باد
تیرا دل اور دین اور ملک ہمیشہ آباد رہے

[1] یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد ہے جو شمالی ممالک کے کوہستانی علاقے میں آباد تھی۔ یہ قوم میدانی علاقوں کو تاراج کرتی رہتی تھی سکندر ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک آہنی دیوار تعمیر کرکے ان کا راستہ بند کر دیا تھا

[2] شیراز کا اتابک خاندان چنگیزیوں کا باج گذار تھا۔ تو گویا روپیہ خرچ کرکے انھوں نے اپنے ملک کو کافروں سے بچا رکھا ہے۔

[3] ہم کا میم مشدد ہے لیکن فارسی میں عربی مشدد حروف کو بغیر تشدید کے استعمال کر لیتے ہیں

جہاں آفریں بر تو رحمت کناد
جہان کا پیدا کرنے والا تیرے اوپر رحمت نازل کرے
دگر ہرچہ گویم فسانست و باد
اس کے علاوہ میں جو کچھ کہوں وہ ایک قصہ کہانی ہے

ہمینت بس از کردگارِ مجید
خدائے بزرگ کی جانب سے تیرے لیے یہی کافی ہے
کہ توفیقِ خیرت بود بر مزید
کہ تجھے خیر کی توفیق زیادہ ہوتی رہے

نرفت از جہاں سعدِ زنگی بدرد
سعد زنگی دنیا سے غم لیکر نہ گیا
کہ چوں تو خلف نام بردار کرد
جبکہ تجھ جیسا نام آور خلیفہ بنا کر گیا

عجب نیست ایں فرع زاں اصل پاک
کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ یہ شاخ اس پاک اصل کی ہے
کہ جانش بَاوجست و جسمش بخاک
جس کی روح بلندی پر ہے اور جسم خاک میں ہے

خدایا باں تربتِ نامدار
اے خدا! اس مشہور قبر پر
بفضلت کہ بارانِ رحمت ببار
تجھے اپنی بزرگی کی قسم تو رحمت کی بارش برسا

گراز سعد زنگی مثل ماند و یاد
اگر سعد زنگی کی ایک مثال اور یاد باقی ہے
فلک یاورِ سعدِ بوبکر باد
تو خدا کرے آسمان ابوبکر کے بیٹے سعد کا مددگار رہے

در مدح شاہزادۂ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد گوید

شاہزادۂ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد کی تعریف میں کہتا ہے

۱۰

جوانِ جواں بخت روشن ضمیر
جواں بخت اور روشن ضمیر جوان
بدولت جوان و بتدبیر پیر
حکومت میں جوان اور تدبیر میں بوڑھا

بدانش بزرگ و بہمت بلند
عقل میں بڑا، ہمت کے اعتبار سے بلند
بباز و دلیر و بدل ہوشمند
بازو کے اعتبار سے دلیر دل کے اعتبار سے ہوشمند

زہے دولت مادرِ روزگار
زمانہ کی ماں کا اقبال کیا خوب ہے
کہ رودے چنیں پرورد در کنار
کہ جو ایسا لڑکا گود میں پالے

بدستِ کرم آبِ دریا ببرد
جس نے دست کرم سے دریا کی آبرو ختم کردی
برفعت محل ثریا ببرد
جس نے بلندی سے ثریا کا مقام ختم کردیا

زہے چشم دولت بروئے تو باز
کیا ہی خوش نصیبی ہے کہ تمام بلند گردن
ہمہ شہریارانِ گردن فراز
بادشاہوں کی نگاہیں تیرے چہرے پر لگی ہیں

صدف را کہ بینی ز دُردانہ پُر
جس سیپی کو تو موتیوں سے بھرا دیکھے
نہ آں قدر دارد کہ یک دانہ دُر
اس کی وہ قیمت نہیں ہے جو یکتا موتی کی ہے

تو آں دُرِّ مکنونِ یک دانۂ
تو وہ چھپا ہوا دُر یکتا ہے
کہ پیرایۂ سلطنت خانۂ
کہ جو بادشاہت کے گھر کی زینت ہے

نگہدار یارب بچشم خودش
اے پروردگار اپنی آنکھوں کے سامنے اس کو محفوظ رکھ!
بپرہیز از آسیب چشم بدش
اس کو بد نگاہ کی گزند سے بچا!

[1] شاخ سے مراد ابوبکر اور اصل پاک سے مراد سعد زنگی ہے۔

[2] یہ مشکل شعر ہے ہماری رائے میں مصرع ثانی میں سعد ابوبکر میں یا تو اضافت مقلوبی ہے ورنہ سعد کے لغوی معنی مراد ہیں اس لیے کہ اس قصیدہ میں سعد بن ابی بکر کا ذکر بے محل ہے جبکہ اس کی تعریف کے لیے آئندہ قصیدہ مذکور ہے۔

[3] بعض نسخوں میں ہمہ شہریاران کی بجائے سرشہریاراں ہے تو اب مصرع اول کا ترجمہ اس طرح کیا جائے تیری شان کس قدر بڑی ہے کہ حکومت کی نگاہ تیرے چہرے پر لگی ہے اور مصرع ثانی کی تقدیر عبارت اس طرح کرنی ہوگی تو بہ سرشہریاران گردن فراز بردر تو یعنی تیری شان کس قدر بڑی ہے کہ متکبر بادشاہوں کا سر تیری چوکھٹ پر ہے۔

[4] یعنی دوسرے بادشاہوں کے بہت سے شہزادے ہیں اور تو اپنے باپ کا اکلوتا ہے۔

خدایا در آفاق نامی کنش
اے خدا اس کو زمانہ میں مشہور کر

بتوفیقِ طاعت گرامی کنش
اسکو اطاعت کی توفیق کے ذریعہ باعزت کر

مقیمش در انصاف وتقویٰ بدار
انصاف اور پرہیزگاری پر اس کو قائم رکھ

مرادش بدنیا وعقبیٰ برار
اس کی دنیا اور آخرت کی مرادیں پوری کر

غم از دشمنِ ناپسندت مباد
تجھ کو ناپسند دشمن کا غم نہ ہو

ز دورانِ گیتی گزندت مباد
دنیا کے چکر سے تجھ کو تکلیف نہ ہو

بہشتی درخت آورد چوں تو بار
جنت کا درخت تجھ جیسا پھل دیتا ہے

پسر نامجوی و پدر نامدار
لڑکا نیک نامی کا طالب اور باپ نیک نام

ازاں خانداں خیر بیگانہ داں
اُس خاندان سے خیر کو بیگانہ سمجھ

کہ باشند بدگوئے ایں خانداں
جو اس خاندان کو برا کہنے والے ہوں

زہے دین و دانش زہے عدل و داد
کیا خوب دین اور عقل ہے کیا خوب عدل اور انصاف ہے

زہے ملک و دولت کہ پایندہ باد
کیا خوب ملک اور دولت ہے جو خدا کرے ہمیشہ رہے

بابِ اوّل در عدل و رای و تدبیر جہانداری

پہلا باب انصاف اور جہاں داری کی تدبیر اور رائے کے بیان میں

نگنجد کرمہائے حق در قیاس
اللہ کے کرم قیاس میں نہیں سماتے ہیں

چہ خدمت گزارد زبانِ سپاس
شکر کی زبان کیا خدمت کرے

ق

خدایا تو ایں شاہِ درویش دوست
اے خدا تو اس فقیر دوست بادشاہ کو

کہ آسایشِ خلق در ظلِّ اوست
جس کے سایہ میں مخلوق کی راحت ہے۔

بسے بر سرِ خلق پایندہ دار
عرصہ دراز تک مخلوق کے سر پر قائم رکھ

بتوفیقِ طاعت دلش زندہ دار
اطاعت کی توفیق سے اس کے دل کو زندہ رکھ

برومند دار از درختِ امید
امید کے درخت سے اس کو مستفید فرما

سرش سبز و رویش برحمت سفید
رحمت سے اس کا سر سبز اور چہرہ بارونق بنا

براہِ تکلف مرو سعدیا
اے سعدی تکلف کا راستہ نہ چل

اگر صدق داری بیار و بیا
اگر سچائی رکھتا ہے تو لا اور آ

تو منزل شناسی و شہ راہ رو
تو منزل کا پہچاننے والا اور بادشاہ راستہ چلنے والا ہے

تو حق گوی و خسرو حقائق شنو
تو حق کہنے والا اور بادشاہ حقیقتیں سننے والا ہے

چہ حاجت کہ نُہ کرسی آسماں
تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے کہ آسمان کی نو کرسیوں کو

نہی زیرِ پائے قزل ارسلاں[1]
قزل ارسلاں کے پیر کے نیچے رکھے

مگو پائے عزت بر افلاک نہ[2]
یہ نہ کہہ کہ عزت کا پیر آسمانوں پر رکھ!

بگو روئے اخلاص بر خاک نہ
یہ کہہ کہ اخلاص کا چہرہ خاک پر رکھ!

[1] یعنی جس طرح ظہیر فاریابی نے قزل ارسلان کی تعریف میں مبالغے کیے ہیں اس کی ضرورت نہیں ہے

[2] آسمان پر پیر رکھنا یعنی فخر و غرور کرنا۔ اخلاص کا چہرہ خاک پر رکھنا یعنی انکساری کرنا۔

بطاعت بنه چهره بر آستاں
خدا کی چوکھٹ پر فرماں برداری سے چہرہ رکھ
کہ اینست سر جادۂ راستاں
اس لیے کہ سچوں کا راستہ یہی ہے۔

اگر بندۂ سر بریں در بنه
اگر تو بندہ ہے تو اس دروازہ پر سر رکھ
کلاہِ خداوندی از سر بنه
خداوندی کی ٹوپی سر سے اتار پھینک

چو طاعت کنی لبس شاہی مپوش
جب[1] عبادت کرے تو شاہی لباس نہ پہن!
چو درویشِ مخلص بر آور خروش
سچے فقیر کی طرح نالہ اور فریاد کر

کہ پروردگارا تو نگر توئی
کہ اے خدا مالدار تو ہی ہے
توانا و درویش پرور توئی
زبردست اور فقیر کا پالنے والا تو ہی ہے

نہ کشور خدایم نہ فرماں دہم
نہ میں ملک کا بادشاہ ہوں نہ حکم چلانے والا ہوں
یکے از گدایانِ ایں درگہم
اس در کے فقیروں میں سے ایک ہوں

چہ برخیزد از دست و کردارِ من
میرے ہاتھ اور عمل سے کیا بنتا ہے
مگر دستِ لطفت شود یارِ من
ہاں اگر تیری مہربانی کا ہاتھ میرا مددگار ہو

تو بر خیر و نیکی دہم دسترس
تو مجھے نیکی اور بھلائی پر قابو عطا فرما
وگرنہ چہ خیر آید از من بکس
ورنہ مجھ سے کسی کے ساتھ کیا بھلائی ہو سکتی ہے

دعا کن بشب چوں گدایاں بسوز
رات کو فقراء کی طرح سوز سے دعا کر
اگر می کنی پادشاہی بروز
اگر دن میں بادشاہی کرنا چاہتا ہے

کمر بستہ گردن کشاں بر درت
تیرے دروازہ پر مغرور کمر بستہ ہیں
تو بر آستانِ عبادت سرت
تو تیرا سر عبادت کی چوکھٹ پر ہو

زہے بندگاں را خداوندگار
بندوں کے لیے وہی بادشاہ خوب ہے
خداوند را بندۂ حق گزار
جو اللہ کا حق ادا کرنے والا بندہ ہو

[1] یعنی عبادت میں غرور نہیں انکسار ہی چاہیے۔

[2] رودبار گیلان اور قزوین کے درمیان لب دریا ایک مشہور شہر ہے

۱۰

حکایت

قصہ

یکے دیدم از عرصۂ رودبار[2]
میں نے ایک شخص کو رودبار کے میدان سے
کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار
دیکھا کہ میرے سامنے چیتے پر سوار ہو کر آیا

چناں ہول از اں حال بر من نشست
اس حال کی وجہ سے میرے دل پر ایسی ہول طاری ہوئی
کہ ترسیدنم پائے رفتن ببست
کہ خوف نے میرے چلنے کے پیر باندھ دیے

تبسم کناں دست بر لب گرفت
اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہونٹوں پر رکھا
کہ سعدی مدار ایں چہ دیدی شگفت
کہ اے سعدی جو کچھ تو نے دیکھا اس پر تعجب کر

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
تو بھی خدا کے حکم سے گردن نہ موڑ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ
تو تیرے حکم سے کوئی گردن نہ موڑے گا

چو خسرو بفرمانِ داور بود
جب بادشاہ خدا کے حکم کے مطابق ہوتا ہے
خدایش نگہبان و یاور بود
تو خدا اس کا نگہبان اور مددگار رہتا ہے

محالست چوں دوست دارد ترا
جب خدا تجھے دوست رکھے تو ناممکن ہے
کہ در دستِ دشمن گزارد ترا
کہ تجھے دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ دے

رہ اینست رو از طریقت متاب
راستہ یہی ہے اس سے منہ نہ موڑ
بنہ گام و کامیکہ خواہی بیاب
قدم دھر اور جو مقصد چاہے حاصل کر

نصیحت کسے سودمند آیدش
نصیحت اسی کو مفید ہوگی
کہ گفتارِ سعدی پسند آیدش
جس کو سعدی کا کلام پسند آئے

پند دادن کسریٰ ہرمز را

کسریٰ[1] کا ہرمز کو نصیحت کرنا

شنیدم کہ در وقتِ نزعِ رواں
میں نے سنا ہے کہ نزع کے وقت
بہرمز چنیں گفت نوشیں رواں
نوشیرواں نے ہرمز سے یہ کہا

کہ خاطر نگہدار درویش باش
کہ فقیر کے دل کا نگہبان رہنا
نہ در بندِ آسایشِ خویش باش
اپنے آرام کی فکر میں نہ پڑنا

نیاساید اندر دیارِ تو کس
تیرے ملک میں کسی کو آرام نہ ملے گا
چو آسایشِ خویش خواہی و بس
اگر تو صرف اپنا ہی آرام چاہے گا

نیاید بنزدیکِ دانا پسند
کسی عقلمند کو یہ بات پسند نہ آئے گی
شباں خفتہ و گرگ در گوسفند[2]
کہ چرواہا سویا ہوا ہو اور بھیڑیا بکریوں میں ہو

برو پاسِ درویشِ محتاج دار
جا محتاج فقیر کا خیال رکھنا
کہ شاہ از رعیت بود تاجدار
اس لیے کہ بادشاہ رعیت کی وجہ سے ہی تاجدار ہوتا ہے

رعیت چو بیخند و سلطاں درخت
رعیت جڑ ہے اور بادشاہ درخت ہے
درخت اے پسر باشد از بیخ سخت
صاحبزادے! درخت جڑ سے ہی مضبوط بنتا ہے

مکن تا توانی دلِ خلق ریش
جب تک ہو سکے مخلوق کا دل زخمی نہ کرنا
وگر می کنی می کنی بیخ خویش
اگر تو ایسا کرتا ہے تو اپنی بیخ کنی کرتا ہے

اگر جادۂ بایدت مستقیم
اگر تجھے سیدھا راستہ چاہیے
رہِ پارسایاں امیدست و بیم[3]
نیکوں کا راستہ امید اور خوف ہے

گزندِ کسانش نیاید پسند
لوگوں کو ستانا اس کو پسند نہ آئے گا
کہ ترسد کہ در ملکش آید گزند
جو اپنے ملک میں نقصان سے ڈرتا ہوگا

وگر در سرشتِ وے ایں خوئی نیست
اور اگر اس کی طبیعت میں یہ عادت نہیں ہے
در آں کشور آسودگی بوئے نیست
تو اس ملک میں آرام کی بو بھی نہیں ہے

[1] کسریٰ ایران کے بادشاہوں کا لقب ہوتا تھا۔ یہاں مراد نوشیرواں ہے۔ ہرمز نوشیرواں کا لڑکا ہے۔

[2] یعنی بادشاہ غفلت کرنے اور ظالم ظلم کرتے پھریں۔

[3] حدیث میں ہے الایمان بین الخوف والرجاء۔ یعنی ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ خدا کے عذاب سے ڈرتا رہے اور رحمت کا امیدوار رہے۔

اگر پائے بندی رضا پیش گیر
اگر تو دستوروں کا پابند ہے تو ان کی رضامندی کا خیال رکھ

وگر یک سوارہ سرِ خویش گیر
اور اگر تو تنہا ہے تو اپنا راستہ پکڑ!

فراخی دراں مرز و کشور مخواہ
اس سرزمین اور ملک میں آرام کا خیال نہ کر

کہ دل تنگ بینی رعیت زشاہ
جہاں تو رعایا کو بادشاہ سے رنجیدہ دیکھے

ز مستکبرانِ دلاور بترس
دلیر متکبروں سے ڈرتا رہ!

ازاں کو نترسد ز داور بترس
جو خدا سے نہ ڈریں ان سے ڈرتا رہ

دگر کشور آباد بیند بخواب
پھر ملک کو خواب ہی میں آباد دیکھے گا

کہ دارد دلِ اہلِ کشور خراب
جو ملک والوں کے دل کو خراب رکھے گا

خرابی و بدنامی آید زِ جور
ظلم سے خرابی اور بدنامی ہوتی ہے

بزرگاں رسند ایں سخن را بغور
بھلے اس بات پر غور کرنے کے بعد پہنچتے ہیں

رعیت نشاید بہ بیداد کشت
رعایا کو ظلم سے قتل نہ کرنا چاہیے

کہ مر سلطنت را پناہند و پشت
اس لیے کہ وہی سلطنت کی پناہ اور قوت ہیں

مراعاتِ دہقاں کن از بہرِ خویش
اپنی خاطر کاشتکار کی رعایت برت

کہ مزدورِ خوش دل کند کار بیش
اس لیے کہ خوش دل مزدور کام زیادہ کرتا ہے

مروت نباشد بدی با کسے
کسی ایسے شخص کے ساتھ برائی کرنا انسانیت نہیں ہے

کز و نیکوئی دیدہ باشی بسے
جس کی جانب سے تو نے اکثر نیکی دیکھی ہو

پند دادن خسرو شیرویہ را
خسرو کا شیرویہ کو نصیحت کرنا

شنیدم کہ خسرو بشیرویہ گفت
میں نے سنا کہ خسرو نے شیرویہ سے کہا

دراں دم کہ چشمش ز دیدن بخفت
اس وقت جبکہ اس کی آنکھ دیکھنے سے سوئی

براں باش تا ہرچہ نیت کنی
اس پر قائم رہ کہ تو جس کام کی بھی نیت کرے

نظر در صلاحِ رعیت کنی
رعایا کی بہتری کو مدنظر رکھے

مپیچ اے پسر گردن از عقل و رای
اے بیٹے سمجھ اور تدبیر سے منہ نہ موڑنا

کہ مردم ز دستت نہ پیچند پای
تاکہ لوگ تیرے ہاتھ سے قدم نہ ہٹائیں

گریزد رعیت ز بیدادگر
رعایا ظالم سے بھاگتی ہے

کند نام زشتش بگیتی سمر
اس کا برا نام دنیا میں مشہور کر دیتی ہے

بسے بر نیاید کہ بنیادِ خود
زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ خود اپنی جڑ

بکند آنکہ بنہاد بنیادِ بد
اکھاڑتا ہے جو بری بنیاد رکھتا ہے

خرابی کند شیر و شمشیر زن
شیر اور تلوار چلانے والا خرابی کرتا ہے

نہ چنداں کہ دودِ دلِ طفل و زن
لیکن نہ اس قدر جتنا کہ بچے اور عورت کے دل کا دھواں

۱۔ ذمہ دار افسران کے لیے متعلقین کی رضاجوئی ضروری ہے۔
۲۔ شیرویہ خسرو پرویز کا لڑکا، ہرمز کا پوتا نوشیرواں کا پرپوتا تھا۔ ویہ یعنی مانند ہوتا ہے تو شیرویہ کے معنی شیر کی مانند ہیں
۳۔ یعنی بیواؤں اور یتیموں کی آہیں سب سے زیادہ تباہ کن ہیں۔

چراغی کہ بیوہ زنی برفروخت
وہ چراغ جو ایک بیوہ نے جلایا
بسی دیدہ باشی کہ شہری بسوخت
تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ اس نے پورے شہر کو جلا دیا

وزاں بہرہ ور تر در آفاق کیست
اور اس سے زیادہ نصیبہ ور دنیا میں کون ہے
کہ در ملک رانی بانصاف زیست
جو حکومت کرنے میں انصاف کے ساتھ زندہ رہا

چو نوبت رسد زیں جہاں غربتش
جب اس کی اس دنیا سے سفر کی نوبت آتی ہے
ترحم فرستند بر تربتش
تو لوگ اس کی قبر پر رحمتیں بھیجتے ہیں

بد و نیک مردم چو می بگذرند
جب نیک اور بد سب ہی مرتے ہیں
ہماں بہ کہ نامت بہ نیکی برند
تو یہی بہتر ہے کہ لوگ تیرا ذکر بھلائی سے کریں

خدا ترس را بر رعیت گمار
رعایا پر خدا سے ڈرنے والے کو مقرر کر
کہ معمار ملکست پرہیزگار
اس لیے کہ پرہیزگار شخص ملک کا معمار ہوتا ہے

بد اندیش تست آن و خونخوار خلق
وہ شخص تیرا بدخواہ اور مخلوق کے لیے خوں خوار ہے
کہ نفع تو جوید در آزار خلق
جو مخلوق کو ستانے میں تیرا نفع سمجھے

ریاست بدست کسانی خطاست
حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دینا غلطی ہے
کہ از دستشاں دستہا برخداست
کہ جن کے ہاتھ سے لوگوں کے ہاتھ خدا کی طرف اٹھیں

نکوکار پرور نہ بیند بدی
نیکوں کی پرورش کرنے والا بدی نہیں دیکھتا ہے
چو بد پروری خصم جان خودی
اگر بروں کو پالے گا تو تو خود اپنی جان کا دشمن ہے

مکافات دشمن بمالش مکن
دشمن کو محض اس کے مال سے سزا نہ دے
کہ بیخش بر آوردہ باید ز بن
بلکہ اس کی جڑ کھود ڈالنی چاہیے

مکن صبر بر عامل ظلم دوست
ظلم دوست حاکم پر صبر سے کام نہ لے
کہ از فربہی بایدش کند پوست
بلکہ اس کے مٹاپے سے کھال کھینچ دینی چاہیے

سر گرگ باید ہم اول برید
بھیڑیے کا سر پہلے ہی کاٹ ڈالنا چاہیے
نہ چوں گوسفنداں مردم درید
نہ کہ جب وہ لوگوں کی بکریاں پھاڑ ڈالے

حکایت
قصہ

چہ خوش گفت بازرگانی اسیر
ایک تاجر قیدی نے کیا خوب کہا
چو گردش گرفتند دزداں بہ تیر
جب چوروں نے اس کو تیروں سے گھیر لیا

چو مردانگی آید از رہزناں
جب ڈاکو بہادری کرنے لگیں
چہ مردان لشکر چہ خیل زناں
تو پھر لشکر کے بہادر اور عورتوں کی جماعت یکساں ہے

شہنشہ کہ بازارگاں را بخست
جس بادشاہ نے تاجروں کو ستایا
در خیر بر شہر و لشکر ببست
اس نے شہر اور لشکر پر بھلائی کا دروازہ بند کر دیا

۱؎ یعنی ایک بیوہ کی آہ سے پورا شہر برباد ہو جاتا ہے۔
۲؎ یعنی لوگ اس کے ظلم سے تنگ آ کر ہاتھ اٹھا کر بددعا کریں۔
۳؎ یعنی جب شاہی لشکر کے ہوتے ہوئے ڈاکوؤں کی جرأت ہو تو پھر وہ لشکر اور عورتوں کی جماعت یکساں ہے

۱۰

که آنجا دگر هوشمنداں روند — چو آوازهٔ رسم بد بشنوند
عقلمند لوگ پھر اس جگہ کب جاتے ہیں — جب برے رواج کی شہرت سن لیں۔

نکو بایدت نام و نیکی قبول — نکو دار بازارگان و رسول
اگر تجھے نیک نامی اور پسندیدہ نیکی چاہیے — تو تاجروں اور قاصدوں سے بہتر معاملہ کر

بزرگاں مسافر بجاں پرورند — کہ نام نکوئی بعالم برند
بڑے لوگ مسافروں کو جان کی برابر رکھتے ہیں — کیوں کہ وہ نیک نامی عالم میں پھیلاتے ہیں

تبہ گردد آں مملکت عنقریب — کزو خاطر آزردہ آید غریب
وہ سلطنت عنقریب تباہ ہوجائیگی — جہاں سے مسافر رنجیدہ لوٹے

غریب آشنا باش و سیاح دوست — کہ سیاح جلاّب نام نکوست
پردیسی کے لیے آشنا بن اور سیاح کو دوست رکھ — کیونکہ سیاح نیک نامی کو پھیلانے والا ہے

نکو دار ضیف و مسافر عزیز — وز آسیب شاں پر حذر باش نیز
مہمان کو بہتر طریقے پر رکھ اور مسافر کو عزیز سمجھ — اور ان کی تکلیف رسانی سے چوکنا رہ!

ز بیگانہ پرہیز کردن نکوست — کہ دشمن تواں بود در زیِّ دوست
اجنبی سے بچنا ہی مناسب ہے — اس لیے کہ دوست کے لباس میں دشمن بھی ہوسکتا ہے

قدیمان خود را بیفزائی قدر — کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر
اپنے پرانوں کا مرتبہ بڑھا — کیونکہ پلے ہوئے سے دغا سرزد نہ ہوگی

چو خدمت گزاریت گردد کہن — حقِ سالیانش[1] فرامش مکن
جب تیرا کوئی خدمت گزار پرانا ہوجائے — اس کے سالیانے حق کو نہ بھول!

گر او را ہرم[2] دست خدمت ببست — ترا بر کرم ہمچناں دست ہست
اگر بڑھاپے نے اس کی خدمت کا ہاتھ باندھ دیا ہے — تجھے تو کرم کرنے پر اسی طرح قدرت ہے

۱۰

حکایت
قصہ

شنیدم کہ شاپور[3] دم در کشید — چو خسرو[4] برسمش قلم در کشید[5]
میں نے سنا ہے شاپور خاموش ہوگیا — جب خسرو نے اس کے نام پر قلم کھینچ دیا

چو شد حالش از بینوائی تباہ — نبشت ایں حکایت بنزدیکِ شاہ
جب مفلسی کی وجہ سے اس کا حال تباہ ہوا — تو یہ حکایت شاہ کو لکھ بھیجی۔

کہ اے شاہِ آفاق گستر بعدل — اگر من نماندم تو باقی بفضل
کہ اے ملک میں انصاف رکھنے والے بادشاہ — اگر میں کسی قابل نہ رہا تو تو بزرگی کے ساتھ سلامت ہے

چو بذلِ تو کردم جوانیِ خویش — بہنگام پیری مرانم ز پیش
جب میں نے اپنی جوانی تیرے کام پر خرچ کی — تو بڑھاپے میں مجھے اپنی پیشی سے نہ ہٹا

[1] سالیانہ وہ تنخواہ جو سال بسال دی جاتی ہے۔
[2] یعنی بڑھاپے کی وجہ سے خدمت کرنے سے معذور ہوگیا ہے
[3] شاپور
[4] خسرو دانا وزیر تھا جس نے شیریں کو اس سے ملادیا تھا۔
[5] یعنی وزارت سے برطرف کردیا

غریبے کہ پُرفتنہ باشد سرش
وہ غیر ملکی جس کا دماغ فتنہ سے پُر ہو
میازار و بیروں کن از کشورش
اس کو نہ ستا اور اس کو ملک سے بدر کر دے

تو گر خشم بروے نرانی رواست
اگر تو اس پر غصہ نہ کرے تو مناسب ہے
کہ خود خوئے بد دشمنش در قفاست
اس لیے کہ اس کی بد عادت خود اس کا دشمن اس کے پیچھے لگا ہے

وگر پارسی باشدش زاد بوم
اور اگر اس کی وطنیت پارسی ہو
بصنعاش مفرست و سقلاب و روم
تو صنعاء اور سقلاب و روم میں اس کو نہ بھیج

ہم آنجا امانش مدہ تا بچاشت
تھوڑی دیر کے لیے بھی اس کو وہاں پناہ نہ لینے دے
نشاید بلا بر دگر کس گماشت
دوسروں پر مصیبت ڈالنا مناسب نہیں ہے

کہ گویند برگشتہ باد آں زمیں
اس لیے کہ وہ لوگ یہی کہیں گے کہ خدا کرے وہ
کز و مردم آیند بیروں چنیں
سرزمین برباد ہو جہاں سے ایسے لوگ نکل کرتے ہیں

عمل گر دہی مردِ منعم شناس
اگر کوئی کام سپرد کرے تو مالدار کو تلاش کر
کہ مفلس ندارد ز سلطاں ہراس
اس لیے کہ مفلس کو بادشاہ کا کوئی خوف نہیں ہوتا ہے

چو مفلس فرو برد گردن بدوش
جب مفلس کوئی خطا کر بیٹھے
ازو بر نیاید دگر جز خروش
تو اس سے آہ و زاری کے علاوہ کچھ وصول نہ ہوگا

چو مشرف دو دست از امانت بداشت
جب دیوان امانت سے دستبردار ہو جائے
بباید برو ناظرے بر گماشت
تو اس پر ایک ناظر مقرر کر دینا چاہیے

ورا و نیز در ساخت با خاطرش
اور اگر وہ بھی اس کی طبیعت سے ساز باز کرے
ز مشرف عمل برکن و ناظرش
تو دیوان اور ناظر دونوں سے کام لے لے

خدا ترس باید امانت گزار
امانت دار خدا سے ڈرنے والا مقرر کرنا چاہیے
امیں کز تو ترسد امینش مدار
جو صرف تجھ سے ڈرے اس کو امین نہ بنا

بیفشاں و بشمار و عاقل نشیں
چھان بین کرلے اور شمار کر اور سمجھ دار بن کر بیٹھ
کہ از صد یکے را نہ بینی امیں
اس لیے کہ سو میں سے ایک بھی تجھے امانت دار نظر نہ آئیگا

دو ہم جنس دیرینہ را ہم قلم
دو پرانے ہم قوم اور ہم پیشہ کو
نباید فرستاد یک جا بہم
ایک جگہ اکٹھا کام کے لیے نہ بھیجنا چاہیے

چہ دانی کہ ہمدست گردند و یار
تجھے کیا معلوم کہ وہ شریک اور دوست ہو جائیں
یکے دُزد باشد یکے پردہ دار
ایک چور ہو جائے اور دوسرا چھپانے والا

چو دزداں زہم باک دارند و بیم
جب چور آپس میں خوف اور ڈر رکھیں
رود در میان کاروانے سلیم
تو درمیان سے قافلہ بچ نکلتا ہے

یکے را کہ معزول کردی ز جاہ
جس کو تو نے کسی مرتبہ سے معزول کر دیا ہے
چو چندے برآید بہ بخشش گناہ
جب کچھ دن گذر جائیں تو اسکو معاف کردے

برآوردن کامِ امیدوار
کسی امیدوار کا کام بنا دینا
بہ از قید بندی شکستن ہزار
ہزار آدمیوں کو قید سے رہا کر دینے سے بہتر ہے

۱ صنعاء یمن کا دار الخلافہ ہے سقلاب ترکستان کا ایک شہر ہے۔
۲ یعنی خزانے کی تحویل کا حساب جانچتے رہنا چاہیے،
۳ یعنی ڈاکوؤں کی آپس کی بے اطمینانی قافلہ کی نجات کا سبب ہوتی ہے۔

نویسندہ را کن ستونِ عمل
اچھے محاسب کو کام کا مدار بنا

بفرماں براں بر شہِ دادگر
فرماں برداروں پر عادل بادشاہ کو

گہش می زند تا شود دردناک
کبھی اس کو مارتا ہے تا کہ وہ رو پڑے

چو نرمی کنی خصم گردد دلیر
جب تو نرمی ہی برتے دشمن دلیر ہو جائے گا

درشتی و نرمی بہم در بہ ست
سختی اور نرمی ملی جلی بہتر ہے

جواں مرد و خوش خلق و بخشندہ باش
بہادر اور خوش خلق اور سخی بنا رہ

چو یاد آیدت عہدِ شاہانِ پیش
جب تجھے پہلے بادشاہوں کا زمانہ یاد آئے

نیامد کس اندر جہاں کو بماند
دنیا میں کوئی ایسا نہیں آیا جو ہمیشہ رہا ہو

نمُرد آنکہ ماند پس از وے بجائے
نہ شخص نہیں مرا جس کے بعد اس کے قائم مقام

ہر آنکو نماند از پسش یادگار
جس کے بعد اس کی یادگار نہ رہی

وگر رفت و ایثار و خیرش نماند
اور اگر مر گیا اور کوئی قربانی و خیر نہ چھوڑی

چو خواہی کہ نامت بود در جہاں
اگر تو یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں تیرا نام روشن ہو

ہمیں کام و ناز و طرب داشتند
وہ بھی مقصد اور ناز اور مستی رکھتے تھے

یکے نامِ نیکو ببرد از جہاں
ایک دنیا سے نیک نامی کما لے گیا

بسمع رضا مشنو ایذائے کس
بیمر خوشنودی کے کان سے کسی کی برائی نہ سن

گنہگار را عذرِ نسیاں بنہ
خطا کار کی بھول کا عذر قبول کر!

نیفتد نبرّد طنابِ امل
نہ وہ غلطی کرے گا نہ امید کی رسی کاٹے گا

پدر وار خشم آورد بر پسر
اس طرح کا غصہ کرنا چاہیے جیسا کہ باپ کو بیٹے پر

گہے می کند آبش از دیدہ پاک
کبھی اس کے آنسو پوچھتا ہے

وگر خشم گیری شوند از تو سیر
اور اگر غصہ ہی کرے گا سب ناامید ہو جائیں گے

چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ ست
جراح کی طرح کہ زخم لگانے والا اور مرہم رکھنے والا ہے

چو حق بر تو پاشد تو بر خلق پاش
جب خدا تجھے دے تو مخلوق پر نچھاور کر!

ہمیں نقش برخواں پس از عہدِ خویش
اپنے زمانہ کے بعد کے ایسے ہی نقوش پڑھ

مگر آں کزو نامِ نیکو بماند
ہاں وہ جس کا نیک نام باقی رہا ہو

پل و خانی و خواں و مہماں سرائے
پل اور تالاب اور لنگر خانہ اور مسافر خانہ ہو

درختِ وجودش نیاورد بار
اس کے وجود کا درخت کوئی پھل نہ لایا

نشاید پس مرگش الحمد خواند
اس کے مرنے کے بعد اس پر فاتحہ نہ پڑھنی چاہیے

مکن نامِ نیکِ بزرگاں نہاں
تو بزرگوں کے نیک نام کو نہ مٹا

بآخر برفتند و بگذاشتند
بالآخر چلے گئے اور سب چھوڑ گئے

یکے رسمِ بد ماند ازو جاوداں
ایک ہمیشہ کے لئے رسم بد چھوڑ گیا

وگر گفتہ آید بغورش برس
اور اگر تجھ سے کہی ہی جائے تو پھر اس کی گہرائی تک پہنچ

چو زنہار خواہند زنہار دہ
اگر وہ معافی چاہے تو معاف کر دے

۱۰

۱ رعایا اور متعلقین سے بادشاہ کو سختی اور نرمی سے ملا جلا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ جراح چیرا بھی لگاتا ہے اور مرہم پٹی بھی کرتا ہے۔
۲ اگلے بادشاہوں کے تذکرے پڑھ کر اپنے بارے میں رائے قائم کر۔ بروں کا برا ذکر اور اچھوں کا ذکر خیر ہوتا ہے۔
۳ کسی کی برائی نہ سن اگر سننی ہی پڑے تو اس کی گہرائی میں جا کہ آخر کیوں برا کہا جا رہا ہے۔

گر آید گنہگارے اندر پناہ
اگر کوئی قصور وار پناہ میں آئے
چو بارے بگفتند و نشنید پند
جب ایک بار نصیحت کر چکیں اور وہ نہ سنے
دگر پند و بندش نیاید بکار
اور اگر نصیحت اور بیڑی بھی کار آمد نہ ہو
چو خشم آیدت بر گناہ کسے
اگر تجھے کسی کے قصور پر غصہ آئے
کہ سہلست لعل بدخشاں شکست
اس لیے کہ بدخشانی لعل کو توڑ دینا آسان ہے

نہ شرطست کشتن باوّل گناہ
تو پہلی خطا پر مار ڈالنا ضروری نہیں ہے
دگر گوشمالش بزنداں و بند
پھر اس کی گوشمالی قید خانہ اور بیڑی سے ہونی چاہیے
درخت خبیث است بیخش بر آر
تو وہ درخت ہی خبیث ہے اس کی جڑ اکھاڑ دے
تأمل کنش در عقوبت بسے
تو اس کی سزا میں بہت غور کر!
شکستہ نشاید دگر بارہ بست
لیکن ٹوٹا ہوا دوبارہ نہیں جڑ سکتا ہے

حکایت در تدبیر پادشاہان و تاخیر کردن در سیاست

حکایت بادشاہوں کی تدبیر اور سزا کی تاخیر کرنے کے بیان میں

ز دریائے عماں بر آمد کسے[1]
ایک شخص دریائے عمان سے آیا
عرب دیدہ و ترک و تاجیک و روم
جس نے عرب اور ترک اور تاجیک اور روم کو دیکھا تھا
جہاں گشتہ و دانش اندوختہ
جو دنیا گھومے ہوئے اور سمجھ کو جمع کیے ہوئے تھا
بہیکل قوی چوں تناور درخت
صورت میں تناور درخت کی طرح قوی تھا۔
دو صد رقعہ بالائے ہم دوختہ
دو سو پیوند ایک دوسرے پر سیے ہوئے
بشہرے در آمد ز دریا کنار
وہ دریا کے کنارے سے شہر میں آیا
کہ طبعے نکونامی اندیش داشت
جو نیک نامی سوچنے والی طبیعت رکھتا تھا
بشستند خدمت گزاران شاہ
بادشاہ کے خدمتگاروں نے دھویا
چو بر آستان ملک سر نہاد
جب اس نے بادشاہ کی چوکھٹ پر سر رکھا

سفر کردہ ہاموں و دریا بسے
جو جنگل اور دریا کا بہت سفر کیے ہوئے تھا
ز ہر جنس در نفس پاکش علوم
اس کے پاک نفس میں ہر جنس کے علوم تھے
سفر کردہ و صحبت آموختہ
بہت سفر کیے ہوئے اور صحبتیں اٹھائے ہوئے تھا
ولیکن فرو ماندہ بے برگ سخت
لیکن بے سامانی کی وجہ سے سخت عاجز تھا
ز حراق و او در میاں سوختہ
سوزش کی وجہ سے اور وہ درمیان میں جلسا ہوا
بزرگے دراں ناحیت شہریار
ان اطراف میں ایک بڑا بادشاہ تھا
سر عجز بر پائے درویش داشت
عاجزی کا سر فقیروں کے پاؤں پر رکھتا تھا
سر و تن بحمامش از گرد راہ
اس کا سر اور جسم حمام میں راستہ کی گرد سے
نیایش کناں دست بر بر نہاد[2]
تو تعریف کرتے ہوئے سینہ پر ہاتھ رکھا

[1] عُمّان مشہور دریا ہے جس میں بکثرت موتی پیدا ہوتے ہیں یا دریائے شور کے کنارے ایک قصبہ ہے
[2] بڑے لوگوں کے سامنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر بات کی جاتی تھی

نرفتم دریں مملکت منزلے
میں اس سلطنت میں کسی جگہ نہیں پہنچا
کز آسیب آزردہ دیدم کسے
جہاں تکلیف سے کسی دل کو رنجیدہ دیکھا ہو

نہ دیدم کسے سر گراں از شراب
میں نے کسی کو شراب سے مست نہ دیکھا
مگر ہم خرابات دیدم خراب
ہاں شراب خانے ویران دیکھے۔

ملک را ہمیں ملک پیرایہ بس
بادشاہ کے لیے ملک کی یہی آراستگی کافی ہے
کہ راضی نگردد بآزارِ کس
کہ کسی کی تکلیف سے خوش نہ ہو

سخن گفت و دامانِ گوہر فشاند
اس نے گفتگو کی اور موتیوں بھرا دامن بکھیرا
بنطقے کہ شہ آستیں بر فشاند
ایسی گویائی سے کہ بادشاہ نے بہت تعریف کی

پسند آمدش حسن گفتارِ مرد
اس کو اس شخص کی گفتگو کا حسن پسند آیا
بنزدِ خودش خواند و اکرام کرد
اسکو اپنے قریب بلایا اور عزت بخشی

زرش داد و گوہر بشکرِ قدوم
اس کی تشریف آوری کے شکریہ میں اس کو سونا اور موتی دیے
بپرسیدش از گوہر و زاد و بوم
اس سے اس کی اصل اور وطن پوچھا

بگفت آنچہ پرسیدش از سرگذشت
اس نے اپنی وہ سرگذشت سنائی جو اس نے دریافت کی
بقربت ز دیگر کساں در گذشت
وہ بادشاہ سے قرب میں دوسروں سے بڑھ گیا

ملک با دلِ خویشتن رائے زد
بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا
کہ دستورِ ملک ایں چنینے سزد
کہ ملک کی وزارت ایسے شخص کے لائق ہے

ولیکن بتدریج تا انجمن
لیکن رفتہ رفتہ تاکہ مجلس والے
بسستی نخندند بر رائے من
میری رائے کی کمزوری پر نہ ہنسیں

بعقلش بباید نخست آزمود
ابتداءً اس کو عقل میں آزمانا چاہیے
بقدرِ ہنر پایگاہش فزود
اس کے ہنر کے مطابق اس کا مرتبہ بڑھانا چاہیے

برد بر دل از جور غم بارہا
دل پر غم کے ظلم کے بوجھ اٹھاتا ہے
کہ نا آزمودہ کند کارہا
جو شخص بدوں آزمائے کام کرتا ہے

چو قاضی بفکرت نویسد سجل
جب قاضی غور سے دستاویز لکھتا ہے
نگردد ز دستار بنداں خجل
تو اس کو علماء سے شرمندگی اٹھانی نہیں پڑتی

نظر کن چو سوفار داری بشست
اس وقت تک سوچ لے جب تک تیر چٹکی میں ہے
نہ آنگہ کہ پرتاب کردی ز دست
نہ اس وقت جب کہ تیر ہاتھ سے چھوڑ دے

چو یوسف کسے در صلاح و تمیز
یوسف علیہ السلام کی طرح آدمی کو نیکی اور تمیز میں
بسے سال باید کہ گردد عزیز
بہت سے سال گذارنے ہونگے تاکہ وہ عزیز مصر بنے

بایام تا بر نیاید بسے
جب تک بہت سا زمانہ نہ گذر جائے
نشاید رسیدن بغورِ کسے
کسی کی گہرائی کو نہیں پہنچا جا سکتا

ز ہر نوعِ اخلاق او کشف کرد
اس کے ہر قسم کے اخلاق کی تحقیق کی
خردمند پاکیزہ دیں بود مرد
وہ عقلمند، پاکیزہ دین انسان تھا

۱؎ یعنی فوری طور پر وزارت دینا میری عقل کی کمزوری پر محمول کریں گے۔

۲؎ فیصلہ کی دستاویز غور سے لکھے گا تو غلطی کا امکان نہ ہوگا۔

نکو سیرتش دید و روشن قیاس
اس کو نیک عادت روشن سمجھ والا

برای از بزرگاں بہش دید و بیش
اس کو رائے میں بڑوں سے بھی بہتر اور زیادہ دیکھا

چناں حکمت و معرفت کار بست
وہ ایسی دانائی اور جان کاری کام میں لایا

در آورد ملکے بزیرِ قلم
ملک کو اس طرح قابو میں لے آیا

زبانِ ہمہ حرف گیراں ببست
سب نکتہ چینوں کی زبان بند کر دی

حسودیکہ یک جو خیانت ندید
وہ حاسد جس نے اس کی ایک جو خیانت نہ دیکھی

ز روشن دلش ملک پرتو گرفت
اس کے روشن دل سے سلطنت نے روشنی حاصل کی

ندید آں خردمند را رخنۂ
اس نے اس عقلمند میں کوئی خرابی نہ دیکھی

امین و بداندیش طشتند و مور
امانت دار اور مخالف کی مثال طشت اور چیونٹی کی سی ہے

ملک را دو خورشید طلعت غلام
بادشاہ کے دو نوکر جن کا چہرہ سورج کی طرح تھا

دو پاکیزہ پیکر چو حور و پری
دونوں پاکیزہ صورت حور اور پری کی طرح

دو صورت کہ گفتی یکے نیست بیش[۳]
دونوں کی ایسی صورتیں کہ تو کہے ایک دوسرے سے بڑھا ہوا نہیں ہے

سخنہائے دانائے شیریں سخن
شیریں کلام دانشمند کی باتوں نے

چو دیدند کاوصاف خلقش نکوست
جب انھوں نے دیکھا کہ اس کی اخلاقی خوبیاں اچھی ہیں

درو ہم اثر کرد میل بشر
انسانی خواہش نے اس میں بھی اثر کیا

از آسایش انگہ خبر داشتے
اس کو آرام کا اس وقت پتہ چلتا

سخن سنج و مقدارِ مردم شناس
بات کو تولنے والا اور انسانوں کے مرتبے پہچاننے والا دیکھا

نشاندش زبردست دستورِ[۱] خویش
اس کو اپنے وزیر نے بلند درجہ پر بٹھایا

کہ ز امر و نہیش درونے نخست
کہ احکام میں کسی کا دل نہ توڑا

کز و بر وجودے نیامد الم
کہ اس سے کسی کو رنج نہ پہنچا

کہ حرفے بدش بر نیامد ز دست
اس لیے کہ اس کے قلم سے کسی کے لیے ایک حرف برا نہ نکلا

بکارش نیامد چو گندم طپید
اس کے لیے گیہوں کی طرح تڑپنا مفید نہ ہوا

وزیرِ کہن را غمِ نو گرفت
پرانے وزیر کو نئے غم نے آ پکڑا

کہ در وے تواند زدن طعنۂ
جس میں وہ طعنہ زنی کر سکتا

نشاید در و رخنہ کردن بزور
جو اس میں طاقت سے سوراخ نہیں کر سکتی ہے

بسر بر کمر بستہ بودے مدام
ہمیشہ خدمت کے لیے سرہانے کمربستہ رہتے تھے

چو خورشید و ماہ از سہ دیگر بری
جیسے[۲] چاند سورج تیسرے سے پاک

نمودہ در آئینہ ہمتائے خویش
آئینہ میں اپنا جیسا دکھاتے تھے

گرفت اندراں ہر دو شمشاد بن
ان دونوں شمشاد قد کے اندر اثر کیا

بطبعش ہوا خواہ گشتند و دوست[۴]
تو طبعاً اس کے خیر خواہ اور دوست ہو گئے

نہ میلے چو کوتاہ بیناں بشر
لیکن ایسی خواہش نہیں جو نا عاقبت اندیشوں کو شر کے ساتھ ہوتی

کہ در روئے ایشاں نظر داشتے
جب ان کا چہرہ دیکھ لیتا

۱؎ دستور وزیر کو بھی کہتے ہیں اور کتاب کو بھی جس میں قواعد لکھے جائیں یعنی اس کو وزیر اعظم بنا دیا۔

۲؎ یعنی جیسے چاند سورج جیسا اور تیسرا کوئی نہیں ہے اسی طرح ان دونوں جیسا کوئی تیسرا نہ تھا۔

۳؎ دونوں اس قدر حسین تھے کہ ایک کو دوسرے پر فوقیت نہیں دی جاسکتی تھی اور ہر ایک کی نظیر صرف اس کے آئینہ کی تصویر تھی کوئی دوسرا شخص نہ تھا۔

۴؎ یعنی ان دونوں کو وزیر سے تعلق ہو گیا

چو خواہی کہ قدرت بماند بلند
اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا مرتبہ بلند رہے

دگر خود نباشد غرض درمیاں
اگرچہ کوئی غرض درمیان میں نہ آئے۔

وزیر اندریں شمۂ راہ برد
وزیر کو اس معاملہ میں کچھ موقع ملا

کہ ایں را ندانم چہ خوانند و کیست
کہ میں اس کو نہیں جانتا کہ لوگ کیا کہہ کر پکارتے ہیں اور وہ کون ہے

شنیدم کہ با بندگانش سر است
میں نے سنا ہے کہ اس کا خادموں کی طرف رجحان ہے

سفر کردگاں لاابالی زیند
پردیسی بے پرواہ زندگی بسر کرتے ہیں

نشاید چنیں خیرہ روئے تباہ
ایسا بے حیا بے غیرت مناسب نہیں ہے

مگر نعمت شہ فراموش کنم
میں یقیناً شاہی نعمت کو فراموش کروں گا

بہ پندار نتواں سخن گفت زود
محض خیال سے بات جلد نہیں کہی جاتی

ز فرمانبرانم کسے گوش داشت
میرے نوکروں میں سے ایک نے سنا ہے

من ایں گفتم اکنوں ملک راست رای
میں نے یہ عرض کردیا اب آئے بادشاہ کی ہے

بناخوب تر صورتے شرح داد
بہت برائی کے ساتھ واقعہ کی تفصیل کی

بد اندیش بر خوردہ چوں دست یافت
دشمن نے جب برائی پر قابو پا لیا

بخردہ تواں آتش افروختن
چنگاری سے آگ روشن کرسکتے ہیں

ملک را چناں گرم کرد ایں خبر
اس خبر نے بادشاہ کو ایسا گرم کردیا

غضب دست در خون درویش داشت
غصہ نے فقیر کے خون میں ہاتھ رنگنا چاہا

دل اے خواجہ در سادہ رویاں مبند
تو اے صاحب تو دل امردوں سے نہ لگا

حذر کن کہ دارد بہیبت زیاں
پھر بھی بچ اس لیے کہ یہ دبدبہ کے نقصان کا سبب ہے

بخبث ایں حکایت بر شاہ برد
خباثت کی وجہ سے یہ معاملہ بادشاہ کے سامنے گیا

نخواہد بساماں دریں ملک زیست
وہ اس ملک میں عزت سے جینا نہیں چاہتا

خیانت پسند است و شہوت پرست
خیانت کو پسند کرنے والا اور شہوت پرست ہے

کہ پروردۂ ملک و دولت نیند
کیونکہ وہ اس ملک اور حکومت کے پلے ہوئے نہیں ہیں

کہ بدنامی آرد در ایوان شاہ
جو شاہی محل میں بدنامی لائے۔

کہ بینم تباہی و خامش کنم
جبکہ تباہی دیکھوں اور خاموش رہوں

نگفتم ترا تا یقینم نبود
میں نے تجھ سے اس وقت تک ذکر نہ کیا جب تک یقین نہ آگیا

کز ینہاں دو یکیتن در آغوش داشت
کہ ان دونوں میں سے ایک کو وہ بغل میں دبائے تھا

چناں کازمودم تو نیز آزمای
جیسا میں نے آزمایا ہے آپ بھی آزمالیں

کہ بد مرد را نیک روزے مباد
خدا کرے برے شخص کو نیک دن نہ نصیب ہو

درون بزرگاں بآتش بتافت
بڑوں کے دل کو آگ سے جلا یا

پس آنگہ درخت کہن سوختن
پھر پرانے درخت کو جلا سکتے ہیں

کہ جوشش برآمد چو منجل بسر
کہ اس کو ایسا جوش آیا جیسا کہ سر پر ہانڈی چلی ہو

ولیکن سکون دست در پیش داشت
لیکن بردباری نے آگے ہاتھ بڑھا کر روک دیا

۱؎ یعنی میں اس وزیر کے نام اور حقیقت سے ناواقف ہوں کیونکہ پردیسی ہے۔

۲؎ یعنی وزیر نے ایسی برائی کی کہ وہ اس بددعا کا مستحق ہے۔

۱۰

۳؎ یعنی ابتداء فتنہ معمولی ہوتا ہے پھر بڑھتا ہے۔

۴؎ ہم نے اس مصرع میں منجل کا ترجمہ کیا ہے بعض نسخوں میں مرجل ہے جس کے معنی ہانڈی کے ہیں یعنی اس کے دماغ میں ہانڈی کا سا جوش آیا

که پرورده کشتن نه مردی بود
کہ پالے ہوئے کو مارنا بہادری نہیں ہے

میازار پروردهٔ خویشتن
اپنے پروردہ کو مت ستا!

بنعمت نبایست پروردنش
نعمت سے اس کو نہ پالنا چاہیے

ازو تا هنرها یقینت نشد
اس[2] کے ہنروں کا جب تک تجھے یقین نہ ہو گیا

کنوں تا یقینت نگردد گناه
اب جب تک خطا کا تجھے یقین نہ ہو جائے

ملک در دل این راز پوشیده داشت
بادشاہ نے اس راز کو پوشیدہ رکھا

دلست ای خردمند زندان راز
اے[3] عقلمند! دل راز کا قید خانہ ہے

نظر کرد پوشیده در کار مرد
اس مرد کے کام کو پوشیدہ طور پر دیکھا

که ناگه نظر زی یکی بنده کرد
کہ اس نے اچانک ان دونوں میں سے ایک کی طرف دیکھا

دو کس را که باهم بود جان و هوش
ایسے[4] دو شخص کہ ان کی جان اور ہوش ایک ہوں

تو دانی که صاحب نظر زیر زیر
تو جانتا ہے کہ چپکے چپکے دیکھنے والا

ملک را گمان بدی راست شد
بادشاہ کے لیے بدی کا گمان یقینی ہو گیا

هم از حسن تدبیر و رای تمام
پھر بھی حسن تدبیر اور مکمل رائے سے

ترا من خردمند پنداشتم
میں نے تجھے عقلمند سمجھا

گمان بردمت زیرک و هوشمند
میں نے تجھے عقلمند اور باہوش گمان کیا

چنیں مرتفع پایه جای تو نیست
ایسا بلند مرتبہ تیری جگہ نہیں ہے

ستم در پئے داد سردی بود
داد و دہش کے بعد ظلم کرنا غلطی ہے

چو تیر تو دارد به تیرش مزن
جب[1] اُسے تیرا تیر کش سنبھالے ہوئے ہے تو اس کو تیر نہ مار

چو خواهی به بیداد خون خوردنش
جب تو ظلم سے اس کا خون پینا چاہتا ہے

در ایوان شاهی قرینت نشد
وہ شاہی محل میں تیرا مصاحب نہ بنا

بگفتار دشمن گزندش مخواه
دشمن کے کہنے سے اس کو نقصان نہ پہنچا

که قول حکیمان نیوشیده داشت
کیونکہ وہ داناؤں کی بات سنے ہوئے تھا

چو گفتی نیاید بزنجیر باز
جب تو کہہ چکا تو وہ زنجیر سے واپس نہیں آ سکتا

خلل دید در رای هشیار مرد
ہوشیار مرد کی رائے میں خلل دیکھا

پری چهره در زیر لب خنده کرد
وہ پری جیسے چہرہ والا مسکرا دیا

حکایت کنانند و ایشان خموش
آپس میں بات کر لیتے ہیں اور چپ رہتے ہیں

نگردد چو مستسقی از دجله سیر
سیراب نہیں ہوتا جیسا کہ استسقاء کی بیماری والا دجلہ سے

بسودا برو خشمگیں خواست شد
جنون سے اس پر غضبناک ہونا چاہا

باهستگی گفتش ای نیک نام
چپکے سے اس کو کہا کہ اے نیک نام!

بر اسرار ملکت امیں داشتم
سلطنت کے رازوں پر امیں بنایا

ندانستمت خیره و ناپسند
تجھے بے حیا اور ناپسند نہ جانا

گناه از من آمد خطای تو نیست
میری غلطی ہوئی تیری کچھ خطا نہیں ہے

[1] یعنی جب تو نے اُس کو قوی بنایا ہے تو اپنی قوت سے اس کو ختم نہ کر
[2] یعنی اُس حبشی کے ہنروں کا یقین کر کے اس کو وزیر بنایا ہے۔
[3] یہ حکیموں کا قول ہے۔
[4] جن دو شخصوں میں محبت ہوتی ہے اُن کی نگاہیں گفتگو کر لیتی ہیں زبان خاموش رہتی ہے۔

که چوں بدگهر پرورم لاجرم
کہ جب میں کسی بد اصل کی پرورش کروں گا تو یقیناً

خیانت روا دارد م در حرم
وہ میرے حرم میں خیانت کو روا رکھے گا

بر آورد سر مرد بسیار داں
بہت کچھ جاننے والے مرد نے سر اٹھایا

چنیں گفت با خسرو کارداں
ہوشیار بادشاہ سے یہ کہا۔

مرا چوں بود دامن از جرم پاک
جب میرا دامن جرم سے پاک ہو

نیاید ز خبث بد اندیش باک
تو دشمن کی خباثت کی کوئی پرواہ نہیں ہے

بخاطر برم هرگز ایں ظن نرفت
میری طبیعت میں ہرگز یہ خیال نہ گذرا تھا

ندانم که گفت ایں چه بر من نرفت
نہ معلوم کس نے ایسی بات کہی ہو جو مجھ پر نہیں گذری

شهنشه بر آشفت کاینک وزیر
بادشاہ نے بگڑ کر کہا کہ اس وزیر نے

تعلل میندیش و حجت مگیر
اب بہانے نہ تراش اور حجت بازی نہ کر!

تبسم کناں دست برلب گرفت
اس نے مسکراتے ہوئے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا

کز و هر چه گوید نیاید شگفت
کہ وہ تو جو کچھ کہے اس پر تعجب نہیں ہے

حسود یکه بیند بجائے خودم
وہ حاسد جو اپنی جگہ مجھے دیکھ رہا ہو

کجا بر زباں آورد جز بدم
اس کی زبان پر بدی کے علاوہ میرے متعلق اور کیا آ سکتا ہے

من آں ساعت انگاشتم دشمنش
میں نے تو اس کو اسی وقت دشمن سمجھ لیا تھا

که بنشاند شه زیردست منش
جب بادشاہ نے اس کو میرے ماتحت بٹھا دیا تھا

چو سلطاں فضیلت نهد بر ویم
جب بادشاہ مجھے اس پر فضیلت دے رہا ہے تو

نداند که دشمن بود در پیم
بادشاہ یہ نہیں سمجھتا ہے کہ وہ میرے درپے دشمن ہے

مرا تا قیامت نگیرد بدوست
مجھے قیامت تک وہ آدمی دوست نہیں سمجھ سکتا

چو بیند که در عزّ من ذلّ اوست
جو یہ دیکھ رہا ہو کہ میری عزت میں اس کی ذلت ہے

بر هیئت بگویم حدیثے درست
اس پر میں تجھے ایک صحیح قصہ سناتا ہوں

اگر گوش با بنده داری نخست
اگر ابتداءً آپ خادم کی بات سنیں

۱؎ یعنی ان دونوں غلاموں سے نہ مجھے کوئی عشق ہے اور نہ میں ان میں سے کسی کو بغل میں لیے ہوئے تھا۔

۲؎ حماموں کی دیواروں پر بھیانک اور بدہیئت تصویریں منقش کرنے کا دستور تھا۔

مثل
کہاوت

مر ابلیس را دید شخصے بخواب
ایک شخص نے خاص شیطان کو خواب میں دیکھا

بقامت صنوبر بروی آفتاب
جو قد میں صنوبر کی طرح تھا اور جس کا چہرہ آفتاب کی طرح تھا

نظر کرد و گفت اے نظیر قمر
اس نے اس کو دیکھا اور کہا کہ اے چاند جیسے

ندارند خلق از جمالت خبر
لوگوں کو تیرے حسن کی خبر نہیں ہے

ترا همگیں روئے پنداشتند
مجھے خوفناک چہرے والا سمجھا۔

بگرمابه در زشت بنگاشتند
حمام میں بری تصویر بنائی

بخندید و گفت آں نہ شکل منست
وہ ہنسا اور اس نے کہا کہ وہ میری شکل نہیں ہے

براندا ختم زیخ شاں از بہشت
میں نے ان کی جڑ بہشت سے اکھاڑ پھینکی ہے

مراہم چنیں نام نیک ست لیک
اسی طرح میرا بھی بھلا نام ہے

وزیرے کہ جاہِ من آبش بریخت
وہ وزیر جس کی آبرو میرے مرتبہ نے بہادی ہو

ولیکن نیندیشم از خشم شاہ
لیکن مجھے بادشاہ کے غصہ کی فکر نہیں ہے

چو حرفم برآید درست از قلم
جب میرے قلم سے بات صحیح نکلتی ہے

نیاوردہ عامل غش اندر میاں
جس کارکن نے معاملہ میں کھوٹ نہ کیا ہو

اگر محتسب گردد آں را غمست
اگر محتسب چکر لگائے تو اس کو فکر ہوگی

ملک در سخن گفتنش خیرہ ماند
بادشاہ اس کے بات کرنے سے حیران ہوگیا

کہ مجرم بزرق و زباں آوری
کہ مجرم مکاری اور زبان درازی سے

زخصمت ہمانا کہ نشنیدہ ام
میں[2] نے صرف تیرے مخالف سے نہیں سنا ہے

کزیں زمرۂ خلق در بارگاہ
کہ دربار میں اتنے لوگوں کے مجمع میں

بخندید مردِ سخن گوی و گفت
بات کرنے والا مرد ہنسا اور کہا

دریں نکتۂ ہست اگر بشنوی
اگر آپ سنیں تو اس میں ایک نکتہ ہے

نہ بیند کہ درویش بیدست گاہ
کیا بادشاہ کو نظر نہیں آتا کہ بے طاقت فقیر

مرا دستگاہ جوانی برفت
میری جوانی کی طاقت جاتی رہی

ولیکن قلم در کف دشمنست
لیکن قلم دشمن کے ہاتھ میں ہے

کنونم بکیں می نگارند زشت
تو اب مجھے کینہ کی وجہ سے برا سمجھتے ہیں

زعلت نگوید بد اندیش نیک
لیکن دشمن حسد کی وجہ سے اچھا نہیں کہتا ہے

بفرسنگ باید زمکرش گریخت
اس کے مکر سے ایک فرسخ بھاگنا چاہیے

دلاور بود در سخن بے گناہ
بے قصور انسان بات کہنے میں جری ہوتا ہے

مرا از ہمہ حرف گیراں چہ غم
مجھے سب نکتہ چینوں کا کیا غم ہے

نیندیشد از رفع دیوانیاں
تو وہ دفتر والوں کے دعوے سے نہیں ڈرتا

کہ سنگ ترازوے بارش کمست
جس کی ترازو کے باٹ کم ہوں۔

سر دستِ فرماں دہی بر فشاند
حکمرانی کے ہاتھ پیٹنے لگا

زجر میکہ دارد نگردد بری
اس جرم سے نہیں بچ سکتا جو اس نے کیا ہے

نہ آخر بچشم خودت دیدہ ام
کیا میں نے اپنی آنکھ سے تجھے نہیں دیکھا ہے

نمی باشدت جز۔ درایناں نگاہ
تیری نگاہ ان کے علاوہ کسی پر نہیں پڑتی

حقیقت ایں سخن حق نشاید نہفت
یہ بات سچی ہے۔ سچائی نہ چھپانی چاہیے

کہ حکمت رواں باد و دولت قوی
خدا کرے آپ کی دانائی جاری اور حکومت قوی ہے

بحسرت کند در توانگر نگاہ
مالدار کو حسرت سے دیکھتا ہے

بلہو و لعب زندگانی برفت
جوانی کھیل کود میں ختم ہوگئی

[1] حضرت آدم کو بہکا کر گیہوں کھلا دیا اور جنت سے نکلوا دیا۔
[2] یعنی میں نے صرف معزول وزیر کے کہنے سے یقین نہیں کیا بلکہ تیری حرکتوں کو خود دیکھا ہے۔

ز دیدار ایناں ندارم شکیب
ان کے دیکھنے سے میں نہیں رک سکتا

مرا ہمچنیں چہرہ گلفام بود
میرا بھی کبھی ایسا ہی پھول جیسا چہرہ تھا

دریں غایتم رشت باید کفن
اب اس انتہا پر مجھے کفن بننا چاہیے

مرا ہمچنیں جعد شبرنگ بود
میرے بھی رات کی طرح کالے گھونگریالے بال تھے

دو رستہ دُرم در دہاں داشت جائے
میرے منہ میں دو طرفہ موتی قائم تھے

کنونم نگہ کن بوقتِ سخن
اب مجھے بات کرتے وقت دیکھ

در ایناں بحسرت چرا ننگرم
ان کو حسرت سے کیوں نہ دیکھوں

برفت از من آں روزہائے عزیز
وہ پیارے دن مجھ سے رخصت ہوگئے

چو دانشور ایں دُرِ معنی بسُفت
عقلمند[۲] نے جب معنی کے ان موتیوں کو گوندھا

در ارکان دولت نگہ کرد شاہ
بادشاہ نے حکومت کے ذمہ داروں کو دیکھا

کسے را نظر سوئے شاہد رواست
ایسے شخص کو معشوق کا دیکھنا جائز ہے

بعقل ار نہ آہستگی کردمے
سمجھ کی وجہ سے میں اگر آہستگی نہ برتتا

بہ تیزی سبک دست بردن بہ تیغ
تیزی میں جلدی سے تلوار کی طرف ہاتھ بڑھا دینا

ز صاحب غرض تا سخن نشنوی
صاحب غرض کی بات ہرگز نہ سن!

نکو نام را جاہ و تشریف و مال
نیک نام کے مرتبہ اور اعزاز اور مال میں

بتدبیر دستورِ دانشورش
اس کے عقلمند وزیر کی تدبیر سے

کہ سرمایہ دارانِ حسنند و زیب
اس لیے کہ وہ زینت اور حسن کے سرمایہ دار ہیں

بلوریں تنم از خوبی اندام بود
حسن میں میرا جسم بھی بلور کی طرح تھا

کہ مویم چو پنبہ ست و دوکم بدن
اس لیے کہ میرے بال گالا اور بدن تکلا ہو گیا ہے[۱]

قبا در بر از نازکی تنگ بود
نزاکت کی وجہ سے قبا بدن پر تنگ تھی

چو دیوارے از خشتِ سیمیں بپائے
جیسے کہ چاندی کی اینٹوں کی دیوار کھڑی ہو۔

بیفتاد یکیک چو جسر کہن
پرانے پل کی طرح ایک ایک گر گیا

کہ عمر تلف کردہ یاد آورم
اس لیے کہ مجھے اپنی تلف کردہ عمر کی یاد آرہی ہے

بپایاں رسد ناگہ ایں روز نیز
اچانک یہ دن بھی ختم ہو جائے گا۔

بگفت ایں کزاں بہ محالست گفت
اس نے کہا کہ اس سے بہتر کہنا ناممکن ہے

کزیں خوبتر لفظ و معنی مخواہ
کہ اس سے بہتر لفظ و معنیٰ نہ چاہو[۳]

کہ داند بدیں شاہدی عذر خواست
جو اس خوبی سے عذر خواہی کرنا جانتا ہو

بگفتارِ خصمش بیازردمے
تو اس کے دشمن کے کہنے سے اس کو ستا دیتا

بدنداں برد پشتِ دست دریغ
افسوس کے ہاتھ کی پشت کو دانتوں کی طرف لے جاتا ہے[۴]

کہ گر کار بندی پشیماں شوی
اس لیے کہ اس پر کاربند ہوگا تو پشیمان ہوگا

بیفزود بدگوی را گوشمال
اور بدگو کی گوشمالی میں اضافہ کیا

بہ نیکی بشد نام در کشورش
نیکی سے ملک میں اس کا نام پھیل گیا

---

[۱] بڑھاپے میں بالوں کا گالا بن جانا اور بدن کا تکلے کی طرح ہو جانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اب کفن کی تیاری کرو۔

[۲] یعنی اس نئے وزیر نے اس خوبصورتی سے الزاموں کا جواب دیا کہ بادشاہ مطمئن ہو گیا۔

۱۰

[۳] مخواہ کا خطاب ارکان دولت کی طرف ہے اور یہ صورت فارسی میں جائز ہے۔

[۴] بدوں سوچے سمجھے تلوار کا چلانا افسوس کا باعث ہوتا ہے۔

بعدل وکرم سالہا ملک راند
انصاف اور شرافت سے سالوں حکومت کی

چنیں پادشاہاں کہ دیں پرورند
جو بادشاہ دین پرور ہیں

ازاناں نہ بینم دریں عہد کس
اس زمانہ میں ان میں سے میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں

خدیو خردمند فرخ نہاد
عقلمند بادشاہ مبارک اصل ہے

بہشتی درختی تو[2] اے پادشاہ
اے بادشاہ تو جنتی درخت ہے۔

طمع بود در بخت نیک اخترم
اپنے نیک ستارے والے نصیبہ سے مجھے یہ توقع تھی

خرد گفت دولت نہ بخشد ہمای
عقل نے کہا ہما دولت نہیں بخشتا

خدایا برحمت نظر کردۂ
اے خدا تو نے رحمت سے نظر کی ہے

دعا گوئے ایں دولتم بندہ وار
میں غلاموں کی طرح اس دولت کا دعا گو ہوں

صوابست پیش از کشش بند کرد
قتل کرنے سے پہلے قید کرنا مناسب ہے

خداوند فرمان و رای و شکوہ
حکومت اور رائے اور دبدبہ والا

سر پر غرور از تحمل تہی
غرور سے بھرا ہوا سر جو بردباری سے خالی ہو

نگویم چو جنگ آوری پائدار
میں یہ نہیں کہتا کہ لڑے تو جم جا

تحمل کند ہر کرا عقل ہست
برداشت وہی کرتا ہے جس میں عقل ہوتی ہے

چو لشکر بروں تاخت خشم از کمیں
غصہ جب گھاٹی سے لشکر دوڑاتا ہے

نہ دیدم چنیں دیو زیر فلک
میں نے آسمان تلے ایسا بھوت نہیں دیکھا

برفت و نکونامی ازوے بماند
مرگیا اور اس کی نیک نامی باقی رہی

ببازوئے دیں گوئے دولت برند
وہ دین کی طاقت سے حکومت کی بازی جیت لیتے ہیں

وگر ہست بوبکر سعد ست و بس
اور اگر کوئی ہے تو بس ابوبکر سعد ہے

کہ شاخ امیدش برومند باد
خدا کرے کہ اس کی امید کی شاخ بارآور ہو

کہ افگندۂ سایہ یکسالہ راہ
کہ ایک سالہ راستے پر سایہ ڈالے ہوئے ہے

کہ بال ہما افگند بر سرم
کہ وہ ہما کا پر میرے سر پر ڈال دے گا

گر اقبال خواہی دریں سایہ آی
اگر اقبال چاہتا ہے تو اس سایہ میں آ

کہ ایں سایہ بر خلق گستردۂ
کہ یہ سایہ مخلوق پر ڈالا ہے

خدایا تو ایں سایہ پایندہ دار
اے خدا تو اس سایہ کو قائم رکھ!

کہ نتواں سر کشتہ پیوند کرد
اس لیے کہ کٹے ہوئے سر کو جوڑا نہیں جا سکتا

ز غوغائے مردم نگردد ستوہ
لوگوں کے شور وغل سے عاجز نہیں ہوتا

حرامش بود تاج شاہنشہی
اس پر شہنشاہی کا تاج حرام ہے

چو خشم آیدت عقل بر جای دار
ہاں اگر غصہ آجائے تو عقل کو ٹھکانے رکھ

نہ عقلے کہ خشمش کند زیر دست
نہ ایسی عقل جس کو غصہ دبائے

نہ انصاف ماند نہ تقوی نہ دیں
پھر نہ انصاف رہتا ہے اور نہ تقویٰ اور نہ دین

کز و می گریزند چندیں ملک
جس سے اتنے فرشتے بھاگتے ہوں۔

[1] یعنی جو بادشاہت میں دینداری کی وجہ سے بازی لے گئے ہیں۔

[2] جنت میں درخت طوبیٰ ہے جس کا سایہ ایک میل کی مسافت میں پھیلا ہوا ہے۔

[3] یعنی لڑائی میں جانا اس قدر دشوار نہیں جس قدر غصہ پر قابو پانا۔

[4] انسان جب غصہ کرتا ہے تو رحمت کے فرشتے دور بھاگ جاتے ہیں۔

گفتار

نہ بر حکم شرع آب خوردن خطاست
کیا ایسا نہیں ہے کہ شرع کے حکم بدون پانی پینا گناہ ہے

اگر شرع فتوی دہد بر ہلاک
اگر شرع ہلاکت کا فتویٰ دے دے

وگر دانی اندر تبارش کساں
اگر تجھے اس کے خاندان میں اور آدمی معلوم ہوں

گنہ بود مردِ ستمگارہ را
ظالم کا قصور تھا

تنت زورمند ست ولشکر گراں
تیرا جسم قوی ہے اور لشکر بھی بھاری ہے

کہ وے برحصارے گریزد بلند
اس لیے کہ وہ بلند حصار پر چڑھ جائے گا

نظر کن در احوالِ زندانیاں
قیدیوں کے احوال کی چھان بین کر

چو بازارگاں در دیارت بمرد
اگر تمہارے ملک میں کوئی تاجر مرجائے

گزاں پس کہ بروے بگریند زاد
اس لیے کہ اس کے بعد جب روئیں گے

کہ مسکیں در اقلیم غربت بمرد
کہ بے چارا پردیس میں مرگیا۔

بیندیش ازاں طفلکِ بے پدر
اس بے باپ کے بچہ کے بارے میں غور کرنے

بسا نام نیکوئے پنجاہ سال
بسا اوقات پچاس سال کا نیک کام

پسندیدہ کارانِ جاوید نام
ہمیشہ نام باقی رکھنے والے عمدہ کام کرنے والے

بر آفاق گر سربسر بادشاست
اگرچہ اطراف عالم پر بادشاہ ہے

بمرد از تہیدستی آزاد مرد
آزاد مرد مفلسی سے مر گیا

وگر خوں بفتویٰ بریزی رواست
تو اگر فتویٰ لیکر خون بہائے تو درست ہے

الا تا نداری ز کشتنش باک
اس کے مار ڈالنے سے ہرگز نہ جھجکنا

بر ایشاں ببخشای و راحت رساں
تو ان پر بخشش کر اور راحت پہنچا:

چہ تاواں زن و طفلِ بیچارہ را
عورت اور بیچارے بچے پر تاوان نہیں ہے

و لیکن در اقلیم دشمن مراں
لیکن اس کو دشمن کی سرزمین میں نہ لے جا

رسد کشورے بے گنہ را گزند
بے قصور ملک کو نقصان پہنچے گا

کہ ممکن بود بے گنہ درمیاں
ممکن ہے ان میں کوئی بے قصور ہو

بمالش خساست بود دست برد
تو اس کے مال میں دست درازی کمینہ پن ہے

بہم باز گویند خویش و تبار
تو اپنے اور خاندان والے آپس میں کہیں گے ۰

متاعے کزو ماند ظالم ببرد
جو کچھ اس کا رہا اس کو ظالم کھا گیا

وز آہِ دلِ دردمندش حذر
اور اس کے دردمند دل کی آہ سے بچ!

کہ یک نام زشتش کند پائمال
برائی کا ایک نام اس کو پامال کر دیتا ہے

تطاول نکردند بر مالِ عام
عام لوگوں کے مال پر دست درازی نہیں کرتے ہیں

چو مال از توانگر ستاند گداست
جب مالداروں کا مال چھینتا ہے تو فقیر ہے

ز پہلوئے مسکیں شکم پر نہ کرد
لیکن کسی مسکین کے پہلو سے پیٹ نہیں بھرا۔

۱۰

لہ مثلاً روزے میں پانی پینے کی اجازت نہیں ہے اگر کوئی پیے گا گنہگار ہوگا اگر شرع کے حکم کے مطابق کسی کو قتل کرے گا تو ثواب ہوگا۔

ٹہ کسی شہر پر حملہ کرنے کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اصلی دشمن تو قلعہ بند ہو جاتا ہے اور بے قصور رعایا تباہ ہوتی ہے۔

سہ مالداروں سے مال چھیننے والا بادشاہ بھکاری ہے۔

حکایت

شنیدم کہ فرماں دہے دادگر
میں نے سنا ہے کہ ایک منصف بادشاہ
قبا داشتے ہر دو رو آستر
کے پاس ایسی قبا تھی جس کے دونوں طرف استر تھا

یکے گفتش اے خسروِ نیک روز
کسی نے اس سے کہا کہ اے نیک دل بادشاہ
قبائے ز دیبائے چینی بدوز
چینی[1] دیبا کی ایک قبا سلوا دے

بگفت ایں قدر ستر و آسائش ست
اس نے کہا یہاں تک تو پردہ پوشی اور آرام ہے
وزیں بگذری زیب و آرایش ست
اور اس کے آگے زیب و زینت ہے

نہ از بہرِ آں می ستانم خراج
میں خراج اس لیے وصول نہیں کرتا ہوں
کہ زینت کنم بر خود و تخت و تاج
کہ اپنے لیے تخت و تاج کی زینت کروں

چو ہمچوں زناں حلّہ در تن کنم
جب عورتوں کی طرح جسم پر جوڑا سجاؤں
بمردی کجا دفعِ دشمن کنم
تو پھر بہادری سے دشمن کی مدافعت کب کر سکتا ہوں

مرا ہم ز صد گونہ آز و ہوا ست
مجھے[2] بھی سینکڑوں آرزوئیں اور خواہشیں ہیں۔
ولیکن خزینہ نہ تنہا مرا ست
لیکن خزانہ تنہا میرا نہیں ہے

خزائن پُر از بہرِ لشکر بود
خزانے لشکر کے لیے بھرے جاتے ہیں
نہ از بہرِ آئین و زیور بود
آراستگی اور زیور کے لیے نہیں بھرے جاتے ہیں

سپاہی کہ خوشدل نباشد ز شاہ
وہ سپاہی جو بادشاہ سے خوش نہ ہو
ندارد حدودِ ولایت نگاہ
وہ مملکت کی سرحدوں کی حفاظت نہیں کرتا

چو دشمن خرِ روستائی برد
جب[3] دشمن دیہاتی کا گدھا چھین لے
ملک باج و دہ یک چرا می خورد
تو بادشاہ خراج اور دسواں کیوں کھاتا ہے

مخالف خرش بُرد و سلطاں خراج
جب دشمن اس کا گدھا اور بادشاہ خراج لے گیا
چہ اقبال بینی دراں تخت و تاج
تو اس تخت و تاج میں تو کیسا اقبال دیکھے گا

مروّت نباشد بر افتادہ زور
کمزور پر زور کرنا شرافت نہیں ہے
بَرَد مرغ دوں دانہ از پیش مور
کمینہ پرند چیونٹی کا دانہ چھینتا ہے

رعیت درخت ست گر پروری
رعایا ایک درخت ہے اگر تو اس کی پرورش کرے گا
بکامِ دلِ دوستاں برخوری
دوستوں کی خواہش کے مطابق پھل کھائے گا!

بہ بے رحمی از بیخ و بارش مکن
بے رحمی سے اس کی جڑ اور پھل نہ توڑ!
کہ ناداں کند حیف بر خویشتن
اس لیے کہ نادان کو خود اپنے اوپر افسوس کرنا پڑتا ہے

کساں برخورند از جوانی و بخت
جوانی اور نصیبہ سے وہی لوگ پھل کھاتے ہیں
کہ بر زیر دستاں نگیرند سخت
جو ماتحتوں پر سختی نہیں کرتے ہیں —

اگر زیر دستے در آید ز پای
اگر کوئی کمزور گر پڑے
حذر کن ز نالیدنش بر خدای
تو خدا کے سامنے اس کی فریاد کرنے سے ڈر

[1] یعنی ایسی قبا سلوا لے جس کا ابرا چینی دیبا کا ہو۔
[2] یعنی میرا جی بھی عیش و عشرت کو چاہتا ہے مگر سرکاری خزانہ عوام کی ملکیت ہے۔
[3] یعنی بادشاہ تو ٹیکس اسی لیے وصول کرتا ہے کہ اس کو لشکر پر خرچ کرے تاکہ سرحدیں دشمن سے محفوظ رہیں

چو شاید گرفتن بنرمی دیار
اگر ملک نرمی سے حاصل کر سکتا ہے

بہ پیکار خوں از مسامے میار
تو لڑ کر ایک بال کی جڑ سے بھی خون نہ بہا

بمردی کہ ملک سراسر زمین
جوانی کی قسم کہ پورے روئے زمین کی بادشاہت

نیرزد کہ خونے چکد بر زمین
مناسب نہیں جب خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر ٹپکے

حکایت

شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت
میں نے سنا ہے کہ مبارک طبیعت جمشید[۲] نے

بسر چشمۂ بر بسنگے نوشت
ایک چشمہ کے ایک پتھر پر کندہ کر دیا

بدیں چشمہ چوں ما بسے دم زدند
اس چشمہ پر مجھ جیسے بہت سوں نے دم لیا

برفتند چوں چشم برہم زدند
جو پلک جھپکتے میں چلے گئے

گرفتیم عالم بمردی و زور
ہم نے دنیا بہادری اور زور سے حاصل کی

ولیکن نبردیم با خود بگور
لیکن اپنے ساتھ قبر میں نہ لے جا سکے

چو بر دشمنے باشدت دسترس
جب کسی دشمن پر تجھے قابو حاصل ہو جائے

مرنجانش کو را ہمیں غصہ بس
تو اس کو نہ ستا، اس کے لیے یہی غصہ کافی ہے

عدو زندہ سرگشتہ پیرامنت
زندہ[۳] پریشان دشمن تیرے چاروں طرف

بہ از خونِ او گشتہ در گردنت
تیری گردن پر اس کے خون سے بہتر ہے۔

۱۰

حکایت

شنیدم کہ دارائے فرخ تبار
میں نے سنا ہے کہ دارا[۴] مبارک خاندان والا

ز لشکر جدا ماند روزِ شکار
شکار کے روز لشکر سے جدا ہو گیا

دواں آمدش گلہ بانے بہ پیش
ایک چرواہا دوڑتا ہوا سامنے آیا

شہنشہ بر آورد تُغلق زکیش
بادشاہ نے ترکش سے تیر نکال لیا

بصحرا در از دشمناں دار باک
جنگل میں دشمن کا خیال رکھنا چاہیے

کہ در خانہ باشد گل از خار پاک
اس لیے کہ گھر میں تو پھول کانٹے سے پاک ہوتا ہے

بر آورد چوپانِ بد دل خروش
خوف زدہ چرواہا چیخا

کہ دشمن نیم در ہلاکم مکوش
کہ میں دشمن نہیں ہوں مجھے مارنے کی کوشش نہ کر

من آنم کہ اسپان شہ پرورم
میں تو وہی ہوں جو بادشاہ کے گھوڑے پالتا ہوں

بخدمت دریں مرغزار آورم
خدمت گزاری کے لیے اس چراگاہ میں لاتا ہوں

ملک را دلِ رفتہ آمد بجای
بادشاہ کا دھڑکتا دل جگہ پر آیا

بخندید و گفت اے نکوہیدہ رای
ہنسا اور کہا کہ اے بے وقوف

ترا یاوری کرد فرخ سروش
تیری غیبی فرشتے[۵] نے مدد کر دی

وگرنہ زہ آوردہ بودم بگوش
ورنہ میں تو چلّہ[۶] کان کی برابر کھینچ چکا تھا

---

۱ اگر ملک بدون خوں ریزی کے فتح ہو سکے تو خوں ریزی کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

۲ جمشید مشہور بادشاہ ہے جس نے سینکڑوں سال بادشاہت کی اور پھر ضحاک کے ہاتھوں مارا گیا۔

۳ یعنی جب کسی دشمن پر قابو حاصل ہو جائے تو اس کا خون اپنی گردن پر نہ لینا چاہیے۔

۴ ایران کا مشہور بادشاہ تھا جو سکندر کی جنگ میں خود اپنے لشکر کے ہاتھوں مارا گیا۔

۵ "سروش" حضرت جبرئیل یا ہر پیغام لانے والے فرشتے کو کہا جاتا ہے۔

۶ جب کمان زہ کر لی جاتی ہے تو بس تیر چل ہی پڑتا ہے۔

نگہبان مرعیٰ بخندید و گفت
چراگاہ کا نگہبان ہنسا اور اس نے کہا
نہ تدبیر محمود و رائے نکوست
یہ قابل تعریف تدبیر اور بہتر رائے نہیں ہے
چنانست در مہتری شرطِ زیست
سرداری میں جینے کی یہ شرط ہے
مرا بارہا در حضر دیدۂ
تو نے مجھے بارہا دربار میں دیکھا ہے
کنونت بمہر آمدم پیش باز
اب کہ میں مہربانی سے تیرے سامنے آیا۔
توانم من اے نامور شہریار
اے نامور بادشاہ میں یہ کر سکتا ہوں
مرا گلہ بانی بعقلست و رای
میں عقل اور سمجھ سے چرواہا پن کرتا ہوں
دراں دارِ تُنک از خلل غم بود
اس سلطنت میں نقصان کا غم ہے

نصیحت ز یاراں نشاید نہفت
یاروں سے نصیحت کو نہ چھپانا چاہیے
کہ دشمن نداند شہنشہ ز دوست
کہ بادشاہ دوست دشمن میں تمیز نہ کر سکے
کہ ہر کہترے را بدانی کہ کیست
کہ تو ہر ماتحت کو پہچانے کہ وہ کون ہے
ز خیل و چراگاہ پرسیدۂ
گھوڑوں اور چراگاہ کے حالات دریافت کیے ہیں
نمی دانیم از بداندیش باز
تو پھر تو مجھے دشمن سے ممتاز نہ کر سکا
کہ اسپے بروں آرم از صد ہزار
کہ ہزاروں میں سے ایک گھوڑے کو نکال لاؤں
تو ہم گلۂ خویش داری بپای
تو بھی اپنے ریوڑ کو قائم رکھ!
کہ تدبیر شاہ از شباں کم بود
جہاں بادشاہ کی تدبیر چرواہے سے بھی کم ہو

گفتار

تو کے بشنوی نالۂ دادخواہ
تو انصاف چاہنے والے کی فریاد کب سن سکتا ہے
چناں خسپ کاید فغانت بگوش
ایسا سو کہ فریاد کان میں آسکے تیرے
کہ نالد ز ظالم کہ در دورِ تست
تیرے زمانے میں ظالم سے کون نالاں ہے
نہ سگ دامن کاروانے درید
کتے نے قافلہ کا دامن چاک نہیں کیا
دلیر آمدی سعدیا در سخن
اے سعدی بات کہنے میں تو دلیر ہے
بگو آنچہ دانی کہ حق گفتہ بہ
جو کچھ تو جانتا ہے کہہ ڈال اس لیے کہ سچی بات کا کہنا بہتر ہے
زباں بند و دفتر ز حکمت بشوی
زبان کو بند کر اور کتاب دانائی سے دھو ڈال

بکیواں برت کلۂ خوابگاہ
جب تیری خوابگاہ کا پردہ ساتویں آسمان پر ہو
اگر دادخواہے برآرد خروش
اگر کوئی انصاف چاہنے والا فریاد کرے
کہ ہر جور کو می کند جور تست
بلکہ ظالم جو ظلم کر رہا ہے وہ تیرا ظلم ہے
کہ دہقان ناداں کہ سگ پرورید
بلکہ اس بیوقوف کاشتکار نے جس نے کتا پالا
چو تیغے بدستست فتحے بکن
جب تلوار تیرے ہاتھ میں ہے تو فتح کر!
نہ رشوت ستانی و نہ عشوہ دہ
تو نہ رشوت خوار ہے نہ فریب دہ
طمع بگسل و ہرچہ خواہی بگوی
لالچ کو ختم کر دے اور پھر جو چاہے کہہ

۱۔ کیواں زحل ستارے کو کہتے ہیں اور وہ ساتویں آسمان پر ہے۔
۲۔ بادشاہ کی غفلت سے اگر کسی ظالم کو ظلم کرنے کا موقع ملے تو یہ ظلم دراصل بادشاہ ہی کی جانب سے ہے
۳۔ یعنی جو نصیحتیں بھی کر سکتا ہے کر ڈال
۴۔ اگر نصیحت نہیں کرنا چاہتا ہے تو پھر اپنی کتابوں سے حکمت کی باتیں دھو ڈال اور خاموش ہو رہ ورنہ لالچ کو چھوڑ کر بے دریغ نصیحت کر۔

۱۰

حکایت

خبر یافت گردن کشے در عراق[۱] — کہ می گفت مسکینے از زیرِ طاق
عراق میں ایک بادشاہ کو معلوم ہوا — کہ ایک مسکین محل کے نیچے کہہ رہا تھا

تو ہم بر درے ہستی امیدوار — پس امید بر در نشیناں برآر
تو بھی کسی دروازے کا امیدوار ہے — لہٰذا دروازے پر پڑے ہوؤں کی امید پوری کر

دلِ دردمندے برآور ز بند — کہ ہرگز نباشد دلت دردمند
دردمندوں کے دل کو فکر سے چھڑا — تاکہ تیرا دل کبھی دردمند نہ ہو

پریشانیٔ خاطرِ دادخواہ — براندازد از مملکت پادشاہ
انصاف چاہنے والے کی دل کی پریشانی — بادشاہ کو گدی سے اتار پھینکتی ہے

تو خفتہ خنک در حرم نیمروز — غریب از بروں گو بگرما بسوز
تو دوپہر میں آرام سے محل میں سویا ہوا ہے — تو پردیسی سے کہہ دے کہ باہر گرمی سے جل

ستانندۂ دادِ آں کس خداست — کہ نتواند از پادشہ دادخواست
اس شخص کا خدا انصاف لیتا ہے — جو بادشاہ سے انصاف نہ چاہ سکے

حکایت ۱۰

یکے از بزرگان اہلِ تمیز — حکایت کند ز ابنِ عبد العزیز[۲]
بزرگوں میں سے ایک اہلِ تمیز — عمر ابن عبد العزیز کا قصہ بیان کرتا ہے

کہ بودش نگینے بر انگشتری — فرو ماندہ در قیمتش جوہری
کہ اس کی انگوٹھی پر ایک نگ تھا — جوہری اس کی قیمت لگانے سے عاجز تھے

بشب گفتی آں جرمِ گیتی فروز — دُرے بود در روشنائی چو روز
اس جہان کے روشن کرنے والے جسم کو تو رات میں کہے گا — کہ وہ موتی چمک میں دن کی طرح تھا

قضارا درآمد یکے خشک سال — کہ شد بدرِ سیمائے مردم ہلال[۳]
اتفاقاً ایک ایسا خشک سال آیا — کہ لوگوں کے لیے چودھویں رات کے چاند جیسا چہرہ ہلال بن گیا

چو در مردم آرام و قوت ندید — خود آسودہ بودن مروت ندید
جب اس نے انسانوں میں آرام اور قوت نہ دیکھی — تو اپنے آپ آرام کرنا شرافت نہ سمجھا

چو بیند کسے زہر در کامِ خلق — کیش بگذرد آبِ نوشیں بحلق
جب کوئی انسانوں کے منہ میں زہر دیکھ رہا ہو — تو بہترین پانی اس کے حلق سے کیسے اتر سکتا ہے

بفرمود و بفروختندش بسیم — کہ رحم آمدش بر غریب و یتیم
اس نے حکم دیدیا کہ اس کو چاندی کے عوض فروخت کر دیں — کیونکہ اسکو مسافر اور یتیم پر رحم آیا

بیک ہفتہ نقدش بتاراج داد — بدرویش و مسکین و محتاج داد
اس کی نقدی ایک ہفتہ میں لٹادی — درویش اور مسکین اور محتاج کو دی

[۱] عراق مشہور ملک کا نام ہے اس کے دو حصے ہیں ایک عراق عرب جو دجلہ اور بغداد کی جانب ہے اور دوسرا عراق عجم جو ایران میں ہے۔

[۲] حضرت عمر بن عبد العزیز مشہور اموی خلیفہ ہیں جن کو خلفائے راشدین میں شمار کیا جاتا ہے۔

[۳] لوگوں کے چودھویں کے چاند جیسے چہرے کمزور اور زرد ہو کر پہلی تاریخ کے چاند کی طرح ہو گئے۔

بریدند بروے ملامت کناں
ملامت کرنے والوں نے اس کو طعنہ دیا
کہ دیگر بدستت نیاید چناں
کہ اب اس جیسا ہاتھ نہ لگے گا

شنیدم کہ می گفت و باران دمع
میں نے سنا ہے کہ وہ کہہ رہا تھا اور آنسوؤں کی بارش
بعارض فرو میدویدش چو شمع
اس کے رخساروں پر شمع کی طرح بہہ رہی تھی

کہ زشتست پیرایہ بر شہریار
بادشاہ کے لیے زینت بری ہے
دل شہری از ناتوانی فگار
جب کسی بھی شہری کا دل کمزوری سے زخمی ہو

مرا شاید انگشتری بے نگیں
میرے لیے بے نگ کی انگوٹھی مناسب ہے
نشاید دل خلقے اندوہ گیں
لیکن رعایا کا غمگین دل مناسب نہیں ہے

خنک آنکہ آسایش مرد و زن
وہ آدمی بہت خوب ہے جو مردوں اور
گزیند بر آسایش خویشتن
عورتوں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دے

نکردند رغبت ہنر پروراں
ہنرمندوں نے رغبت نہیں کی
بشادی خویش از غم دیگراں
اپنی خوشی میں دوسروں کے غم کی وجہ سے

اگر خوش بخسپد ملک بر سریر
اگر بادشاہ تخت پر آرام سے سوئے
نہ پندارم آسودہ خسپد فقیر
مجھے یقین نہیں کہ فقیر آرام سے سو سکے

و گر زندہ دارد شب دیریاز
اور اگر دراز رات تک وہ جاگے
بخسپند مردم بآرام و ناز
تو لوگ آرام و راحت سے سو سکتے ہیں

بحمد اللہ ایں سیرت و راہ راست
خدا کا شکر ہے کہ یہ عادت اور سیدھا راستہ
اتابک ابوبکر بن سعد راست
اتابک ابوبکر بن سعد کو حاصل ہے

کس از فتنہ در پارس دیگر نشاں
فارس میں کوئی بھی کسی اور فتنہ کا نشان
نہ بیند مگر قامت مہوشاں
نہیں دیکھتا سوائے چاند جیسے چہروں والوں کے قد کے

یکے پنج بیتم خوش آمد بگوش
ایک پانچ شعر مجھے سننے میں بھلے معلوم ہوئے
کہ در مجلسے میسرودند دوش
جو شب گزشتہ لوگ ایک مجلس میں پڑھ رہے تھے

قول

مرا راحت از زندگی دوش بود
مجھے کل شب زندگی کا لطف حاصل تھا
کہ آں ماہ رویم در آغوش بود
اس لیے کہ وہ چاند جیسے چہرے والا آغوش میں تھا

مر او را چو دیدم سر از خواب مست
اسکو میں نے جب نیند میں مست دیکھا
بدو گفتم اے سرو پیش تو پست
میں نے اس سے کہا کہ اے وہ کہ تیرے مقابلہ میں سرو بھی پست ہے

دمے نرگس از خواب نوشیں بشوی
تھوڑی دیر کے لیے نرگس جیسی آنکھ کو میٹھی نیند سے دھوئے
چو گلبن بخند و چو بلبل بگوی
پھولوں کی شاخ کی طرح ہنس اور بلبل کی طرح چہک

چہ می خسپی اے فتنۂ روزگار
اے جہان کے فتنے کیا سوتا ہے تو
بیا و ز مے لعل دوشیں بیار
آ اور کل کی سرخ شراب لا

١ نگینہ فروخت کرکے خیرات کردینے پر ملامت کرنے والوں نے کہا اب ایسا ہاتھ نہ آئے گا۔

٢ جو دوسروں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دے وہی آدمی بہتر ہے۔

٣ اگر بادشاہ رعایا کی خاطر رات کو جاگے گا رعایا آرام سے سوئے گی

نگہ کرد شوریدہ از خواب و گفت نیند سے گھبرا کر اس نے دیکھا اور کہا:-	مرا فتنہ خوانی و گوئی مخفت مجھے فتنہ بھی کہہ رہا ہے اور کہتا ہے نہ سو-
در ایّامِ سلطانِ روشن نفس روشن دل بادشاہ کے زمانے میں	نہ بیند دگر فتنہ بیدار کس اب کوئی فتنہ کو بیدار نہیں دیکھے گا

حکایت

در اخبارِ شاہانِ پیشینہ ہست پہلے بادشاہوں کی حکایتوں میں مذکور ہے	کہ چوں تکلہ بر تختِ زنگی نشست کہ جب زنگی کے تخت پر تکلہ جانشین ہوا
بدورانش از کس نیازرد کس اس کے زمانہ میں کوئی کسی سے ناخوش نہ تھا	سبق بردہ گر خود ہمیں بود و بس وہ بازی لے جاتا اگر اس میں صرف یہی ایک خصلت ہوتی
چنیں گفت یکرہ بصاحبدلے ایک بار اس نے ایک صاحبدل سے کہا	کہ عمرم بسر رفت بیحاصلے کہ میری بے نتیجہ عمر ضائع ہوئی
چومی بگذرد ملک و جاہ و سریر جب حکومت اور ملک اور تخت ختم ہو جانے والی چیز ہے	نبُرد از جہاں دولت اِلّا فقیر تو پھر دنیا سے فقیر کے علاوہ کوئی دولت نہیں لے گیا
بخواہم بکنجِ عبادت نشست میں چاہتا ہوں کہ عبادت کے گوشے میں بیٹھوں	کہ دریابم ایں پنج روزے کہ ہست شاید (عمر کے باقی بچے) دنوں میں کچھ حاصل کر لوں
چو بشنید دانائے روشن نفس جب روشن دل عقلمند نے سنا	بہ تندی برآشفت کائے تکلہ بس تو غصہ سے بگڑ گیا کہ اے تکلہ بس
طریقت بجز خدمتِ خلق نیست مخلوق کی خدمت کے علاوہ طریقت اور کچھ نہیں ہے	بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست تسبیح اور مصلے اور گدڑی سے نہیں ہے
تو بر تختِ سلطانیِ خویش باش تو اپنی بادشاہت کے تخت پر رہ!	باخلاقِ پاکیزہ درویش باش اور پاکیزہ اخلاق کے ذریعہ درویش بنا رہ
بصدق و ارادت میاں بستہ دار سچائی اور ارادت پر کمر بستہ رہ!	زطامات و دعوی زباں بستہ دار بیہودہ باتوں اور ڈینگوں سے زبان روکے رکھ
قدم باید اندر طریقت نہ دم طریقت میں عمل درکار ہے دعوے نہیں	کہ اصلے ندارد دمِ بے قدم کیونکہ بے عمل دعوے کی کوئی اصل نہیں۔
بزرگاں کہ نقدِ صفا داشتند وہ بزرگ جو صفائی کی دولت رکھتے ہیں	چنیں خرقہ زیرِ قبا داشتند قبا کے نیچے ایسی ہی گدڑی چھپائے رکھتے ہیں

حکایت

شنیدم کہ بگریست سلطانِ روم میں نے سنا ہے کہ روم کا کوئی بادشاہ	بر نیک مردے ز اہلِ علوم ایک نیک مرد عالم کے سامنے رو پڑا

ا؎ یعنی ابوبکر ابن سعد زنگی
۲؎ اتابک خاندان سے شیراز کا دوسرا بادشاہ زنگی ہے جو ۵۷۱ھ میں مرا اس کے بعد اس کا بیٹا تکلہ تخت نشین ہوا۔
۳؎ یعنی اس کی یہی ایک خوبی اس کو دوسرے بادشاہوں پر فوقیت دے دیتی ہے۔
۴؎ لفظ پنج خاص عدد کے لیے بھی آتا ہے اور کسی چیز کی کمی کو بیان کرنے کے لیے بھی بولتے ہیں
۵؎ یعنی اصل طریقت خلق اللہ کی خدمت ہے۔
۶؎ یعنی شاہی لباس میں فقیری کرتے ہیں۔

که پایابم از دستِ دشمن نماند
کہ دشمن کے ہاتھوں مجھ میں طاقت نہ رہی
جز ایں قلعه و شہر با من نماند
اس قلعہ اور شہر کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ رہا

بسے جہد کردم که فرزندِ من
میں نے بہت کوشش کی کہ میرا لڑکا
پس از من بود سرورِ انجمن
میرے بعد انجمن کا سردار رہے

کنوں دشمنِ بدگہر دست یافت
اب جب بد اصل دشمن کو قابو حاصل ہو گیا ہے
سرِ دستِ مردی و جہدم بتافت
اس نے میری طاقت اور بہادری کا پنجہ موڑ دیا ہے

چه تدبیر سازم چه چاره کنم
کیا تدبیر کروں کیا علاج کروں
که از غم بفرسود جان و تنم
کہ غم سے میری جان اور جسم گھل گئے ہیں

برآشفت دانا که ایں گریه چیست
عقلمند بگڑا کہ یہ رونا کیسا ؟
بریں عقل و ہمت بباید گریست
اس عقل اور ہمت پر رونا چاہیے

ولایت چه باشد غمِ خویش خور
حکومت کا کیا غم کرتا ہے اپنا غم کر
که از عمر بہتر شد و بیش تر
کہ عمر کا بہتر اور بیشتر حصہ ختم ہو گیا ہے

ترا ایں قدر تا بمانی بس است
جب تک تو زندہ ہے تیرے لیے یہ بہت ہے
چو رفتی جہاں جائے دیگر کس است
جب تو گیا تو دنیا دوسرے کی جگہ ہے

اگر ہوشمند است اگر بیخرد
خواہ وہ عقلمند ہے یا بے وقوف
غمِ او مخور کو غمِ خود خورد
تو اس کا غم نہ کر وہ آپ اپنی فکر کرلے گا

مشقت نیرزد جہاں داشتن
سلطنت کرنا تکلیف اٹھانے کے قابل چیز نہیں ہے
گرفتن بشمشیر و بگذاشتن
تلوار کے زور سے حاصل کرنا اور چھوڑ کر چلے جانا

تو تدبیرِ خود کن که آں پُرخرد
تو اپنی فکر میں لگ اس لیے کہ وہ عقلمند
که بعد از تو باشد غمِ خود خورد
جو تیرے بعد آئے گا خود اپنا غم کرے گا

بدیں پنج روزه اقامت مناز
اس پنج روزہ قیام پر ناز نہ کر
باندیشه تدبیرِ رفتن بساز
چلنے کی تدبیر کی فکر کر

کرا دانی از خسروانِ عجم
عجم کے بادشاہوں میں سے تو کس کو جانتا ہے
که کردند بر زیردستاں ستم
جنھوں نے ماتحتوں پر ظلم کیے تھے

که در تخت و مُلکش نیامد زوال
کہ ان کے تخت اور ملک میں زوال نہ آیا ہو
نماند بجز مُلکِ ایزد تعال
حق تعالیٰ کی سلطنت کے علاوہ کسی کی نہیں رہتی

کرا جاوداں ماندن امید نیست
ہمیشہ زندہ رہنے کی کسی کو امید نہیں ہے
که گیتی ہمیں جائے جاوید نیست
کیونکہ یہ دنیا ہمیشگی کی جگہ نہیں ہے

کرا سیم و زر ماند و گنج و مال
چاندی اور سونا اور خزانہ اور مال کس کا رہا ہے
پس از وے بچندیں شود پایمال
اس کے بعد چند دنوں میں پامال ہو جاتا ہے

وزاں کس که خیرے بماند رواں
اور جس شخص کی کوئی بھلائی جاری رہتی ہے
دمادم رسد رحمتش بر رواں
اس کی روح پر رحمتیں پے در پے پہنچتی ہیں

۱؎ جب سلطنت کا خلاصہ یہ ہے کہ تلوار کے زور سے فتح کرے اور مرتے وقت چھوڑ کر چلا جائے تو پھر ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کی خاطر انسان تکلیف اٹھائے
۲؎ چند روزہ زندگی فخر کے قابل نہیں موت کی فکر کرنی چاہیے۔

بزرگے کزو نامِ نیکو بماند
وہ بڑا آدمی جس کا نیک نام باقی رہا

توان گفت با اہلِ دل کو بماند
اہل دل سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ خود باقی رہا

اَلا تا درختِ کرم پروری
آگاہ! جب تک تو سخاوت کے درخت کی پرورش کرتا ہے

کہ بے شک بر کامرانی خوری
تو بے شک کامیابی کا پھل کھائے گا

کرم کن کہ فردا کہ دیواں نہند
کرم کر کل کو جب حساب کریں گے

منازل بمقدارِ احساں دہند
احسان کی بقدر مرتبے دیں گے

یکے را کہ سعی قدم بیش تر
جس کی کوشش کا قدم بڑھا ہوگا

بدرگاہِ حق منزلت پیشتر
حق تعالیٰ کی درگاہ میں اسی کا مرتبہ زیادہ ہوگا

یکے باز پس خائن و شرمسار
جو پچھڑا ہوا خائن اور شرمسار ہوگا،

بپوشد ہمی مردِ ناکردہ کار
وہی بیکار شخص چھپتا پھرے گا

بہل تا بدنداں برد پشتِ دست
جانے دے تاکہ ہاتھ کی پشت دانتوں سے کاٹے

تنورے چنیں گرم و ناں در نہ بست
تندور اتنا گرم رہا اور اس نے اس میں روٹی نہ پکائی

بدانی گہ غلہ برداشتن
پیداوار اٹھانے کے وقت تجھے پتہ لگے گا

کہ سستی بود تخم ناکاشتن
کہ بیج نہ بونا کتنی غفلت کی ہوتی ہے

حکایت

خدا دوست نامی در اقصائے شام
خدا دوست نام والے ایک شخص نے شام کے اطراف میں

گرفت از جہاں کنجِ غارے مقام
دنیا کو چھوڑ کر ایک غار کے گوشے میں مقام بنا لیا

بصبرش دراں کنجِ تاریک جای
اس کے صبر کی وجہ سے اس تاریک گوشے میں

بگنجِ قناعت فرو رفتہ پای
قناعت کے خزانے میں اس کا قدم جم گیا

بزرگاں نہادند سر بر درش
بڑے لوگوں نے اس کے دروازے پر سر رکھا

کہ درمی نیامد بدرہا سرش
کیونکہ وہ لوگوں کے دروازوں پر سر نہ جھکاتا تھا

تمنا کند عارفِ پاکباز
خداشناس پاکباز تمنا کرتا ہے

بدریوزہ از خویشتن ترکِ آز
اپنے دل سے بھیک کی خواہش ترک کرنے کی

چو ہر ساعتش نفس گوید بدہ
جب ہر لمحہ اس کو نفس کہے کہ دے

بخواری بگرداندش دہ بدہ
تو ذلت کے ساتھ اس کو گاؤں در گاؤں پھراتا ہے

دراں مرز کیں پیر ہشیار بود
جس جگہ یہ ہشیار مرد تھا

یکے مرزبان ستمگار بود
ایک ظالم حاکم تھا

کہ ہر ناتواں را کہ دریافتے
وہ جس کمزور کو پاتا

بسر پنجگی پنجہ برتافتے
طاقت سے اس کا پنجہ موڑ دیتا

جہاں سوز و بے رحمت و خیرہ کش
عالم کو تباہ کرنے والا بے رحم، بے باکی سے قتل کرنے والا

ز تلخیش روئے جہانے ترش
اس کی بد مزاجی کی وجہ سے سب کا منہ ترش تھا

۹ـ جس شخص کے لیے نیکی کرنے کے اسباب مہیا تھے اور اس نے پھر بھی نیکی نہ کی اس کو چھوڑ کہ وہ خود شرمندہ ہوگا۔

۱۰ـ یعنی اس نے اس تاریک گوشے میں صبر کیا تو قناعت کی دولت حاصل ہو گئی۔

گروہے بر فتند زاں ظلم و عار
بہت سے لوگ اس کے ظلم اور ذلت سے بچنے کے لیے بھاگ نکلے

گروہے بماندند مسکین و ریش
کچھ لوگ مسکین اور زخمی دل رہ گئے

ید ظلم جائیکہ گردد دراز
ظلم کا ہاتھ جس جگہ دراز ہو

بدیدار شیخ آمدے گاہ بگاہ
وہ بھی کبھی کبھی شیخ کے دیدار کو آتا

ملک نوبتے گفتش اے نیک بخت
اس بادشاہ نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ اے نیک بخت!

مرا با تو دانی سر دوستیست
تجھے معلوم ہے کہ مجھے تیرے ساتھ دوستی کا خیال ہے

گرفتم کہ سالار کشور نیم
میں نے مانا کہ میں تمام ملک کا سردار نہیں ہوں

نگویم فضیلت نہم بر کسے
میں یہ نہیں کہتا کہ میرے ساتھ کسی سے بہتر معاملہ کر

شنید ایں سخن عابد ہوشیار
عابد ہوشیار نے یہ بات سنی،

وجودت پریشانیٔ خلق از وست
تیرے وجود سے مخلوق کی پریشانی ہے

تو با دوستداران من دشمنی
جب تو میرے دوستوں کا دشمن ہے

گرافتد ہمی دوستی با منت
اگر یہ بھی ہو جائے کہ میری تیری دوستی ہو جائے

خدا دوست را گر بدرند پوست
خدا سے دوستی رکھنے والے کی اگر لوگ کھال کے بھی ٹکڑے کر دیں

عجب دارم از خواب آں سنگدل
مجھے اس سنگدل کے سونے پر تعجب آتا ہے

الا گر ہنر داری و عقل و ہوش
آگاہ! اگر ہنر اور عقل اور ہوش رکھتا ہے

ببر دند نامِ بدش در دیار
اور انھوں نے اس کا برا نام ملکوں میں مشہور کر دیا

پس چرخہ نفریں گرفتند پیش
انھوں نے غائبانہ ملامت کرنا اختیار کر لیا

نہ بینی لب مردم از خندہ باز
تو اس جگہ لوگوں کے ہونٹ ہنسی سے کھلے نہ دیکھے گا

خدا دوست در روے نکردے نگاہ
مگر وہ خدا کا دوست اس کی طرف دھیان نہ کرتا

بنفرت زما در مکش روے سخت
نفرت سے ہماری طرف سے منہ نہ موڑ

ترا دشمنی با من از بہر چیست
تو تجھے مجھ سے دشمنی کیوں ہے

بعزت ز درویش کمتر نیم
لیکن عزت میں کسی فقیر سے تو کم نہیں ہوں

چناں باش با من کہ با ہر کسے
میرے ساتھ ایسا برتاؤ تو کر جیسا ہر شخص سے

برآشفت و گفت اے ملک ہوشدار
تو بگڑ گیا اور کہا اے بادشاہ ہوش کر

ندارم پریشانیٔ خلق دوست
اور میں مخلوق کی پریشانی پسند نہیں کرتا ہوں

نہ پندارمت دوستدار منی
تو میں تجھے اپنا دوست نہیں سمجھ سکتا،

مگر آں کہ دارد خدا دشمنت
لیکن خدا تو تجھے دشمن سمجھتا ہے

نخواہد شدن دشمن دوست دوست
تو وہ دوست کے دشمن کا دوست نہیں ہو سکتا

کہ شہرے بخسپند از و تنگ دل
جس سے پورا شہر تنگ دل ہو کر سوئے

بفضل و کرم میاں بند و کوشش
تو احسان اور رحم پر کمر باندھ اور کوشش کر

۱۰ — چرخہ۔ لوگوں کا مجمع۔ پس چرخہ یعنی لوگوں کے پیٹھ پیچھے

گفتار

مہا زور مندی مکن بر کہاں
اے بڑے، چھوٹوں پر زور نہ دکھا!

کہ بر یک نمط می نماند جہاں
کیونکہ زمانہ ایک حالت پر نہیں رہتا

سر پنجۂ ناتواں بر مپیچ — کہ گر دست یابد بر آید بہیچ

کسی کمزور کا ہاتھ نہ موڑ — اس لئے کہ اگر اس کو موقع ملا تو دم بھر میں غالب آجائے گا

مبر گفتمت پائے مردم زجائے — کہ عاجز شوی گر در آئی زپائی

میں تجھ سے کہتا ہوں کہ لوگوں کو نہ ستا! — اس لیے کہ اگر تو گر پڑا تو لاچار ہو جائے گا

دلِ دوستاں جمع بہتر کہ گنج — خزینہ تہی بہ کہ مردم برنج

دوستوں کی دل جمعی خزانہ جمع کرنے سے بہتر ہے — انسانوں کے رنجیدہ ہونے کی بہ نسبت خزانہ خالی رہنا بہتر ہے

میندازدر پای کارِ کسے — کہ افتد کہ در پایش افتی بسے

کسی کے کام میں سستی نہ برت — ہو سکتا ہے کہ تجھے اس کے پاؤں پڑنا پڑے

تحمل کن اے ناتواں از قوی — کہ روزے توانا تر از وے شوی

اے ناتواں قوی کی برداشت کر — کیونکہ کسی دن تو اس سے قوی ہو جائیگا

بہمت برآر از ستیزندہ شور — کہ بازوئے ہمت بہ از دستِ زور

لڑنے والے کو ہمت سے عاجز کردے — اس لیے کہ طاقت کے ہاتھ سے ہمت کا بازو بہتر ہے

لبِ خشکِ مظلوم را گو مخند — کہ دندانِ ظالم بخواہند کند

کہدے مظلوم کے خشک ہونٹوں پر نہ ہنس — اس لیے کہ وہ ظالم کے دانتوں کو اکھاڑ ڈالیں گے

ببانگِ دہل خواجہ بیدار گشت — چہ داند شب پاسباں چوں گذشت

نوبت کی آواز سے آقا بیدار ہوا — اس کو کیا معلوم چوکیدار کی رات کس طرح کٹی

خورد کارواں غم بارِ خویش — نسوزد دلش بر خر پشتِ ریش

قافلہ اپنے بوجھ کا غم کرتا ہے — گدھے کی زخمی کمر پر اس کا دل نہیں کڑھتا

گرفتم کز افتادگاں نیستی — چو افتادہ بینی چرا بایستی

میں نے مانا تو گرا ہوا نہیں ہے — جب تو گرے ہوئے کو دیکھ رہا ہے تو کیوں کھڑا ہے

برینت بگویم یکے سرگذشت — کہ سستی بود زیں سخن درگذشت

اس پر میں تجھے ایک قصہ سناتا ہوں — کیونکہ اس قصہ سے درگزر کرنا بے عقلی ہے

حکایت

چناں قحط شد سالے اندر دمشق — کہ یاراں فراموش کردند عشق

دمشق میں ایسی قحط سالی ہوئی — کہ دوست عشق کو بھول گئے

چناں آسماں بر زمیں شد بخیل — کہ لب تر نکردند زرع و نخیل

آسمان زمین پر ایسا بخیل ہوا — کہ کھیتی اور کھجورستان ہونٹ تک تر نہ کرسکے

بخوشید سرچشمہائے قدیم — نماند آب جز آبِ چشمِ یتیم،

پرانے چشمے سوکھ گئے — یتیم کی آنکھ کے سوا کہیں پانی نہ رہا

نبودے بجز آہِ بیوہ زنے — اگر بر شدے دودے از روزنے

بیوہ عورت کی آہ کے سوا نہ ہوتا — اگر کسی سوراخ سے دھواں بلند ہوتا

۱؎ پائے مردم زجا بُردن۔ لوگوں کو ستانا، ذلیل کرنا۔

۲؎ کار را در پا انداختن یعنی کام میں تاخیر کرنا سستی برتنا

۳؎ شور بر آوردن ہلاک کرنا، عاجز کردینا یعنی ہمت کے ذریعے ظالم کو عاجز کردے۔

۴؎ ایک راحت مند انسان کو دوسروں کی بے چینی سے بے چین ہوجانا چاہیے۔ کھڑا رہ کر گرے ہوؤں کا تماشہ نہ دیکھنا چاہیے۔

۵؎ دمشق شام کا دارالخلافہ ہے جو بہترین آب و ہوا کا شہر سمجھا جاتا ہے۔

۶؎ ہو سکتا ہے عشق سے مراد عشق و محبت ہو، نیز اہل تصوف باہمی ملاقات میں السلام علیکم کی بجائے لفظ عشق بولتے تھے یعنی لوگوں باہمی ایک سلیک چھوڑ دی کہ کہیں دوسرا کچھ سوال نہ کر بیٹھے۔

۷؎ گھروں سے کھانا پکانے کے دھوئیں کی بجائے بیواؤں کی آہ کا دھواں اٹھتا تھا۔

چو درویش بے برگ دیدم درخت
میں نے درختوں کو بے ساز و سامان فقیر کی طرح دیکھا
قوی بازواں سست و درماندہ سخت
قوی بازو والے سست اور عاجز ہو گئے

نہ بر کوہ سبزی نہ در باغ شخ
نہ پہاڑ پر سبزہ، نہ باغ میں کوئی شاخ
ملخ بوستاں خوردہ و مردم ملخ
ٹڈیاں باغ کو اور انسان ٹڈیوں کو کھا گئے

دراں حال پیش آمدم دوستے
اس حالت میں میرے سامنے ایک دوست آیا
ازو ماندہ بر استخواں پوستے
جس کی ہڈیوں پر صرف کھال باقی تھی

شگفت آمدم کو قوی حال بود
مجھے تعجب ہوا کیونکہ وہ قوی حال تھا
خداوند جاہ و زر و مال بود
مرتبے اور سونے اور مال کا مالک تھا

بدو گفتم اے یار پاکیزہ خوی
میں نے اس سے کہا اے پاک خصلت دوست
چہ درماندگی پیشت آمد بگوی
بتا تجھکو کیا مصیبت پیش آئی ہے

بغرید بر من کہ عقلت کجاست
مجھ پر غرایا کہ تیری عقل کہاں ہے؟
چو دانی و پرسی سوالت خطاست
جب تو جانتا ہے اور پھر پوچھتا ہے تو تیرا پوچھنا غلط ہے

نہ بینی کہ سختی بغایت رسید
تو نہیں دیکھتا کہ سختی انتہا کو پہنچ گئی ہے
مشقت بحد نہایت رسید
مشقت آخری حد پر پہنچ گئی ہے

نہ باراں ہمی آید از آسماں
نہ آسمان سے بارش اترتی ہے
نہ بر می رود دود فریاد خواں
نہ فریادیوں کی آہ کا دھواں چڑھتا ہے

بدو گفتم آخر ترا باک نیست
میں نے اس سے کہا کہ آخر تجھے خوف نہیں ہے
کشند زہر جائیکہ تریاک نیست
زہر اس جگہ مارتا ہے جہاں تریاق نہیں ہے

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک
اگر ناداری کی وجہ سے دوسرے مرے ہیں
ترا ہست و بط را ز طوفاں چہ باک
تیرے پاس تو ہے۔ بطخ کو طوفان کا کیا ڈر

بط: پانی کے طوفان سے بطخ کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا وہ تیرنے والا پرند ہے۔

نگہ کرد رنجیدہ در من فقیہ
اس سمجھ دار نے رنج سے مجھے دیکھا
نگہ کردن عالم اندر سفیہ
جیسا کہ ایک عالم جاہل کو دیکھتا ہے

کہ مرد ارچہ بر ساحلست اے رفیق
کہ اے دوست! اگرچہ انسان کنارے پر ہو
نیاساید و دوستانش غریق
اس کو چین نہیں آتا جب کہ اس کے دوست ڈوبے ہوں

من از بے نوائی نیم روی زرد
بے سروسامانی کی وجہ سے میرا چہرہ زرد نہیں ہے
غم بے نوایاں دلم خستہ کرد
بے سروسامان لوگوں کے غم نے میرا دل توڑ دیا ہے

نخواہم کہ بیند خردمند ریش
میں پسند نہیں کرتا ہوں کہ کوئی عقلمند زخم دیکھے
نہ بر عضو مردم نہ بر عضو خویش
نہ انسانوں کے عضو پر نہ اپنے عضو پر

بحمد اللہ ارچہ ز ریش ایمنم
خدا کا شکر ہے اگرچہ میں زخم سے محفوظ ہوں
چو ریشے ببینم بلرزد تنم
جب میں زخم دیکھتا ہوں تو میرا بدن لرزتا ہے

منغص بود عیش آں تندرست
اس تندرست کا عیش بدمزہ ہو جاتا ہے
کہ باشد بپہلوئے بیمار سست
جو کسی سست بیمار کے پہلو میں ہو

چو بینم که درویش مسکیں نخورد
جب میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ مسکین فقیر نے نہیں کھایا ہے
بکام اندرم لقمه زہرست و درد
تو میرے حلق میں لقمہ زہر اور درد ہے

یکے را بزنداں بری دوستاں
کسی کے دوستوں کو جب تو قید خانہ میں لے جائے
کجا ماندش عیش در بوستاں
تو اس کے لیے باغ میں عیش کہاں رہتا ہے

حکایت

شبے دودِ خلق آتشے بر فروخت
ایک رات لوگوں کی آہ نے ایسی آگ لگائی
شنیدم که بغداد نیمے بسوخت
میں نے سنا ہے کہ آدھا بغداد[1] جل گیا

یکے شکر گفت اندراں خاک و دود
اس دھول اور دھوئیں میں ایک نے شکر ادا کیا
که دکّانِ ما را گزندے نبود
کہ میری دکان کا کوئی نقصان نہیں ہوا

جہاندیدهٔ گفتش اے بوالہوس
ایک جہاندیدہ نے اس سے کہا اے بوالہوس!
ترا خود غمِ خویشتن بود و بس
تجھے صرف اپنا ہی غم تھا

پسندی که شہرے بسوزد بنار
تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ پورا شہر آگ سے جل جائے
وگرچه سرایت بود بر کنار
اگرچہ تیری سرائے کنارے پر ہو

بجز سنگدل کے کند معده تنگ
سنگدل کے علاوہ کون معدہ کو بھر سکتا ہے
چو بینند کساں بر شکم بسته سنگ
جب لوگوں کو پیٹ پر پتھر باندھے دیکھے

توانگر خود آں لقمه چوں میخورد
مالدار خود لقمہ کیسے کھاتا ہے
چو بیند که درویش خوں میخورد
جب وہ دیکھ رہا ہے کہ فقیر خون[2] کھا رہا ہے

مگو تندرستست رنجور دار
یہ نہ کہہ کہ تیمارداری کرنیوالا تندرست ہے
که می پیچد از غصه رنجور وار
اس لیے کہ وہ بھی بیمار کی طرح غم سے پیچ و تاب میں ہے

تنکدل چو یاراں بمنزل رسند
نرم دل دوست جب منزل پر پہنچ جاتے ہیں
نخسپند که واماندگاں از پسند
تو بھی وہ نہیں سوتے کیونکہ بچھڑے ہوئے ابھی راستہ میں ہیں

دلِ پادشاہاں شود بار کش
بادشاہوں کے دل پر بوجھ رہتا ہے
چو بینند در گل خر خارکش
جب وہ دیکھتے ہیں کہ لکڑہارے کا گدھا گارے میں پھنسا ہے

اگر در سرائے سعادت کس ست
اگر خوش نصیبی کے گھر میں کوئی ہے
ز گفتارِ سعدیش حرفے بس ست
تو اس کے لیے سعدی کی بات کا ایک حرف کافی ہے

ہمینت بسند ست اگر بشنوی
تیرے لیے یہی کافی ہے اگر تو سنے
اگر خار کاری سمن ندروی
اگر کانٹے بوئے گا تو سمن نہ کاٹے گا

گفتار

خبرداری از خسروانِ عجم
تجھے معلوم ہے عجم کے بادشاہوں کے بارے میں
که کردند بر زیردستاں ستم
کہ انھوں نے ماتحتوں پر ظلم کیا۔

[1] بغداد دراصل باغ داد تھا۔ یعنی انصاف کا باغ چونکہ نوشیرواں اس مقام پر ہر ہفتہ انصاف کے لیے ایک عام جلسہ کیا کرتا تھا اس لیے یہ نام پڑا تھا۔
[2] خون کھانے سے مراد غم کھانا ہے۔

نہ آں شوکت و پادشاہی بماند
نہ وہ شوکت اور بادشاہی رہی

خطا بیں کہ بر دست ظالم برفت
دیکھ جو ظلم ظالم کے ہاتھ سے ہوا

خنک روزِ محشر تن دادگر
قیامت کے دن منصف کا جسم ٹھنڈا رہے گا

بقومے کہ نیکی پسندد خدائے
جس قوم کے لیے خدا بھلائی پسند فرماتا ہے

چو خواہد کہ ویراں شود عالمے
جب وہ چاہتا ہے کہ کوئی ملک ویران ہو جائے

سگالند از و نیک مرداں حذر
نیک مرد اس سے بچاؤ کی سوچتے ہیں

بزرگی ازو داں و منت شناس
بڑائی اس کی دی ہوئی جان اور شکر ادا کر

نہ خود خواندۂ در کتاب مجید
کیا تو نے خود قرآن مجید میں نہیں پڑھا ہے

اگر شکر کردی بریں ملک و مال
اگر تو نے اس ملک مال پر شکر ادا کیا

وگر جور در پادشاہی کنی
اور اگر تو بادشاہی میں ظلم کرے گا

حرامست بر پادشہ خوابِ خوش
بادشاہ پر میٹھی نیند حرام ہے

میازار عامی بیک خردلہ
عوام کو رائی کی برابر بھی نہ ستا

چو پرخاش بینند و بیداد ازو
جب وہ اس کی جانب سے عداوت اور ظلم دیکھیں

بد انجام رفت و بد اندیشہ کرد
بد انجام چلا گیا اور اس نے برا سوچا

نہ خواہی کہ نفریں کنند از پست
اگر تو نہیں چاہتا کہ تیرے بعد تجھے برا کہیں

نہ آں ظلم بر روستائی بماند
نہ دہقان پر وہ ظلم باقی رہا

جہاں ماند اُو با مظالم برفت
دنیا تو باقی رہی اور وہ ظلموں کو سمیٹ لے گیا

کہ در سایۂ عرش دارد مقر
اس لیے کہ عرش کے سایے میں اس کا ٹھکانا ہوگا[1]

دہد خسروے عادلِ نیک رائے
تو اس کو نیک رائے منصف بادشاہ عنایت فرماتا ہے

کند ملک در پنجۂ ظالمے
تو ملک کو کسی ظالم کے پنجہ میں دے دیتا ہے

کہ خشم خدا ایست بیداد گر
اس لیے کہ ظالم خدا کا قہر ہے

کہ زائل شود نعمت ناسپاس
اس لیے کہ ناشکر گزار سے نعمت جاتی رہتی ہے

کہ در شکر نعمت شود بر مزید
کہ شکر کرنے سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے[2]

بماند و ملکے رسی بے زوال
تو تجھے لازوال مال و ملک حاصل ہوگا

پس از پادشاہی گدائی کنی
تو بادشاہی کے بعد گداگری کرے گا

چو باشد ضعیف از قوی بار کش
جب کمزور قوی کے بوجھ سے دبا ہو

کہ سلطاں شبانست و عامی گلہ
اس لیے کہ بادشاہ چرواہا، عوام اس کا گلہ ہیں

شباں نیست گرگست فریاد ازو
تو وہ چرواہا نہیں بھیڑیا ہے اس سے فریاد ہے

کہ با زیر دستاں جفا پیشہ کرد
کہ اس نے ماتحتوں پر ظلم کی عادت ڈالی

نکو باش تا بد نگوید کست
تو نیک بن تا کہ تجھے کوئی برا نہ کہے

[1] ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ منصف بادشاہ قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا۔

[2] قرآن مجید میں آیا ہے اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا

حکایت

شنیدم کہ در مرزے از باختر
میں نے سنا ہے کہ مغرب[1] کے ایک شہر میں
برادر دو بودند از یک پدر
ایک باپ سے دو بھائی تھے

سپہدار و گردن کش و پیلتن
بہادر، متکبر اور ہاتھی جیسے
نکو روی و دانا و شمشیر زن
خوبصورت، عقلمند، تلوار باز

پدر ہر دو را سہمگیں مرد یافت
باپ نے دونوں کو رعب دار پایا
طلبگار جولان و ناورد یافت
گھوڑ دوڑ کا شوقین اور جنگ جو پایا

برفت آں زمیں را دو قسمت نہاد
اس نے مرتے وقت زمین کے دو حصے کر دیے
بہر یک پسر زاں نصیبے بداد
ہر ایک لڑکے کو اس میں سے ایک حصہ دیدیا

مبادا کہ بر یکدگر سر کشند
نہ ہو[2] کہ ایک دوسرے پر سرکشی کریں
بہ پیکار شمشیر کیں برکشند
لڑائی سے کینہ کی تلواریں سونتیں،

پدر بعد ازاں روزگارے شمرد
اس کے بعد باپ نے چند دن گنے[3]
بجاں آفریں جان شیریں سپرد
شیریں جان جان کے پیدا کرنے والے کے سپرد کی

اجل بگسلاندش طناب امل
موت نے اس کی امید کے رستے ڈھیلے کر دیئے
وفاتش فرو بست دست عمل
موت نے اس کے کام کے ہاتھ کو باندھ دیا

مقرر شد آں مملکت بر دو شاہ
وہ مملکت دو بادشاہوں کے لیے ہو گئی
کہ بیحد و مر بود گنج و سپاہ
اس لیے کہ خزانہ اور سپاہی بے حد اور ان گنت تھے

بحکم نظر در بہ افتادہ خویش
اپنی آرائے کے مطابق اپنی بھلائی کے لیے
گرفتند ہر یک یکے راہ پیش
ہر ایک نے ایک راستہ اختیار کیا

یکے عدل تا نام نیکو برد
ایک نے انصاف کیا تاکہ نیک نامی کمائے
یکے ظلم تا مال گرد آورد
دوسرے نے ظلم شروع کیا تاکہ مال جمع کرے

یکے عاطفت سیرت خویش کرد
ایک نے مہربانی کرنا اپنی عادت بنائی۔
درم داد و تیمار درویش کرد
روپیہ خرچ کیا اور غریبوں کی دیکھ بھال کی

بنا کرد و ناں داد و لشکر نواخت
تعمیر کی اور روٹیاں باٹیں اور لشکر کو نوازا
شب از بہر درویش شبخانہ ساخت
رات کو فقیروں کے لیے مسافر خانہ بنایا

خزائن تہی کرد و پُر کرد جیش
خزانے خالی کر ڈالے اور لشکر جمع کیا
چناں کز خلائق بہنگام عیش
جیسا کہ عیش کے وقت لوگ کرتے ہیں

ق

بگردوں شدے بانگ شادی چو رعد
گرج[4] کی طرح خوشی کی آوازیں آسمانوں تک جاتی تھیں
چو شیراز در عہد بوبکر سعد
جیسا کہ ابوبکر سعد کے زمانے میں شیراز ہے

خدیو خردمند فرخ نہاد
وہ نیک طبیعت عقلمند بادشاہ ہے
کہ شاخ امیدش برومند باد
خدا کرے اس کی امید کی شاخ پھلے

[1] باختر مغرب اور مشرق دونوں معنی میں آتا ہے
[2] آپس کی لڑائی کی وجہ سے ملک تقسیم کرکے دونوں کو دے دیا۔
[3] یعنی باپ مرگیا۔
[4] یعنی ابوبکر کے دور میں جس طرح خوشیاں مناتے ہیں اور جشنوں میں آوازیں آسمان تک پہونچتی ہیں۔

حکایت شنو کودکِ نامجو ہے
اس نامور لڑکے کا قصہ سنو۔

ملازم بدلدارئے خاص و عام
ہر خاص و عام کی دلداری کا پابند

دراں مُلک قاروںؔ برفتے دلیر
اس ملک میں روپے پیسے والا اطمینان سے سفر کرتا تھا

نیامد برا ایام او بر دلے
اس کے زمانہ میں کسی کے دل پر نہ لگا

سر آمد بتائیدِ مُلک از سراں
ملک کی تائید سے بڑوں پر بڑا بن گیا

دگر خواست کافزوں کند تخت و تاج
دوسرے (لڑکے) نے چاہا کہ تخت و تاج کو بڑھائے

طمع کرد در مالِ بازارگاں
تاجروں کے مال میں لالچ کرنے لگا

نگویم کہ بدخواہِ درویش بود
میں یہ نہیں کہتا کہ وہ فقیروں کا دشمن تھا

بامیدِ بیشی نداد و نخورد
اضافہ کے لالچ میں نہ دیا نہ کھایا

کہ تا جمع کرد آں زر از گربزی
مکاری سے اس نے جب تک لشکر جمع کیا

شنیدند بازارگاناں خبر
تاجروں کو یہ معلوم ہوا

بریدند از آنجا خرید و فروخت
انہوں نے اس جگہ سے خرید و فروخت بند کر دی

چو اقبالش از دوستی سر بتافت
جب اقبال نے اس کی دوستی سے منہ پھیر لیا

ستیزِ فلک بیخ و بارش بکند
آسمان کی دشمنی نے اس کی جڑ اور بنیاد اکھاڑ دی

وفا در کہ جوید چو پیماں گسیخت
وفاداری کس سے چاہے جب عہد و پیمان توڑ ڈالے

چہ نیکی طمع دارد آں بے صفا
وہ بدباطن بھلائی کی کیا امید رکھے

پسندیدہ پے بود و فرخندہ خوئے
جو نیک قدم مبارک عادت تھا

ثنا گوئے حق بامدادان و شام
صبح و شام خدا کی تعریف کرنے والا

کہ شہ دادگر بود و درویش سیر
کیونکہ بادشاہ منصف اور فقیر پیٹ بھرا ہوا تھا

بگویم کہ خارے کہ برگِ گلے
میں کانٹا ہی نہیں کہتا ہوں بلکہ پھول کی پتی بھی

نہادند سر بر خطش سروراں
بڑوں[2] نے اس کے حکم پر سر جھکایا

بیفزود بر مردِ دہقاں خراج
کاشتکاروں پر ٹیکس کا اضافہ کر دیا

بلا ریخت بر جانِ بیچارگاں
ان بیچاروں کی جان پر ہلاکت ڈھائی

حقیقت کہ او دشمنِ خویش بود
بلکہ حقیقتاً وہ خود اپنا دشمن تھا

خردمند داند کہ ناخوب کرد
عقلمند جانتے ہیں کہ برا کیا۔

پراگندہ شد لشکر از عاجزی
تنگ آ کر لشکر ادھر ادھر ہو گیا

کہ ظلمست در بومِ آں بے ہنر
کہ اس بے ہنر کے ملک میں ظلم ہے۔

زراعت نیامد رعیت بسوخت
کھیتی نہ اُگی رعایا جل بھن گئی

بنا کام دشمن برو دست یافت
تو لامحالہ دشمن اس پر قابو پا گیا

سُمِ اسپِ دشمن دیارش بکند
دشمن کے گھوڑوں کے سموں نے ان کی سرزمین روند دی

خراج از کہ خواہد چو دہقاں گریخت
ٹیکس کس سے وصول کرے جب کاشتکار بھاگ گئے

کہ باشد دعائے بدش در قفا
بد دعا جس کے پیچھے لگی ہو

[1] قاروں سے مالدار بخیل مراد لیا جاتا ہے۔
[2] یعنی بڑے بڑے سردار اس کی ہر تحریر پر سرِ تسلیم خم کرتے تھے۔
[3] چونکہ اس کا طرزِ عمل خود اس کی تباہی کا سبب تھا لہذا وہ خود اپنا دشمن ثابت ہوا۔
[4] یعنی جب خود غدار تھا تو دوسرے وفادار کیسے ہوتے۔

چو بختش نگوں بود در کاف کُن
لفظ کُن کے کاف میں جب اس کا نصیبا اوندھا تھا

نکرد آنچہ نیکانش گفتند کُن
اس نے وہ نہ کیا جو نیکوں نے کرنے کو کہا

بچہ گفتند نیکاں بر آں نیک مرد
اس بھلے مانس کے لیے نیکوں نے کیا کہا

تو بر خور کہ بیداد گر بر نخورد
تو فائدہ اٹھا جب اس ظالم نے نہ اٹھایا

گمانش خطا بود و تدبیر سست
اس کا خیال غلط تھا اور تدبیر کمزور تھی

کہ در عدل بود آنچہ در ظلم جُست
اس لیے کہ انصاف میں وہ تھا جو اس نے ظلم سے چاہا

حکایت

یکے بر سر شاخ و بُن می بُرید
ایک شخص شاخ پر تھا اور جڑ کاٹ رہا تھا

خداوند بستاں نگہ کرد و دید
باغ کے مالک نے نظر ڈالی اور دیکھا

بگفتا گر ایں مرد بد می کند
اس نے کہا یہ شخص اگر برا کر رہا ہے

نہ با من کہ بانفس خود می کند
تو میرے ساتھ نہیں بلکہ خود اپنے ساتھ کر رہا ہے

نصیحت نجاتست اگر بشنوی
اگر تو سنے تو نصیحت نجات کا سبب ہے

ضعیفاں میفگن بکتف قوی
قوی بازو سے کمزوروں کو نہ گرا

کہ فردا بداور برد خسروے
اس لیے کہ کل خدا کے سامنے بادشاہ کو پکڑ کر لے جائیگا

گدائے کہ پیشت نیرزد جوے
وہ فقیر جو تیری نگاہ میں ایک جو کے قابل بھی نہیں ہے

چو خواہی کہ فردا بوی مہترے
اگر تو چاہتا ہے کہ کل کو بڑا ہے

مکن دشمن خویشتن کہترے
کسی چھوٹے کو اپنا دشمن نہ بنا

کہ چوں بگذرد بر تو ایں سلطنت
اس لیے کہ جب تیری حکومت جاتی رہے گی

بگیرد بکیں آں گدا دامنت
تو کینہ کی وجہ سے وہ فقیر تیرا پلہ پکڑے گا

مکن پنجہ از ناتواناں بدار
ایسا نہ کر، پنجہ کو کمزوروں سے ہٹائے رکھ

کہ گر بفگنندت شوی شرمسار
اس لیے کہ اگر وہ تجھے گرا لیں گے تو شرمندہ ہوگا

کہ زشتست در چشم آزادگاں
کیونکہ آزاد لوگوں کی نگاہ میں برا ہے

بیفتادن از دست افتادگاں
ذلیلوں کے ہاتھ ذلیل ہونا

بزرگان روشن دل نیک بخت
بڑے لوگ، روشن دل، نیک نصیب

بفرزانگی تاج بردند و تخت
دانائی سے تاج و تخت حاصل کر لے گئے ہیں

بدنبالہ راستاں کج مرو
سیدھوں کے ساتھ ٹیڑھا نہ چل!

وگر راست خواہی ز سعدی شنو
اور اگر سچ چاہتا ہے تو سعدی کی سن!

صفت جمعیت اوقات درویش راضی

خدا کی فیصلوں پر راضی رہنے والے درویش کے جمعیت اوقات کی صفت

مگو جاہے از سلطنت بیش نیست
یہ نہ کہہ کہ سلطنت سے بڑھ کر کوئی رتبہ ہی نہیں ہے

کہ ایمن تر از ملک درویش نیست
کیونکہ درویش کے ملک سے بڑھ کر کوئی چیز قابل اطمینان نہیں ہے

۱۰

۱؎ کن بمعنی ہوجا قرآن پاک میں ہے کہ حق تعالیٰ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو لفظ کُن فرما دیتا ہے، اور وہ ہوجاتی ہے تو کن سے مراد ازل ہے اور کاف سے مراد ازل کا پہلا دن۔

۲؎ مصرع اول میں سوال اور دوم میں جواب ہے۔ مطلب کمتر درجہ کے لوگوں سے شکست کھانا انتہائی ذلت آمیز ہے

۳؎ ظاہری سلطنت تو زوال پذیر ہے اور درویش کو جو تسلیم و رضا کی دولت حاصل ہوتی ہے وہ ناقابلِ زوال ہے۔

سبکبار مردم سبکتر روند — حق اینست و صاحب دلاں بشنوند
ہلکے بوجھ والے تیز جاتے ہیں — یہی سچ ہے اور صاحب دل سچی بات سنتے ہیں

تہیدست تشویش نانے خورد — ملک هم بقدر جہانے خورد
خالی ہاتھ والا ایک روٹی کی فکر کرتا ہے — بادشاہ تمام ملک کی بقدر غم کھاتا ہے

گدا را چو حاصل شود نانِ شام — چناں خوش بخسپد کہ سلطانِ شام
فقیر کو جب شام کی روٹی مل جاتی ہے — ایسے آرام سے سوتا ہے جیسے کہ شام کا بادشاہ

غم و شادمانی بسر می رود — بمرگ ایں دو از سر بدر می رود
غم اور خوشی دونوں گزر جاتے ہیں — مرنے پر یہ دونوں چیزیں سر سے نکل جاتی ہیں ،

چہ آں را کہ بر سر نہادند تاج — چہ آں را کہ بر گردن آمد خراج
کیا حاصل اسکو جس نے سر پر لوگوں نے تاج رکھا ہو — کیا حاصل اس کو جس کی گردن پر ٹیکس واجب ہے

اگر سرفرازے بکیواں برست — وگر تنگ دستے بزنداں درست
اگر کوئی بڑا زحل پر ہے ۔ — اور اگر کوئی مفلس قید خانہ میں ہے

در اندم کاجل بر سر ہر دو تاخت — نمی شاید از یکدگر شاں شناخت
اس وقت کہ جبکہ موت دونوں کے سر پر لپک پڑے — ان میں سے ایک کو دوسرے سے پہچانا نہیں جا سکتا

حکایت

۱۰

شنیدم کہ یکبار در دجلہ — سخن گفت با عابدے کلہ
میں نے سنا ہے کہ ایک بار دجلہ میں — ایک کھوپڑی نے ایک عابد سے کہا

کہ من فرِّ فرماں دہی داشتم — بسر بر کلاہِ مہی داشتم
کہ میں حکمرانی کا دبدبہ رکھتی تھی ، — سر پر بڑائی کی ٹوپی رکھتی تھی

سپہرم مدد کرد و نصرت وفاق — گرفتم بہ بازوئے دولت عراق
آسمان نے میری مدد اور فتح نے موافقت کی — حکومت اپنی طاقت سے میں نے عراق پر قبضہ کر لیا

طمع کردہ بودم کہ کرماں خورم — کہ ناگہ بخوردند کرماں سرم
مجھے لالچ تھا کہ کرمان کو ابھی ہڑپ کروں — اچانک کیڑوں نے میرا سر کھا لیا

بکن پنبہ غفلت از گوش ہوش — کہ از مردگاں پندت آید بگوش
ہوش کے کان سے غفلت کی روئی نکال — تاکہ تیرے کان میں مردوں کی نصیحت آئے

نصیحت در معنی نکوکاری و بدکاری و عاقبتِ آں
نیکی اور بدی کے بارے میں نصیحت اور اس کا انجام

نکوکار مردے نباشد بدش — نورزد کسے بد کہ نیک آیدش
نیکوں کے لیے بدی نہیں ہوتی ہے — ایسا نہیں ہوتا ہے کہ کوئی بدی کرے اور اسکو نیکی ملے

شر انگیز ہم در سر شر رود — چو کژدم کہ با خانہ کمتر رود
شر پھیلانے والا بھی شر میں مبتلا ہوتا ہے — بچھو کی طرح کہ بہت کم بل میں لوٹتا ہے

---

۱ حدیث شریف میں ہے ہلکے پھلکے نجات پاگئے اور بوجھ والے ہلاک ہوئے

۲ یعنی مرنے کے بعد غریب و امیر یکساں ہیں

۳ مجھے کرمان کے فتح کرنے کا خیال تھا کہ موت آگئی اور کیڑوں نے میرا سر کھا لیا

۴ انسان کو مرتے ہوئے انسانوں سے نصیحت حاصل کرنا چاہیے۔

۵ یعنی نیکی کا بدلہ نیکی اور بدی کا بدلہ بدی ہے۔

۶ شر انگیز لامحالہ اپنے شر کی پاداش بھگتتا ہے۔ بچھو کاٹنے کے خیال سے بل سے نکلتا ہے عموماً مارا جاتا ہے۔

اگر نفع کس در نہادِ تو نیست
اگر تیری ذات میں کسی کو نفع پہنچانا نہیں ہے
چنیں جوہر و سنگ خارا یکیست
تو ایسا گوہر اور سنگ خارا یکساں ہے

غلط گفتم اے یارِ شایستہ خوی
اے عمدہ خصلت یار میں نے غلط کہا۔
کہ نفعست در آہن و سنگ و روی
کیونکہ لوہے اور پتھر اور کانسی میں تو فائدہ ہے

چنیں آدمی مردہ بہ ننگ را
عیب دار ہونے کی وجہ سے ایسے آدمی کا مرنا بہتر ہے
کہ بر وے فضیلت بود سنگ را
جس پر پتھر کو بھی فضیلت حاصل ہو

نہ ہر آدمی زادہ از دد بہ است
ہر آدمی درندہ سے افضل نہیں ہے
کہ دد ز آدمی زادۂ بد بہ است
اس لیے کہ بد انسان سے درندہ بہتر ہے

بہ است از دد انسانِ صاحب خرد
صاحبِ عقل انسان درندہ سے بہتر ہے؛
نہ انساں کہ در مردم افتد چو دد
نہ وہ انسان جو درندے کی طرح انسانوں کو پھاڑے

چو انساں نداند بجز خورد و خواب
جب انسان کھانے اور سونے کے علاوہ کچھ نہ جانتا ہو
کدامش فضیلت بود بر دواب
تو اس کو چوپاؤں پر کیسا فضیلت ہے؟

سوارِ نگوں بخت بے راہ رو
اوندھے نصیبہ والا۔ بے راہ چلنے والا سوار
پیادہ برد زو برفتن گرو
اس پر پیدل چلنے والا سبقت لے جاتا ہے

کسے دانۂ نیک مردی نکاشت
کوئی ایسا نہیں ہے جس نے نیکی کا دانہ بویا ہو
کزو خرمن کام دل بر نداشت
پھر اس سے دلی مقصد کا کھلیان نہ اٹھایا ہو

نہ ہرگز شنیدم در عمر خویش
میں نے اپنی عمر میں ہرگز نہیں سنا
کہ بد مرد را نیکی آید بہ پیش
کہ برے انسان کے آگے نیکی آئی ہو

١٠

١ یعنی اگر کوئی انسان گوہر ہی کیوں نہ ہو جب اس کی طبیعت میں نفع رسانی نہیں ہے تو وہ اور پتھر برابر ہیں بلکہ وہ پتھر سے بھی برا ہے کیونکہ پتھر اور لوہا تو پھر بھی کچھ نہ کچھ کام آہی جاتا ہے۔

٢ یہ اس سے مذاق میں کہا ورنہ وہ تو ظالم تھا۔

حکایت

گزیزے بچاہے در افتادہ بود
ایک پہلوان کنوئیں میں گر پڑا تھا،
کہ از ہولِ او شیر نر مادہ بود
جس کے ڈر سے نر شیر مادہ تھا

بد اندیش مردم بجز بد ندید
لوگوں کا برا سوچنے والے نے برائی کے سوا کچھ نہ دیکھا
بیفتاد و عاجز تر از خود ندید
وہ گرا اور اس نے اپنے سے زیادہ عاجز کسی کو نہ دیکھا

ہمہ شب ز فریاد و زاری نخفت
تمام رات پکارنے اور رونے کی وجہ سے نہ سویا
یکے بر سرش کوفت سنگے و گفت
ایک شخص نے اس کے سر پر پتھر مارا اور کہا

تو ہرگز رسیدی بفریادِ کس
تو بھی کبھی کسی کی فریاد کو پہنچا تھا
کہ می خواہی امروز فریاد رس
کہ آج فریاد کو پہنچنے والے کا خواہش مند ہے

ہمہ تخم نامردمی کاشتی
تو نے تو تمام نامردی کے بیج کی کاشت کی تھی
ببیں لاجرم بر کہ بر داشتی
دیکھ لامحالہ تو نے کیسا پھل پایا؟

کہ بر جانِ ریشت نہد مرہمے
تیری زخمی جان پر کون مرہم رکھے؟
کہ دلہا ز ریشت بنالد ہمے
جب کہ تیرے لگائے ہوئے زخموں سے دل نالاں ہیں

تو ما را ہمی چاہ کندی براہ
تونے ہمارے لئے راستہ میں کنواں کھودا

دو کس چہ کنند از پئے خاص و عام
دو آدمی خاص و عام کے لیے کنواں کھودتے ہیں

یکے تا کند تشنہ را تازہ حلق
ایک اس لیے کہ پیاسے کو تازہ حلق بنائے

اگر بد کنی چشم نیکی مدار
اگر تو برا کرتا ہے تو نیکی کی توقع نہ رکھ!

نہ پندارم اے درخزاں کشتہ جو
اور کہ جس نے خزاں کے موسم میں جو بویا ہے مجھے خیال نہیں ہے

درخت زقوم ار بجاں پروری
تھوہر کے درخت کو تو اگر جان لگا کے پرورش کرے

رطب ناورد چوب خر زہرہ بار
کنیر کی شاخ کھجور کا پھل نہ لائے گی

بسر لاجرم در فتادی بچاہ
لامحالہ تو اوندھا کنوئیں میں گرا

یکے نیک محضر دگر زشت نام
ایک نیک طبیعت دوسرا بدنام

دگر تا بگردن در افتند خلق
دوسرا اس لیے کہ لوگ سر کے بل اس میں گریں

کہ ہرگز نیارد گز انگور بار
اس لیے کہ جھاؤ کبھی انگور کا پھل نہیں دیتا ہے

کہ گندم ستانی بوقت درو
کہ تو کٹنے کے وقت گیہوں حاصل کرے گا

مپندار ہرگز کز و بہ خوری
تو یہ نہ سمجھ کہ اس سے بہی کھائے گا

چہ تخم افگنی بر ہماں چشم دار
تو نے جو بویا ہے اسی کی توقع رکھ!

حکایت

۱۰

حکایت کنند از یکے نیک مرد
ایک نیک انسان کا قصہ بیان کرتے ہیں

بسرہنگ دیواں نگہ کرد تیز
کچہری کے سپاہی کو اس نے گھور کر دیکھا،

چو حجت نماند جفا جوئے را
ظالم کے پاس جب دلیل نہیں رہتی

بخندید و بگریست مرد خدای
باخدا آدمی ہنسا اور رویا

چو دیدش کہ خندید و دیگر گریست
جب اس نے دیکھا کہ وہ ہنسا اور پھر رو دیا

بگفتا ہمی گریم از روزگار
اس نے کہا زمانہ کے ظلم سے روتا ہوں

ہمی خندم از لطف یزدان پاک
خدائے پاک کی مہربانی سے ہنستا ہوں

یکے گفتش اے نامور شہریار
کسی نے اس سے کہا کہ اے مشہور بادشاہ

کہ اکرام حجاج یوسف نکرد
کہ اس نے حجاج بن یوسف کی عزت نہ کی

کہ نطعش بینداز و ریگش بریز
کہ اس کے لیے چمڑا بچھائے اور اس پر ریتا پھیلائے

بہر خاش درہم کشد روئے را
تو لڑائی کے لیے چہرہ غصہ میں بھرتا ہے

عجب ماند سنگین دل تیرہ رای
بدرائے، سنگدل تعجب میں پڑ گیا

بپرسید کیں خندہ و گریہ چیست
تو اس نے پوچھا کہ یہ ہنسا اور رونا کیا؟

کہ طفلان بیچارہ دارم چہار
اس لئے کہ چار بے سہارا بچے رکھتا ہوں

کہ مظلوم رفتم نہ ظالم بخاک
کہ مٹی میں مظلوم بنکر جارہا ہوں ظالم بنکر نہیں

بکن دست ازیں پیر دہقاں بدار
نہ کر بڈھے گنوار سے ہاتھ اٹھالے

۱۔ اسی لیے مشہور ہے چاہ کنندہ را چاہ در پیش
۲۔ یعنی پت جھڑ کے زمانہ میں جبکہ کوئی چیز بھی نہیں اگتی ہے۔
۳۔ حجاج بن یوسف ثقفی مشہور ظالم گورنر تھا۔
۴۔ سر دربار اگر کسی کو قتل کیا جاتا تھا تو چمڑا بچھا کر اس پر ریتا پھیلا دیتے تھے پھر اس پر قتل کرتے تھے تاکہ خون ادھر ادھر نہ بہے۔

که خلقے بدو تکیه دارند و پشت — روا نیست خلقے بیکبار کشت
اس لیے کہ کچھ لوگ اسی کا سہارا رکھتے ہیں — سب کو یکبارگی مار ڈالنا درست نہیں ہے

بزرگی و عفو و کرم پیشه کن — زخردان اطفالش اندیشه کن
بڑائی اور درگذر اور بخشش کی عادت ڈال — اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا خیال کر!

مگر دشمن خاندان خودی — که بر خاندانها پسندی بدی
شاید کہ تو اپنے ہی خاندان کا دشمن ہے — کہ خاندانوں کے لیے بُرائی پسند کرتا ہے

بپندار رو دلها بداغ تو ریش — که روز پسین آیدت خیر پیش
جبکہ دل تیرے داغوں سے زخمی ہیں تو یہ نہ سمجھ — کہ مرنے کے دن تیرے سامنے بھلائی آئے گی

نخفتست مظلوم از آهش بترس — ز دود دل صبحگاهش بترس
جو مظلوم نہیں سویا اس کی آہ سے ڈر — اس کی صبح کے وقت کے دل کے دھوئیں سے ڈر!

نترسی که پاک اندرونے شبے — برآرد ز سوز جگر یا ربے
تو نہیں ڈرتا کہ کوئی پاک باطن کسی رات میں — سوز جگر سے یا رب کہے۔

بسودا جہاں بروے افشاند دست — که حجاج را دست حجت به بست
غصہ میں اس نے اس پر ایسے ہاتھ پھینکے — کہ حجاج کے دلیل کے ہاتھ باندھ دیے

نه ابلیس بد کرد نیکی ندید — بر پاک ناید ز تخم پلید
کیا ایسا نہیں ہوا کہ شیطان نے برائی کی اور نیکی نہ دیکھی — ناپاک بیج سے پاک پھل نہیں پیدا ہوتا ہے

مدر پردۀ کس بهنگام جنگ — که باشد ترا نیز در پرده ننگ
لڑتے وقت کسی کا پردہ چاک نہ کر — اس لیے کہ تیرے بھی کچھ عیب پردے میں ہوں گے

مزن بانگ بر شیر مرداں درشت — چو با کودکاں برنیائی بمشت
شیر مردوں کو سخت نہ للکار! — جب کہ تو کہ بازی میں بچوں سے بھی نہیں جیت سکتا۔

شنیدم که نشنید و خونش بریخت — ز فرمان داور که داند گریخت
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک نہ سنی اور اس کا خون بہایا — اللہ کے حکم سے بھاگنا کون جانتا ہے

بزرگے دراں فکرت آں شب نخفت — بخواب اندروں دید درویش و گفت
وہ بزرگ اس رات اسی فکر میں نہ سویا۔ — خواب میں درویش کو دیکھا اور اس نے کہا

دمے بیش بر من سیاست نراند — عقوبت برو تا قیامت بماند
وہ مجھے تھوڑی دیر سے زیادہ سزا نہ دے سکا — اس پر قیامت تک کے لیے عذاب مسلط ہو گیا

حکایت

یکے پند میداد فرزند را — نگو دار پند خردمند را
ایک شخص لڑکے کو نصیحت کر رہا تھا — عقلمند کی نصیحت کو اچھی طرح یاد رکھ!

مکن جور بر خردگاں اے پسر — که یک روز افتد بزرگے بسر
اے لڑکے! چھوٹوں پر ظلم نہ کر — اس لیے کہ ایک روز کوئی بڑا تجھ سے بھی بھڑیگا

۱؎ یعنی بچوں کا اس پر گذارا ہے یہ مرجائے گا تو وہ سب مرجائیں گے۔
۲؎ جو دوسرے خاندانوں پر ظلم ڈھاتا ہے وہ دراصل اپنے خاندان کا دشمن ہے۔
۳؎ یعنی بددعا کرے۔
۴؎ ہر چہ برخود نہ پسندی بدیگراں مپسند کا بھی یہی مطلب ہے۔
۵؎ یعنی اللہ کو یہی منظور تھا سو ہوا۔

نمی ترسی اے کودکِ کم خرد
دیکھ اے کم عقل لڑکے تو نہیں ڈرتا

کہ روزے پلنگیت برہم درد
کہ کسی روز کوئی چیتا تجھے پھاڑ ڈالے

بخردی درم زور سرپنجہ بود
بچپن میں مجھے بھی طاقت کا زور تھا

دلِ زیردستاں زمن رنجہ بود
مجھ سے کمزوروں کا دل رنجیدہ تھا

بخوردم یکے مشت زور آوراں
میں نے طاقتوروں کا ایک گھونسا کھایا

نکردم دگر زور بر لاغراں
پھر کبھی کمزوروں پر زور نہیں کیا۔

گفتار

الا تا بغفلت نخسپی کہ نوم
دیکھ تو غفلت سے ہرگز نہ سو اس لیے کہ سونا،

حرامست بر چشم سالارِ قوم
قوم کے سردار کی آنکھ پر حرام ہے

غمِ زیردستاں بخور زینہار
کمزوروں کا غم ضرور رکھ۔

بترس از زبردستیِ روزگار
زمانہ کی زبردستی سے ڈر!

نصیحت کہ خالی بود از غرض
جو نصیحت غرض سے خالی ہو

چو داروئے تلخست دفعِ مرض
کڑوی دوا کی طرح مرض کی دافع ہے

حکایت دریں معنی

یکے را حکایت کنند از ملوک
بادشاہوں میں سے ایک کا قصہ بتاتے ہیں

کہ بیماری رشتہ کردش چو دوک
کہ اس کو نہروا[1] کی بیماری نے تکلے کی طرح کر دیا۔

چنانش در انداخت ضعفِ جسد
بدن کی کمزوری نے اس کو ایسا عاجز کر دیا

کہ می برد بر کہتریناں حسد
کہ وہ کمتر لوگوں پر بھی حسد کرنے لگا،

کہ شاہ ارچہ بر عرصہ نام آورست
اس لیے کہ شاہ شطرنج اگرچہ بساط پر نام آور ہے

چو ضعف آمد از بیذقے کمترست
جب کمزور پڑ جائے تو پیادہ سے بھی کم ہے

ندیمے زمینِ ملک بوسہ داد
ایک ہمنشین نے بادشاہ کی زمین چومی

کہ عمرِ خداوند جاوید باد
کہ حضور کی عمر دراز ہو

دریں شہر مردے مبارک دم است
اس شہر میں ایک ایسا مبارک دم انسان ہے

کہ از پارسایاں چنوئے کم است
کہ پرہیزگاروں میں اس جیسے کم ہیں

نبردند پیشش مہمات کس
لوگ[2] اس کے سامنے اپنی مشکلات نہیں لے گئے

کہ مقصود حاصل نشد در نفس
کہ دم بھر میں مدعا حاصل نہ ہو گیا ہو،

بخواں تا بخواند دعائے بریں
اس کو بلا بھیجے تاکہ اس مرض پر دعا پڑھ دے

کہ رحمت رسد ز آسماں بر زمیں
تاکہ آسمان سے زمین پر رحمت پہنچ جائے

بفرمود تا مہترانِ خدم
اس نے حکم دیا چنانچہ نوکروں کے سرداروں نے

بخواندند پیرِ مبارک قدم
مبارک قدم بوڑھے کو بلا لیا

[1] نہروا ایک قسم کا پھوڑا ہے جس کی جڑیں دھاگے کی طرح بدن میں پھیل جاتی ہیں۔

[2] اس کی دعا سے فوراً مدعا حاصل ہو جاتا ہے۔

بگفتا دعائے کن اے ہوشمند
اس نے کہا اے ہوشمند دعا فرما دیجیے
شنید ایں سخن پیر خم بودہ پشت
جھکی کمر بڈھے نے یہ بات سنی
کہ حق مہربانست بر دادگر
کہ خدا انصاف کرنے والے پر مہربان ہے
دعائے منت کے شود سودمند
میری دعا تیرے لیے کب مفید ہوگی،
تو ناکردہ بر خلق بخشایشے
تو نے مخلوق پر بخشش نہیں کی،
بباید ت عذر خطا خواستن
تجھے خطا کا عذر کرنا چاہیے
کجا دستگیرد دعائے ویت
اس کی دعا تیری دستگیری کب کر سکتی ہے

۱۰

شنید ایں سخن شہریار عجم
عجم کے بادشاہ نے یہ بات سنی
برنجید وپس با دل خویش گفت
رنجیدہ ہوا پھر اپنے دل میں کہا:-
بفرمود تا ہر کہ در بند بود
اس نے حکم دیدیا جو بھی قید میں تھا
جہاں دیدہ بعد از دو رکعت نماز
دو رکعت نماز کے بعد جہاندیدہ نے
کہ اے برفرازندۂ آسماں
کہ اے آسمان کے بلند کرنے والے!
ولی ہمچناں بر دعا داشت دست
ولی کے اسی طرح دعا میں ہاتھ اٹھے ہوئے تھے
تو گفتی ز شادی بخواہد پرید
تو یہ کہے گا کہ خوشی سے اڑ جائے گا،
بفرمود گنجینۂ گوہرش
اس نے حکم دیدیا کہ اس کے موتیوں کے خزانہ کو
حق از بہر باطل نشاید نہفت
باطل کی خاطر حق کو چھپانا نہ چاہیے

کہ در رشتہ چوں سوزنم پائے بند
کہ سوئی کی طرح دھاگوں والی بیماری سے میں بندھا ہوں
بہ تندی بر آورد بانگ درشت
غصہ سے سخت آواز نکالی،
ببخشای وبخشایش حق نگر
بخشش کر اور خدا کی بخشش دیکھ
اسیران مظلوم در چاہ و بند
مظلوم قیدی تو کنوئیں اور قید میں ہیں
کجا بینی از دولت آسایشے
تو دولت سے راحت کہاں دیکھ سکے گا،
پس از شیخ صالح دعا خواستن
پھر نیک بزرگ سے دعا کرانی چاہیے
دعائے ستمدیدگاں در پیت
جبکہ مظلوموں کی بد دعا تیرے درپے ہے
ز خشم و خجالت بر آید بہم
تو غصہ اور شرمندگی سے بگڑ گیا،
چہ رنجم حقست ایں کہ درویش گفت
میں رنجیدہ کیوں ہوتا ہوں درویش نے جو کچھ کہا صحیح ہے
بفرمانش آزاد کردند زود
اس کے حکم سے انھوں نے فوراً چھوڑ دیا
بداور بر آورد دست نیاز
عاجزی کا ہاتھ خدا کی طرف اٹھایا۔
بجنگش گرفتی بصلحش بماں
اس کو تو نے جنگ میں گرفتار فرمایا صلح سے اس کو چھوڑ دے
کہ رنجور افتادہ بر پائے جست
کہ پڑا ہوا بیمار اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا
چو طاؤس چوں رشتہ در پا ندید
مور کی طرح جب پیر میں ڈور نہ دیکھا
فشاندند در پای و زیر سرش
لوگوں نے اس کے پیروں اور سر پر نچھاور کر دیا
ازاں جملہ دامن بیفشاند و گفت
اس تمام خزانے سے اس نے دامن جھٹک دیا اور کہا

[1] سخت قسم کے مجرموں کو کنوئیں میں بند کر دیا جاتا تھا۔
[2] انسان کو پہلے تمام گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے پھر ہی کسی بزرگ کی دعا مفید ہو سکتی ہے۔
[3] یعنی ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی کہ وہ گناہوں کی وجہ سے مرض کی قید میں تھا اب اس کو اچھا کر دے
[4] یعنی اس کو مرض سے نجات پا جانے کی ایسی خوشی ہوئی کہ رقص طاؤسی کرنے لگا

مرو باسر رشتہ بارِ دگر
نہ دوڑنی جڑ کی طرف پھر دوبارہ نہ جانا

مبادا کہ دیگر کند رشتہ سر
ایسا نہ ہو کہ دوبارہ نہرو سر ابھارے

چو بارے فتادی نگہدار پای
جب ایک بار تو گرا ہے تو پیروں کو سنبھال

کہ یکبارِ دیگر بلغزد زجای
کہ دوبارہ جگہ سے نہ پھسلے

زسعدی شنو کیں سخن راستست
سعدی سے سن لے یہ سچی بات ہے

نہ ہر بارے افتادہ برخاستست
کوئی گر کر ہر مرتبہ نہیں اٹھتا ہے

گفتار

جہاں اے پسر مُلک جاوید نیست
اے لڑکے دنیا ہمیشگی کا ملک نہیں ہے

ز دنیا وفاداری امید نیست
دنیا سے وفاداری کی امید نہیں ہے

نہ بر باد رفتے سحرگاہ و شام
کیا صبح و شام ہوا پر نہ اڑتا تھا

سریرِ سلیماں علیہ السّلام
حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت

باخر ندیدی کہ برباد رفت
آخر میں تو نے نہیں دیکھا کہ برباد ہو گیا

خنک آنکہ با دانش و داد رفت
خوش تو وہ ہے جو دانائی اور انصاف کے ساتھ مرا

کسے زیں میاں گوئے دولت ربود
حکومت کی بازی ان میں سے وہ جیت لے گیا

کہ در بند آسایشِ خلق بود
جو مخلوق کے آرام کی فکر میں رہا۔

بکار آمد آنہا کہ بردا شتند
وہی کام میں آیا جو سمیٹ لے گئے

نہ گرد آوریدند و بگذاشتند
نہ کہ جمع کر گئے اور چھوڑ گئے

حکایت

شنیدم کہ در مصر میر اجل
میں نے سنا ہے کہ مصر میں ایک بڑا سردار

سپہ تاخت بر روز گارش اجل
اس کی عمر پر موت نے فوج دوڑا دی،

جمالش برفت از رخ دل فروز
اس کے دل کو روشن کرنے والے رخ سے حسن جاتا رہا

چو خور زرد شد بس نماند ز روز
اس لیے کہ جب سورج پیلا پڑا پھر دن کا کچھ باقی نہیں رہتا

گزیدند فرزانگاں دست فوت
عقلمندوں نے اس کے فوت ہونے پر ہاتھ کو کاٹا

کہ در طب ندیدند داروئے موت
اس لیے کہ انھوں نے طب میں موت کی دوا نہ پائی

ہمہ تخت و ملکے پذیرد زوال
تمام تخت اور ملک زوال کو قبول کرتے ہیں

بجز ملک فرمانِ دہِ لا یزال
ہمیشہ رہنے والے حاکم کے ملک کے علاوہ

چو نزدیک شد روزِ عمرش بشب
جب اس کی زندگی کا دن رات کے قریب ہوا

شنیدند و می گفت در زیر لب
تو لوگوں نے سنا وہ آہستہ سے کہتا تھا

کہ در مصر چوں من عزیزے نبود
میری طرح کا کوئی عزیز مصر میں نہ تھا

چو حاصل ہمیں بود چیزے نبود
جب نتیجہ یہی تھا تو کچھ بھی نہ تھا۔

ا دوبارہ ظلم و ستم نہ کرنا ورنہ پھر مرض میں مبتلا ہو جائے گا۔
۲ یعنی ضروری نہیں کہ توبہ کرنے سے ہر بار معافی ہو جائے گی۔
۳ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایسا تخت عنایت کیا تھا جو صبح کو ایک ماہ کی اور شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتا تھا۔
۴ یعنی جو کچھ خدا کے راستے میں صرف کر گئے وہ ساتھ لے گئے جو مال جمع کر کے چھوڑ گئے وہ دوسروں کا ہوا۔
۵ یعنی اس کی موت کا وقت آ گیا۔
۶ مصر کے ہر بادشاہ کو عزیز کہا جاتا تھا۔

جہاں گرد کرد و نخورد و برش
میں نے دنیا جمع کی اس کا پھل نہ کھایا
برفتم چو بیچارگاں از سرش
عاجزوں کی طرح اس پر سے میں چلا گیا

پسندیدہ رائے کہ بخشید و خورد
بہتر رائے والا وہی ہے جس نے دیا اور کھایا
جہاں از پئے خویشتن گرد کرد
دنیا اپنے لیے جمع کی

دریں کوش تا با تو ماند مقیم
اس میں کوشش کر جب تک وہ تیرے پاس ہو
کہ ہر چہ از تو ماند دریغست و بیم
کہ جو تجھ سے رہ جائے گا وہ افسوس ہے اور خوف

کند خواجہ بر بستر جاں گداز
جان گھلانے والے بستر پر آقا
یکے دست کوتاہ و دیگر دراز
ایک ہاتھ سمیٹتا ہے ایک پھیلاتا ہے

دراں دم ترا می نماید بدست
اس وقت تجھے ہاتھ کے ذریعہ دکھا رہا ہے
کہ دہشت زبانش زگفتن ببست
اس لیے کہ خوف نے اس کی زبان باندھ دی ہے

کہ دستے بجود و کرم کن دراز
کہ ایک ہاتھ تو دینے میں اور بخشش میں پھیلا
دگر دست کوتہ کن از ظلم و آز
دوسرا ہاتھ ظلم اور حرص سے کوتاہ کر

کنونت کہ دستست خارے بکن
اب کہ تیرا ہاتھ ہے کوئی کانٹا نکال
دگر کے برآری تو دست از کفن
پھر کفن سے ہاتھ کب نکال سکے گا

بتابد بسے ماہ و پروین و ہور
کافی وقت ایسا ہوگا کہ چاند ستارے سورج چمکیں گے
کہ سر بر نداری ز بالین گور
تو قبر کے سرہانے سے سر نہ اٹھائے گا

حکایت

۱۰

قزل ارسلاں قلعہ سخت داشت
قزل ارسلاں ایک مضبوط قلعہ رکھتا تھا
کہ گردن بالوند برمی فراشت
جو الوند (پہاڑ) سے اپنی گردن اونچی رکھتا تھا

نہ اندیشہ از کس نہ حاجت بہیچ
نہ اس کو کسی کا ڈر تھا نہ کسی کی ضرورت
چو زلف عروساں رہش پیچ پیچ
اس کا راستہ دلہنوں کی زلفوں کی طرح پیچ در پیچ تھا

چناں نادر افتاد در روضہ
باغیچے میں ایسا نادر واقع ہوا تھا
کہ بر لاجوردی طبق بیضہ
جیسا کہ سبز طباق میں انڈا

شنیدم کہ مردے مبارک حضور
میں نے سنا ہے کہ ایک بابرکت صحبت والا مرد
بنزدیک شاہ آمد از راہ دور
دور راستہ سے بادشاہ کے پاس آیا

حقائق شناسے جہاندیدہ
جو حقیقتوں کو پہچاننے والا جہاندیدہ تھا
ہنرمندے آفاق گردیدہ
ہنرمند تھا، دنیا میں گھومے ہوئے تھا

بخندید کیں قلعہ خرم است
وہ ہنسا کہ یہ قلعہ مبارک ہے
و لیکن نہ پندارمش محکم است
لیکن میں نہیں سمجھتا کہ وہ مضبوط ہے

نہ پیش از تو گردن کشاں داشتند
کیا تجھ سے پہلے بادشاہ نہیں رکھتے تھے
دمے چند بودند و بگذاشتند
چند دن ٹھہرے اور چھوڑ کر چلے گئے

۱ یعنی نیکیاں کرکے دنیا سے اپنا ذخیرہ آخرت جمع کیا۔
۲ یعنی اس پر مرتے وقت افسوس ہوگا اور خدا کی مواخذہ کا خوف ہوگا۔
۳ نزع کے وقت انسان عموماً ایک ہاتھ سکوڑتا ہے اور ایک دراز کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ سکوڑ کر ظلم و حرص سے ہاتھ کھینچے اور دراز کرکے بخشش کی طرف ہاتھ بڑھانے کا اشارہ کرتا ہے۔
۴ کسی کی مدد کرکے اس کی تکلیف دور کر۔
۵ قزل ارسلاں سلجوقی فارس کا مشہور بادشاہ ہے۔ الوند ہمدان کا مشہور پہاڑ ہے جس سے بارہ ہزار چشمے بہتے ہیں۔
۶ یعنی اس قلعہ کو کسی دشمن کا ڈر نہ تھا اور نہ ضرورتوں میں کسی کا محتاج تھا۔
۷ سبزہ زار میں مدور قلعہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا سبز طباق میں انڈا۔
۸ موت کے حملہ سے نہ بچا سکے گا۔
۹ اس قلعہ میں تجھ سے بہت آئے اور چلے گئے۔

نه بعد از تو شاہانِ دیگر برند
کیا تیرے بعد دوسرے بادشاہ نہیں رہیں گے
درختِ امید ترا بر خورند
تیری امیدوں کے درخت سے پھل کھائیں گے

ز دوران و ملکِ پدر یاد کن
باپ کے ملک اور زمانہ کو یاد کر!
دل از بندِ اندیشه آزاد کن
دل کو فکر کی قید سے آزاد کر!

چناں روزگارش بکنجے نشاند
زمانہ نے اس کو اس طرح گوشہ میں بٹھا دیا
که بر یک پشیزش تصرف نماند
کہ اس کا ایک پیسہ پر تصرف نہ رہا

چو نومید ماند از ہمه چیز و کس
جب وہ ہر چیز اور ہر شخص سے ناامید ہوا
امیدش بفضلِ خدا ماند و بس
فقط خدا کی مہربانی پر اس کی امید رہی

بمردِ ہشیار دنیا خس است
ہوشیار انسان کے نزدیک دنیا تنکا ہے
که ہر مدتے جائے دیگر کس است
کہ ہر زمانہ میں دوسرے کی جگہ ہے

حکایت

چنیں گفت شوریدۂ در عجم
ایک بے باک نے عجم میں
بکسریٰ که اے وارثِ ملکِ جم
کسریٰ کو کہا کہ اے جمشید کے ملک کے وارث

اگر ملک بر جم بماندے و بخت
اگر ملک اور نصیبہ جمشید کا ساتھ دیتا
ترا چوں میسر شدے تاج و تخت
تاج و تخت تجھے کیسے میسر آتا

اگر گنجِ قاروں بدست آوری
اگر قارون کا خزانہ تیرے ہاتھ لگ جائے
نماند مگر آنچه بخشی بری
وہ بھی نہ رہے گا، ہاں جو تو بخشے گا وہ لیجائے گا

۱۰

ملہ الپ ارسلاں پیٹ بھرا شیر - یہ قزل ارسلاں کے باپ کا نام ہے۔ یعنی ایسی تنگ قبر جس میں نہ بیٹھنے کی گنجائش تھی نہ چلنے پھرنے کی۔

حکایت

چو الپ ارسلاں جاں بجاں بخش داد
جب الپ ارسلاں نے جان دینے والے کو جان دی
پسر تاجِ شاہی بسر بر نہاد
لڑکے نے شاہی تاج سر پر رکھا

بتربت سپردندش از تاج و گاه
تخت اور تاج سے ہٹا کر اس کو قبر کے سپرد کیا
نه جائے نشستن نه آماج گاه
نہ بیٹھنے کی جگہ نہ ٹہلنے کی

چنیں گفت دیوانۂ ہوشیار
ایک ہوشیار دیوانہ نے یہ کہا۔
چو دیدش پسر روزِ دیگر سوار
جب اس نے اس کے لڑکے کو دوسرے دن سوار دیکھا

زہے ملک و دوراں سر در نشیب
کیا ہی اوندھا ملک اور زمانہ ہے
پدر رفت و پائے پسر در رکیب
باپ چلا گیا اور بیٹے کا پیر رکاب میں ہے

چنین است گردیدنِ روزگار
زمانہ کی گردش ایسی ہی ہے۔
سبک سیر بد عہد ناپائدار
تیز رفتار، بدعہد، ناپائیدار

چو دیرینہ روزے سر آورد عہد
جب بوڑھا اپنا زمانہ ختم کرتا ہے
جواں دولتے سر بر آرد ز مہد
تو جوان دولت والا گہوارے سے سر اٹھاتا ہے

مِنہ بر جہاں دل کہ بیگانہ ایست
دنیا سے دل نہ لگا یہ بیگانہ ہے

چو مُطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
گویّے کی طرح کہ ہر روز ایک گھر میں ہے

نہ لائق بود عیش با دلبرے
ایسے دلبر کے ساتھ زندگی مناسب نہیں ہے

کہ ہر بامدادش بود شوہرے
کہ ہر صبح کو جس کا ایک شوہر ہو

نکوئی کن امسال چوں دہ تراست
اس سال نیکی کر جب گاؤں تیرے قبضہ میں ہے

کہ سالِ دِگر دیگرے دہ خداست
کیونکہ دوسرے سال گاؤں کا مالک دوسرا ہوگا

حکایت

بزرگے جفا پیشہ در حدِ غور¹
غور کے علاقہ میں ایک ظالم بادشاہ

گرفتے خر روستائی بزور
گاؤں والے کا گدھا زبردستی پکڑ لیتا

خراں زیرِ بارِ گراں بے علف
بھاری بوجھ میں بے گھاس چرے گدھے

بروزے دو مسکیں شدندے تلف
دو ایک روز میں بیچارے مرجاتے

چو مُنعم کند سفلہ را روزگار
جب زمانہ کسی کمینے کو بڑا بنا دیتا ہے

نہد بر دلِ تنگ درویش بار
تو وہ فقیر کے تنگ دل پر بار ڈالتا ہے

چو بامِ بلندش بود خود پرست
جب کسی خود پرست کی اٹاری اونچی ہوتی ہے

کند بول و خاشاک بر بامِ پست
وہ پیشاب اور کوڑا نیچی چھت پر ڈالتا ہے

شنیدم کہ بارے بعزمِ شکار
میں نے سنا ہے کہ ایک بار شکار کے ارادے سے

بروں رفت بیداد گر شہریار
ظالم بادشاہ باہر نکلا

پیاپے بدنبالِ صیدے براند
پے در پے ایک شکار کے پیچھے دوڑا

شبش در گرفت از حشم دور ماند
اس کو رات نے آ پکڑا، نوکروں سے دور رہ گیا

بہ تنہا ندانست روی و رہے
اکیلا کسی شخص اور راستہ کو نہ پہچان سکا

بیند اخت ناکام شب در دہے
ناکام ہو کر رات کو ایک گاؤں میں ڈیرا ڈال دیا

خرے دید پویندۂ کارگر
اس نے ایک گدھا دیکھا، بھاگنے والا، کام کا

توانا و زور آور و باربر
تگڑا، طاقت ور، بوجھ لے جانیوالا

یکے مردِ کُرد استخوانے بدست
ایک کردی ہڈی ہاتھ میں لیے ہوئے

چناں میزدش کاستخواں می شکست
اُس کو اس طرح مار رہا تھا کہ اس کی ہڈیاں توڑتا تھا

شہنشہ بر آشفت و گفت اے جواں
بادشاہ بگڑ گیا اور بولا اے جوان!

زحد رفت جورت بریں بے زباں
اس بے زبان پر تیرا ظلم حد سے بڑھ گیا

چو زور آوری خود نمائی مکن
اگر تجھ میں طاقت ہے تو خود نمائی نہ کر

برافتادہ زور آزمائی مکن
کمزور پر زور آزمائی نہ کر!

پسندش نیامد فرومایہ قول
کمزور بات اس کو پسند نہ آئی۔

یکے بانگ بر پادشہ زد بہول
وہ بادشاہ پر خوفناک آواز سے چیخا۔

¹ ایک علاقہ کا نام ہے یا ایک شہر کا۔ غوری خاندان جو ہندستان کا حکمراں رہا ہے اسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ گاؤں والوں کے گدھے جبراً بیگار میں پکڑ لیتا تھا، بھاری بوجھوں پر لادتا اور ان کو چارہ بھی نہ دیتا تھا۔

گرفتم نہ بیہودہ اینکار پیش
ہم نے یہ کام خواہ مخواہ نہیں کیا ہے

بسا کس کہ پیشِ تو معذور نیست
بہت سے آدمی جو تیرے نزدیک معذور نہیں ہیں

ملک را درشت آمد از وے خطاب
اس کی گفتگو بادشاہ پر گراں گذری

کہ پندارم از عقل بیگانہ
کیونکہ میں سمجھتا ہوں تو عقل سے بیگانہ ہے

بخندید کاے ترکِ ناداں خموش
وہ ہنسا کہ اے بے عقل ترک چپ رہ

نہ دیوانہ خواند کس اورا نہ مست
اس کو نہ کوئی دیوانہ کہتا ہے، نہ مست

جہاں جوی گفت اے ستمگارہ مرد
بادشاہ نے کہا اے ظالم انسان!

دراں بحر مردے جفا پیشہ بود
اس سمندر میں ایک ظالم انسان تھا

جزائر زکردارِ او پُر خروش
جزیروں کے باشندے اس سے نالاں تھے

پس آں را ز بہر مصالح شکست
تو اُس کو مصلحتوں کی وجہ سے توڑا تھا

شکستہ متاعے کہ در حرزِ تست
وہ شکستہ سامان جو تیرے قبضہ میں ہے

بخندید دہقانِ روشن ضمیر
روشن باطن گاؤں والا ہنسا

نہ از جہل می بشکنم پائے خر
میں نادانی کی وجہ سے گدھے کا پیر نہیں توڑ رہا ہوں

خرایں جایگہ لنگ و تیمار کش
اس جگہ لنگڑا رنجیدہ گدھا

تو آں را نگوئی کہ کشتی گرفت
تو اسے کچھ نہیں کہتا جس نے کشتی پکڑ لی،

تفو بر چناں ملک و دولت کہ راند
ایسے ملک اور حکومت پر تھوک ہے جو اس نے چلائی

برو چوں ندانی پس کارِ خویش
جب تو نہیں جانتا تو اپنے کام میں لگ

چوں وا بینی از مصلحت دور نیست
اگر غور سے دیکھے گا تو مصلحت سے خالی نہیں ہے

بگفتا بیا تا چہ بینی صواب
اس نے کہا تو کیا خوبی دیکھتا ہے بتا

نہ مستی ہمانا کہ دیوانہ
مست نہیں بلکہ تو دیوانہ ہے

مگر حالِ خضرت نیامد بگوش
شاید خضر کا حال تیرے کانوں میں نہیں پڑا

چرا کشتیِ ناتواناں شکست
اس نے غریبوں کی کشتی کیوں توڑی

چہ دانی کہ خضر آں برائے چہ کرد
تجھے کیا معلوم کہ خضر نے وہ کیوں کیا تھا

کہ دلہا از و بحر اندیشہ بود
جس کی وجہ سے دل فکر کا سمندر تھے

جہانے ز دستش چو دریا بجوش
ایک دنیا اس کے ہاتھ سے دریا کی طرح متلاطم تھی،

کہ سالارِ ظالم نگیرد بدست
تاکہ ظالم سردار نہ پکڑ لے

ازاں بہ کہ در دست دشمن درست
اس سے بہتر ہے کہ وہ سالم دشمن کے ہاتھ پڑے

کہ پس حق بدستِ منست اے امیر
کہ پھر تو حق میرے ہاتھ میں ہے اے بادشاہ

کہ از جورِ سلطان بیفتاد گر
بلکہ ظالم بادشاہ کے ظلم سے ڈر کر

ازاں بہ کہ پیشِ ملک بار کش
اس سے بہتر ہے کہ بادشاہ کے پاس بوجھ اٹھانیوالا ہو

کہ چوں تا ابد نام زشتی گرفت
کہ اس نے قیامت تک کے لیے کیسی بدنامی حاصل کی

کہ شنعت بر او تا قیامت بماند
کہ اس پر برائی قیامت تک کے لیے رہی

(۱۰) اسے تجھے بظاہر ان کا کام غلط معلوم ہوگا لیکن اگر غور سے دیکھے گا تو اس کام میں مصلحت نظر آئیگی۔ کیونکہ جس مصلحت سے خضر نے کشتی توڑی تھی اسی مصلحت سے میں گدھے کو لنگڑا بنا رہا ہوں۔

ستمگر جفا بر تنِ خویش کرد
ظالم نے اپنے اوپر ظلم کیا
نہ بر زیر دستانِ درویش کرد
نہ کہ غریب ماتحتوں پر

کہ فردا دراں محفل نام و ننگ
اس لیے کہ کل کو عزت اور ذلت کی اس محفل میں
بگیرد گریبان و ریشش بچنگ
وہ چنگل سے اس کا گریبان اور داڑھی پکڑے گا

نهد بارِ او زانہ بر گردنش،
گناہوں کا بوجھ اس کی گردن پر دھرے گا
نیارد سر از عار بر کردنش
وہ اپنے کیے کی ذلت سے سر نہ اٹھائے گا

گرفتم کہ خر بارش اکنوں کشد
میں مانتا ہوں آج گدھا اس کا بوجھ اٹھاتا ہے
دراں روز بارِ خراں چوں کشد
اس دن گدھے کا بوجھ وہ کیسے اٹھائے گا

گر انصاف پرسی بد اختر کسست
اگر تو انصاف سے پوچھے تو بدنصیب وہ شخص ہے
کہ در راحتش رنجِ دیگر کسست
کہ اس کے آرام میں دوسرے کو تکلیف ہے

ہمیں پنج روزش تنعم بود
یہی کچھ دن اس کی راحت کے ہوتے ہیں
کہ شادیش در رنجِ مردم بود
کیونکہ اس کی خوشی لوگوں کے رنج میں ہوتی ہے

اگر بر نخیزد بہ آں مردہ دل
اگر وہ مردہ دل سو کر نہ اٹھے تو بہتر ہے
کہ خسپند از و مردم آزردہ دل
جس کی وجہ سے لوگ آزردہ دل ہو کر سوئیں

شہ ایں جملہ بشنید و چیزے نگفت
بادشاہ نے یہ سب کچھ سنا اور کچھ نہ بولا
بہ بست اسپ و سر بر نمد زیں بخفت
گھوڑا باندھا اور زین کے نمدے پر سر رکھ کر لیٹ گیا

ہمہ شب ز بیداری اختر شمرد
تمام رات بیداری میں ستارے گنے،
ز سودا و اندیشہ خوابش نبرد
پریشانی اور سوچ میں اس کو نیند نہ آئی

چو آواز مرغِ سحر گوش کرد
جب مرغِ سحر کی آواز اس کے کان میں آئی
پریشانیٔ شب فراموش کرد
رات کی پریشانی کو بھول گیا

سواراں ہمہ شب بہ یک تاختند
تمام رات سوار ڈھونڈتے رہے
سحر گہ پئے اسپ بشناختند
صبح کو انھوں نے گھوڑے کی پیڑ پہچانی

براں عرصہ بر اسپ دیدند و شاہ
اس میدان میں انھوں نے گھوڑے اور بادشاہ کو دیکھا
پیادہ دویدند یکسر سپاہ
تمام سپاہی پیدل دوڑ پڑے

بخدمت نہادند سر بر زمیں
انھوں نے تعظیم میں زمین پر سر رکھ دیے
چو دریا شد از موجِ لشکر زمیں
لشکر کی پٹار سے زمین سمندر بن گئی،

بزرگاں نشستند و خواں خواستند
بڑے لوگ بیٹھے اور انھوں نے دسترخوان طلب کیا
بخوردند و مجلس بیاراستند
کھایا پیا اور محفل آراستہ کی،

چو شورِ طرب در نہاد آمدش
جب اس کی طبیعت پر مستی کا جوش آیا
ز دہقانِ دوشینہ یاد آمدش
اس کو گزشتہ رات کا گنوار یاد آیا

بفرمود و جستند و بستند سخت
اس نے حکم دیا وہ دوڑ پڑے اور اس کو مضبوط باندھا
بخواری فگندند در پائے تخت
ذلت کے ساتھ اس کو تخت کے پائے کے پاس ڈال دیا

۱ ظالم چونکہ ظلم کا بدلہ لیا جائے گا لہذا اس کا ظلم خود اپنے اوپر ہوا۔
۲ یعنی میدانِ حشر میں
۳ مظلوم کے گناہ ظالم پر لادے جائیں گے۔
۴ یعنی قیامت کے روز
۵ پنج روزہ سے مراد دنیا کی چند روزہ زندگی مراد ہے۔
۶ یعنی سونے کے بعد زندہ نہ اٹھے۔

سیہ دل برآہیخت شمشیر تیز
جلاد نے تیز تلوار سونتی

شمرد آں دم از زندگی آخرش
وہ سمجھ گیا اس کی زندگی کا آخری وقت ہے،

نہ بینی کہ چوں کارد بر سر بود
تو نے نہیں دیکھا جب چاقو سر پر رکھا جاتا ہے

چو دانست کز خصم نتواں گریخت
جب اس نے سمجھ لیا کہ دشمن سے بچکر نہیں بھاگ سکتا

سرِ ناامیدی برآورد و گفت
مایوسی کا سر اٹھایا اور کہا

ز نامہربانی کہ در دورِ تست
اس بے رحمی سے جو تیرے دور میں ہے

نہ من کردم از دستِ جورت نفیر
صرف میں ہی تیرے ظلم کے ہاتھ سے نالاں نہیں ہوں

عجب کز منت بر دل آید درشت
تعجب ہے کہ صرف میرا کہنا ہی تجھے گراں گذرا

وگر سختت آید نکوہش ز من
اگر میری بدگوئی تجھے گراں گذری ہے

ترا چارہ از ظلم برگشتن است
تیری تدبیر ظلم چھوڑ دینا ہے

چو بیداد کردی توقع مدار
جب تو نے ظلم کیا ہے تو توقع نہ رکھ!

ندانم کہ چوں خسپدت دیدگاں
میں نہیں سمجھتا، تیری آنکھیں کیسے سوتی ہیں

بداں کے ستودہ شود پادشاہ
سمجھ لے! اس طرح بادشاہ قابلِ تعریف کب ہو سکتا ہے

چہ سود آفریں بر سرِ انجمن،
لوگوں کے مجمع میں تعریف کا کیا فائدہ

گرفت ایں سخن شاہِ ظالم بگوش
یہ بات ظالم بادشاہ کے کان میں پڑ گئی

دراں دہ کہ طالع نمودش بہی
جس گاؤں میں اس کے نصیبہ نے بہتری دکھائی

ندانست بیچارہ روئے گریز
وہ بیچارہ بھاگنے کا رخ نہ جان سکا،

بگفت آنچہ گردید در خاطرش
جو کچھ اس کے مزاج میں آیا اس نے کہہ ڈالا

قلم را زبانش رواں تر بود
قلم کی نوک تیز ہو جاتی ہے

بناباکی او تیر ترکش بریخت
اس نے بےباکی سے ترکش کے تیر چلائے

شبِ گور در دہ محالست خفت
قبر میں سونے کی رات کو گاؤں میں سونا ناممکن ہے

ہمہ عالم آوازۂ جورِ تست
تمام عالم میں تیرے ظلم کا شہرہ ہے۔

کہ خلقے ز خلقے یکے گشتہ گیر
بلکہ تمام مخلوق۔ تمام مخلوق سے ایک مرا ہوا سمجھ

بکشش گر توانی ہمہ خلق کشت
اگر مار سکتا ہے تو سب کو مار ڈال!

بانصاف بیخ نکوہش بکن
تو انصاف سے تمام لیکر بدگوئی کی جڑ کو ختم کر دے

نہ بیچارۂ بے گنہ کشتن است
نہ کہ ایک بیچارے بے گناہ کو قتل کرنا

کہ نامت بہ نیکی رود در دیار
کہ تیرا نام ملکوں میں نیکی سے پھیلے گا

نخفتہ ز دستت ستمدیدگاں
جب تیرے ہاتھ کے ستائے ہوئے نہیں سوتے ہیں

کہ خلقش ستایند در بارگاہ
کہ لوگ دربار میں اس کی تعریف کریں

پس چرخہ نفریں کناں مرد و زن
جب مرد و عورت پیٹھ پیچھے ملامت کریں

ز سرمستئے غفلت آمد بہوش
غفلت کی سرمستی سے ہوش میں آ گیا

دہی را ببخشید فرماں دہی
وہاں کی سرداری اس گاؤں والے کو دے دی

۱ جس طرح قلم کو تراشنے سے نوکِ قلم تیز ہو جاتی ہے اسی طرح انسان کے سر پر جب تلوار دھر دی جاتی ہے اور وہ زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے جو دل میں آتا ہے کہہ ڈالتا ہے

۲ یعنی آمادہ بجنگ ہو گیا۔

۳ یعنی جس رات میں قبر میں سونا مقدر ہے گاؤں میں وہ رات بسر نہیں ہو سکتی ہے۔

۴ تیرے ظلم سے صرف میں ہی نالاں نہیں ہوں بلکہ ساری پبلک نالاں ہے اب اگر ان میں سے صرف مجھے ماریگا تو کیا نتیجہ ہے۔

۵ ظلم کی بجائے انصاف کرنے لگ تاکہ بدگوئی کی جو اصل وجہ ہے وہ ختم ہو جائے

۶ یعنی اس کو نصیحت حاصل ہوئی

۱۰

بیاموزی از عالماں عقل وخوی
تو عقل[1] واخلاق عالموں سے سیکھتا ہے
نہ چندانکہ از جاہل عیب جوی
لیکن اسقدر نہیں جس قدر عیب جو جاہل سے

ز دشمن شنو سیرتِ خود کہ دوست
اپنے حالات دشمن سے سنو اس لیے کہ دوست تو
ہر آنچہ از تو آید بچشمش نکو ست
جو کچھ تم سے ہوتا ہے اس کی آنکھ کو بھاتا ہے

ستائش سرایاں نہ یارِ تو اند
تعریف کرنے والے تیرے دوست نہیں ہیں
ملامت کناں دوستدارِ تو اند
ملامت کرنے والے تیرے دوست ہیں۔

ترش روی بہتر کند سرزنش
بدمزاج بہتر سرزنش کرتا ہے۔
کہ یاران خوش طبع شیریں منش
نہ کہ خوش مزاج، میٹھی طبیعت دوست

ازیں بہ نصیحت نگوید کست
تجھے اس سے بہتر کوئی نصیحت نہ کرے گا
وگر عاقلی یک اشارت بست
اور اگر تو سمجھدار ہے تو ایک اشارہ کافی ہے

حکایت

چو دورِ خلافت بماموں[2] رسید
جب ماموں کا دورِ خلافت آیا
یکے ماہ پیکر کنیزک خرید
تو ایک چاند جیسے جسم والی لونڈی خریدی

بچہرہ آفتابے بتن گلبنے
چہرہ کے اعتبار سے آفتاب جسم کے لحاظ سے پھولوں کی شاخ
بعقل خردمند بازی کنے
عقلمند کی عقل سے کھیلنے والی

بخونِ عزیزاں[3] فرو بردہ چنگ
عاشقوں کے خون میں چنگل ڈبوئے ہوئے
سر انگشتہا کردہ عناب رنگ
انگلیوں کے سروں کو عنابی بنائے ہوئے

برابروئے عابد فریبش خضاب[4]
اس کی عابد فریب ابرو پر نیل
چو قوس قزح بود برآفتاب
ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ آفتاب پر دھنک کی کمان

شب خلوت آں لعبت حور زاد
خلوت کی رات میں اس حور کی نسل کی گڑیا نے
مگر تن در آغوش ماموں نداد
البتہ اپنے آپ کو ماموں کی بغل کے سپرد نہ کیا

گرفت آتش خشم دروے عظیم
غصہ کی بہت بڑھی آگ اس میں بھڑک اٹھی
سرش خواست کردن چو جوزا[5] دو نیم
اس لیے اس کے سر کو جوزا کی طرح دو ٹکڑے کردینا چاہا

بگفتا سر اینک بشمشیر تیز
وہ بولی یہ سر موجود ہے اس کو تیز تلوار سے
بینداز و با من مکن خفت و خیز
اتار پھینک اور میرے ساتھ سونا اور نشست برخاست نہ کر

بگفت از کہ بر دل گزند آیدت
اس نے کہا کسی سے تیرے دل کو تکلیف پہنچی ہے
چہ خصلت ز من ناپسند آیدت
تیری کون سی عادت تجھے ناپسند آئی ہے

بگفت ار کشی ور شگافی سرم
وہ بولی اگر تو مجھے مار بھی ڈالے اور میرے سر کو پھاڑ دے
ز بوئے دہانت برنج اندرم
تیرے منہ کی بدبو سے مجھے تکلیف ہے

کشد تیر پیکار و تیغ ستم
جنگ کا تیر اور ستم کی تلوار مار ڈالتی ہے
بیکبارہ و بوئے دہاں دمبدم
یکبارگی اور منہ کی بدبو پے در پے

[1] انسان عالموں سے تو سیکھتا ہی ہے لیکن جاہلوں سے بھی بہت کچھ سیکھ لیتا ہے۔
[2] مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا۔
[3] یعنی اس کے پوروں پر مہندی نہ تھی بلکہ عاشقوں کا خون تھا۔
[4] سنگھار میں ابروؤں پر نیل کا خط کھینچا جاتا تھا۔
[5] جوزا آسمان کے بارہ برجوں میں سے ایک برج کا نام ہے جس کی شکل دو جڑواں انسانوں کی طرح بتائی جاتی ہے۔

شنید این سخن سرور نیک بخت — بشورید و برخود بہ پیچید سخت
نیک بخت بادشاہ نے یہ بات سنی تو پریشان ہو گیا اور اپنے اوپر سخت پیچ و تاب کھانے لگا

دلش گرچہ در حال ازو رنجہ شد — دوا کرد و خوشبوی چوں غنچہ شد
اگرچہ فی الحال اس کا دل اس سے رنجیدہ ہوا دوا۱؎ کی اور خوشبو لگائی تو غنچہ ہو گیا

پری چہرہ راہمنشیں کرد و دوست — کہ این عیب من گفت یار من اوست
اس نے پری چہرہ کو ہم نشین اور دوست بنا لیا کہ اس نے میرا عیب بتا دیا یہ میرا دوست ہے

بنزد من آں کس نکوخواہ تست — کہ گوید فلاں خار در راہ تست
میرے نزدیک تیرا خیر خواہ وہ ہے جو بتا دے کہ تیرے راستہ میں فلانہ کانٹا ہے

بگمراہ رفتن نکومیردی — جفائے تمامست و جور قوی
غلط راستہ چلنے پر یہ کہنا کہ تو ٹھیک جا رہا ہے پورا ستم اور بہت بڑا ظلم ہے

ہر آنگہ کہ عیبت نگویند پیش — ہنر دانی از جاہلی عیب خویش
جب کہ تیرا عیب سامنے نہ بتائیں تو نادانی سے اپنے عیب کو ہنر سمجھے گا

مگو شہد شیریں شکر فائقست — کسے۲؎ را کہ سقمونیا لائقست
مت کہہ شہد شیریں ہے اور شکر سب سے بڑھ کر ہے اس شخص سے جو سقمونیا کے لائق ہے

چہ خوش گفت یکروز دارو فروش — شفا بایدت داروئے تلخ نوش
ایک روز ایک دارو فروش نے کیا اچھی بات کہی اگر تجھے شفا چاہیے تو کڑوی دوائی

بپرویزن معرفت بیختہ — بشہد عبادت برآمیختہ
جو معرفت کی چھلنی میں چھنی ہوئی ہو اور عبادت کے شہد میں ملی ہوئی ہو

۱؎ گندہ دہنی کا خوشبو سے معالجہ کیا تو منہ غنچہ کی طرح معطر ہو گیا۔

۲؎ یعنی جو شخص صفراوی امراض میں مبتلا ہے اس کو دوا سقمونیا استعمال کرنی چاہیے اس کے سامنے میٹھے کے فضائل بیان نہ کر

۱۰

حکایت

شنیدم کہ از نیک مردے فقیر — دل آزردہ شد بادشاہے کبیر
میں نے سنا ہے کہ ایک نیک مرد فقیر سے ایک بڑا بادشاہ دل آزردہ ہو گیا

مگر بر زبانش حقے رفتہ بود — ز گردن کشی بر وے آشفتہ بود
شاید اس کی زبان پر کوئی حق بات آ گئی ہو گی وہ تکبر کی وجہ سے اس پر ناراض تھا

بزنداں فرستادش از بارگاہ — کہ زور آزمائیست بازوئے شاہ
اس کو دربار سے قید خانہ میں روانہ کر دیا اس لیے کہ بادشاہ کا بازو قوی ہوتا ہے

زیاراں یکے گفتش اندر نہفت — مصالح نبود این سخن گفت، گفت
دوستوں میں سے کسی نے اس سے چپکے سے کہا یہ بات کہنی مناسب نہ تھی۔ اس نے کہا

رسانیدن امر حق طاعتست — ز زنداں نترسم کہ یک ساعتست
سچی بات کہہ دینا عبادت ہے میں قید خانہ سے نہیں ڈرتا کیونکہ تھوڑی دیر کے لیے ہے

ہماں دم کہ در خفیہ این راز رفت — حکایت بگوش ملک باز رفت
اسی وقت جبکہ یہ راز کی بات چپکے سے ہوئی خبر بادشاہ کے کان میں پڑ گئی

بخندید کوظنّ بیہودہ برد
وہ ہنسا کہ یہ اس کا بیہودہ خیال ہے[١]

غلامے بدرویش برد ایں پیام
ایک غلام یہ پیام درویش کے پاس لے گیا

کہ دنیا ہمیں ساعتے بیش نیست
کہ دنیا ہی[٢] تھوڑی دیر سے زیادہ نہیں ہے

نہ گر دستگیری کنی خرّمم
اگر تو دستگیری کرے تو میں خوش نہیں ہوں

ترا گر سپاہست و فرمان و گنج
تیرے پاس اگر لشکر اور حکم اور خزانہ ہے

بدروازۂ مرگ چوں درشویم
جب ہم موت کے دروازے میں داخل ہوں گے

منہ دل بریں دولت پنج روز
اس چند روزہ دولت سے دل نہ لگا

نہ پیش از تو بیش از تو اندوختند
تجھ سے پہلے لوگوں نے تجھ سے زیادہ جمع نہیں کیا

چناں زی کہ ذکرت بتحسیں کنند
اس طرح زندگی گذار کہ تیرا ذکر بھلائی سے کریں

نباید برسم بد آئیں نہاد
بری رسموں کا قانون نہ بنانا چاہیے

وگر سر برآید خداوند زور
اور اگر کوئی طاقت والا غالب آجائے

بفرمود دلتنگ روی از جفا[٤]
ظالم نے از روی جفا حکم دیا

چنیں گفت مرد حقائق شناس[٥]
حقیقتوں کے جاننے والے انسان نے یہ کہا

من از بے زبانی ندارم غمے
مجھے اپنے بے زبان ہوجانے کا بھی غم نہیں ہے

اگر بے نوائی برم ور ستم
مجھے بے نوائی برداشت کرنی پڑے خواہ ظلم

عروسی بود نوبت ماتمت[٦]
تیرا ماتم کا وقت بھی شادی ہے۔

نداند کہ خواہد دراں حبس مرد
وہ نہیں جانتا کہ وہ جیل خانہ میں مرے گا

بگفتا بخسرو بگو اے غلام
وہ بولا اے غلام بادشاہ سے کہہ دے

غم و خرّمی پیش درویش نیست
غم اور خوشی درویش کے نزدیک کچھ نہیں ہے

نہ گر سر بری در دل آید غمم
اگر تو سر قلم کرے تو میرے دل میں غم نہ آئے گا

مرا گر عیالست و حرمان و رنج
میرے پاس اگر بال بچے اور محرومی اور غم ہے

بیک ہفتہ باہم برابر شویم
ایک[٣] ہفتہ میں برابر ہوجائیں گے

تن خویشتن را بآتش مسوز
اپنا جسم آگ میں نہ جلا

نہ بیداد کردن جہاں سوختند
بلکہ انھوں نے ظلم کرکے جہان کو جلایا

چو مُردی نہ بر گور نفریں کنند
جب تو مرے تو قبر پر لعنت نہ کریں

کہ گویند لعنت براں کیں نہاد
کہ لوگ کہیں خدا کی اس پر پھٹکار جس نے یہ بنایا

نہ زیرش کند عاقبت خاک گور
کیا انجام کار قبر کی مٹی اس کو زیر نہیں کرتی ہے

کہ بیروں کنندش زباں از قفا
کہ اس کی زبان گدھی سے کھینچ لیں

ازیں ہم کہ گفتی ندارم ہراس
جو تو نے حکم دیا اس سے بھی مجھے خوف نہیں

کہ دانم کہ ناگفتہ داند ہمے
اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ بدون کہے بھی جان جاتا ہے

گرم عاقبت خیر باشد چہ غم
اگر انجام بخیر ہو جائے تو غم کیا ہے

گرت نیک روزی بود خاتمت
اگر تجھے بہتر خاتمہ میسر آجائے

١٠

[١] یعنی وہ سمجھ رہا ہے کہ میں اس کو چند دن کی قید کر رہا ہوں میں نے تو اس کو حبس دوام کی سزا دی ہے۔

[٢] یعنی میں یہ نہیں سمجھا بلکہ میرے نزدیک تو دنیا ہی چند روزہ ہے اور درویشوں کے یہاں دنیا کا رنج و خوشی کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہے۔

[٣] چند دن میں دونوں کا جسم یکساں طور پر گل سڑ کر برابر ہو جائیگا

[٤] یہاں ہم نے روی از جفا کو از روی جفا پڑھکر ترجمہ کیا ہے اگر دلتنگ روی پڑھا جائے تو اس کے معنی ہوں گے وہ شخص جس کے چہرہ پر دل تنگی رونما ہو۔

[٥] کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کی بات بھی جانتا ہے۔

[٦] یعنی مرنے کا وقت جو دراصل ماتم کا وقت ہے وہ دراصل شادی کا وقت ہے۔

حکایت

یکے مشت زن بخت روزی نداشت
ایک پہلوان کے مقدر میں روزی نہ تھی

نہ اسباب شامش مہیا نہ چاشت
نہ اس کے لیے شام کا سامان مہیا تھا نہ صبح کا

ز جورِ شکم گِل کشیدے بپشت
پیٹ کے ظلم سے کمر پر مٹی ڈھوتا تھا۔

کہ روزی محالست خوردن بمشت
اس لیے کہ پہلوانی کے ذریعہ روزی کمانا ناممکن ہے

مدام از پریشانیٔ روزگار
زمانہ کی پریشانی سے ہمیشہ

دلش محنت آلود و تن سوگوار
اس کا دل مشقت میں تھا اور جسم رنجیدہ رہتا تھا

گہش جنگ با عالمِ خیرہ کُش
کبھی اس کی جنگ بیباکی سے قتل کرنے والے زمانہ سے ہوتی

گہ از بختِ شوریدہ رویش ترش
کبھی پریشان نصیبہ کی وجہ سے اس کا منہ بنا ہوتا

گہ از دیدنِ عیشِ شیرین خلق
کبھی لوگوں کے شیریں عیش کو دیکھنے سے

فرو می شدے آب تلخش بحلق
اس کے گلے سے پانی کڑوا اترتا

گہ از کارِ آشفتہ بگریستے،
کبھی اپنے بگڑے کاموں سے روتا

کہ کس دید ازیں صعب تر زیستے
کہ کسی نے اس سے زیادہ سخت زندگی بسر کرنیوالا دیکھا ہے

کساں شہد نوشند مرغ و برہ
لوگ شہد اور مرغ اور حلوان کھاتے ہیں

مرا روئے ناں می نہ بیند ترہ
میری روٹی ساگ کا بھی منہ نہیں دیکھتی ہے

گر انصاف پُرسی نہ نیکوست ایں
اگر تو انصاف سے پوچھے تو یہ بات اچھی نہیں ہے

برہنہ من و گربہ را پوستیں
کہ میں تو ننگا ہوں اور بلی کے لیے پوستین ہے

دریغ ار فلک شیوۂ ساختے
ہائے اگر آسمان کوئی ایسا رستہ بنا دیتا

کہ گنجے بدست من انداختے
کہ کوئی خزانہ میرے ہاتھ میں ڈالدیتا

مگر روزگارے ہوس راندمے
شاید کچھ دن میں دل کی حسرت نکال لیتا

ز خود گردِ محنت بیفشاندمے
اپنے سے محنت کی گرد جھاڑ لیتا

شنیدم کہ روزے زمینے بکافت
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک دن زمین کھودی

عظامِ زنخدانِ بوسیدہ یافت
اس میں سے ٹھوڑی کی بوسیدہ ہڈیاں ملیں۔

بخاک اندرش عقد بگسیختہ
اس کا ہار مٹی میں ٹوٹا ہوا

گہرہائے دنداں فرو ریختہ
دانتوں کے موتی گرے ہوئے

دہاں بے زباں پند می گفت و راز
بے زبان منہ نصیحت اور راز کی بات کہہ رہا تھا

کہ اے خواجہ با بے مرادی بساز
کہ اے خواجہ محرومی سے موافقت کر!

نہ اینست حالِ دہن زیرِ گل
مٹی کے نیچے منہ کا کیا یہ حال نہیں ہے

شکر خوردہ انگار یا خونِ دل
شکر کھائے ہوئے سمجھ یا خون دل پیے ہوئے

غم از گردشِ روزگاران مدار
زمانہ کی گردش کا غم نہ کر!

کہ بے جا بگردد بسے روزگار
اس لیے کہ اکثر اوقات زمانہ بے جا بھی گردش کرتا ہے

۱؎ یعنی اس کا ذریعہ معاش مزدوری کرنا تھا۔
۲؎ لوگوں کے عیش و عشرت کو دیکھ کر پانی بھی کڑوا لگتا تھا۔
۳؎ وہ ننگا تھا بلی کے بدن پر بال ہوتے ہیں۔
۴؎ اس ٹھوڑی پر دانت جھڑ گئے تھے۔
۵؎ یعنی اس منھ نے خواہ شکر کھائی ہو، خواہ خونِ دل پیا ہو۔

ہماں لحظہ کیں خاطرش روی داد
اسی وقت جب یہ اس کے دل میں آیا

غم از خاطرش رخت یکسو نہاد
غم نے اس کی طبیعت سے اپنا سامان ایک طرف رکھدیا

کہ اے نفس بے رای وتدبیر وہش
کہ اے بے رائے اور بے تدبیر اور بے ہوش نفس !

بکش بارِ تیمار وخود را مکش
غم کا بوجھ برداشت کر اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کر

اگر بندۂ بار بر سر برد
خواہ انسان سر پر بوجھ اٹھائے

وگر سر باوج فلک بر برد
خواہ آسمان کی بلندی پر سر لے جائے

دراں دم کہ حالش دگرگوں شود
جس وقت اس کا حال دگرگوں ہوگا

بمرگ از سرش ہر دو بیروں شود
موت کی وجہ سے دونوں چیزیں اس کے سر سے نکل جائیں گی

غم وشادمانی نماند ولیک
غم اور خوشی باقی نہیں رہتی ہاں

جزائے عمل ماند ونام نیک
عمل کا بدلہ اور نیک نام رہتا ہے

کرم پائے دارد نہ دیہیم وتخت
بخشش باقی رہتی ہے نہ تاج وتخت

بدہ کز تو ایں ماند اے نیک بخت
دے تاکہ تجھ سے یہ باقی رہے اے نیک بخت

مکن تکیہ بر ملک وجاہ وحشم
حکومت اور مرتبے اور لشکر پر بھروسہ نہ کر

کہ پیش از تو بود است وبعد از تو ہم
اس لئے کہ یہ چیزیں تجھ سے پہلے بھی تھیں اور تیرے بعد بھی رہیں گی

زر افشاں چو دنیا بخواہی گذاشت
سونا نچھاور کردے جب تو دنیا کو چھوڑے ہی گا

کہ سعدی در افشاند گر زر نداشت
اس لئے کہ سعدی موتی نچھاور کرتا ہے اگرچہ وہ سونا نہیں رکھتا ہے

حکایت

حکایت کنند از جفا گسترے
لوگ ایک ظالم کا قصہ بتاتے ہیں

کہ فرماندہی داشت بر کشورے
کہ وہ ایک ملک پر حکومت رکھتا تھا۔

در ایامِ او روز مردم چو شام
اس کے زمانہ میں لوگوں کا دن شام کی طرح تھا

شب از بیم او خواب مردم حرام
رات کو اس کے خوف سے لوگوں کی نیند حرام تھی

ہمہ روز نیکاں ازو در بلا
تمام دن نیک لوگ اس کی وجہ سے مصیبت میں ہوتے

بشب دست پاکاں ازو بر دعا
رات کو پاک لوگوں کے ہاتھ اس کے لیے بد دعا میں ہوتے

گروہے بر شیخ آں روزگار
ایک جماعت اس دور کے ایک بزرگ کے پاس جاکر

زدستِ ستمگر گرستند زار
ظالم کے ہاتھ سے زار زار رونے لگی

کہ اے پیر دانائے فرخندہ رای
کہ اے عقلمند مبارک تدبیر والے بزرگ !

بگو ایں جواں را بترس از خدای
اس جوان سے کہہ دے کہ وہ خدا سے ڈرے

بگفتا دریغ آیدم نام دوست
اس نے کہا اس کے سامنے خدا کا نام لینے سے میں کتراتا ہوں

کہ ہر کس نہ درخورد پیغام اوست
اس لیے کہ ہر شخص اس کے پیغام کے لائق نہیں ہے

کسے را کہ بینی زحق برکراں
جب تو کسی کو حق سے منحرف دیکھے

منہ باوے اے خواجہ حق درمیاں
تو اے صاحب اس کے معاملہ میں خدا کو بیچ میں نہ لانا

۱؎ مرتے وقت متکبر اور مزدور کی یکساں حالت ہے
۲؎ یعنی اپنا کلام جو موتیوں کی طرح ہے۔
۳؎ دن کا نور خوشی سے اور شام کی تاریکی رنج وغم سے کنایہ ہوا ہے
۴؎ خدا کا پیغام ہر شخص کو نہیں دیا جاسکتا۔

حقت گفتم اے خسرو نیک رای
اے نیک رائے بادشاہ میں تجھ سے صحیح کہہ رہا ہوں

بر مرد ناداں نریزم علوم
بیوقوف آدمی کے سامنے میں علوم نہیں بکھیرتا ہوں

چو در روے نگیرد عدو داندم
جب وہ بات اس میں اثر نہ کریگی مجھے دشمن سمجھے گا

ترا عادت اے پادشہ حق رویست
اے بادشاہ تجھے تو حق پر چلنے کی عادت ہے

نگیں خصلتے دارد اے نیک بخت
اے نیک بخت نگ کے نقوش کی یہ صورت ہے

عجب نیست گر ظالم از من بجاں
کوئی تعجب نہیں ہے اگر ظالم مجھ سے دل سے

تو ہم پاسبانی بانصاف و داد
تو بھی انصاف اور عطا کے ذریعہ محافظ ہے

ترا نیست منت ز روئے قیاس
از روئے قیاس تیرا احسان نہیں ہے

کہ در کار خیرت بخدمت بداشت
اس لیے کہ اسی نے تجھے کار خیر کی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے

ہمہ کس بمیدان کوشش درانند
سب انسان کوشش کے میدان میں ہیں

تو حاصل نہ کردی بکوشش بہشت
تو نے اپنی کوشش سے بہشت حاصل نہیں کی

دلت روشن و وقت مجموع باد
خدا کرے تیرا دل روشن رہے اور تجھے دل جمعی حاصل رہے

حیاتت خوش و رفتنت بر صواب
تیری زندگی اچھی رہے، تیرا چلن ٹھیک رہے

تواں گفت حق پیش مرد خدای
مرد خدا کے سامنے ہی حق بات کہی جا سکتی ہے

کہ ضائع کنم تخم در شورہ بوم
کہ میں شور یلی زمین میں بیج ضائع کروں

برنجد بجان و برنجاندم
دل سے رنجیدہ ہوگا اور مجھے بھی رنجیدہ کریگا

دل مرد حق گوی ازینجا قویست
اسی وجہ سے حق گو انسان کا دل قوی ہے

کہ در موم گیرد نہ در سنگ سخت
کہ وہ موم میں اثر کرتا ہے نہ کہ سخت پتھر میں

برنجد کہ دزد ست و من پاسباں
رنجیدہ ہو کیونکہ وہ چور اور میں نگہبان ہوں

کہ حفظ خدا پاسبان تو باد
خدا کرے اللہ کی حفاظت تیری نگہبان ہے

خداوند را فضل و منت و سپاس
مہربانی اور احسان اور شکر خدا کے لیے ہے

نہ چوں دیگرانت معطل گذاشت
دوسروں کی طرح تجھے بیکار نہیں بنایا

ولے گوئے بخشش نہ ہر کس برند
لیکن بخشش کی بازی ہر شخص نہیں جیتتا ہے

خدا در تو خوئے بہشتی سرشت
خدا نے تیرے اندر بہشت والوں کی عادت پیدا فرما دی

قدم ثابت و پایہ مرفوع باد
تو ثابت قدم رہے اور تیرا مرتبہ بلند ہو

عبادت قبول و دعا مستجاب
بندگی قبول ہو، اور دعا منظور ہو

گفتار

ہمی تا بر آید بتدبیر کار
جب تک تدبیر سے کام نکلے

چو نتواں عدو را بقوت شکست
جب دشمن کو طاقت سے شکست نہ دیجا سکے

مدارائے دشمن بہ از کارزار
دشمن سے نرمی برتنا لڑائی سے بہتر ہے

بہ نعمت ببابد در فتنہ بست
انعام کے ذریعہ فتنہ کا دروازہ بند کرنا چاہیے

۱؎ یہاں سے سعدی نے اپنے ممدوح ابوبکر کو خطاب کیا ہے۔

۲؎ عموماً انگوٹھی کے نگ پر نقوش کندہ ہوتے ہیں انگوٹھی موم پر لگائی جائے تو موم پر وہ نقش آجاتے ہیں

۳؎ یعنی اگر اللہ تجھ سے اپنی مخلوق کی حفاظت کرا رہا ہے تو تجھے احسان جتانے کا موقع نہیں بلکہ یہ سب خدا کے فضل و کرم سے ہے

۴؎ ہر شخص اپنی نیک نامی کی کوشش کرتا ہے لیکن یہ سعادت کسی کسی کو میسر آتی ہے۔

گر اندیشہ داری ز دشمن گزند
اگر تجھے دشمن سے نقصان کا اندیشہ ہو
بتعویذ احساں زبانش بہ بند
تو احسان کے تعویذ سے اس کی زبان بندی کر دے

عدو را بجائے خسک زر بریز
دشمن کے لیے گوکھرو کی بجائے سونا بچھا دے
کہ احساں کند کند دندان تیز
اس لیے کہ احسان تیز دانتوں کو کند کر دیتا ہے

بتدبیر شاید جہاں خورد و بوس
تدبیر اور خوشامد کے ذریعہ دنیا سے فائدہ اٹھا
چو دستے نشاید گزیدن ببوس
جب کوئی ہاتھ کاٹا نہ جا سکے تو اس کو بوسہ دے

بتدبیر رستم در آید بہ بند
تدبیر سے وہ رستم بھی قید میں آجاتا ہے
کہ اسفندیارش نہ جست از کمند
کہ جس کی کمند سے اسفندیار نہ بچ سکا۔

عدو را بفرصت تواں کند پوست
موقع سے دشمن کی کھال کھینچ لینی چاہیے
پس او را مراعات چناں کن کہ دوست
پھر اس سے دوست کی طرح رعایت برت

حذر کن ز پیکار کمتر کسے
کم درجہ کے آدمی سے لڑنے سے بچ
کہ از قطرہ سیلاب دیدم بسے
اس لیے کہ بسا اوقات میں نے قطرے سے سیلاب بنتا دیکھا ہے

مزن تا توانی برابرو گرہ
جب تک ہو سکے پیشانی پر گرہ نہ ڈال!
کہ دشمن اگرچہ زبوں دوست بہ
اس لیے کہ دشمن اگرچہ کمزور ہو اس کا دوست ہونا بہتر ہے

بود دشمنش تازہ و دوست ریش
اس کا دشمن تازہ دم اور دوست زخمی ہوگا
کسے کش بود دشمن از دوست بیش
جس کے دشمن دوستوں سے زیادہ ہوں

مزن باسپاہے ز خود بیشتر
اپنے سے زیادہ تعداد کے لشکر پر حملہ نہ کر
کہ نتواں زد انگشت با نیشتر
اس لیے کہ انگلی نشتر پر نہیں ماری جا سکتی

وگر زو توانا تری در نبرد
اور اگر تو لڑائی میں اس سے زیادہ قوی ہے
نہ مردیست بر ناتواں زور کرد
تو کمزور پر زور کرنا بہادری نہیں ہے

اگر پیل زوری وگر شیر جنگ
اگر تو ہاتھی کے زور والا اور شیر کے پنجہ والا ہے
بنزدیک من صلح بہتر کہ جنگ
میرے نزدیک جنگ سے صلح بہتر ہے

چو دست از ہمہ حیلتے در گسست
اگر تمام تدبیروں سے ہاتھ عاجز آجائے
حلال است بردن بشمشیر دست
تو تلوار پر ہاتھ لے جانا درست ہے

اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ
اگر دشمن صلح چاہے تو سر نہ موڑ۔
وگر جنگ جوید عناں بر مپیچ
اور اگر وہ لڑائی چاہے تو باگ نہ موڑ

کہ گر وے بہ بندد در کارزار
اس لیے کہ اگر وہ لڑائی کا دروازہ بند کرے گا
ترا قدر و ہیبت شود یک ہزار
تیرا مرتبہ اور ہیبت ایک ہزار گنا ہو جائے گا۔

ورا و پائے جنگ آورد در رکاب
اور اگر وہ لڑائی کا پیر رکاب میں لائے
نخواہد بحشر از تو داور حساب
تو اللہ میدان حشر میں تجھ سے حساب نہ لیں گے

تو ہم جنگ را باش چوں فتنہ خاست
تو بھی جنگ کے لیے تیار رہ جب فتنہ اٹھے
کہ بر کینہ ور مہربانی خطاست
اس لیے کہ کینہ ور پر مہربانی کرنا غلطی ہے

۱؎ اسفندیار ابن گشتاسپ کو مشہور پہلوان رستم نے ہلاک کر دیا تھا۔
۲؎ یعنی دشمن پر فتح پانے کے بعد کرم کرنا چاہیے۔
۳؎ انسان کو دشمنوں سے زیادہ دوست بنانے چاہییں۔
۴؎ یعنی اپنے اختیار سے اپنی اذیت کا سامان نہ کر۔
۵؎ والصلح خیر (جنگ سے صلح بہتر ہے) قرآن میں فرمایا گیا ہے۔
۶؎ جنگ میں مرنے والوں کا تجھ سے محاسبہ نہ ہوگا۔

چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی
جب تو مہربانی اور خوشی سے کسی کمینہ سے گفتگو کریگا

فزوں گرددش کبر و گردن کشی
تو اس کا غرور اور تکبر اور زیادہ ہو جائیگا

چو دشمن در آید بعجز از درت
جب دشمن عاجزی کے ساتھ تیرے دروازہ پر آئے

بدر کن ز دل کین و خشم از سرت
تو دل سے کینہ اور سر سے غصہ نکال دے

چو زنہار خواہد کرم پیشہ کن
جب وہ امان چاہے کرم اختیار کر

ببخشای و از مکرش اندیشہ کن
معاف کردے، اور اس کے مکر سے ڈرتا رہ!

ز تدبیر پیر کہن بر مگرد
پرانے بوڑھوں کی تدبیر سے انحراف نہ کر

کہ کار آزمودہ بود سال خورد
اس لیے کہ پرانا آدمی تجربہ کار ہوتا ہے

در آرند بنیاد روئیں ز پائے
کانسی کی دیوار اکھاڑ ڈالتے ہیں

جوانان بہ شمشیر و پیراں برائے
جوان تلوار سے اور بوڑھے عقل سے

بیندیش در قلب ہیجا مفر
لڑائی کے دوران میں بچاؤ کی جگہ کی سوچ رکھ

چہ دانی کز آن کہ باشد ظفر
تجھے کیا معلوم فتح کس کے حصہ میں ہے

چو بینی کہ لشکر ز ہم دست داد
جب تو دیکھے کہ لشکر ایک دوسرے سے جدا ہو گیا

بہ تنہا مدہ جان شیریں بباد
تو پیاری جان کو تنہا برباد نہ کر

اگر بر کناری بر فتن بکوش
اگر تو کنارے پر ہے تو چل دینے کی کوشش کر

وگر در میاں لبس دشمن بپوش
اور اگر درمیان میں ہے تو دشمن کا لباس پہن لے

وگر خود ہزاری و دشمن دویست
اور اگر تو ایک ہزار اور دشمن دو سو ہے

چو شب شد در اقلیم دشمن مایست
جب رات ہو جائے دشمن کے ملک میں مت ٹھہر!

شب تیرہ پنجہ سوار از کمیں
اندھیری رات میں پچاس سوار کمین گاہ سے نکل کر

چو پانصد بشوکت بدرد زمیں
پانچسو کی طرح دبدبہ سے زمین دہلا دیتے ہیں

چو خواہی بریدن بشب راہہا
اگر تو رات میں راستے طے کرنا چاہے

حذر کن نخست از کمیں گاہہا
تو پہلے کمین گاہوں سے بچاؤ کرلے

میان دو لشکر چو یک روزہ راند
دونوں لشکروں کے درمیان جب لشکر یک روزہ مسافت طے کرے

سر پنجہ زورمندش نماند
اس کا طاقتور سرپنجہ ختم ہوا

تو آسودہ بر لشکر ماندہ زن
تو آرام اٹھاتے ہوئے تھکے ہوئے لشکر پر حملہ کرے

کہ ناداں ستم کرد بر خویشتن
اس لیے کہ اس نادان نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے

چو دشمن شکستی میفگن علم
جب تو دشمن کو شکست دیدے پھر بھی جھنڈا نہ گرا

کہ بازش نباید جراحت بہم
تاکہ اس کے زخم پھر بھر نہ آئیں

بسے در قفائے ہزیمت مراں
بھاگتے ہوئے کا زیادہ پیچھا نہ کر!

نباید کہ دور افتی از یاوراں
ایسا نہ ہو کہ تو مددگاروں سے دور پڑ جائے

ہوا بینی از گرد ہیجا چو میغ
اور لڑائی کی گرد کی وجہ سے تو ہوا کو ابر کی طرح دیکھے گا

بگیرند گردت بہ زوبین و تیغ
تو وہ نیزے اور تلوار سے تجھے گھیر لیں گے

---

۱ الخروج قبل الولوج یعنی گھسنے سے پہلے نکلنے کی فکر کر

۲ تاکہ دشمن تجھے اپنا آدمی سمجھے۔

۳ عام نسخوں میں اشعار اسی طرح پر ہیں لیکن بہار بوستاں میں اس طور پر لکھے ہیں۔ میان دو لشکر چو یک روزہ راہ۔ بماند بزن خیمہ بر جایگاہ گر او پیش دستی کند غم مدار۔ ور افراسیاب است مغزش برار ندانی کہ لشکر چو یک روزہ راند سر پنجہ زورمندش نماند
ان اشعار کا مطلب نہایت واضح ہے۔

۴ تو مددگاروں سے دور پڑ جائے گا اور لڑائی کا گرد و غبار ابر کی طرح بنکر تجھے مددگاروں کی نگاہ سے اوجھل کردے گا اور دشمن تجھ کو گھیر لے گا۔

بدنبالِ غارت نراند سپاہ — کہ خالی بماند پسِ پشت شاہ
لشکر لوٹ کے پیچھے نہ پڑے — کہ بادشاہ کی پشت خالی رہ جائے گی

سپہ را نگہبانیِ شہریار — بہ از جنگ در حلقۂ کارزار
لشکر کے لیے بادشاہ کی حفاظت — لڑائی کے میدان میں جنگ کرنے سے بہتر ہے

گفتار

دلاور کہ بارے تہوّر نمود — بباید بمقدارش اندر فزود
کوئی بہادر جب ایک مرتبہ بہادری دکھائے — تو اس کی بہادری کی بقدر اس کا مرتبہ بڑھا دینا چاہیے

کہ بارِ دگر دل نہد بر ہلاک — ندارد ز پیکارِ یاجوج باک
اس لیے کہ وہ دوبارہ جان دینے پر آمادہ ہو جائے گا — یاجوج کی جنگ سے بھی نہ ڈرے گا

سپاہی در آسودگی خوش بدار — کہ در حالتِ سختی آید بکار
راحت کے وقت لشکر کو خوش رکھ! — تاکہ سختی کے وقت کام آئے

کنوں دست مردانِ جنگی ببوس — نہ آنگہ کہ دشمن فرو کوفت کوس
جنگی بہادروں کی اب دست بوسی کرے — نہ کہ اس وقت جب دشمن نقارہ بجا دے

سپاہی کہ کارش نباشد برگ — چرا دل نہد روزِ ہیجا بمرگ
جس سپاہی کے پاس ساز و سامان نہ ہو — وہ جنگ میں مرنے پر کیسے آمادہ ہوگا

نواحیِ ملک از کفِ بدسگال — بلشکر نگہدار و لشکر بمال
ملک کے اطراف کی بدخواہ کے ہاتھ سے — لشکر کے ذریعہ اور لشکر کی مال کے ذریعہ حفاظت کر

ملک را بود بر عدو دست چیر — چو لشکر دل آسودہ باشند و سیر
بادشاہ کا دشمن پر غلبہ کا ہاتھ ہوتا ہے — جب لشکر آرام سے اور پیٹ بھرا ہوتا ہے

بہائے سرِ خویشتن می خورد — نہ انصاف باشد کہ سختی برد
وہ اپنے سر کی قیمت کھاتا ہے — تو یہ انصاف نہ ہوگا کہ وہ سختی جھیلے

چو دارند گنج از سپاہی دریغ — دریغ آیدش دست بردن بہ تیغ
جب خزانے کو لشکر سے بچا کر رکھیں — تو اس کو تلوار کی طرف ہاتھ بڑھانا برا معلوم ہوگا

چہ مردی کند در صفِ کارزار — چو دستش تہی باشد و کار زار
جنگ کی صف میں کیا بہادری کرے گا — جب کہ اس کا ہاتھ خالی ہو اور کام خراب ہو

گفتار

بہ پیکارِ دشمن دلیراں فرست — ہژبراں بناوردِ شیراں فرست
دشمن سے جنگ کے لیے بہادروں کو بھیج — شیروں سے لڑنے کے لیے خونخوار شیروں کو بھیج

برائے جہاں دیدگاں کار کن — کہ صید آزمودست گرگِ کہن
زمانہ دیکھے ہوؤں کی رائے کے مطابق کام کر! — اس لیے کہ پرانا بھیڑیا شکار کا تجربہ رکھتا ہے

---

۱ سپاہی اگر لوٹ مار میں لگ جائیں گے تو بادشاہ بے یار و مددگار رہ جائیگا

۲ بہادری کا صلہ ملنے سے بہادری میں اور اضافہ ہو جاتا ہے

۳ یاجوج ماجوج یافث ابن نوح کی ایک نسل ہے

۴ صلح کے وقت سپاہیوں کی خاطر مدارات اخلاص پر مبنی ہوگی اور جنگ کے وقت خوشامد پر محمول ہوگی۔

۵ ہژبر مطلقاً شیر اور درندہ شیر کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

مترس از جوانان شمشیر زن
تلوار باز جوانوں سے نہ ڈر!

جوانان پیل افگن شیر گیر
ہاتھی کو پچھاڑ دینے والے شیروں کو پکڑ لینے والے نوجوان

خردمند باشد جہاندیدہ مرد
جہاندیدہ انسان عقلمند ہوتا ہے

جوانان شائستہ و بخت ور
لائق اور نصیبہ ور نوجوان

گرت مملکت باید آراستہ
اگر تجھے سجی ہوئی مملکت چاہیے

سپہ را مکن پیشرو جز کسے
لشکر کا پیشرو اس شخص کے سوا کسی کو نہ بنا

نتابد سگ صید روی از پلنگ
شکاری کتا چیتے سے منہ نہیں موڑتا ہے

چو پروردہ باشد پسر در شکار
جب لڑکا شکار میں پلا ہو

بکشتی و نخچیر و آماج و گوی
کشتی اور شکار اور نشانہ بازی اور گیند سے

بگرمابہ پروردہ و عیش و ناز
عیش اور ناز اور حمام میں پلا ہوا

دو مردش نشانند بر پشت زیں
دو مرد اس کو زین پر بٹھائیں

یکے را کہ دیدی تو در جنگ پشت
لڑائی میں تو جس کی پشت دیکھے

مخنث بہ از مرد شمشیر زن
ایسے تلوار باز مرد سے ہیجڑا بہتر ہے

حذر کن ز پیران بسیار فن
چالباز والے بوڑھوں سے بچ

ندانند دستان روباہ پیر
بوڑھی لومڑی کے حیلے نہیں جانتے ہیں

کہ بسیار گرم آزمودست و سرد
اس لیے کہ اس نے گرم و سرد بہت آزمایا ہے

ز گفتار پیراں نہ پیچند سر
بوڑھوں کی بات سے سر نہیں موڑتے۔

مدہ کار معظم بنوخاستہ
تو بڑے کام نوجوانوں کے سپرد نہ کر!

کہ در جنگہا بودہ باشد بسے
جو بہت سی لڑائیوں میں رہا ہو

ز روبہ رمد شیر نادیدہ جنگ
لڑائی نہ دیکھا ہوا شیر لومڑی سے بھاگ جاتا ہے

نترسد چو پیش آیدش کارزار
اگر اس کو جنگ پیش آ جائے تو وہ نہ ڈریگا

دلاور شود مرد پرخاش جوی
جنگ جو انسان بہادر بن جاتا ہے

برنجد چو بیند در جنگ باز
پریشان ہوتا ہے جب لڑائی کا دروازہ کھلا دیکھتا ہے

بود کش زند کودکے بر زمیں
تو یہ ہو گا کہ اس کو بچہ زمین پر پٹخ دے گا

بکش گر عدو در مصافش نکشت
اس کو مار دے اگر جنگ میں دشمن نے اس کو نہیں مارا ہے

کہ روز وغا سر بتابد چو زن
جو کہ جنگ کے دن سر موڑ کر عورت کی طرح بھاگے

[1] ناتجربہ کار بہادر اس قدر خوفناک نہیں ہے جس قدر کہ باتدبیر بوڑھا
[2] کسی مملکت کا بہتر نظم جب ہی قائم ہو گا جبکہ نظم بوڑھوں کے ہاتھ میں ہو۔
[3] کشتی گیری شکار بازی، نشانہ بازی، چوگان، بچوں میں بہادری پیدا کرتے ہیں۔
[4] اگر اس قدر ناتجربہ کار کہ دو آدمیوں کے سہارے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے تو بچہ بھی اس کو الٹ دے گا
[5] بھاگنے والا سپاہی لشکر کی تباہی کا سبب ہوتا ہے
[6] ایران کے ایک پہلوان کا نام ہے۔

حکایت

چہ خوش گفت گرگیں بفرزند خویش
گرگین نے اپنے لڑکے سے کیا خوب کہا

اگر چوں زناں جست خواہی گریز
اگر تو عورتوں کی طرح بھاگنا چاہے

چو قربان پیکار بر بست و کیش
جب لڑائی کی کمان کی میان اور ترکش باندھا

مرو آب مردان جنگی مریز
تو مت جا، بہادروں کی آبروریزی نہ کر!

سوارے کہ بنمود در جنگ پشت
وہ سوار جو لڑائی میں پشت دکھائے
نہ خود را کہ نام آوراں را بکشت
اس نے اپنے آپ کو ہی نہیں بلکہ بہادروں کو تباہ کر دیا

تہوّر نیاید مگر زاں دو یار
بہادری ان ہی دو دوستوں سے ہوتی ہے
کہ افتند در حلقۂ کارزار
جو جنگ کے حلقہ میں پھنس جائیں

دو ہمجنس و ہم سفرہ و ہم زباں
دو ہم جنس، ہم نوالہ، ہم زبان
بکوشند در قلب ہیجا بجاں
جنگ کے درمیان میں جان سے کوشش کرتے ہیں

کہ ننگ آیدش رفتن از پیش تیر
اس لیئے کہ تیر کے سامنے سے بچنے سے شرم آتی ہے
برادر بچنگال دشمن اسیر
جب ایک بھائی دشمن کے پنجہ میں قیدی ہو

چو بینی کہ یاراں نباشند یار
جب تو دیکھے کہ دوست، دوست نہیں
ہزیمت بجائے غنیمت شمار
تو مال غنیمت کی بجائے پسپائی سمجھ

گفتار

دو تن پرور اے شاہ کہتر نواز
اے کمزوروں کی پرورش کرنے والے بادشاہ دو آدمیوں کی پرورش کر
یکے اہل بازو دوم اہل راز
ایک طاقتور کی دوسرے رازدار کی

ز نام آوراں گوئے دولت برند
ایسے لوگ ناموروں سے بازی جیت لے جاتے ہیں
کہ دانا و شمشیر زن پرورند
جو عقلمند اور سپاہی کی پرورش کرتے ہیں

ہر آں کو قلم را نورزید و تیغ
جس نے قلم اور تلوار کی مشق نہ کی
برو گر بمیرد مگوے دریغ
اگر وہ مرجائے تو اس پر ہائے کا نعرہ نہ لگا

قلمزن نگہدار و شمشیر زن
انشا پرداز اور تلوار باز کی نگہداشت کر
نہ مطرب کہ مردی نیاید ز زن
نہ کہ گویے کی اس لیے کہ عورت سے بہادری نہیں ہو سکتی

نہ مردیست دشمن در اسباب جنگ
انسانیت نہیں ہے کہ دشمن سامان جنگ میں لگا ہو
تو مدہوش ساقی و آواز چنگ
تو ساقی اور ستار میں مدہوش ہو

بسا اہل دولت ببازی نشست
بہت سے اہل دولت بازی میں لگے
کہ دولت برفتش ببازی ز دست
بازی کی وجہ سے اچانک دولت ان کے ہاتھ سے نکل گئی

گفتار

نگویم ز جنگ بد اندیش ترس
میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ دشمن کی جنگ سے ڈر
در آوازۂ صلح ازو بیش ترس
بلکہ صلح کے پیام سے اس سے زیادہ ڈر

بسا کس بروز آیت صلح خواند
بہت سے ایسے ہیں جنھوں کے دن میں صلح کی آیت پڑھی
چو شب شد سپہ بر سر خفتہ راند
جب رات ہوئی سوتے ہوئے کے سر پر لشکر چڑھا دیا

زرہ پوش خسپند مرد اوژناں
بہادروں کو پچھاڑنے والے زرہ پہنکر سوتے ہیں
کہ بستر بود خوابگاہ زناں
اس لیے کہ بستر عورتوں کی خوابگاہ ہے

---

۱ بھاگنے والا سپاہی پورے لشکر کی تباہی کا سبب ہے۔
۲ یعنی لشکریوں کی باہمی ناموافقت شکست کا سبب ہوتی ہے۔
۳ بادشاہ کو لشکر اور عقلمندوں کی پرورش کرنی چاہیے۔

بخیمہ درون مردِ شمشیر زن
بہادر انسان خیمہ میں
برہنہ نخسپد چو در خانہ زن
گھر میں عورتوں کی طرح ننگے نہیں سوتے ہیں

بباید نہاں جنگ را ساختن
جنگ کی تیاری خفیہ طور پر کرنی چاہیے
کہ دشمن نہاں آورد تاختن
اس لیے کہ دشمن خفیہ طور پر حملہ کرتا ہے

حذر کارِ مردانِ کار آگہ است
واقف کار بہادروں کا کام احتیاط ہے
یزک سدِّ روئین لشکر گہ است
فوج کا اگلا حصہ لشکر گاہ کے لیے کانسی کی دیوار ہے

گفتار

میانِ دو بدخواہ کوتاہ دست
دو کمزور دشمنوں کے درمیان
نہ فرزانگی باشد ایمن نشست
اطمینان سے بیٹھنا عقلمندی نہیں ہے

کہ گر ہر دو باہم سگالند راز
اس لیے کہ اگر دونوں آپس میں مشورہ کریں گے
شود دستِ کوتاہِ ایشاں دراز
ان کا کوتاہ ہاتھ دراز ہو جائے گا

یکے را بہ نیرنگ مشغول دار
ایک کو حیلہ میں مشغول رکھ!
دگر را برآور ز ہستی دمار
دوسرے کے وجود سے ہلاکت پیدا کر

اگر دشمنے پیش گیرد ستیز
اگر کوئی دشمن لڑائی پر آمادہ ہو
بشمشیر تدبیر خونش بریز
تدبیر کی تلوار سے اس کی خونریزی کر دے

برو دوستی گیر با دشمنش
جا اور اس کے دشمن سے دوستی کر لے
کہ زنداں شود پیرہن بر تنش
تاکہ اس کے بدن پر کپڑا قید خانہ بن جائے

چو در لشکرِ دشمن افتد خلاف
جب دشمن کے لشکر میں اختلاف ہو
تو بگذار شمشیر خود در غلاف
تو اپنی تلوار کو میان میں کر لے

چو گرگاں پسندند برہم گزند
جب بھیڑیے ایک دوسرے کو ستانا پسند کریں
برآساید اندر میاں گوسپند
ان میں بکری آرام سے رہتی ہے

چو دشمن بہ دشمن شود مشتغل
جب دشمن دشمن کے ساتھ مشغول ہو
تو با دوست بنشیں بآرامِ دل
تو دل کے آرام کے ساتھ دوست کے ساتھ بیٹھ

گفتار اندر ملاطفت دشمن از روئے عاقبت اندیشی
عاقبت اندیشی کے طور پر دشمن کے ساتھ نرمی کے برتاؤ کا بیان

چو شمشیر پیکار برداشتی
جب تو لڑائی کی تلوار سونتے
نگہدار پنہاں رہِ آشتی
تو خفیہ طور پر صلح کے راستہ کی نگاہ رکھ!

کہ لشکر کشوفانِ مغفر شگاف
اس لیے کہ لشکر چیرنے والے، خود کو پھاڑنے والے
نہاں صلح جویند و پیدا مصاف
پوشیدہ طور پر صلح جوئی اور علی الاعلان جنگ کرتے ہیں

دلِ مردِ میداں نہانی بجوی
مردِ میدان کی خفیہ طور پر دل جوئی کر
کہ باشد کہ در پایت افتد چو گوی
ہو سکتا ہے کہ گیند کی طرح تیرے پیروں میں آ پڑے

۱؎ بہادر انسان جنگ کے خیمہ میں ہتھیار پہن کر سوتے ہیں، عورتیں گھر میں ہتھیار سے ننگی سوتی ہیں۔

۲؎ یزک مقدمۃ الجیش کو کہتے ہیں جس کا کام لشکر گاہ کی حفاظت اور دشمن سے باخبر رہنا ہے۔

۳؎ ہاتھ کی کوتاہی کمزوری سے اور دراز دستی غلبہ سے کنایہ ہے۔

۴؎ اگر تو دشمن کے دشمن سے دوستی کر لے تو ترا دشمن خود بخود تنگ آ جائے گا۔

۵؎ جب ترا دشمن اپنے کسی اور دشمن سے برسرِ پیکار ہے تو تجھے اطمینان حاصل ہے۔

۶؎ دانائی یہی ہے کہ حالتِ جنگ میں بھی صلح پر آمادہ رہنا چاہیے۔

چو سالارے از دشمن افتد بجنگ
دشمن کا اگر کوئی سردار تیرے چنگل میں آ جائے

کہ افتد کزیں نیمہ ہم سرورے
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس لشکر کا بھی کوئی سردار

وگر کشتی ایں بندۂ ریش را
اگر تو نے اس زخمی قیدی کو مار ڈالا

نترسد کہ دورانش بندی کند
کیا نہیں ڈرتا کہ زمانہ اس کو قیدی کر دے

کسے بندیاں را بود دستگیر
قیدیوں کی وہی دستگیری کرتا ہے

اگر سر نہد بر خطت سرورے
اگر کوئی سردار تیرے حکم پر سر دھرے

وگر خفیہ دہ دل بدست آوری
اور اگر تو خفیہ طور پر دس دلوں کو ہاتھ میں لے لے

بکشتن برش کردہ باید درنگ
تو اس کے قتل کرنے میں تاخیر کرنی چاہیے

بماند گرفتار در چنبرے
کسی گھیرے میں گرفتار ہو جائے

نہ بینی دگر بندۂ خویش را[1]
تو پھر تو اپنے قیدی کو بھی نہ دیکھے گا

کہ بر بندیاں زورمندی کند
جو کہ قیدیوں پر بہادری دکھاتا ہے

کہ خود بودہ باشد بہ بندی اسیر
جو خود قید میں گرفتار رہا ہو

چو نیکش بداری نہد دیگرے
اگر تو اس سے معاملہ اچھا کریگا تو دوسرا بھی سر دھریگا

ازاں بہ کہ صد رہ شبیخوں بری
اس نے بہتر ہے کہ سو بار شبخون مارے

۱۰

گفتار اندر حذر کردن از دشمنے کہ در طاعت آید
اس دشمن سے احتیاط کرنے کا بیان جو تیری اطاعت کرے

گرت خویش دشمن شود دوستدار
اگر دشمن کا کوئی اپنا تیرا دوست بن جائے

کہ گردد درونش بکین تو ریش
اس لیے کہ اس کا باطن تیرے کینہ سے زخمی ہو گا

بد اندیش را لفظ شیریں مبیں
دشمن کی میٹھی بات کا خیال نہ کر

کسے جان از آسیب دشمن برد
وہی شخص دشمن کی اذیت سے جان بچائے گا

نگہدارد آں شوخ در کیسہ دُر
تھیلی میں موتی محفوظ رکھتا ہے وہ چالاک

سپاہی[3] کہ عاصی شود در امیر
وہ سپاہی جو کسی حاکم کا نافرمان ہو

ندانست سالارِ خود را سپاس
جب وہ اپنے سردار کی شکر گزاری نہ جانا

بسوگند و عہد استوارش مدار
قسم اور عہد کی وجہ سے اس کو ہموار نہ سمجھ!

ز تلبیس ایمن مشو زینہار
تو ہر گز فریب سے مطمئن نہ ہونا

چو یاد آیدش مہر و پیوند خویش
جب اس کو اپنے کا رشتہ اور محبت یاد آ جائیگی

کہ ممکن بود زہر در انگبیں
اس لیے کہ شہد میں زہر ہو سکتا ہے

کہ مر دوستاں را بدشمن شمرد[2]
جو مخلص دوستوں کو بھی دشمن سمجھے

کہ بیند ہمہ خلق را کیسہ بُر
جو تمام مخلوق کو جیب تراش سمجھے

وُرا تا توانی بخدمت مگیر
جب تک ممکن ہو اس کو خدمت میں نہ لے

ترا ہم نداند ز غدرش ہراس
تو تیری بھی نہ جانے گا، اس کی غداری سے ڈر

نگہبانِ پنہاں برو بر گمار
خفیہ محافظ اس پر مقرر کر دے

[1] یعنی وہ بدلے میں تمہارے قیدی قتل کر دے گا۔
[2] یعنی دوستوں سے بھی ایسا محتاط رہے جیسا کہ دشمنوں سے۔
[3] جب سپاہی میں غداری کی عادت ہوتی ہے وہ ہر جگہ غداری کرتا ہے۔

نوآموز را ریسماں کن دراز
تو سیکھ کی رسی ڈھیلی کر دے

چو اقلیم دشمن بجنگ و حصار
جب تو دشمن کا ملک اور قلعہ لڑائی سے

کہ بندی چو دنداں بخوں در برد
اس لیے کہ قیدی خون میں دانت ڈبو لیتا ہے

چو بر کندی از دست دشمن دیار
جب دشمن کے ہاتھ سے تو نے ملک چھین لیا

کہ گر باز کوبد در کارزار
اس لیے کہ اگر وہ دوبارہ جنگ کا دروازہ کھٹکھٹائیگا

وگر شہریاں را رسانی گزند
اور اگر تو نے شہریوں کو تکلیف پہنچائی

مگو دشمن تیغ زن بر درست
یہ نہ کہہ کہ تلوار باز دشمن دروازہ پر ہے

بتدبیر جنگ بداندیش کوش
مخالف سے جنگ کی تدبیر کر

منہ در میاں راز با ہر کسے
ہر کسی کے سامنے راز نہ رکھ!

سکندر کہ با شرقیاں حرب داشت
سکندر جب مشرق والوں سے جنگ کا ارادہ تھا

چو بہمن بزاولستاں خواست شد
بہمن کو جب زاولستاں کی خواہش ہوئی

اگر جز تو داند کہ عزم تو چیست
اگر تیرے سوا کوئی جان جائے کہ تیرا ارادہ کیا ہے

کرم کن نہ پرخاش و کیں آوری
بخشش کر نہ کہ لڑائی اور کینہ وری

چو کارے بر آید بلطف و خوشی
جب مہربانی اور خوشی سے کام نکلے

نخواہی کہ باشد دلت دردمند
اگر تو یہ نہیں چاہتا کہ تیرا دل دردمند ہو

ببازو توانا نباشد سپاہ
محض قوت بازو سے لشکر قوی نہیں ہوتا

نہ بگسل کہ دیگر نہ بینیش باز
نہ توڑ کہ تو اس کو دوبارہ نہ دیکھے گا

بگیری بزنداں نباشش سپار
لے لے، تو اس کو قیدیوں کے سپرد کر دے

ز حلقوم بیداد گر خوں خورد
تو ظالم کے گلے سے خون پیتا ہے

رعیت بساماں تر از وے بدار
تو رعیت کو اس سے زیادہ آرام سے رکھ

بر آرند عام از دماغش دمار
عوام اس کا سر توڑ ڈالیں گے

در شہر بر روئے دشمن مبند
تو شہر کا دروازہ دشمن پر بند نہ کر

کہ ہمباز دشمن بشہر اندر ست
اس لیے کہ دشمن کا شریک شہر کے اندر ہے

مصالح بیندیش و نیت بپوش
مصلحتوں کو سوچتا رہ اور نیت کو پوشیدہ رکھ

کہ جاسوس ہمکاسہ دیدم بسے
اس لیے کہ بسا اوقات جاسوس، کو ہم پیالہ دیکھا ہے

در خیمہ گویند در غرب داشت
کہتے ہیں اس کے خیمہ کا دروازہ مغرب کی طرف تھا

چپ آوازہ افگند و از راست شد
بائیں جانب کی شہرت دی اور داہنی جانب روانہ ہوا

براں رای و دانش بباید گریست
اس رائے اور عقل پر روتا چاہیے

کہ عالم بزیر نگیں آوری
تا کہ عالم کو تو قبضہ میں لے آئے

چہ حاجت بہ تندی و گردن کشی
تو سختی اور سرکشی کی کیا ضرورت ہے

دل دردمنداں برآور ز بند
تو دردمندوں کا دل قید سے چھڑا دے

برو ہمت از ناتواناں بخواہ
جا اور کمزوروں سے دعا کر؟

۱؎ جو تیرا قدیمی ملازم نہ ہو اسکو بالکل آزاد نہ کر ورنہ بھاگ جائیگا
۲؎ دشمن کا قلعہ فتح کرنے کے بعد اس کو اسی دشمن کے قیدیوں کے سپرد کر دو وہ چونکہ اس کے جانی دشمن ہونگے تو اس کو دوبارہ قابض نہونے دینگے۔
۳؎ دنداں بخوں بردن مصیبت جھیلنا
۴؎ تا کہ وہ تیرے دلدادہ ہو جائیں اور پہلے بادشاہ پر تجھے ترجیح دیں۔
۵؎ اس لیے کہ دروازہ بند کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا خود اندرونی بغاوت پیدا ہو جائیگی
۶؎ وہی تیری جابا دشمن سے ساز باز کریگی
۷؎ سکندر نے چینیوں پر حملہ کا ارادہ کیا تھا مگر اس نے اپنا خیمہ مغرب رو ڈال رکھا تھا تا کہ اس کے ارادہ کو کوئی نہ سمجھ سکے
۸؎ بہمن اردشیر پسر اسفندیار شاہ ایران کا نام ہے زاولستان سیستان کو کہتے ہیں۔

دُعائے ضعیفانِ امیدوار
کمزور امیدواروں کی دعا
ز بازوئے مردی بہ آید بکار
طاقت کے بازو سے بہتر کام آتی ہے

ہر آنکہ استعانت بدرویش برد
جو درویش سے مدد چاہے گا
اگر بافریدوں زد از پیش برد
اگر فریدوں سے مقابلہ ہوگا جیت جائے گا

باب دوم در احسان

دوسرا باب احسان کے بیان میں

اگر ہوشمندی بمعنی گرای
اگر تو ہوشمند ہے تو حقیقت کی طرف توجہ کر
کہ معنی ز صورت بماند بجای
کیونکہ حقیقت ظاہر سے زیادہ پائیدار ہے

کرا دانش و جود و تقویٰ نبود
جس کو عقل اور سخاوت اور تقویٰ حاصل نہ ہو
بصورت درش ہیچ معنی نبود[1]
اس کے ظاہر میں کوئی حقیقت نہیں ......

کسے خسپد آسودہ در زیرِ گل
مٹی[2] کے نیچے وہ آرام سے سوتا ہے
کہ خسپند ز و مردم آسودہ دل
جس سے لوگ آرام سے سوئیں

غمِ خویش در زندگی خور کہ خویش
زندگی[3] میں اپنی فکر کرلے اس لیے کہ اپنے لوگ
بمردہ نپردازد از حرصِ خویش
اپنی حرص کی وجہ سے مردے میں نہیں لگتے ہیں

زر و نعمت اکنوں بدہ کان تست
سونا اور نعمت اب خرچ کرلے کیونکہ تیری ملکیت میں ہے
کہ بعد از تو بیرون ز فرمان تست
تیرے مرنے کے بعد تیرے حکم سے باہر ہے

نخواہی کہ باشی پراگندہ دل
اگر تو نہیں چاہتا کہ پراگندہ خاطر ہو
پراگندگاں را ز خاطر مہل
تو پریشان لوگوں کو دل سے نہ نکال

پریشاں کن امروز گنجینہ چست
خزانہ کو آج فوراً بانٹ دے
کہ فردا کلیدش نہ در دست تست
اس لیے کہ کل کو اس کی کنجی اب تیرے ہاتھ میں نہ ہوگی

تو باخود ببر توشۂ خویشتن[4]
تو اپنا توشہ خود اپنے ساتھ لے
کہ شفقت نیاید ز فرزند و زن
اس لیے کہ بیوی بچے مہربانی نہیں کرتے

کسے گوئے دولت ز دنیا برد
دنیا سے وہ شخص بازی جیت کرلے جاتا ہے
کہ باخود نصیبے بعقبیٰ برد
جو خود اپنا حصہ آخرت میں لے جاتا ہے

بغمخوارگی جز سر انگشت من
غمخوارگی کے ساتھ سوائے اپنی انگلیوں کے
نخارد کسے در جہاں پشتِ من
کوئی شخص دنیا میں میری کمر نہیں کھجاتا

مکن[5] بر کف دست نہ ہر چہ ہست
جو کچھ ہے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ ایسا نہ کر
کہ فردا بدنداں بری پشت دست
کہ کل کو ہاتھ کی پشت دانتوں سے کاٹے

بپوشیدنِ سترِ درویش کوش[6]
فقیر کی ستر پوشی کی کوشش کر!
کہ سترِ خدا ایت بود پردہ پوش
تاکہ خدا کا پردہ تیرا ستر پوش ہو

مگرداں غریب از درت بے نصیب
بے حصے کے مسافر کو دروازہ سے نہ لوٹا
مبادا کہ گردی بدرہا غریب
ایسا نہ ہو کہ تو دروازوں پر مسافر بنا پھرے

[1] جس انسان میں باطنی خوبیاں نہیں ہیں وہ ایک بے معنی تصویر ہے۔
[2] یعنی قبر میں۔
[3] انسان کو دنیا میں عقبیٰ کی فکر کرلینی چاہیے۔ مرنے کے بعد عزیز و اقارب اپنی دوڑ دھوپ میں لگ جاتے ہیں مُردے کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔
[4] یعنی نیک کام کرکے اور صدقہ و خیرات کرکے آخرت کا توشہ تیار کرلے۔
[5] یعنی ہتھیلی میں بند نہ کر اور خدا کی راہ میں صرف کردے لکن کا تعلق دوسرے مصرع سے ہے۔
[6] فقرا کو لباس دے تاکہ خدا تیرے گناہوں کی ستر پوشی کرے۔

بزرگے رساند بمحتاج خیر
بڑا آدمی ضرور تمند کو خیر پہنچاتا ہے

کہ ترسد کہ محتاج گردد بغیر
کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہ وہ غیر کا محتاج بنے

بحالِ دلِ خستگاں در نگر
دل ٹوٹے ہوؤں کے حال کو دیکھ!

کہ بارے دلِ خستہ باشی مگر
کہ شاید تو بھی کبھی دل ٹوٹا ہوا بنے

فروماندگاں را درون شاد کن
عاجزوں کے دلوں کو خوش کر!

ز روزِ فروماندگی یاد کن
عاجزی کے دن کو یاد کر!

نہ خواہندۂ بر درِ دیگراں
اگر تو دوسروں کے دروازے پر بھیک مانگنے والا نہیں ہے

بشکرانہ خواہندہ از در مراں
تو اس کے شکرانہ میں بھیک مانگنے والے کو دروازہ سے نہ بھگا

گفتار اندر نواختن یتیماں و رحمت بر حال ایشاں

کہاوت۔ یتیموں کو نوازنے اور ان کے حال پر رحم کرنے کے بیان میں

پدر مردہ را سایہ بر سر فگن
جس کا باپ مرگیا ہو اس کے سر پر سایہ کر

غبارش بیفشان و خارش بکن
اس کا غبار جھاڑ اور اس کا کانٹا نکال!

ندانی چہ بودش فروماندہ سخت
کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس کو کیا ہوا کہ وہ سخت عاجز ہے

بود تازہ بے بیخ ہرگز درخت
بے جڑ کا درخت ہرگز تازہ نہیں ہوتا۔

چو بینی یتیمے سر افگندہ پیش
جب تو کسی یتیم کو سامنے سر ڈالے دیکھے

مدہ بوسہ بر روئے فرزندِ خویش
اپنے بچے کے رخسار پر بوسہ نہ دے

یتیم ار بگرید کہ نازش خرد
یتیم اگر روتا ہے اس کا ناز کون اٹھاتا ہے

وگر خشم گیرد کہ بارش برد
اگر وہ غصہ کرتا ہے اس کا بوجھ کون برداشت کرتا ہے

الا تا نگرید کہ عرشِ عظیم
خبردار! وہ رو دے۔ اس لیے کہ عرش عظیم

بلرزد ہمی چوں بگرید یتیم
لرزتا ہے جب یتیم روتا ہے

برحمت بکن آبش از دیدہ پاک
محبت سے اس کی آنکھ سے آنسو پونچھ دے

بشفقت بیفشانش از چہرہ خاک
مہربانی سے اس کے چہرہ سے خاک جھاڑ دے

اگر سایۂ خود برفت از سرش
اگر اس کے سر سے اس کا سایہ چلا گیا ہے

تو در سایۂ خویشتن پرورش
تو اپنے سائے میں اس کی پرورش کر

من آنگہ سر تاجور داشتم
میرا سر اس وقت ایک بادشاہ کا سر تھا

کہ سر در کنارِ پدر داشتم
جب میں باپ کی گود میں سر رکھتا تھا

اگر بر وجودم نشستے مگس
اگر میرے جسم پر مکھی بیٹھتی تھی

پریشاں شدے خاطرِ چند کس
تو بہت سے آدمیوں کی طبیعت پریشان ہو جاتی تھی

کنوں گر بزنداں برندم اسیر
اب اگر مجھے قید خانہ میں قیدی بنا کر لے جائیں

نباشد کس از دوستانم نصیر
میرے دوستوں میں سے کوئی مددگار نہ ہوگا

مرا باشد از دردِ طفلاں خبر
بچوں کے درد کی مجھے خبر ہوتی

کہ در طفلی از سر برفتم پدر
اس لیے کہ بچپن میں میرے سر سے باپ چلا گیا

۱ یتیم بچہ کی مثال بے جڑ کے درخت کی سی ہے جو کبھی سرسبز و شاداب نہیں رہتا۔
۲ یعنی جس کا باپ مرگیا ہے
۳ یعنی مصیبت زدہ کا وہی خیال کرتا ہے جو خود کسی مصیبت میں پھنسا ہو۔

حکایت در ثمرهٔ نیکوکاری
حکایت نیکی کے پھل کے بیان میں

کسے دید در خواب صدر خجند
خجند کے سردار کو کسی نے خواب میں دیکھا
کہ خارے ز پائے یتیمے بکند
جس نے ایک یتیم کے پیر سے کانٹا نکالا تھا

ہمی گفت در روضہ ہا می چمید
باغیچوں میں ٹہلتا ہوا کہہ رہا تھا
کزاں خار بر من چہ گلہا دمید
کہ اس کانٹے کی بدولت میرے لئے کس قدر پھول کھلے ہیں

مشو تا توانی ز رحمت بری[1]
جب تک ہو سکے تو رحم سے خالی نہ ہو
کہ رحمت برندت چو رحمت بری
جب تو رحم کرے گا تو تجھ پر رحم کریں گے

چو انعام کردی مشو خود پرست[2]
جب تو احسان کرے، تو متکبر نہ بن
کہ من سرورم دیگرے زیردست
کہ میں سردار ہوں اور دوسرا کمزور ہے

اگر تیغ دورانش انداختست
اگر اس کو زمانہ کی تلوار نے گرایا ہے
نہ شمشیر دوراں ہنوز آختست
تو کیا اب زمانہ کی تلوار کھنچی ہوئی نہیں ہے

چو بینی دعا گوئے دولت ہزار
جب تو ہزاروں دولت کو دعا دینے والے دیکھے
خداوند را شکر نعمت گزار
اللہ کے انعام کا شکر ادا کر

کہ چشم از تو دارند مردم بسے
کہ بہت سے انسان تجھ سے امید رکھتے ہیں
نہ تو چشم داری بدست کسے
تو کسی کے ہاتھ سے امید نہیں رکھتا

کرم خواندہ ام سیرت سروراں[3]
میں نے پڑھا ہے کہ کرم سرداروں کی سیرت ہے
غلط گفتم اخلاق پیغمبراں
میں نے غلط کہا یہ تو پیغمبروں کا اخلاق ہے

حکایت در اخلاق پیغمبراں
حکایت پیغمبروں کے اخلاق کے بیان میں

شنیدم کہ یک ہفتہ ابن السبیل
میں نے سنا ہے کہ ایک ہفتہ تک کوئی مسافر
نیامد بمہماں سرائے خلیل
حضرت خلیل اللہ کے مہمان خانہ میں نہ آیا

ز فرخندہ خوئی نخوردے پگاہ
مبارک عادت کی وجہ سے وہ صبح کو نہ کھاتے
مگر بینوائے در آید ز راہ
شاید کوئی بیچارہ راستہ سے آجائے

بروں رفت و ہر جانبے بنگرید
باہر نکلے اور ہر جانب دیکھا
بر اطراف وادی نگہ کرد و دید
جنگل کے کناروں پر نظر ڈالی اور دیکھا

بہ تنہا یکے در بیاباں چو بید
ایک شخص بید جیسا اکیلا جنگل میں
سر و مویش از برف پیری سفید
اس کا سر اور بال بڑھاپے کی وجہ سے برف کی طرح سفید

بدلداریش مرحبائے بگفت
اس کی دلداری کے لیے خوش آمدید کہا
برسم کریماں صلائے بگفت
سخیوں کی عادت کے مطابق کھانے کی دعوت دی

کہ اے چشمہائے مرا مردمک
کہ اے میری آنکھوں کی پتلی!
یکے مردمی کن بنان و نمک
روٹی اور نمک کھا کر مہربانی کیجیے

۱؎ حدیث شریف میں ہے :- "ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء" تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

۲؎ اگر قدرت نے تجھے یہ موقع دیا ہے کہ تو دوسروں پر احسان کرسکے تو گھمنڈ نہ کر اس لیے کہ وہ تلوار جس سے دوسرے گھائل ہوئے ہیں اب بھی کھنچی ہوئی ہے۔

۳؎ کرم سرداروں کی نہیں بلکہ پیغمبروں کی سیرت ہے۔

۴؎ روزمرہ صبح شام تک مہمان کے منتظر رہتے

۵؎ یعنی ایک ہفتہ کے بعد ایسا ہوا۔

۶؎ صلا دعوت دینے کو کہتے ہیں۔

ع ۱۰

نعم گفت و برجست و برداشت گام
اس نے "ہاں" کہا اٹھا اور قدم اٹھائے

رقیبان مہمان سرائے خلیل
خلیل اللہ کے مہمان خانے کے محافظوں نے

بفرمود و ترتیب کردند خوان
انھوں نے فرمایا اور انھوں نے دسترخوان لگا دیا

چو بسم اللہ آغاز کردند جمع
جب سب نے بسم اللہ شروع کی

چنین گفتنش اے پیر دیرینہ روز
خلیل اللہ نے اس کو یہ فرمایا کہ بڑی عمر کے بوڑھے!

نہ شرط است وقتیکہ روزی خوری
کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ جس وقت تو کھانا کھائے

بگفتا نگیرم طریقت بدست
اس نے کہا میں تمہاری بات نہیں مانتا تمہارا راستہ برا ہے

بدانست پیغمبر نیک فال
نیک شگون پیغمبر نے جان لیا

بخواری براندش چو بیگانہ دید
اس کو ذلت کے ساتھ نکال دیا جب اس کو بیگانہ دیکھا

سروش آمد از کردگار جلیل
خدائے بزرگ کی جانب سے وحی آئی

منش دادہ صد سالہ روزی و جان
میں نے سو سال تک اس کو روزی اور جان دی

گر او می برد پیش آتش سجود
اگر وہ آگ کے سامنے سجدہ کرتا ہے

کہ دانست خلقش علیہ السلام
کیونکہ ان کے اخلاق جانتا تھا (ان پر خدا کا سلام ہو)

بعزت نشاندند پیر ذلیل
بوڑھے کمزور کو عزت سے بٹھایا

نشستند بر ہر طرف ہمگنان
ہر جانب سب بیٹھ گئے

نیامد ز پیرش حدیثے بسمع
اس بڈھے کی کوئی بات کان تک نہ آئی۔

چو پیراں نمی بینمت صدق و سوز
میں تجھ میں بوڑھوں کا سا صدق اور سوز نہیں دیکھتا ہوں

کہ نام خداوند روزی بری
کہ روزی کے مالک کا نام لے

کہ نشنیدم از پیر آذر پرست
اس لیے کہ میں نے آتش پرست پیر سے سنا ہے۔

کہ گبر است پیر تبہ بودہ حال
کہ تباہ حال بوڑھا آتش پرست ہے

کہ منکر بود پیش پاکاں پلید
اس لیے کہ پاک لوگوں کے پاس ناپاک برا ہوتا ہے

بہیبت ملامت کناں کاے خلیل
جلال کے ساتھ ملامت کرتی ہوئی کہ اے خلیل!

ترا نفرت آمد از و یک زمان
تجھے اس سے تھوڑی دیر کے لیے بھی نفرت ہوئی

تو واپس چرا می بری دست جود
تو سخاوت کا ہاتھ کیوں پیچھے ہٹاتا ہے

۱۰

۱ یعنی اس بوڑھے نے بسم اللہ نہ پڑھی ۔ بڑھاپے میں لامحالہ خدا سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔
۲ یعنی لوگوں کے عیوب نکال کر اپنی داد و دہش کو بند کر
۳ جو واعظ روٹیوں کے لیے وعظ کہتا ہے وہ برا کرتا ہے

گفتار اندر احسان با مردم نیک و بد

نیک اور بد انسانوں کے ساتھ احسان کرنیکے بیان میں

گرہ بر سر بند احسان مزن
احسان کے بندھے سرے پر گرہ نہ لگا

زیاں می کند مرد تفسیر داں
تفسیر جاننے والا نقصان کرتا ہے۔

کجا عقل یا شرع فتویٰ دہد
عقل اور شرع یہ فتویٰ کب دے سکتے ہیں۔

کہ ایں زرق و شید است و آں مکر و فن
کہ یہ تو جھوٹ اور بناوٹ ہے وہ چالاکی اور فریب ہے

کہ علم و ادب می فروشد بناں
کہ علم اور ادب کو روٹی کے بدلے بیچتا ہے

کہ مرد خرد دیں بدنیا دہد
کہ عقلمند آدمی دنیا کے بدلے میں دین دے دے

ولیکن تو بستاں کہ صاحب خرد — ازارزاں فروشاں برغبت خرد

لیکن تو خرید لے اس لیے کہ عقلمند انسان — سستا بیچنے والوں سے شوق سے خریدتا ہے

حکایت عابد باشیادِ شوخ دیدہ

عابد کی حکایت مکار بیباک کے ساتھ

زبانداۓ آمد بصاحبدلے — کہ محکم فروماندہ ام در گلے

یک لسّان ایک صاحبدل کے پاس آیا — کہ میں دلدل میں بری طرح پھنس گیا ہوں۔

یکے سفلہ را دہ درم برمن است — کہ دانگے ازو بر دلم دہ من است

ایک کمینے کے دس درہم مجھ پر واجب ہیں — جس کے ایک دانگ کا میرے دل پر دس من وزن ہے

ہمہ شب پریشاں ازو حالِ من — ہمہ روز چوں سایہ دُنبالِ من

اس کی وجہ سے میرا حال ساری رات پریشان رہتا ہے — پورے دن وہ سایہ کی طرح میرے پیچھے رہتا ہے

بکرد از سخنہاۓ خاطر پریش — درونِ دلم چوں درِ خانہ ریش

دل پریشان کرنے والی باتوں سے اس نے — میرے دل میں ایسا ہی زخم ڈالدیا ہے جیسا کہ دروازہ میں

خدایش مگر تا ز مادر بزاد — جزاں دہ درم چیزِ دیگر نداد

شاید خدا نے جب سے اس کو ماں نے جنا ہے — ان دس درہموں کے علاوہ کچھ دیا ہی نہیں ہے

ندانستہ از دفتر دیں الف — نخواندہ بجز باب لاینصرف

دین کی کتاب کا الف بھی تو وہ نہیں جانتا ہے — لاینصرف کے باب کے علاوہ اس نے کچھ نہیں پڑھا ہے

خور از کوہ یک روز سر بر نزد — کہ آں قلتباں حلقہ بر در نزد

سورج نے کسی دن بھی پہاڑ سے سر نہیں ابھارا — کہ اس دیوث نے دروازہ پر زنجیر نہ بجائی ہو

در اندیشہ ام تا کدامم کریم — ازاں سنگدل دست گیرد بسیم

میں اسی فکر میں ہوں تاکہ کوئی سخی — مجھے چاندی دیکر اس سنگدل سے دستگیری کرے

شنید ایں سخن پیر فرخ نہاد — درستے دو در آستینش نہاد

بوڑھے مبارک طبیعت نے یہ بات سنی — دو اشرفیاں اس کی آستین میں رکھدیں

زر افتاد در دست افسانہ گوی — بروں رفت ازانجا چو خور تازہ روی

بت بنے کے ہاتھ سونا لگا! — اس جگہ سے آفتاب کی طرح تازہ رو ہو کر باہر آیا

یکے گفت شیخ ایں ندانی کہ کیست — برو گر بمیرد نباید گریست

ایک شخص بولا اے شیخ آپ کو معلوم نہیں یہ کون ہے — اگر وہ مرجائے تو اس پر رونا نہ چاہیے

گدائے کہ بر شیر نر زیں نہد — ابو زید را اسپ و فرزیں نہد

یہ ایسا گداگر ہے کہ نر شیر پر زین کستا ہے — ابو زید کے سامنے گھوڑا اور فرزیں رکھ دیتا ہے

برآشفت عابد کہ خاموش باش — تو مردِ زباں نیستی گوش باش

وہ عبادت گذار بگڑا کہ چپ رہ! — تو زبان کا مرد نہیں ہے کان بن جا

اگر راست بود آنچہ پنداشتم — ز خلق آبرویش نگہداشتم

اگر وہی درست ہے جو میں نے خیال کیا ہے — تو میں نے مخلوق سے اس کی آبرو بچادی ہے

ا؎ یعنی دنیا دیکر دین خریدلے۔

۲؎ درہم ۳ ماشہ اور چار رتی کے وزن کا سکہ تھا۔ دانگ اس کے چھٹے حصے کے وزن کا سکہ تھا۔

۳؎ یعنی اس نے باتوں سے میرا دل ایسا ہی زخمی کردیا جس طرح تقاضوں کی آمد و رفت میرا دروازہ گھس دیا ہے۔

۴؎ لاینصرف کے معنی وہ نہیں واپس ہوگا نحو کی کتابوں میں غیر منصرف کا باب ہوتا ہے جس میں ایسے صیغوں کا ذکر ہوتا ہے جو ایک حالت پر قائم رہتے ہیں

۵؎ ایسا بار شخص اس کا مرجانا بہتر ہے

۶؎ نر شیر پر زین کسنا بہت ہی چالاک شخص کا کام ہے۔ ابو زید مشہور شطرنج باز اور مکار شخص ہے۔ اسپ و فرزیں نہادن یعنی گھوڑے اور فرزیں کی چال چل کر بازی جیتنا۔

۷؎ زبان کا مرد وہ جو سلیقہ سے بات کر سکے

۸؎ یعنی وہ مقروض تھا۔

اگر شوخ چشمی و سالوس کرد
اگر اس نے بے حیائی اور مکاری کی ہے
که خود را نگهداشتم آبروی
اس لیے کہ میں نے اپنی آبرو بچا لی
بد و نیک را بذل کن سیم و زر
برے اور اچھے پر چاندی سونا خرچ کر
خنک آنکہ در صحبت عاقلاں
وہ شخص خوش نصیب ہے جو عقلمندوں کی صحبت میں
گرت عقل و رائیست و تدبیر و ہوش
اگر تجھ میں عقل اور رائے اور تدبیر اور ہوش ہے
کہ اغلب بریں شیوہ دارد مقال
اس لیے کہ اس کی گفتگو عموماً اسی طرز کی ہوتی ہے

الا تا نہ پنداری افسوس کرد
ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ میں افسوس کروں گا
ز دست چناں گربزِ یاوہ گوی
ایسے مکار بیہودہ گو کے ہاتھ سے
کہ ایں کسب خیرست و آں دفع شر
اس لیے کہ یہ[1] بھلائی کمانا ہے اور وہ شر کو دفع کرنا ہے
بیاموز اخلاق صاحبدلاں
نیک لوگوں کے اخلاق سیکھ لے
بعزت کنی پند سعدی بگوش
تو سعدی کی نصیحت کو عزت سے سنے گا
نہ در چشم و زلف و بناگوش و خال
نہ آنکھ اور زلف اور کان کی لو اور تل کے بارے میں

۱ اچھے پر خرچ کرنا بھلائی کمانا ہے اور برے پر خرچ کرنا اس کے شر سے بچنا ہے۔
۲ یعنی سعدی کا کلام نصیحت آمیز ہے وہ عاشقانہ غزلیں زیادہ نہیں کہتا ہے۔
۳ یعنی اندھا دھند خرچ نہ کر۔

حکایت پدر ممسک و فرزند جوانمرد

بخیل باپ اور سخی لڑکے کا قصہ

یکے رفت و دنیا از و یادگار
ایک شخص مرگیا اور دنیا کی دولت اسکی یادگار رہ گئی
نہ چوں ممسکاں دست بر زر گرفت
بخیلوں کی طرح اس نے سونے پر مٹھی نہیں بھینچی
ز درویش جارا نماندے برش
اپنے پاس کی جگہ فقیروں سے خالی نہ رکھتا
دل خویش و بیگانہ خرسند کرد
اپنے اور غیر کے دل کو خوش کیا
ملامت کنے گفتش اے باد دست
ایک ملامت کرنیوالے نے اس سے کہا کہ اے فضول خرچ
بسالے تواں خرمن اندوختن
ڈھیر سالوں میں جمع کیا جا سکتا ہے
چو در تنگدستی نداری شکیب
جب تنگدستی کے وقت تو صبر نہ کر سکے

خلف بود صاحبدلے ہوشیار
اس کا لڑکا نیک اور ہوشیار تھا
چو آزادگاں دست از و بر گرفت
شریفوں کی طرح اس سے ہاتھ اٹھا لیا
مسافر بمہمان سرای اندرش
اس کے مہمان خانہ میں مسافر ہوتے
نہ ہمچوں پدر سیم و زر بند کرد
باپ کی طرح چاندی اور سونے کو بند نہ کیا
بیک رہ پریشاں مکن ہر چہ ہست
جو کچھ تیرے پاس ہے اس کو یکبارگی ختم نہ کر!
بیک دم نہ مردی بود سوختن
ایک دم سے پھونک دینا انسانیت نہیں ہے
نگہدار وقتِ فراخی حسیب،
امیری کے وقت حساب کو مد نظر رکھ!

مثل

بد ختر چہ خوش گفت بانوئے دہ
گاؤں کی بی بی نے لڑکی سے کیا بھلی بات کہی۔
کہ روز نوا برگ سختی بنہ
مالداری کے زمانے میں تنگی کے وقت کے لیے کچھ رکھ دے

همه وقت پر دار مشک و سبوی
مشک اور ٹھلیا ہر وقت بھری رکھ!

بدنیا تواں آخرت یافتن
دنیا کے ذریعہ آخرت کو حاصل کیا جا سکتا ہے

ز دستِ تہی بر نیاید امید
خالی ہاتھ سے کوئی امید پوری نہیں ہوتی ہے

اگر تنگ دستی مرو پیش یار
اگر تو تنگدست ہے تو یار کے سامنے نہ جا

تہیدست در خوبرویاں مپیچ،
خالی ہاتھ حسینوں پر نہ ڈال

وگر ہر چہ داری بلف بر نہی
اور اگر جو کچھ بھی تیرے پاس ہے ہتھیلی پر رکھ لے گا!

۴ گدایاں بسعی تو ہرگز قوی
فقرا، تیری کوشش سے کبھی قوی...

که پیوسته در ده روان نیست جوی
اس لیے کہ گانوں میں ہر وقت نہر نہیں بہتی ہے

بزر پنجۂ دیو بر تافتن،
سونے سے دیو کا پنجہ موڑا جا سکتا ہے

بزر بر کنی چشم دیو سفید
سونے کے ذریعہ تو سفید دیو کی آنکھ نکال سکتا ہے

وگر سیم داری بیا و بیار
اور اگر چاندی رکھتا ہے آ اور لا

که بی ہیچ مردم نیرزد بہیچ
کیونکہ بدون مال کے انسان کسی قابل نہیں

کفت وقتِ حاجت بماند تہی
تو ضرورت کے وقت تیری ہتھیلی خالی ہوگی

نگردند و ترسم تو لاغر شوی
نہ ہوں گے اور مجھے ڈر ہے تو کمزور ہو جائے گا

باز آمدم بحکایت فرزندِ خلف

چو مناعِ خیر ایں حکایت بگفت
جب خیر سے روکنے والے نے یہ قصہ بیان کیا

پراگنده دل گشت ازاں گفتگوی
اس گفتگو سے پریشان دل بنا

مرا دستگاہی کہ پیرامنست
وہ سرمایہ جو میرے پاس ہے

نه ایشاں بخسّت نگہداشتند
کیا انھوں نے کنجوسی سے اس کو جمع نہ کیا تھا

بدستم بہفتاد مال پدر
باپ کا مال میرے ہاتھ پڑا

ہماں بہ کہ امروز مردم خورند
یہی بہتر ہے کہ آج لوگ کھا لیں

خور و پوش و بخشای و راحت رساں
کھا اور پہن اور دے، اور آرام پہنچا

برند از جہاں با خود اصحاب رای
عقلمند لوگ دنیا سے اپنے ساتھ لیجاتے ہیں

ز غیرت جواں مرد را رگ بخفت
غیرت کی وجہ سے جواں مرد کی رگ سو گئی

بر آشفت و گفت اے پراگندہ گوی
بگڑ گیا اور بولا اے پریشان باتیں کرنے والے

پدر گفت میراثِ جدّ منست
باپ نے کہا تھا میرے دادا کی میراث ہے

بحسرت بمردند و بگذاشتند،
حسرت سے وہ مر گئے اور چھوڑ گئے

کہ بعد از من افتد بدستِ پسر
جو کہ میرے بعد لڑکے کے ہاتھ پڑے گا

کہ فردا پس از من بیغما برند
اس لیے کہ کل کو میرے بعد لوٹیں گے

نگہ می چہ داری ز بہرِ کساں
لوگوں کے لیے کیا حفاظت کرتا ہے

فرومایہ ماند بحسرت بجای
کمینہ حسرت سے اپنی جگہ رہ جاتا ہے

۱ حالی نے کہا ہے "گر ماہ خدا میں دو تو خدا بھی راضی"
۲ دیو سفید ایک دیو تھا جو جنگ میں رستم کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔
۳ یعنی اس کے گھر پر آ اور سونا چاندی لاکر خرچ کر۔
۴ یعنی اگر اپنا سب کچھ فقیروں میں تقسیم کر دیگا تو فقیر مالدار نہ بنیں گے اور تو فقیر ہو جائے گا۔
۵ یعنی باپ دادا سے اسی طرح منتقل ہوتا آرہا ہے۔
۶ یعنی بخیل دوسروں کی دولت کا نگہبان ہے۔

زر و نعمت اکنوں بدہ کاں تست
سونا اور نعمت اب دیدے اس لیے کہ تیری ملکیت ہے
کہ بعد از تو بیرون ز فرمان تست
کیونکہ تیرے بعد تیرے حکم سے باہر ہے
بدنیا توانی کہ عقبیٰ خری
تو یہ کر سکتا ہے کہ دنیا کے بدلے عقبیٰ خریدے
بخر جانِ من ورنہ حسرت خوری
خریدلے۔ میری جان ورنہ حسرت کرے گا

حکایت اندر راحت رسانیدن ہمسایگاں
حکایت پڑوسیوں کو آرام پہنچانے کے بیان میں

بزارید وقتے زنے پیشِ شوے
ایک وقت ایک بیوی شوہر کے سامنے رو پڑی
کہ دیگر مخر نانِ بقال کوے
کہ کوچے کے بنیے سے پھر روٹی نہ خریدنا
ببازار گندم فروشاں گرائے
گندم فروشوں کے بازار میں جا
کہ ایں جو فروش است و گندم نمائے
اس لیے کہ یہ تو گندم نما جو فروش ہے
نہ از مشتری کاز دحامِ مگس
خریداروں کی وجہ سے نہیں بلکہ مکھیوں کے ہجوم کی وجہ سے
بیک ہفتہ رویش ندیدست کس
ایک ایک ہفتہ کسی نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا
بدلداری آں مردِ صاحب نیاز
اس نیازمند نے دلداری کے ساتھ
بزن گفت کائے روشنائی بساز
بیوی سے کہا کہ اے گھر کی رونق! کہا مان
بامیدِ ما کلبہ آنجا گرفت
اس نے ہماری توقع پر یہاں دکان لی ہے
نہ مردی بود نفع ازو وا گرفت
اس کا نفع روکنا انسانیت نہیں ہے
رہِ نیک مردانِ آزادہ گیر
نیک شریف لوگوں کی روش اختیار کر
چو استادۂ دستِ افتادہ گیر
جب تو کھڑا ہے کسی گرے ہوئے کا ہاتھ پکڑ
ببخشای کانانکہ مردِ حقند
معاف کردے اس لیے کہ جو صحیح انسان ہیں۔
خریدارِ دکانِ بے رونقند
وہ بے رونق دوکان کے خریدار بنتے ہیں
جوانمرد اگر راست خواہی ولیست
اگر تو سچی بات سننا چاہتی ہے تو سخی ولی ہے
کرم پیشۂ شاہِ مرداں علیست
سخاوت شاہ مرداں حضرت علی کا شیوہ ہے

حکایت

شنیدم کہ مردے براہِ حجاز
میں نے سنا کہ ایک شخص حجاز کے راستے میں
بہر خطوہ کردے دو رکعت نماز
ہر قدم پر دو رکعت نماز پڑھتا
چناں گرم رو در طریق خدای
خدا کے راستے میں اس قدر تیز چلنے والا
کہ خارِ مغیلاں نکندے زپای
کہ ببولوں کے کانٹے پیر سے نہ نکالتا تھا
باخر زوسواس خاطر پریش
بالآخر طبیعت کو پریشان کرنے والے خیالات کی وجہ سے
پسند آمدش در نظر کارِ خویش
اس کی نگاہ میں اس کو اپنا کام اچھا معلوم ہوا
بہ تلبیس ابلیس در چاہ رفت
شیطان کی مکاری کی وجہ سے وہ غرور میں پھنس گیا
کہ نتواں ازیں خوب تر راہ رفت
کہ اس سے بہتر راستہ کوئی نہیں چل سکتا ہے

۱ یعنی اس کی دوکان پر گاہک تو نظر نہیں آتا مکھیاں بھنکتی ہیں۔
۲ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس کے یہاں گاہک کم آتے ہیں لہذا انہی کے ذریعہ اس کا بھلا ہو جائے۔
۳ کیونکہ کانٹا نکالنے سے بھی سفر میں خلل پڑتا ہے۔
۴ شیطان نے اس کو یہ سمجھا دیا کہ وہ سب سے بہتر عبادت گذار ہے۔

گرش رحمت حق نہ دریافتے
اگر رحمت حق اس کو نہ آلیتی

یکے ہاتف از غیب آواز داد
ایک ہاتف نے غیب سے پکارا

مپندار گر طاعتے کردۂ
اگر تونے عبادت کی ہے تو گھمنڈ نہ کر!

باحسانے آسودہ کردن دلے
ایک دل کو احسان کے ذریعہ آرام پہنچانا

غرورش سر از جادہ برتافتے
تو غرور اس کا سر سیدھے راستے سے موڑ دیتا

کہ اے نیک بخت مبارک نہاد
کہ اے نیک بخت مبارک طبیعت!

کہ نزلے بدیں حضرت آوردۂ
کہ تو کوئی تحفہ اس دربار میں لایا ہے

بہ از الف رکعت بہر منزلے
ہر پڑاؤ پر ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے

حکایت

بسرہنگ سلطاں چنیں گفت زن
بادشاہ کے سپاہی کی بیوی نے کہا

برو تا ز خوانت نصیبے دہند
جا، تاکہ دسترخوان سے تجھے بھی حصّہ دیں

بگفتا بود مطبخ امروز سرد
اس نے کہا باورچی خانہ تو آج ٹھنڈا ہوگا

زن از ناامیدی سر انداخت پیش
بیوی نے ناامیدی سے سر جھکا لیا

کہ سلطاں ازیں روزہ گوئی چہ خاست
بتا[1] بادشاہ کو اس روزے سے کیا حاصل

خورندہ کہ خیرش برآید ز دست
وہ روزہ خور جس کے ہاتھ سے بھلائی ہو

مسلّم کسے را بود روزہ داشت
روزہ[2] رکھنا اس کے لیے ٹھیک ہے

وگرنہ چہ حاجت کہ زحمت بری
ورنہ کیا ضرورت ہے کہ تو تکلیف اٹھائے

خیالات نادان خلوت نشیں
گوشہ نشین نادان کے خیالات

صفائیست در آب و آئینہ نیز
صفائی پانی میں بھی ہے اور آئینہ میں بھی

کہ خیز اے مبارک در رزق زن
کہ اے بابرکت اٹھ اور رزق کا دروازہ کھٹکھٹا

کہ فرزندگانت بسختی درند
کیونکہ تیری اولاد مصیبت میں ہے

کہ سلطاں بشب نیت روزہ کرد
کیونکہ بادشاہ نے رات سے روزہ کی نیت کی ہے

ہمی گفت باخود دل فاقہ ریش
فاقہ سے زخمی دل اپنے آپ سے کہتی تھی

کہ افطار او عید طفلان ماست
کیونکہ اس کا افطار کرنا ہمارے بچوں کی عید ہے

بہ از صائم الدہر دنیا پرست
دنیا پرست تمام عمر کے روزے رکھنے والے سے بہتر ہے

کہ درماندۂ را دہد نان چاشت
جو کسی عاجز کو دوپہر کی روٹی کھلائے

ز خود باز گیری و ہم خود خوری
اپنے[3] آپ ہی سے اور خود ہی کھالے

بہم برکند عاقبت کفر و دیں
کفر اور دین کا انجام یکساں کر دیتے ہیں

ولیکن[4] صفا را بباید تمیز
لیکن صفائی میں تمیز کرنی چاہیے

[1] جو روزہ فاقہ زدوں کے لیے مزید مصیبت کا سامان بنے وہ بیکار ہے۔

[2] روزہ کا حاصل تو یہ ہونا چاہیے کہ اپنا دوپہر کا کھانا کسی دوسرے بھوکے کو کھلادے۔

[3] روزے کی وجہ سے جو دوپہر کا کھانا بچے وہ خود ہی شام کو کھالے

[4] پانی کی صفائی آئینہ کی صفائی سے بدرجہا بہتر ہے۔ پانی کی صفائی دوسروں کے لیے مفید ہے تو عبادت وہی بھلی ہے جس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے۔

حکایت کریم تنگ دست با سائل

ایک تنگدست سخی کا سائل کے ساتھ قصہ

یکے را کرم بود و قوت نبود
ایک شخص میں سخاوت تھی طاقت نہ تھی
کفافش بقدرِ مروت نبود
اس کا روزینہ سخاوت کی بقدر نہ تھا

کہ سفلہ خداوندِ ہستی مباد
خدا کرے کوئی کمینہ مالدار نہ ہو
جواں مرد را تنگ دستی مباد
سخی کو کبھی تنگ دستی نہ ہو

کسے را کہ ہمت بلند اوفتد
جس کسی کی ہمت بلند ہوتی ہے
مرادش کم اندر کمند اوفتد
اس کا مقصد بہت کم رسی میں پھنستا ہے

چو سیلاب ریزاں کہ بر کوہسار
جیسا کہ بہنے والا سیلاب کہ پہاڑ پر
نگیرد ہمی بر بلندی قرار
اونچائی پر نہیں ٹھہرتا ہے

نہ درخوردِ سرمایہ کردے کرم
وہ سرمایہ کے حساب سے سخاوت نہ کرتا
تنک مایہ بودے ازیں لاجرم
اسی وجہ سے لامحالہ تنگدست رہتا

برش تنگدستے دو حرفے بنشت
ایک تنگدست نے اس کو مختصراً لکھا :-
کہ اے خوب فرجام فرخ سرشت
کہ اے نیک انجام مبارک طبیعت

یکے دست گیرم بچندے درم
ایک بار چند درہم دے کر میری دستگیری کر
کہ چندست تا من بزنداں درم
کیونکہ میں چند دن سے قید میں پڑا ہوں

بچشم اندرش قدرِ چیزے نبود
اس سخی کی نگاہ میں کسی چیز کی قدر نہ تھی
ولیکن بدستش پشیزے نبود
لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی پیسہ نہ تھا

بخصمان بندی فرستاد مرد
قیدی کے مخالفوں کے پاس اس مردِ خدا نے پیغام بھیجا
کہ اے نیک نامانِ آزاد مرد
کہ اے ایک آزاد مرد کے بارے میں نیک نام لوگو

بدارید چنداں کف از دامنش
کچھ دنوں کے لیے اس کے دامن سے ہاتھ ہٹالو
وگر میگریزد ضماں بر منش،
اور اگر وہ بھاگ جائے گا تو میں ذمہ دار ہوں

وزآنجا بزنداں در آمد کہ خیز
اور اس جگہ سے وہ قید خانہ میں پہنچا کہ اٹھ!
وزیں شہر تا پائے داری گریز
اور جتنا بھی بھاگ سکے اس شہر سے بھاگ جا

چو گنجشک در باز دید از قفس
چڑیا جب پنجرہ کا دروازہ کھلا دیکھے
قرارش نبود اندرو یک نفس
تو اس کو ایک سانس کے لیے بھی اس میں قرار نہیں آتا

چو بادِ صبا زاں زمیں سیر کرد
پروا کی طرح اس سرزمین سے چل دیا
نہ سیرے کہ بادش رسیدے بگرد
ایسی رفتار سے نہیں کہ ہوا بھی اس کی گرد کو پہنچ سکے

گرفتند حالے جواں مرد را
انھوں نے فوراً اس سخی کو گرفتار کرلیا
کہ حاصل کنی سیم یا مرد را
کہ تو چاندی یا اس آدمی کو لا!

چو بیچارگاں راہِ زنداں گرفت
عاجزوں کی طرح اس نے قید خانہ کا راستہ لیا
کہ مرغ از قفس رفتہ نتواں گرفت
کیونکہ پنجرے سے بھاگا ہوا پرند پکڑا نہیں جاسکتا

۱ کیونکہ اس کے مقاصد بھی بلند ہوتے ہیں تو وہ بہت کم حاصل ہوتے ہیں۔
۲ بلند ہمت انسان کی مثال پہاڑ کی سی ہے اور مقاصد بہنے والے سیلاب کی طرح ہیں۔
۳ یعنی آمدنی سے زیادہ داد و دہش کرتا تھا۔
۴ وہ اس کے لیے قیمتی سے قیمتی چیز خرچ کر ڈالتا لیکن اس کے پاس کچھ نہ تھا۔
۵ یعنی کچھ دن کے لئے اسکو قید سے آزاد کر دو۔
۶ یعنی اس آزاد قیدی کو تو اب وہ نہ لاسکتا تھا۔

شنیدم کہ در حبس چندے بماند
میں نے سنا ہے کہ کچھ دن قید خانہ میں رہا

نہ رقعہ نبشت و نہ فریاد خواند
نہ سفارش کے لیے خط لکھا اور نہ فریاد کی

زمانہا نیاسود و شبہا نخفت
بہت دنوں تک نہ آرام کیا، نہ راتوں کو سویا

بر و پارسائے گذر کرد و گفت
وہاں سے ایک نیک آدمی گذرا اور اس نے کہا

نہ پندارمت مال مردم خوری
میرا یہ خیال تو نہیں ہو سکتا کہ تو نے کسی کا مال مارا ہے

چہ پیش آمدت تا بزنداں دری
کیا معاملہ پیش آیا کہ تو قید خانہ میں ہے

بگفتا کہ ہاں اے مبارک نفس
اس نے کہا ہاں بابرکت سانس والے

نخوردم بحیلت گری مال کس
میں نے حیلہ گری سے کسی کا مال نہیں کھایا ہے

یکے ناتواں دیدم از بند ریش
میں نے ایک کمزور کو قید سے زخمی دیکھا

خلاصش ندیدم بجز بندِ خویش
میں نے اس کی رہائی بجز اپنی قید کے نہ دیکھی

ندیدم بنزدیکِ دانش پسند
عقل کی رو سے مجھے یہ بات پسند نہ آئی

من آسودہ و دیگرے پائے بند
کہ میں آرام سے ہوں اور دوسرا قیدی ہو

بمُرد آخر و نیک نامی ببرد
انجام کار وہ مر گیا اور نیک نامی لے گیا

زہے زندگانی کہ نامش نمرد
کیا خوب زندگی ہے کہ اس کا نام نہ مرا

تنِ زندہ دل خفتہ در زیرِ گل
زندہ دل جسم مٹی کے نیچے سویا ہوا

بہ از عالمے زندۂ مردہ دل
ایک زندہ جہان سے بہتر ہے جو مردہ دل ہو

دلِ زندہ ہرگز نگردد ہلاک
زندہ دل ہرگز ہلاک نہیں ہوتا

تنِ زندہ دل گر بمیرد چہ باک
زندہ دل جسم اگر مر جائے تو کیا مضائقہ ہے

۱؎ ایک زندہ دل انسان مر کر بھی دنیا بھر کے زندہ مردہ دلوں سے بہتر ہے۔
۲؎ یعنی تیار ہوا
۳؎ یعنی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

حکایت در معنی احسان با خلق خدا

یکے در بیاباں سگِ تشنہ یافت
ایک شخص نے ایک پیاسے کتے کو جنگل میں پایا

بروں از رمق در حیاتش نیافت
اس کی زندگی میں آخری سانس سے زیادہ کچھ نہ پایا

کلہ دلو کرد آں پسندیدہ کیش
اس پسندیدہ طبیعت نے ٹوپی کا ڈول بنایا

چو حبل اندراں بستہ دستارِ خویش
اپنی پگڑی کو اس میں رسی کی طرح باندھا

بخدمت میاں بست و بازو کشاد
خدمت کے لیے کمر باندھی اور بازو کھولا

سگِ ناتواں را دمے آب داد
کمزور کتے کو تھوڑا سا پانی دیا۔

خبر داد پیغمبر از حالِ مرد
اس شخص کے حال کی پیغمبر نے خبر دی

کہ داور گناہانِ او عفو کرد
کہ خدا نے اس کے گناہ معاف کر دیے

الا گر جفا کاری اندیشہ کن
خبردار اگر تو ظالم ہے تو غور کر!

کرم پیشہ گیر و وفا پیشہ کن
سخاوت کی عادت ڈال اور وفا کو پیشہ بنا

کسے با سگے نیکوئی گم نہ کرد
کسی شخص نے کتے کے ساتھ نیکی کو بھی ضائع نہیں کیا

کجا گم شود خیر با نیک مرد
تو نیک انسان کے ساتھ بھلائی کب ضائع ہوگی

گرم کن بر اں کت بر آید ز دست
کرم کر جس پر بھی تیرے ہاتھ سے ہو سکے

گرت در بیاباں نباشد چہے
اگر جنگل میں تیرا کوئی کنواں نہ ہو

بقنطار زر بخش کردن ز گنج
خزانے میں سے بہت کچھ دیدینا

بَرد ہر کسے بار در خورد زور
طاقت کے مطابق ہر شخص بوجھ لے جاتا ہے

تو با خلق نیکی کن اے نیک بخت
اے نیک بخت! تو مخلوق کے ساتھ نیکی کر

گر از پا در آید نماند اسیر
اگر گر بھی پڑے تو قیدی نہ رہے گا

با آزار فرماں مدہ بر رہی
نوکر کو تکلیف دہ حکم نہ دے

چو تمکین و جاہت بود بر دوام
جب تیری قدرت اور مرتبہ ہمیشگی کے ساتھ ہو

کہ افتد کہ با جاہ و تمکین شود
اس لیے کہ ہو سکتا ہے وہ مرتبہ اور قدرت والا ہو جائے

نصیحت شنو مردم نیک بیں
نصیحت سننے والا نیک بیں انسان

خداوندِ خرمن زیاں می کند
کھلیان کا مالک تباہی کرتا ہے

نترسد کہ نعمت بمسکیں دہد
اس سے نہیں ڈرتا کہ خدا مسکین کو دولت دیدے

بسا زورمندا کہ افتاد سخت
بہت سے طاقتور ہیں کہ وہ سخت گرے

دلِ زیر دستاں نباید شکست
کمزوروں کا دل نہ توڑنا چاہیے

جہانباں درِ خیر بر کس نہ بست
خدا نے نیکی کا دروازہ کسی پر بند نہیں فرمایا ہے

چراغے بنہ در زیارت گہے
تو کسی زیارت گاہ میں چراغ ہی رکھ دے

نہ چندانکہ دینارے از دست رنج
اتنا نہیں ہے جیسا کہ مزدور کی جانب سے ایک دینار

گرانست پائے ملخ پیشِ مور
چیونٹی کے آگے ٹڈی کا پیر بھاری ہے

کہ فردا نگیرد خدا بر تو سخت
تا کہ کل کو خدا تجھ پر سخت گیری نہ کرے

کہ افتادگاں را بود دستگیر
جو کہ عاجزوں کا دستگیر ہو

کہ باشد کہ افتد بفرماں دہی
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ حاکم بن جائے

بکن زور بر مردِ درویش عام
تب بھی عام فقیر انسان پر زور نہ کر!

چو بیذق کہ ناگاہ فرزیں شود
جیسا کہ پیادہ اچانک فرزیں ہو جاتا ہے

نباشد درو ہیچ دل تخمِ کیں
اس میں کوئی دل کینہ کا بیج نہیں بوتا۔

کہ بر خوشہ چیں سر گراں می کند
کہ بال چننے والے پر ناراض ہوتا ہے

وزاں بارِ غم بر دلِ ایں نہد
اور اس کے غم کا بوجھ اس کے دل پر رکھ دے

بس افتادہ را یاوری کرد بخت
بہت سے گرے ہوؤں کی نصیبہ نے مدد کی

مبادا کہ روزے شود زیر دست
نہ ہو کہ کسی دن وہ خود کمزور ہو جائے

۱؎ یعنی اگر مسافروں کے لیے کنواں نہیں کھدوا سکتا ہے تو رہگذر پر چراغ ہی جلادو
۲؎ تنگدست کو تھوڑا دینے پر جو ثواب مل جاتا ہے مالدار کو بہت کچھ خرچ کرنے پر بھی وہ نہیں ملتا۔
۳؎ یعنی سخی سے اگر کوئی گناہ بھی ہو گا تو اللہ اس کو معاف کر دیں گے۔
۴؎ پیادہ اور فرزیں شطرنج کے دو مہروں کے نام ہیں بعض چالوں میں پیادہ فرزیں بن جاتا ہے اور اس کو وزیر کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔
۵؎ نیک بیں انسان میں کسی کی طرف سے کینہ نہیں ہوتا۔

حکایت

بنالید درویشے از ضعفِ حال
حالت کی کمزوری سے ایک درویش رو پڑا

بر تند روئے خداوندِ مال
ایک مالدار بد مزاج کے پاس

نہ دینار دادش سیہ دل نہ دانگ
سیاہ دل نے اس کو نہ دینار دیا نہ پیسہ

دلِ سائل از جورِ اُو خوں گرفت
بھکاری کا دل اس کے ظلم سے خون ہوگیا

توانگر ترش روی بارے چراست
مالدار اس وقت ترش رو کیوں ہے

بفرمود کوتہ نظر تا غلام
کوتاہ نظر نے حکم دے دیا چنانچہ نوکر نے

بہ ناکردنِ شکرِ پروردگار
خدا کا شکر نہ کرنے کی وجہ سے

بزرگیش سر در تباہی نہاد
اس کی بزرگی نے تباہی میں سر دھرا

شقاوت برہنہ نشاندش چو سیر
بدبختی نے اس کو لہسن کی طرح ننگا کر بٹھایا

فشاندش قضا بر سر از فاقہ خاک
تقدیر نے اس کے سر پر فاقہ کی خاک اڑائی

سراپای حالش دگرگونہ گشت
اس کی پوری حالت دگرگوں ہوگئی

غلامش بدستِ کریمے فتاد
اس کا غلام ایک سخی کے ہاتھ پڑا

بدیدارِ مسکینِ آشفتہ حال
پریشان حال مسکین کو دیکھ کر

شبانگہ یکے بر درش لقمہ جست
رات کے وقت ایک شخص نے اس کے دروازہ پر لقمہ مانگا

بفرمود صاحب نظر بندہ را
رحم دل نے نوکر کو حکم دیا

چو نزدیک بردش ز خواں بہرہ
جب وہ دسترخوان سے حصہ اس کے پاس لیگیا

چو نزدیک آمد بر خواجہ باز
جب مالک کے پاس لوٹ کر آیا

بپرسید سالارِ فرخندہ خوی
مبارک طبیعت آقا نے دریافت کیا

بروزد بسر باری از طیرہ بانگ
بے عقلی سے اس پر غصہ سے چیخ پڑا

سر از غم بر آورد و گفت اے شگفت
غم سے سر ابھارا اور بولا، ہائے تعجب!

مگر می نترسد ز تلخیٔ خواست
شاید وہ بھیک کی کڑواہٹ سے نہیں ڈرتا ہے

براندش بزاری و زجر تمام
ذلت اور پوری جھڑکی سے اس کو نکال دیا

شنیدم کہ برگشت ازو روزگار
میں نے سنا ہے اس سے زمانہ برگشتہ ہوگیا

عطارد[۱] قلم در سیاہی نہاد
عطارد نے سیاہی میں قلم رکھا

نہ بارش رہا کرد و نے بارگیر
نہ اس کا سامان چھوڑا نہ بوجھ لادنے والا

مشعبد[۲] صفت کیسہ و دست پاک
بازیگر کی طرح اس کی تھیلی اور ہاتھ صاف ہوگیا

بگورش پس از مدتے برگذشت
اس کے بعد جب اس کی تباہی پر ایک زمانہ گزر گیا

توانگر دل و دست و روشن نہاد
جو دل اور ہاتھ کا مالدار اور روشن طبیعت تھا

چناں شاد بودے کہ مسکیں بمال
اس طرح خوش ہوتا تھا جیسا کہ مسکین مال کو دیکھ کر

ز سختی کشیدن قدمہاش سست
سختی جھیلنے کی وجہ سے اس کے قدم سست تھے

کہ خشنود کن مردِ درماندہ را
کہ تھکے ہوئے کو خوش کر دے

بر آورد بے خویشتن نعرہ
اس نے بے خود ہو کر نعرہ مارا

عیاں کرد اشکش بدیباجہ راز
اس کے چہرے کے آنسوؤں نے راز ظاہر کر دیا

کہ اشکت ز جورِ کہ آمد بروی
کہ تیرے چہرے پر آنسو کس کے ظلم سے آئے ہیں

۱ عطارد ایک ستارہ کا نام ہے جو آسمان کا منشی کہلاتا ہے۔ قلم در سیاہی نہادن، کسی تحریر کو قلم زد کر دینا۔
۲ بازیگر اپنے کرتب سے روپے اور تھیلیاں دکھا دیتا ہو لیکن انجام کار اس کے پاس کچھ نہیں رہتا۔
۳ کسی پریشان حال کی پریشانی دور کر کے اس کو انتہائی خوشی ہوتی تھی۔
۴ جب وہ فقیر کو روٹی دینے گیا تو ایک دم سے چیخ مار کر رونے لگا۔

بگفت اندرونم بشورید سخت
اس نے کہا میرا دل سخت بے چین ہو گیا
براحوالِ ایں پر شوریدہ بخت
اس پریشان نصیب بوڑھے کے احوال پر

کہ مملوکِ وے بودم اندر قدیم
اس لیے کہ میں پہلے اس کا غلام تھا
خداوندِ املاک و اسباب و سیم
جو کہ جائدادوں اور سامان و چاندی کا مالک تھا

چو کوتاہ شد دستش از عز و ناز
جب عزت اور ناز سے اس کا ہاتھ کوتاہ ہو گیا
کند دستِ خواہش بدرہا دراز
تو سوال کا ہاتھ دروازوں پر پھیلاتا ہے

بخندید و گفت اے پسر جور نیست
وہ ہنسا اور بولا اے لڑکے ظلم نہیں ہے
ستم بر کس از گردشِ دور نیست
زمانہ کی گردش کا کسی پر ظلم نہیں ہے

نہ آں تنگ روز یست بازارگاں
کیا یہ وہی بدنصیب تاجر نہیں ہے
کہ بردے سر از کبر بر آسماں
جو تکبر کی وجہ سے آسمان پر سر رکھتا تھا

من آنم کہ آں روزم از در براند
میں وہی ہوں کہ اس روز دروازے سے مجھے نکلوا دیا تھا[1]
بروزِ منش دورِ گیتی نشاند
دور زمانہ نے اس کو میری حالت پر پہنچا دیا

نگہ کرد باز آسماں سوئے من
آسمان نے دوبارہ میری طرف دیکھا
فروشست گردِ غم از روئے من
میرے چہرے سے غم کی گرد دھوئی

خدا ار بحکمت ببندد درے
خدا اگر کسی مصلحت سے کوئی دروازہ بند کرتا ہے
کشاید بفضل و کرم دیگرے
تو فضل و کرم سے دوسرا دروازہ کھول دیتا ہے

بسا مفلسِ بے نوا سیر شد
بہت سے بے سروساماں مفلس ہیں جو پیٹ بھرے ہو گئے
بسا کارِ منعم زبر زیر شد
بہت سے مالداروں کا کام درہم برہم ہو گیا

حکایت

یکے سیرتِ نیک مرداں شنو
ذرا نیک مردوں کی سیرت سن
اگر نیک مردی و پاکیزہ رو
اگر تو نیک مرد اور نیک چلن ہے

کہ شبلی ز حانوتِ گندم فروش
کہ گندم فروش کی دکان سے شبلی[2]
بدہ بُرد انبانِ گندم بدوش
گیہوں کا بورا کندھے پر رکھ کر گاؤں لے گئے

نگہ کرد مورے در آں غلہ دید
نگاہ ڈالی تو اس غلہ میں ایک چیونٹی دیکھی
کہ سرگشتہ از ہر طرف میدوید
جو پریشان ہر طرف سے دوڑ رہی تھی۔

ز رحمت بروشب نیارست خفت
اس پر شفقت کی وجہ سے رات بھر نہ سو سکے[3]
بماوائے خود بازش آورد و گفت
اس کو اس کے ٹھکانے پر واپس لائے اور بولے

مروّت نباشد کہ ایں مورِ ریش
انسانیت نہ ہوگی کہ اس پریشان چیونٹی کو[4]
پراگندہ گردانم از جائے خویش
اس کی جگہ سے پریشان کروں

درونِ پراگندگاں جمع دار
پریشان لوگوں کے دل کو مطمئن کر
کہ جمعیت باشد از روزگار
تاکہ زمانہ سے تجھے اطمینان ہو

[1] میں وہی بھکاری ہوں جس کو اس نے دھکے دے کر نکلوایا تھا اب آج اس پر وہ وقت ہے جو پہلے میرے اوپر تھا۔
[2] ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں جو حضرت جنید بغدادی کے خلیفہ تھے۔
[3] اس چیونٹی کی بے چینی کو دیکھ کر بے چین ہو گئے۔
[4] یعنی چیونٹی کو جگہ سے بے جگہ کرنا انسانیت نہیں ہے۔

چه خوش گفت فردوسی پاک زاد
پاک انسل فردوسی نے کیا اچھا کہا ہے

که رحمت بران تربت پاک باد
خدا کرے اس قبر پر رحمت نازل ہو

میازار مورے که دانه کش است
اس چیونٹی کو نہ ستا جو ایک دانہ کھینچنے والی ہے

که جاں دارد و جان شیریں خوش است
اس لیے کہ وہ بھی جان رکھتی ہے اور پیاری جان اچھی ہے

سیاه اندروں باشد و سنگدل
وہ سیاہ باطن اور سنگ دل ہے

که خواهد که مورے شود تنگدل
جو یہ چاہے کہ کوئی چیونٹی بھی تنگ دل ہو

مزن بر سر ناتواں دست زور
طاقت کا ہاتھ کمزور کے سر پر نہ مار

که روزے بپایش در افتی چو مور
کہ کسی دن چیونٹی کی طرح اس کے پاؤں میں آئے گا

نه بخشید بر حال پروانه شمع
شمع نے پروانہ کے حال پر ترس نہ کھایا

نگه کن که چوں سوخت در پیش جمع
دیکھ مجمع میں کیسی جلی

گرفتم ز تو ناتواں تر بسے است
میں مانتا ہوں بہت سے تجھ سے کمزور ہیں

توانا تر از تو هم آخر کسے است
آخر کوئی تو تجھ سے زیادہ طاقتور ہے

۱۰ گفتار اندر جوانمردی و ثمره آں
سخاوت اور اس کے پھل کے بیان میں

ببخش اے پسر کآدمی زاده صید
اے لڑکے بخشش کر اس لیے کہ انسان کو شکار

باحساں تواں کرد و وحشی بقید
احسان سے کیا جا سکتا ہے اور وحشی کو قید

عدو را بالطاف گردن به بند
مہربانیوں سے دشمن کی گردن باندھ

که نتواں بریدن به تیغ ایں کمند
اس لیے کہ یہ رسی تلوار سے نہیں کاٹی جا سکتی ہے

چو دشمن کرم بیند و لطف و جود
جب دشمن بخشش اور مہربانی اور سخاوت دیکھتا ہے

نیاید دگر خبث ازو در وجود
دوبارہ اس سے خباثت وجود میں نہیں آتی ہے

مکن بد که بد بینی از یار نیک
برائی نہ کر ورنہ نیک دوست سے بھی برائی دیکھے گا

نروید ز تخم بدی بار نیک
برائی کے بیج سے اچھا پھل نہیں اُگتا ہے

چو با دوست دشوار گیری و تنگ
جب تو دوست کے ساتھ سخت گیری اور تنگی کرے گا

نخواهد که بیند ترا نقش و رنگ
وہ نہیں چاہے گا کہ تیرا نقش اور رنگ دیکھے

وگر خواجه با دشمناں نیک خوست
اور اگر خواجہ دشمنوں کے ساتھ نیک عادت ہے

بسے بر نیاید که گردند دوست
زیادہ وقت نہ گذرے گا کہ وہ دوست بن جائیں گے

حکایت در معنی صید کردن دلها باحسان
احسان کے ذریعہ دلوں کا شکار کرنے کے بیان میں

بره در یکے پیشم آمد جواں
ایک راستہ میں ایک نوجوان میرے سامنے آیا

بتگ در پیش گوسفندے دواں
ایک بکری اس کے پیچھے بھاگی چلی جا رہی تھی

بدو گفتم ایں ریسماں است و بند
میں نے اس سے کہا کہ یہ رسی اور بندش کی وجہ ہے

که می آرد اندر پیت گوسپند
جو بکری کو تیرے پیچھے پیچھے لا رہی ہے

۱؎ شاہنامہ کا مصنف مشہور شاعر ہے
۲؎ یہ شمع کا پگھلنا اس کی بیرحمی کی وجہ سے ہے۔
۳؎ داد و دہش سے انسان اور وحشی جانور کو پابند کیا جا سکتا ہے۔
۴؎ یہ دوستوں کے ساتھ برائی کرو گے تو وہ بھی برائی سے پیش آئیں گے۔
۵؎ یعنی یہ بکری رسی کی وجہ سے تیرے پیچھے چل رہی ہے۔

بتک طوق و زنجیر از و باز کرد
اس نے فوراً اس کا پٹا اور زنجیر کھول دی

برہ ہمچناں در پیش میدوید
راستہ پر اسی طرح اس کے پیچھے دوڑ رہی تھی

چو باز آمد از عیش و بازی بجای
جب وہ کھیل کود سے اپنی جگہ واپس لوٹا

نہ ایں کہ ریسماں می برد با منش
رسی اس کو میرے ساتھ نہیں لے چلتی ہے

بلطفے کہ دید ست پیل دماں
مہربانی جو مست ہاتھی نے دیکھی ہے

بداں را نوازش کن اے نیکمرد
اے نیک مرد! بدوں پر مہربانی کر

براں مرد کند ست دندان یوز
اس شخص پر چیتے کے دانت کند ہو جاتے ہیں

چپ و راست پوئیدن آغاز کرد
اس نے بائیں اور دائیں طرف دوڑنا شروع کر دیا

کہ جو خوردہ بود از کف مرد و خوید
اس لیے کہ اس شخص کے ہاتھ سے جو اور خوید کھائے ہوئے تھی

مرا دید و گفت اے خداوندرای
مجھے دیکھا اور بولا اے صاحب رائے!

کہ احساں کمندیست در گردنش
بلکہ احسان اس کے گلے کی رسی ہے

نیارد دگر حملہ بر پیل باں
فیل بان پر حملہ نہیں کرتا ہے

کہ سگ پاس دارد چو نان تو خورد
کیونکہ کتا جب تیری روٹی کھاتا ہے تو تیری حفاظت کرتا ہے

کہ مالد زباں بر پنیرش دو روز
جس کے پنیر پر وہ دو دن زبان مل دیتا ہے

حکایت درویش با روباہ

فقیر کا لومڑی کے ساتھ قصہ

یکے روبہے دید بے دست و پای
ایک شخص نے ایک لومڑی کو بے ہاتھ پاؤں کے دیکھا

کہ چوں زندگانی بسر می برد
کہ وہ زندگی کیسے بسر کرتی ہے

دریں بود درویش شوریدہ رنگ
فقیر دیوانہ وار اسی میں تھا۔

شغالے نگوں بخت را شیر خورد
بدبخت گیدڑ کو شیر نے کھایا

دگر روز باز اتفاقے فتاد
دوسرے دن بھی ایسا ہی اتفاق ہوا

یقیں مرد را دیدہ بینندہ کرد
یقین نے اس شخص کی آنکھیں کھول دیں

کزیں پس بکنجے نشینم چو مور
کہ اس کے بعد چیونٹی کی طرح ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤں گا

زنخداں فرو برد چندے بجیب
تھوڑے دنوں تک ٹھوڑی گریبان میں ڈالے رکھی

فرو ماند در صنع و لطف خدای
خدا کی کاریگری اور مہربانی میں حیران رہ گیا

بدیں دست و پا از کجا می خورد
ایسے ہاتھ پیر ہوتے ہوئے کہاں سے کھاتی ہے

کہ شیرے در آمد شغالے بچنگ
کہ ایک شیر ایک گیدڑ کو پنجہ میں دبائے آیا

بماند آنچہ روباہ ازو سیر خورد
جو بچا اس کو لومڑی نے پیٹ بھر کر کھایا

کہ روزی رساں قوت روزش بداد
کہ روزی پہنچانے والے نے اس کی خوراک اس کو پہنچا دی

شد و تکیہ بر آفرینندہ کرد
روانہ ہو گیا اور پیدا کرنے والے پر بھروسہ کیا

کہ روزی نخورند پیلاں بزور
اس لیے کہ ہاتھی بھی اپنی طاقت کے بل روزی نہیں کھاتے

کہ بخشندہ روزی فرستد ز غیب
کہ دینے والا غیب سے روزی بھیجے گا

۱؎ خوید بوزن دوید ہے، جو کے سبز چارے کو کہا جاتا ہے۔
۲؎ فیل بان چونکہ ہاتھی پر احسان کرتا ہے اس لیے بدمستی کی حالت میں بھی اس پر حملہ نہیں کرتا ہے۔
۳؎ چیتے کو پنیر کھلا کر ہلایا جاتا ہے۔

نہ بیگانہ تیمار خوردش نہ دوست — چو چنگش رگ و استخواں ماند و پوست[۱]
اس کا غم نہ غیر نے کیا نہ کسی دوست نے — اس کی رگیں اور ہڈیاں اور کھال ستار کی طرح رہ گئی

چو صبرش نماند از ضعیفی و ہوش — ز دیوار محرابش آمد بگوش
جب ضعف کی وجہ اس کا صبر اور ہوش نہ رہا — دیوار کی محراب سے اس کے کان میں آیا

برو شیر درندہ باش اے دغل — مینداز خود را چو روباہ شل
اے کمینہ جا اور پھاڑنے والا شیر بن — اپنے آپ کو لنجی لومڑی کی طرح نہ ڈال

چناں سعی کن کز تو ماند چو شیر — چو روبہ چہ باشی بوا ماندہ سیر
ایسی کوشش کر کہ شیر کی طرح تجھ سے بچ رہے — لومڑی کی طرح بچے ہوئے سے کیوں پیٹ بھرتا ہے

چو شیراں کرا گردن فربہ است — گر افتد چو روبہ سگ از وے بہ است
جس کی گردن شیروں کی طرح موٹی ہے — اگر وہ لومڑی کی طرح پڑا رہے تو کتا اس سے بہتر ہے

بچنگ آر و با دیگراں نوش کن — نہ بر فضلۂ دیگراں گوش کن
پنجہ میں لا اور دوسروں کو کھلا — دوسروں کے بچے ہوئے پر کان دھر

بخور تا توانی ببازوئے خویش — کہ سعیت بود در ترازوئے خویش[۲]
جب تک ہو سکے اپنے بازو کے ذریعہ کھا — جب تک تیری کوشش تیری ترازو میں ہے

چو مرداں ببر رنج و راحت رساں — مخنث خورد دست رنج کساں[۳]
مردوں کی طرح تکلیف اٹھا اور آرام پہنچا — لوگوں کی محنت کی کمائی ہیجڑا کھاتا ہے

برو دست گیر اے نصیحت پذیر — نہ خود را بیفگن کہ دستم بگیر
اے نصیحت کو قبول کرنیوالے جا اور دستگیری کر — نہ کہ اپنے آپ کو گرا دے کہ میری دستگیری کر

خدا را براں بندہ بخشائش ست — کہ خلق از وجودش در آسائش ست
اس بندہ پر خدا کی مہربانی ہے — جس کے وجود سے مخلوق کو راحت ہے

کرم ورزد آں سر کہ مغزے در وست — کہ دوں ہمتانند بے مغز پوست
جس سر میں بھیجا ہے وہ کرم اختیار کرتا ہے — کیونکہ کم ہمت لوگ بے گری کا چھلکا ہیں۔

کسے نیک بیند بہر دو سرائے — کہ نیکی رساند بخلق خدائے
دونوں جہان میں وہ نیکی دیکھتا ہے — جو خلق خدا کو نیکی پہنچاتا ہے

۱؎ یعنی وہ سوکھ کر ستار کی طرح بن گیا
۲؎ ترازو سے مراد بازو ہے یعنی جب تک تیرے بازوؤں میں قوت ہے۔
۳؎ ایک مرد کا کام یہی ہے کہ دوسروں کی خاطر تکلیف اٹھائے دوسروں کی کمائی کھانا ہیجڑا پن ہے۔

حکایت عابد بخیل

بخیل عابد کا قصہ

شنیدم کہ مردیست پاکیزہ بوم — شناسا و رہرو در اقصائے روم
میں نے سنا کہ ایک شخص پاک طبیعت — حق شناس اور سالک روم کے اطراف میں ہے

من و چند سالوک صحرا نورد — برفتیم قاصد بدیدار مرد
میں اور چند سیاح بیابان طے کرنے والے — اس انسان کی زیارت کا قصد کر کے چل پڑے

سر و چشم ہر یک ببوسید و دست — بتمکین و عزت نشاند و نشست
اس نے ہر ایک کے سر اور آنکھ اور ہاتھ کو بوسہ دیا — وقار اور عزت سے بٹھایا اور بیٹھ گیا

زرش دیدم و زرع شاگرد رخت
میں نے اس کا سونا اور کھیتی اور نوکر اور سامان دیکھا

ولے بے مروت چوبے بر درخت
[1] لیکن ایسا بے مروت جیسے بے پھل کا درخت

بخلق و لطف گرم رو مرد بود
اخلاق اور مہربانی میں بہت تیز انسان تھا

ولے دیگدانش قوی سرد بود
لیکن [2] اس کا چولھا بہت ٹھنڈا تھا

ہمہ شب نبودش قرار و ہجوع
اس کو تمام رات سکون اور نیند نہ آئی

ز تسبیح و تہلیل و ما را ز جوع
تسبیح اور تہلیل کی وجہ سے اور ہمیں بھوک کی وجہ سے

سحر گہ میاں بست و در باز کرد
صبح کو اس نے کمر کسی اور دروازہ کھولا

ہماں لطف دوشینہ آغاز کرد
گزشتہ رات کی سی مہربانی شروع کی

یکے بذلہ شیریں خوش طبع بود
ایک شیریں لطیفہ گو خوش طبع تھا

کہ با ما مسافر دراں ربع بود
جو اس سرزمین میں ہمارے ساتھ مسافر تھا

مرا بوسہ گفتا بہ تصحیف دہ
اس نے کہا ہمیں بوسہ تصحیف [3] کے ساتھ دیجیے

کہ درویش را توشہ از بوسہ بہ
اس لیے کہ فقیر کے لیے بوسے سے توشہ بہتر ہے

بخدمت منہ دست بر کفش من
خدمتگاری میں میرے جوتے نہ اٹھا

مرا ناں دہ و کفش بر سر بزن
مجھے روٹی دے اور سر پر جوتے مار

بایثار مرداں سبق بردہ اند
ایثار کی وجہ سے لوگ بازی لے گئے ہیں

نہ شب زندہ داراں دل مردہ اند
شب زندہ دار لوگ مرے ہوئے دل کے نہیں ہوتے ہیں

ہمی دیدم از پاسبانِ تتار
تتار [5] کے پاسبان کو بھی میں نے ایسا ہی دیکھا

دلِ مردہ و چشم شب زندہ دار
دل مردہ اور آنکھ رات کو زندہ رکھنے والا

کرامت جوانمردی و ناں دہیست
شرافت، سخاوت اور روٹی دینا ہے

مقالات بیہودہ طبل تہیست
بیہودہ باتیں خالی ڈھول ہے

قیامت کسے باشد اندر بہشت
قیامت میں بہشت میں وہ ہو گا۔

کہ معنی طلب کرد و دعویٰ بہشت
جس نے حقیقت طلب کی اور دعویٰ چھوڑ دیا

بمعنی تواں کرد دعویٰ درست
حقیقت سے دعوے کو ٹھیک کیا جا سکتا ہے

دمِ بے قدم تکیہ گاہیست سست
بے اصل باتیں کمزور ٹیکن ہے

حکایت حاتم طائی و صفت جوانمردی وے

حاتم طائی اور اس کی سخاوت کی خوبی کا قصہ

شنیدم در ایام حاتم کہ بود
میں نے سنا کہ حاتم کے زمانہ میں تھا

بخیل اندرش بادپائے چو دود
اس کے گھوڑوں میں دھوئیں کی طرح ایک تیز رو گھوڑا

صبا سرعتے رعد بانگ ادہمے
صبا کی سی تیزی والا گرج کی آواز والا مشکی

کہ بر برق پیشی گرفتے ہمے
جو کہ بجلی سے بھی آگے بڑھ جاتا تھا

بتگ ژالہ می ریخت بر کوہ و دشت
بھاگنے سے پہاڑ اور جنگل میں اولے برساتا تھا

تو گفتی مگر ابرِ نیساں گذشت
تو یہ کہے گا کہ شاید بہار کے موسم کا ابر گذرا ہے

---

[1] مالدار تھا لیکن بے پھل درخت کی طرح بے فیض تھا۔

[2] یعنی مہمانوں کے لیے اس کے چولھے پر کبھی کھانا نہ پکتا تھا

[3] تصحیف کے معنی ایک کلمہ کے نقطے بدل کر دوسرا کلمہ بنا کر پڑھنا۔ بوسہ کی با کا اگر نقطہ بدل کر اوپر دو نقطے کر دیے جائیں تو توشہ بن جائے گا۔

[4] بھوکے کو کھانا نہ دیا جائے اور تعظیم کے لیے اس کے جوتوں پر ہاتھ رکھا جائے اس سے اس کو کیا فائدہ

[5] تتار ترکستان کا ایک علاقہ ہے

[6] تیز رفتاری میں اس کی ٹاپوں کی آواز ایسا سماں باندھ دیتی تھی گویا تڑاتڑ اولے برس رہے ہیں۔

یکے سیل رفتار ہاموں نورد
ایک سیلاب کی سی چال جنگل طے کرنے والا

بگفتند مردانِ صاحب علوم
جاننے والے لوگوں نے کہیں

کہ ہمتائے او در کرم مرد نیست
کہ سخاوت میں اس جیسا کوئی انہیں ہے

بیاباں نوردے چو کشتی بر آب
اس طرح سے جنگل کو طے کرنے والا جیسا کہ پانی پر کشتی

بدستورِ دانا چنیں گفت شاہ
عقلمند وزیر سے بادشاہ نے یہ کہا

من از حاتم آں اسپ تازی نژاد
میں حاتم سے وہ تازی نسل کا گھوڑا

بدانم کہ در وے شکوہِ مہیست
تو میں جانوں گا کہ اس میں بڑائی کی شان ہے

رسولِ خردمند عالم بطے
طے کو جاننے والا عقلمند قاصد

زمیں مردہ و ابرِ گریاں برو
زمین مردہ اور ابر اس پر رونے والا

بمنزل گہِ حاتم آمد فرود
حاتم کی قیام گاہ پر اترنا ہوا

سماطے بیفگند و اسپے بکشت
اس نے دسترخوان بچھایا گھوڑا ذبح کیا

شب آنجا بودند و روز دگر
رات وہ اس جگہ ٹھہرے اور دوسرے دن

ہمی گفت و حاتم پریشاں چو مست
وہ کہہ رہا تھا اور حاتم دیوانہ کی طرح پریشان تھا

کہ اے بہرہ ور موبدِ نیک نام
اے نصیبہ ور نیک نام دانا

من آں بادرفتار دُلدل شتاب
میں نے ایسی ہوا کی سی رفتار والے دُلدل کی طرح دوڑنے کے

کہ دانستم از دستِ باران و سیل
اس لیے کہ میں جانتا تھا کہ بارش اور بہاؤ کی وجہ سے

ق

کہ باد از پیش باز ماندے چو گرد
کہ ہوا بھی گرد کی طرح اس کے پیچھے رہ جاتی تھی

سخنہائے حاتم بسلطانِ روم
حاتم کی باتیں سلطان روم سے

چو اسپش بجولان و ناورد نیست
اس کے گھوڑے جیسا بھاگنے میں اور جنگ میں کوئی نہیں ہے

کہ بالائے سیرش نپرّد غراب
کہ اس کی رفتار سے زیادہ کوا بھی نہیں اڑ سکتا ہے

کہ دعویٰ خجالت بود بے گناہ
کہ ڈینگیں مارنا یقیناً شرمندگی ہے

بخواہم گر او مکرمت کرد و داد
مانگوں گا اگر اس نے مہربانی کی اور دیدیا

وگر رد کند بانگِ طبلِ تہیست
اور اگر اس نے انکار کیا تو خالی ڈھول کی آواز ہے

رواں کرد و دہ مرد ہمراہِ وے
روانہ کردیا اور دس آدمی اس کے ہمراہ

صبا کردہ بارِ دگر جاں درو
پُروا نے دوبارہ اس میں جان ڈالی

برآسود چوں تشنہ بر زندہ رود
آرام پایا جیسا کہ کوئی پیاسا رواں نہر پر

بدامن شکر داد شاں زر بمشت
ان کے دامن میں شکر دی اور مٹھی میں سونا

بگفت انچہ دانست صاحب خبر
قاصد کو جو معلوم تھا اس نے کہا

ز حسرت بدنداں ہمیکند دست
حسرت کی وجہ سے دانتوں سے ہاتھ کاٹتا تھا

چرا پیش ازینم نگفتی پیام
تو نے اس سے پہلے مجھ سے پیغام کیوں نہ کہا

ز بہر شما دوش کردم کباب
گزشتہ رات تمہارے لیے کباب بنا دیے

نشاید شدن در چراگاہ خیل
گھوڑوں کی چراگاہ نہ جایا جا سکے گا۔

۱؎ یہ قاصدوں کے پہنچنے کے وقت کا بیان ہے یعنی برسات کا موسم تھا

۲؎ ہم نے پہلے شعر کے ہمی گفت کا فاعل قاصد کو بنایا ہے ہذا بیاں ایک لفظ گفت جس کا فاعل حاتم ہوگا مقدر ماننا پڑے گا۔

۱۰ ع

بنوعے دگر روی و راہم نبود
اور کسی قسم کی طرف میری توجہ اور راستہ نہ تھا
مروّت ندیدم در آئینِ خویش
اپنے رسم و رواج کے مطابق میں نے انسانیت نہ سمجھی
مرا نام باید در اقلیم فاش
مجھے ملک میں آشکارا نام چاہیے
کساں را درم داد و تشریف و اسپ
ان لوگوں کو درہم اور خلعت اور گھوڑے دیے
خبر شد بروم از جواں مردِ طے
طے کے سخی کی خبر روم میں پہنچی
ز حاتم بدیں نکتہ راضی مشو
حاتم کے اس مختصر سے قصہ پر خوش نہ ہو

جز ایں بر درِ بارگاہم نبود
اس کے علاوہ میرے خیمہ کے دروازہ پر نہ تھا
کہ مہماں بخسپد دل از فاقہ ریش
کہ مہماں فاقہ سے دل زخمی ہو کر سوئے
دگر مرکب نامور گو مباش
گو پھر مشہور سواری نہ ہو
طبیعی است اخلاقِ نیکو نہ کسب
نیک اخلاق طبعی ہوتے ہیں نہ کہ کسبی
ہزار آفریں کرد بر طبعِ وے
اس نے اس کی طبیعت پر ہزار آفریں کہی
ازیں نغز تر ماجرائے شنو
اس سے بھی زیادہ عجیب قصہ سن

حکایت در آزمودن پادشاہ یمن حاتم را بآزاد مردی

شاہ یمن کا حاتم کو سخاوت میں آزمانے کا قصہ

ندانم کہ گفت ایں حکایت بمن
مجھے یاد نہیں یہ حکایت مجھ سے کس نے کہی ہے
ز نام آوراں گوئے دولت ربود
نامورں سے وہ دولت کی بازی جیت لے گیا تھا
تواں گفت اُو را سحابِ کرم
اس کو بخشش کا بادل کہا جا سکتا تھا
کسے نامِ حاتم نبردے برش
کوئی شخص حاتم کا نام اس کے سامنے نہ لیتا
کہ چند از مقالاتِ آں باد سنج
کہ اس ہوا تولنے والے کی باتیں کب تک
شنیدم کہ جشنے ملوکانہ ساخت
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک شاہی جشن منایا
در ذکرِ حاتم کسے باز کرد
کسی نے حاتم کے ذکر کا باب کھولا
حسد مرد را بر سرِ کینہ داشت
اس شخص کو حسد نے کینہ پر آمادہ کر دیا
کہ تا ہست حاتم در ایامِ من
کہ جب تک میرے زمانہ میں حاتم ہے

کہ بود دست فرماں دہے در یمن
کہ یمن میں ایک بادشاہ تھا
کہ در گنج بخشی نظیرش نبود
اس لیے کہ خزانے بخشنے میں اس کا نظیر نہ تھا
کہ دستش چو باراں فشاندے درم
(۱) لیے کہ اس کے ہاتھ بارش کی طرح درہم برساتے تھے
کہ سودا نرفتے از و در سرش
کہ اس کے سر میں غصہ نہ بھر جاتا
کہ نے ملک دارد نہ فرماں نہ گنج
جس کے پاس نہ ملک ہو نہ حکم ہے نہ خزانہ
چو چنگ اندراں بزم خلقے نواخت
چنگ کی طرح اس محفل میں مخلوق کو نوازا
دگر کس ثنا گفتن آغاز کرد
دوسرے نے اس کی تعریف کرنی شروع کر دی
یکے را بخوں خوردنش برگماشت
ایک شخص کو اس کے قتل پر مقرر کر دیا
نخواہد بہ نیکی شدن نامِ من
میرا نام نیک نہ ہو سکے گا

ملہ بناوٹ سے نیک خلقی نہیں آتی ہے۔
ملہ مشہور سخیوں سے بھی زیادہ سخی تھا۔
ملہ حاتم کا نام سنکر اس کو غصہ آجاتا اس لیے کہ اس کو اپنے سے زیادہ سخی سمجھتا تھا
ملہ ہوا تولنے والا یعنی مفلس۔
ملہ یعنی جس طرح چنگ کی آواز سے جملہ اہل مجلس خوش ہوتے ہیں اسی طرح سب کو خوش کر دیا

بلا جوئے راہِ بنی طے گرفت
بلا ڈھونڈھنے والے نے بنی طے کا راستہ لیا
بگشتن جواں مرد راپے گرفت
اس سخی کے قتل کے درپے ہو گیا

جوانے برہ پیش باز آمدش
ایک جوان نے راستہ میں اس کا استقبال کیا
کز و بوئے انسے فراز آمدش
جس سے اس کو محبت کی بو آئی

نکو روی و دانا و شیریں زباں[1]
خوبصورت اور عقلمند اور شیریں زبان
بر خویش برد آں شبش میہماں
وہ اس رات میں اس کو اپنے پاس مہمان بنا کر لے گیا

کرم کرد و غم خورد و پوزش[2] نمود
اس نے ظرافت برتی اور غم خواری کی اور معافی چاہی
بد اندیش را دل بہ نیکی ربود
نیکی سے بدخواہ کا دل اچک لیا

نہادش سحر بوسہ بر دست و پای
صبح کو اس کے ہاتھ پیر پر چند بوسے دیے
کہ نزدیک ما چند روزے بپای
کہ ہمارے پاس چند دن ٹھہر

بگفتا نیارم شد ایدر مقیم
اس نے کہا میں اب مقیم نہیں رہ سکتا
کہ در پیش دارم مہمے عظیم
اس لیے کہ مجھے ایک بڑا معاملہ درپیش ہے

بگفت ار نہی با من اندر میاں[3]
اس نے کہا اگر تو وہ ہمارے درمیان رکھے گا
چو یاران یک دل بکوشم بجاں
تو ایک دل دوستوں کی طرح میں پوری کوشش کروں گا

بمن دار گفت[4] اے جواں مرد گوش
اس نے کہا اے بہادر دھیان لگا
کہ دانم جواں مرد را پردہ پوش
اس لیے کہ میں جانتا ہوں بہادر پردہ پوش ہوتے ہیں

دریں بوم حاتم شناسی مگر
شاید اس وطن میں تو حاتم کو جانتا ہوگا
کہ فرخندہ نامست و نیکو سیر
جو کہ مبارک نام اور نیک سیرت ہے

سرش پادشاہِ یمن خواستست
اس کا سر شاہِ یمن نے مانگا ہے
ندانم چہ کیں در میاں خاستست
مجھے معلوم نہیں کہ دونوں میں کیا دشمنی ہے

گرم رہنمائی بدانجا کہ اوست
اگر تو میری اس جگہ تک راہنمائی کرے جہاں وہ ہے
ہمیں چشم دارم ز لطف تو دوست
تو دوست تیری مہربانی سے مجھے یہ توقع ہے

بخندید برنا کہ حاتم منم
نوجوان ہنسا کہ حاتم تو میں ہی ہوں
سر اینک جدا کن بہ تیغ از تنم
سر موجود ہے تلوار سے میرے تن سے جدا کرے

نباید کہ چوں صبح گردد سفید[5]
یہ مناسب نہیں کہ جب صبح روشن ہو جائے
گزندت رسد یا شوی ناامید
تجھے کوئی نقصان پہنچے یا تو ناامید ہو

چو حاتم بآزادگی سر نہاد
جب حاتم نے آزادی سے سر رکھ دیا
جواں را بر آمد خروش از نہاد
جوان کی ذات سے چیخ نکلی

بخاک اندر افتاد و بر پائے جست
زمین پر گر پڑا اور اٹھا
گہش خاک بوسید و گہ پای و دست
کبھی اس کی زمین چومی کبھی ہاتھ پیر

بینداخت شمشیر و ترکش نہاد
تلوار پھینک دی اور ترکش رکھ دیا
چو فرماں بران دست بر کش نہاد
فرماں برداروں کی طرح سینہ پر ہاتھ رکھا

[1] یہ جوان کی صفات ہیں۔
[2] یعنی مہمان نوازی میں اپنی کوتاہیوں کی۔
[3] وہ معاملہ مجھے بتا میں تیری مدد کروں گا۔
[4] یعنی شاہ یمن کے قاصد نے اس میزبان سے کہا
[5] یعنی رات کی تاریکی میں اپنا کام کر کے چل دے۔

که گر من گلے بر وجودت زنم
کہ اگر میں تیرے جسم پر ایک پھول بھی ماروں

دو چشمش ببوسید و در بر گرفت
اس کی دونوں آنکھیں چومیں اور بغلگیر ہوا

ملک در میانِ دو ابروئے مرد
بادشاہ اس مرد کی دونوں[۲] ابروؤں کے درمیان سے

بگفتش بیا تا چه داری خبر
اس سے کہا کیا خبر رکھتا ہے

مگر بر تو نام آورے حمله کرد
شاید تجھ پر نام آور نے حملہ کر دیا

جوان مردِ شاطر زمیں بوسه داد
چالاک بہادر نے زمین کو بوسہ دیا

بدو گفت کاے شاه با داد و ہوش
اس سے کہا اے بخشش اور ہوش والے بادشاہ

که دریافتم حاتمِ نامجوی
میں نے نام آور حاتم کو پایا

جوان مرد و صاحب خرد دیدمش
میں نے اس کو بہادر اور عقلمند دیکھا

مرا بارِ لطفش دوتا کرد پشت
اس کی مہربانی نے میری کمر دوہری کر دی

بگفت انچه دید از کرمہائے وے
اس نے اس کے جو کرم دیکھے تھے بتائے

فرستاده را داد مُہر و درم
قاصد کو اشرفیاں اور درم دیئے

مرا او را رسد گر گواہی دہند
اس کو حق پہنچتا ہے اگر لوگ یہ گواہی دیں۔

ق

نه مردم که در کیشِ مرداں زنم
تو میں[۱] مرد نہیں کہوں بلکہ مردوں کی شریعت میں عورت ہوں

وز آں جا طریقِ یمن بر گرفت
اور وہاں سے یمن کا راستہ لیا

بدانست حالے که کارے نکرد
فوراً جان گیا کہ اس نے کام نہیں کیا

چرا سر نه[۳] بستی بفتراک بر
شکار دان سے سر کیوں نہیں باندھا

نیاوردی از ضعف تاب نبرد
تو کمزوری سے لڑائی کی تاب نہ لایا

ملک را ثنا گفت و تمکیں نہاد
بادشاہ کی تعریف کی اور آداب بجا لایا

ازیں در سخنہائے حاتم نیوش
اس طور پر حاتم کی باتیں سن

ہنرمند و خوش منظر و خوب روی
ہنرمند اور خوش منظر اور خوب صورت

بمردانگی فوقِ خود دیدمش
اس کو بہادری میں اپنے سے زیادہ دیکھا

بشمشیرِ احسان و فضلم بکشت
احسان اور بڑائی کی تلوار سے اس نے مجھے مار ڈالا

شہنشه ثنا گفت بر آلِ طے
بادشاہ نے طے والوں کی تعریف کی

که مُہر ست بر نامِ حاتم کرم
کہ حاتم کے نام پر کرم کی مُہر ہے

که معنی و آوازه اش[۴] ہمرہ اند
کہ اس کی حقیقت اور شہرت ساتھ ہیں

حکایت دختر حاتم در روزگارِ پیغمبر علیه الصلٰوة والسلام

آنحضورؐ کے زمانہ میں حاتم کی لڑکی کا قصہ

شنیدم که طے در زمانِ رسول
میں نے سنا ہے کہ قبیلہ طے نے آنحضورؐ کے زمانہ میں

فرستاد[۵] لشکر بشیر و نذیر
انھوں نے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا ایک لشکر روانہ کیا

نکردند منشورِ ایماں قبول
ایمان کا حکم نامہ منظور نہ کیا

گرفتند از ایشاں گروہے اسیر
جس نے ان میں سے ایک جماعت کو قیدی بنا کر پکڑ لیا

[۱] یعنی تجھ جیسے شریف پر ہاتھ اٹھانا مردوں کا کام نہیں ہے۔
[۲] یعنی پیشانی سے سمجھ گیا
[۳] فتراک چمڑے کا ایک تھیلا زین سے آویزاں ہوتا تھا جس میں شکار کر کے ڈال لیتے تھے۔
[۴] لوگ اس کی تعریفیں صحیح کرتے ہیں جیسی اس کی شہرت ہے وہ حقیقۃً ویسا ہی ہے۔
[۵] یعنی آنحضورؐ نے ایسا لشکر روانہ کیا جو ان کے مسلمان ہو جانے پر ان کو جنت کی خوشخبری دے اور نہ ماننے پر عذاب سے ڈرائے۔

بفرمود کشتن بشمشیر کیں
غصہ کی تلوار سے مار ڈالنے کا انھوں نے حکم فرمایا

کہ ناپاک بودند و ناپاک دیں
اس لئے کہ وہ بے باک اور ناپاک دین والے تھے

زنے گفت من دختر حاتمم
ایک عورت نے کہا میں حاتم کی لڑکی ہوں

بخواہند ازیں نامور حاکمم
اس نامور حاکم سے لوگ میری درخواست کریں

کرم کن بجائے من اے محترم
اے محترم! مجھ پر کرم کیجیے

کہ مولائے من بود از اہل کرم
اس لیے کہ میرا باپ اہل کرم میں سے تھا

بفرمان پیغمبر پاک رائے
پاک رائے، پیغمبر کے حکم سے

کشادند زنجیرش از دست و پای
اس کے ہاتھ پیر سے زنجیر کھول دی

دراں قوم باقی نہادند تیغ
اس بقیہ قوم میں انھوں نے تلوار سونت لی

کہ رانند سیلاب خوں بے دریغ
تاکہ بے دریغ ان کا خون بہائیں!

بزاری بشمشیرزن گفت زن
عورت نے جلاد سے عاجزی سے کہا

مرا نیز با جملہ گردن بزن
سب کے ساتھ میری بھی گردن مار دے

مروت نہ بینم رہائی ز بند
میں قید سے رہائی شرافت نہیں سمجھتی ہوں

بہ تنہا و یارانم اندر کمند
اکیلی اور میرے ساتھی رسی میں ہوں

ہمی گفت گریاں براخوان طے
طے کے بھائیوں پر روتے ہوئے وہ یہ کہہ رہی تھی

بسمع رسول آمد آواز وے
رسول کے کان میں اس کی آواز آئی

بہ بخشیدش آں قوم و دیگر عطا
وہ قوم اس کو بخشدی اور پھر انعام دیا

کہ ہرگز نکرد اصل و گوہر خطا
کیونکہ اصل اور جوہر خطا نہیں کرتا ہے

حکایت در آزاد مردی و حاتم و ذکر پادشاہ اسلام

سخاوت اور حاتم اور شاہ اسلام کا قصہ

ز بنگاہ حاتم یکے پیر مرد
ایک بوڑھے نے حاتم کے خیمہ سے

طلب دہ درم سنگ فانید کرد
دس درہم کی بقدر شکر مانگی

زراوی چنیں یاد دارم خبر
بیان کرنے والے کی یہ بات مجھے یاد ہے

کہ پیشش فرستاد تنگ شکر
کہ اس نے اس کے پاس شکر کا بورا بھیج دیا

زن از خیمہ گفت ایں چہ تدبیر بود
خیمہ سے عورت بولی یہ کیا تدبیر تھی

ہماں دہ درم حاجت پیر بود
بوڑھے کی ضرورت تو دس درہم کی بقدر تھی

شنید ایں سخن نامبردار طے
طے کے نامور نے یہ بات سنی

بخندید و گفت اے دلارام حے
ہنسا اور بولا اے قبیلہ کے دل کی راحت

گر او در خور حاجت خویش خواست
اگرچہ اس نے اپنی ضرورت کے مطابق مانگی

جواں مردی آل حاتم کجاست
تو حاتم کے خاندان کی سخاوت کہاں ہے

چو حاتم بآزاد مردی دگر
حاتم جیسا سخی پھر

ق

ز دوران گیتی نیاید مگر
زمانہ کی گردش سے نہ پیدا ہوا، مگر

---

۱ یعنی لوگ آنحضور کے پاس جاکر میری درخواست پیش کر دیں

۲ چونکہ بنی طے نے جزیہ اور اسلام سے انکار کیا تھا لہٰذا ان کے قتل کے لیے تلوار سونت لی۔

۳ یعنی آنحضور نے فرمایا کہ اس لڑکی نے اپنی قوم کے ساتھ شرافت کا ثبوت اس لیے دیا ہے کہ صحیح اور صحیح جوہر کی ہے۔

۴ یہ دس درہم کا وزن دو تولہ سات ماشہ چار مونگی ہوتا ہے

۵ یعنی اگر میں اس کی فرمائش کی بقدر دیتا تو میری سخاوت پر دھبہ آجاتا۔

ابو بکر سعد آنکہ دستِ نوال
ابو بکر بن سعد جس کی عطا کے ہاتھ کو

نہد ہمتش بر دہانِ سوال
اس کی ہمت سوال کے منہ پر رکھ دیتی ہے

رعیت پناہا دلت شاد باد
اے رعیت پناہ تیرا دل خوش رہے

بسعیت مسلمانی آباد باد
تیری کوشش سے مسلمانی آباد ہو

سرافرازد ایں خاکِ فرخندہ بوم
یہ خاک مبارک زمین فخر کرتی ہے

زعدلت براقلیم یونان و روم
تیرے انصاف کی وجہ سے یونان اور روم پر

چو حاتم کہ گر نیستے فردوے
حاتم کی طرح کہ اگر اس کی شان دشوکت نہ ہوتی

نبردے کس اندر جہاں نام طے
تو دنیا میں کوئی طے کا نام بھی نہ لیتا

ثنا ماند ازاں نامور در کتاب
کتاب میں اس نامور کی تعریف باقی ہے

ترا ہم ثنا ماند وہم ثواب
تیری بھی تعریف اور ثواب باقی رہے گا

کہ حاتم بداں نام و آوازہ خواست
اس لیے کہ حاتم نے تو اس سے نام اور شہرت چاہی

ترا سعی وجہد از برائے خداست
تیری کوشش اور محنت خدا کے لیے ہے

تکلف بر مردِ درویش نیست
فقیر پر بناوٹ نہیں ہے

وصیت ہمیں یک سخن بیش نیست
اس ایک بات سے زیادہ وصیت نہیں ہے

کہ چندانکہ جہدت بود خیر کن
کہ جس قدر تیری طاقت ہو بھلائی کر

زتو خیر ماند ز سعدی سخن
تیری نیکی باقی رہے گی اور سعدی کا کلام

ا۔ یعنی ابو بکر عطا کا ہاتھ سائل کے منہ پر رکھ کر اس کو بند کر دیتا ہے
۲۔ تیری ذات گرامی سے شیراز کا مرتبہ یونان اور روم سے بڑھا ہوا ہے۔
۳۔ سخاوت سے حاتم کا مقصد نام آوری تھا تیرا منشا رضائے الٰہی ہے۔
۴۔ یعنی سعدی بے تکلف بات کہتا ہے

۱۰

حکایت در حلمِ پادشاہاں

فقیر بادشاہوں کی بردباری کے بیان میں

یکے راخرے در گِل افتادہ بود
ایک شخص کا گدھا کیچڑ میں پھنس گیا تھا

زسودائش خوں در دل افتادہ بود
غصہ سے اس کے دل میں خون پڑ گیا تھا

بیابان و باران و سرما و سیل
جنگل اور بارش اور جاڑا اور بہاؤ

فرو ہشتہ ظلمت بر آفاق ذیل
تاریکی اطراف پر دامن لٹکائے ہوئے

ہمہ شب دریں غصہ تا بامداد
تمام رات صبح تک اس غصہ میں

سقط گفت و نفرین و دشنام داد
بیہودہ بکتا رہا اور لعنت اور گالیاں دیتا رہا

نہ دشمن برست از زبانش نہ دوست
اس کی زبان سے نہ دشمن بچا نہ دوست بچا

نہ سلطاں کہ آں بوم و بر زانِ اوست
نہ بادشاہ اس لیے وہ جنگل اور زمین اسی کا تھا

قضا شاہِ کشور یکے نام جوے
خدا کا کرنا کہ ملک کا نامور بادشاہ

بہ نخچیر گہ بُد بچوگان و گوے
شکارگاہ میں تھا مع بلے اور گیند کے

شنید آں سخنہائے دور از صواب
بادشاہ نے وہ غلط باتیں سنیں

نہ صبر شنیدن نہ روئے جواب
جنکے سننے کا نہ اسکو صبر تھا نہ جواب کا موقع تھا

نگہ کرد سالارِ اقلیم دید
اس نے نگاہ ڈالی ملک کے بادشاہ کو دیکھا

کہ بر پشتہ ماجرائے شنید
کہ اس نے ٹیلہ پر سے ماجرا سنا ہے

ملک شرمگیں در حشم بنگریست
بادشاہ نے شرما کر نوکروں کو دیکھا

یکے گفت شاہا بہ تیغش بزن
ایک بولا اے بادشاہ اس کو تلوار سے مار دے

نگہ کرد سلطانِ عالی محل
بلند مرتبہ بادشاہ نے نگاہ ڈالی

ببخشید بر حالِ مسکین مرد
مسکین انسان کے حال پر بخشش کی

زرش داد و اسپ و قبائے پوستیں
اس کو سونا دیا اور گھوڑا اور پوستین کی قبا

یکے گفتش اے پیرِ بے عقل و ہوش
کسی نے اس سے کہا اے بے عقل و ہوش بوڑھے

اگر من بنالیدم از دردِ خویش
اگر میں اپنے درد کی وجہ سے نالاں ہوا

بدی را بدی سہل باشد جزا
برائی کا بدلہ برائی آسان ہے

کہ سودائے ایں بر من از بہرِ چیست
کہ اس کا غصہ مجھ پر کیوں ہے

کہ نگذاشت کس را نہ دختر نہ زن
اس لیے کہ اس نے کسی کو نہ چھوڑا نہ لڑکی کو نہ بیوی کو

خودش در بلا دید و خر در وحل
اس کو مصیبت میں دیکھا اور گدھے کو کیچڑ میں

فرو خورد خشم سخنہائے سرد
نامناسب باتوں کے غصہ کو پی گیا

چہ نیکو بود مہر در وقتِ کیں
غصہ کے وقت پیار کیا ہی بھلا ہے

عجب رستی از قتل گفتا خموش
قتل سے خوب بچا، وہ بولا چپ رہ

وے انعام فرمود در خوردِ خویش
اس نے اپنے مناسب انعام دیا

اگر مردی احسن الی من اسا
اگر تو انسان ہے تو اس کے ساتھ احسان کر جس نے برا کیا ہے

حکایت توانگر سفلہ و درویش صاحبدل

کمینے مالدار اور صاحب دل فقیر کا قصہ

شنیدم کہ مغرورے از کبر مست
اس نے سنا ہے کہ ایک مغرور جو تکبر سے مست تھا

درِ خانہ بر روئے سائل ببست
بھکاری پر دروازہ بند کر دیا

بکنجے فرو ماندہ بنشست مرد
وہ بھکاری تھک کر ایک گوشے میں بیٹھ گیا

جگر گرم و آہ از تفِ سینہ سرد
اس حال میں کہ جگر گرم اور سینہ کی جلن سے آہ ٹھنڈی تھی

شنیدش یکے مردِ پوشیدہ چشم
اس کو ایک اندھے نے سنا

بگفتا چہ در تابت آورد و خشم
اس نے کہا تجھے گرمی اور غصہ میں کس چیز نے مبتلا کیا ہے

فرو گفت و بگریست بر خاکِ کوئے
اس نے بیان کیا اور رو دیا کوچہ کی خاک پر

جفائے کزاں شخصش آمد بروئے
اس ظلم کو جو اس شخص سے اس پر ہوا تھا

بگفت اے فلاں ترکِ آزار کن
وہ بولا اے فلاں رنج ختم کر!

یک امشب بنزدِ من افطار کن
ایک یہ کہ آج رات میرے پاس افطار کر

بخلق و فریبش گریباں کشید
اخلاق اور تدبیر سے اس کا گریبان کھینچا۔

بمنزل در آوردش و خواں کشید
اس کو گھر میں لایا اور دستر خوان بچھایا

بر آسود درویش روشن نہاد
روشن طبیعت درویش نے پیٹ بھرا

بگفت ایزدت روشنائی دہاد
کہا خدا تجھے بینائی عنایت فرمائے

۱؎ اس نے سب ہی کو گالیاں دی ہیں۔
۲؎ انسان کا کمال یہی ہے کہ غصہ کے مقام پر بھی پیار سے کام لے۔
۳؎ میں تو مصیبت زدہ تھا میرا واویلا بھی درست تھا اس نے جو کچھ کیا وہ اس کی شرافت کا تقاضا تھا۔
۴؎ یعنی رنج کی وجہ سے اس کا سینہ جل رہا تھا اور ٹھنڈی آہیں بھر رہا تھا۔
۵؎ یعنی اس کی آہیں ایک اندھے نے سن لیں۔

شب از نرگسش قطرہ چندے چکید
رات میں اس کی نرگس سے چند قطرے ٹپکے

حکایت بشہر اندر افتاد و جوش
شہر میں قصہ اور جوش پھیلا

شنید ایں سخن خواجۂ سنگدل
اس سنگدل صاحب نے یہ بات سنی

بگفتا حکایت کن اے نیک بخت
اس نے کہا نیک بخت بتا!

کہ بر کردت ایں شمع گیتی فروز
جہان کو روشن کرنے والی تیری یہ شمع کس نے روشن کر دی

تو کوتہ نظر بودی و سست رائے
تو کم نظر اور بدعقل تھا

بروئے من ایں در کسے کرد باز
میرے لئے یہ دروازہ اسی نے کھولا

اگر بوسہ بر خاکِ مرداں زنی
اگر بزرگوں کی خاک پر بوسہ دے گا

کسانیکہ پوشیدہ چشمِ دل اند
جو لوگ دل کے اندھے ہیں

چو برگشتہ دولت ملامت شنید
جب نصیب پھرے نے ملامت سنی

کہ شہبازِ من صیدِ دامِ تو شد
کہ میرا شہباز تیرے جال کا شکار بن گیا

کسے چوں بدست آورد جُرّہ باز
وہ شخص کس طرح سے شہباز کو پکڑ سکتا ہے

سحر دیدہ بر کرد و دنیا بدید
صبح اس نے آنکھ کھولی اور دنیا کو دیکھا

کہ بے دیدہ دیدہ بر کرد دوش
کہ گزشتہ رات ایک اندھا بینا ہو گیا ہے

کہ برگشت درویش ازو تنگدل
جس سے تنگدل ہو کر درویش واپس ہوا تھا

کہ چوں سہل شد بر تو ایں کارِ سخت
کہ یہ سخت کام تجھ پر کیسے آسان ہو گیا

بگفت اے ستمگارہ آشفتہ روز
اس نے کہا اے ظالم پریشان زمانہ

کہ مشغول گشتی بچغد از ہمائے
کہ ہما کے بدلے الّو میں پھنس گیا

کہ کردی تو بر روئے او در فراز
جس پر تو نے دروازہ بند کیا تھا

بمردی کہ پیش آیدت روشنی
بزرگی کی قسم تیرے سامنے روشنی آئیگی

ہمانا کزیں توتیا غافلند
وہی اس توتیا سے غافل ہیں

سرِ انگشتِ حسرت بدنداں گزید
حسرت کی انگلی دانتوں سے کاٹی

مرا بود دولت بنامِ تو شد
دولت میری تھی تیرے نام ہو گئی

فرو بردہ چوں موش دنداں باز
جو چوہے کی طرح حرص میں دانت گاڑے ہو

گفتار اندر دلداریِ خلقے تا برسند باہل دلے

کہاوت مخلوق کی دلداری کے بیان میں تاکہ کسی اہل دل تک پہونچ جائیں

الا گر طلبگارِ اہلِ دلی
آگاہ! اگر تو کسی صاحب دل کا طلبگار رہے

خورش دہ بدرّاج و کبک و حمام
تیتر اور چکور اور کبوتر کو دانہ ڈال!

چو ہر گوشہ تیرِ نیاز افگنی
جب تو عاجزی کا تیر ہر طرف چلائے گا

ز خدمت مکن یک زماں غافلی
تو خدمت سے تھوڑی دیر کیلئے بھی غفلت نہ کر

کہ یکروز نا افتد ہمائے بدام
تاکہ کسی روز ہما تیرے جال میں آ جائے

امید است ناگہ کہ صیدے کنی
امید ہے کہ تو اچانک شکار کرے گا

ا؎ یعنی آنکھوں سے کچھ پانی بہا۔
۲؎ یعنی وہی جب لے اس درویش کو نکال کر دروازہ بند کر لیا تھا اس اندھے کے پاس پہنچا اور بولا تیری مشکل کیسے حل ہو گئی
۳؎ یعنی دنیا کے لالچ کی وجہ سے ایک بزرگ کو گھر سے نکال باہر
۴؎ بزرگوں کی خاک کو بوسہ دینے سے دل روشن ہو جاتے ہیں۔
۵؎ جو ہما کو پھانسنا چاہے گا اس کو دوسرے پرندوں کو بھی دانہ چگانا پڑے گا اچھے بزرگ ظاہر داروں میں ملے جلے رہتے ہیں۔

دُرے ہم بر آید ز چندیں صدف
بہت سی سیپیوں میں سے کوئی موتی بھی نکل آتا ہے
ز صد چوبہ آید یکے بر ہدف
سو تیروں میں سے کوئی نشانہ پر بیٹھتا ہے

حکایت دریں معنی
قصہ اسی بیان میں

یکے را پسر گم شد از راحلہ
منزل سے ایک شخص کا لڑکا گم ہو گیا
شبانگہ بگردید در قافلہ
رات کے وقت قافلہ میں چکر کاٹتا پھرا

ز ہر خیمہ پرسید و ہر سو شتافت
ہر خیمہ میں پوچھا اور ہر جانب دوڑا
بتاریکی آں روشنائی بتافت
اندھیرے میں اس نور کو پا لیا

چو آمد بر مردمِ کارواں
جب قافلہ کے آدمیوں کے پاس پہنچا
شنیدم کہ می گفت با ساروان
تو میں نے سنا کہ اونٹ والے سے کہہ رہا تھا

ندانی کہ چوں راہ بردم بدوست
تجھے معلوم نہیں کہ میں دوست تک کیسے پہنچا
ہر آنکس کہ پیش آمدم گفتم اوست
جو بھی میرے سامنے آیا میں نے کہا وہی ہے

مشایخ بجاں طالب ہر کسند
بزرگ دل سے ہر شخص کے طالب ہوتے ہیں
کہ باشد کہ وقتے بمردے رسند
تاکہ ہو سکے کہ کسی وقت وہ کسی انسان تک پہنچ جائیں

برند از برائے دلے بارہا
ایک دل کی خاطر بہت سے بوجھ اٹھاتے ہیں
خورند از برائے گلے خارہا
ایک پھول کے لیے بہت سے کانٹے کھاتے ہیں

حکایت ہم دریں معنی
قصہ اسی بیان میں

ز تاجِ ملک زادہ در مناخ
پڑاؤ میں ایک شہزادے کے تاج سے
شبے لعلے افتاد در سنگلاخ
ایک رات میں ایک لعل پتھریلی زمین میں گر گیا

پدر گفتش اندر شبِ تیرہ رنگ
تاریک رات میں باپ نے اس سے کہا
چہ دانی کہ گوہر کدام ست و سنگ
تجھے کیا معلوم کہ گوہر کونسا ہے اور پتھر کون سا

ہمہ سنگہا گوش دار اے پسر
اے لڑکے! سب پتھروں کی حفاظت کر
کہ لعل از میانش نباشد بدر
اس لیے کہ لعل ان سے باہر نہ ہوگا

در او باش پاکانِ شوریدہ رنگ
پراگندہ رنگ نیک لوگ رندوں میں
ہماں جائے تاریک و لعل اند و سنگ
وہی اندھیری جگہ اور پتھر اور لعل ہیں

بعزت بکش بارِ ہر جاہلے
ہر جاہل کا بوجھ عزت سے برداشت کر
کہ افتی بسر وقت صاحبدلے
کسی وقت کسی صاحب دل تک پہنچ جائے گا

کسے را کہ با دوستے سر خوش ست
کسی کو اگر کسی دوست سے عشق ہے
نہ بینی کہ چوں بارِ دشمن کشست
کیا تو نہیں دیکھتا وہ دشمن کا بوجھ کیونکر برداشت کرتا ہے

بدرد چو گل جامہ از دستِ خار
پھول کی طرح کپڑے کانٹوں سے پھاڑتا ہے
بلکہ خوں در دل افتادہ خندد چو نار
بلکہ جس کا دل خون میں ڈوبا ہوا ہو وہ انار کی طرح ہنستا ہے

۱؎ یعنی ہر شخص کو اپنا لڑکا سمجھ کر تحقیق کرتا تھا تب لڑکا ملا۔
۲؎ یعنی ہر کس و ناکس کی خدمت کرنی پڑتی ہے جب کسی کس تک پہنچتے ہیں۔
۳؎ یعنی محبوب کی خاطر رقیبوں کو سہنا پڑتا ہے۔
۴؎ یعنی جس کا دل عشق میں خون ہو وہ انار کی طرح ہنستا ہے سانار کے دانے جب سرخ ہو جاتے ہیں تو چھلکا پھٹ جاتا ہے گویا وہ اس کا ہنسنا ہے۔

۱۰

غمِ جملہ خور در ہوائے یکے
ایک کی محبت میں بہت سوں کا غم کھا

گرت خاکپایانِ شوریدہ سر
اگر دیوانے، گرے پڑے، تیری

تو ہر گز مبیں شاں بچشم پسند
تو تُو ہر گز انہیں پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھ

کسے را کہ نزدیک ظنت بد اوست
کسی ایسے شخص کے متعلق جو تیری نگاہ میں برا ہو

درِ معرفت بر کسانیست باز
معرفت خداوندی کا دروازہ ان پر کھلا ہے

بسا تلخ عیشانِ تلخی چشاں
بہت سے کڑوی زندگی رکھنے والے کڑواہٹ چکھنے والے

بہ بوسی گرت عقل و تدبیر ہست
اگر تجھ میں عقل اور تدبیر ہے تو بوسہ دے

کہ روزے فرج یابد از شہر بند
اس لیے کہ وہ ایک دن قید خانہ سے رہائی حاصل کرے گا

مسوزاں درختِ گل اندر خریف
خزاں میں پھولوں کے درخت کو نہ جلا

ق

مراعات صد کن برائے یکے
ایک کی وجہ سے سو کی رعایت کر

حقیر و فقیر اند اندر نظر
نظر میں ذلیل اور محتاج ہیں

کہ ایشاں پسندیدۂ حق بسند
اس لیے کہ ان کا پسندیدۂ حق ہونا کافی ہے

چہ دانی کہ صاحب ولایت خود اوست
تجھے کیا معلوم کہ وہ صاحب ولایت ہو

کہ درہاست بر روئے ایشاں فراز
جن پر لوگوں کے دروازے بند ہیں

کہ آیند در حلہ دامن کشاں[1]
فاخرہ لباس میں دامن کھینچتے ہوئے آئیں گے

ملک زادہ را نوا در نوا خانہ دست
شہزادے کے ہاتھ کو قید خانہ میں

بلندیت بخشد چو گردد بلند[2]
جب بلند ہوگا تو تجھے بلندی بخشے گا

کہ در نو بہارت نماید ظریف
کیونکہ نو بہار میں تجھے تازہ نظر آئے گا

۱۔ یعنی دنیاوی زندگیوں میں جنھوں نے مصائب جھیلے ہیں جنت میں فاخرہ لباس میں ہوں گے۔

۲۔ یعنی جب وہ معتوب ہو تو اس کے ساتھ احسان کر تاکہ اقتدار پر آنے کے بعد تجھے فائدہ پہنچائے۔

حکایت پدرِ بخیل و فرزندِ لاابالی
بخیل باپ اور لاپرواہ لڑکے کا قصہ

یکے زہرۂ خرج کردن نداشت
ایک شخص خرچ کرنے کا پتہ نہ رکھتا تھا

نخوردے کہ خاطر بیاسایدش
وہ نہ کھاتا تاکہ اپنے آپ کو آرام پہنچائے

شب و روز در بندِ زر بود و سیم
دن رات سونے چاندی کی فکر میں تھا

بدانست روزے پسر در کمیں
ایک دن لڑکے نے پوشیدہ مقام سے دیکھ لیا

ز خاکش بر آورد و بر باد داد
اس نے زمین سے نکال لیا اور برباد کر دیا

جواں مرد را زر بقائے نکرد
جوان لڑکے کے پاس سونا نہ ٹکا۔

زرش بود و یارائے خوردن نداشت
اس کے پاس مال تھا اور کھانے کی طاقت نہ رکھتا تھا

ندادے کہ فردا بکار آیدش
نہ دیتا تاکہ کل کو اس کے کام آئے

زر و سیم در بندِ مردِ لئیم
سونا اور چاندی کمینہ شخص کی قید میں تھا

کہ ممسک کجا کرد زر در زمیں
کہ بخیل نے سونا زمین میں کس جگہ رکھا ہے

شنیدم کہ سنگے در آنجا نہاد
میں نے سنا ہے ایک پتھر اس جگہ رکھ دیا

بیک دستش آمد بدیگر بخورد
ایک ہاتھ سے اس کے پاس آیا دوسرے سے اڑا دیا

گزیں کم زنے بود نا باک رو
ایسا فضول خرچ اور بد وضع تھا

نہادہ پدر چنگ در نائے خویش
باپ نے ستار حلق[1] میں رکھا

پدر زار و گریاں ہمہ شب نخفت
باپ روتے دھوتے تمام رات نہ سویا

زر از بہر خوردن بود اے پدر
اے باپ سونا خرچ کے لیے ہوتا ہے

زر از سنگ خارا بروں آورند
سنگ خارا[2] سے سونا نکالتے ہیں

زر اندر کف مرد دنیا پرست
دنیا پرست کی ہتھیلی میں سونا

چو در زندگانی بدی با عیال
جب تو زندگی میں متعلقین کے ساتھ برا ہے

چو چشمار و آنگہ خورند از تو سیر
تو چشمار[3] کی طرح ہو وہ تجھ سے پیٹ بھر کر کھائیں گے

بخیل توانگر بدینار و سیم
مالدار بخیل اشرفیوں اور چاندی پر

ازاں سالہا می بماند زرش
اسی واسطے برسوں اس کا روپیہ رہتا ہے

بسنگ اجل ناگہش بشکنند
موت کے پتھر سے اچانک اس کو توڑیں گے

پس از بردن و گرد کردن چو مور
لے جانے اور چیونٹی کی طرح جمع کرنے کے بعد

سخنہائے سعدی مثالست و پند
سعدی کی باتیں مثال اور نصیحت ہیں

دریغست ازیں روئے بر تافتن
ان سے منہ موڑنا افسوسناک ہے

کلاہش بہ بازار و میزر گرو
اس کی ٹوپی اور لنگی بازار میں گروی رہتی تھی

پسر چنگئی و نائی آورد پیش
لڑکے نے ستارا اور شہنائی بجانیوالوں کو سامنے بلایا

پسر بامداداں بخندید و گفت
لڑکا صبح کو ہنسا اور بولا

ز بہر نہادن چہ سنگ و چہ زر
رکھنے کے لیے پتھر اور سونا یکساں ہے

کہ بخشند و پوشند و آساں خورند
تا کہ دیں اور پہنیں اور آرام سے کھائیں

ہنوز اے برادر بسنگ اندرست
ابھی تک اے بھائی پتھر ہی کے اندر ہے

گرت مرگ خواہند ازیشاں منال
اگر وہ تیرا مرنا چاہیں تو شکوہ نہ کر

کہ از بام پنجہ گز افتی بزیر
جبکہ تو پچاس گز کی چھت سے نیچے گرے گا

طلسمیست بالائے گنجے مقیم
ایک جادو ہے جو خزانہ پر قائم ہے

کہ لرزد طلسمے چنیں بر سرش
کیونکہ اس طرح کا جادو[4] اس پر ہل رہا ہے

باسودگی گنج قسمت کنند
آرام سے خزانہ بانٹ لیں گے

بخور پیش ازاں کت خورد کرم گور
اس سے پہلے کھالے کہ تجھے قبر کے کیڑے کھائیں

بکار آیدت گر شوی کاربند
تیرے کام آئیں گی اگر تو عمل کرے گا

کزیں روئے دولت تواں یافتن
کیونکہ انہی سے دولت پائی جاسکتی ہے

حکایت احسان اندک و ثمرۂ آں بے نہایت

تھوڑے سے احسان اور اس کے بے انتہا پھل کا قصہ

جوانے بداںگے کرم کردہ بود
ایک نوجوان نے ایک دانگ[5] بخشا تھا

تمنائے پیرے بر آوردہ بود
ایک بوڑھے کی تمنا پوری کی تھی

---

[1] یعنی حلق سے رونے کی آوازیں نکالنے لگا۔

[2] سونا، پتھر کی رگوں میں سے نکالا جاتا ہے۔

[3] چشمار وہ ڈراؤنا نشان ہوتا ہے جو کھیتوں پر جانوروں کو ڈرانے کے لیے گاڑا جاتا ہے۔

[4] مشہور ہے کہ خزانہ پر سانپ کا پتلا بنا کر جادو کر دیا جاتا ہے جو خزانہ نکالنے والے کو اژدہا نظر آتا ہے۔

[5] دانگ درم کا چھٹا حصہ ہوتا تھا اور درم ۳ تولہ ۲ ماشہ ۴ لامڑی کا ہوتا تھا۔

بجرمے گرفت آسماں ناگہش
اچانک آسمان نے اس کو ایک جرم میں گرفتار کر لیا

تماشا کناں بر در و کوئے و بام
تماشائی دروازے اور کوچے اور چھت سے تماشا دیکھ رہے تھے

چو دید اندر آشوب درویش پیر
جب بوڑھے فقیر نے شور و غل میں دیکھا

دلش بر جوان مرد مسکین بخست
جواں مرد مسکین پر اس کا دل زخمی ہو گیا

برآورد زاری که سلطاں بمرد
رونے لگا کہ بادشاہ مر گیا ہے

بہم بر ہمے سود دست دریغ
افسوس کا ہاتھ ہاتھ پر ملتا تھا

بفریاد از ایشاں برآمد خروش
ان کی فریاد سے شور پیدا ہو گیا

پیادہ برہنہ تا در بارگاہ
بارگاہ کے دروازے تک پیدل تیز

جواں از میاں رفت و بردند پیر
جوان درمیان سے نکل گیا وہ بوڑھے کو لے گئے

بہولش بپرسید و ہیبت نمود
اس کو دھمکا کر دریافت کیا اور رعب دکھایا

چو نیکست خوئے من و راستی
جبکہ میری عادت نیک اور ٹھیک ہے

برآورد پیر دلاور زباں
بہادر بوڑھے نے زبان کھولی

بقول دروغیکہ سلطاں بمرد
اس جھوٹی بات کی وجہ سے کہ بادشاہ مر گیا

ملک زیں حکایت چناں بر شگفت
بادشاہ اس قصہ سے ایسا خوش ہوا

وزیں جانب افتان و خیزان جواں
اس جانب سے جوان گرتا پڑتا

یکے گفتش از چار سوئے قصاص
قصاص کے چوراہے سے ایک شخص نے اس سے کہا

ق

فرستاد سلطاں بکشتن گہش
بادشاہ نے اس کو قتل گاہ میں بھیج دیا

تگاپوئے ترکان و جوش عوام
سپاہیوں کی بھاگ دوڑ اور عوام کے جوش کا

جواں را بدست خلائق اسیر
جوان کو لوگوں کے ہاتھ میں قیدی

کہ بارے دل آوردہ بودش بدست
کیونکہ ایک بار اس نے اس کا دل ہاتھ میں لیا تھا

جہاں ماند و خوئے پسندیدہ برد
دنیا رہ گئی اور وہ اچھی عادتیں اپنے ساتھ لے گیا ہے

شنیدند ترکان آہختہ تیغ
تلوار سونتے ہوئے سپاہیوں نے سنا

تپانچہ زناں بر سر و روی و دوش
سر اور چہرہ اور کاندھے پیٹتے ہوئے

دویدند و بر تخت دیدند شاہ
دوڑے اور انھوں نے بادشاہ کو تخت پر دیکھا

بگردن بر تخت سلطاں اسیر
بادشاہ نے تخت پر گردن کے ذریعہ قیدی بنا کر

کہ مرگ منت خواستن بر چہ بود
کہ مجھے میرا مرنا چاہنا کس بنا پر تھا؟

بدیں مردم آخر چرا خواستی
آخر انسانوں کی بدخواہی تو نے کیوں کی

کہ اے حلقہ در گوش حکمت جہاں
کہ اے بادشاہ تیرا جہان حلقہ بگوش ہے

نمردی و بیچارہ جاں برد
تو نہ مرا اور وہ بیچارہ جان بچا لے گیا

کہ چیزیش بخشید و چیزے نگفت
کہ اس کو کچھ دیا اور کچھ نہ کہا

ہمی رفت و بیچارہ ہر سو دواں
جا رہا تھا اور ہر جانب کو بھاگ رہا تھا

چہ کردی کہ آمد بجانت خلاص
تو نے کیا کیا کہ تیری جان کو چھٹکارا ملا۔

۱۰۸

۱۔ تو میرے مرنے کا خواہاں کیوں تھا
۲۔ اچھے بادشاہ کی موت کی تمنا مخلوق کی بدخواہی ہے۔
۳۔ عموماً چوراہے پر قتل کرتے تھے تاکہ عبرت حاصل ہو۔

بگوشش فرو گفت کاے ہوشمند
اس نے اس کے کان میں کہا اے ہوشمند

بجانے و دانگے رہیدم ز بند
ایک جان اور ایک دانگ کی وجہ سے میں قید سے چھوٹ گیا

یکے تخم در خاک ازاں می نہد
ایک شخص مٹی میں بیج اسی لئے ڈالتا ہے

کہ روزِ فرو ماندگی بر دہد
کہ ضرورت کے دن پھل دے گا

جوے باز دارد بلائے درشت
سخت[2] مصیبت کو ایک جَو ٹال دیتا ہے

عصائے ندیدی کہ عوج بکشت
تو نے نہیں دیکھا کہ لاٹھی نے عوج کو مار ڈالا

حدیثِ درست آخر از مصطفیٰ است
آخر آنحضور کی حدیث صحیح ہے

کہ بخشایش و خیر دفعِ بلاست
کہ عطا اور بھلائی بلا کو دفع کرنے والی ہے

عدو را نہ بینی دریں بقعہ پاے
تو اس سرزمین میں دشمن کے قدم نہ دیکھے گا

کہ بو بکر سعد است کشور گشائے
اس لیے کہ بو بکر سعد بادشاہ ہے

بگیر اے جہانے بروئے تو شاد
اے وہ بادشاہ کہ دنیا تیرے چہرہ سے خوش ہے لے

جہانے کہ شادی بروئے تو باد
ایک دوسرے جہان کو خدا کرے تیرا چہرہ خوش رہے

کس از کس بدورِ تو بارے نبرد
تیرے دور میں کسی نے کسی سے تکلیف نہیں اٹھائی

گلے در چمن جورِ خارے نبرد
چمن میں پھول نے کانٹے کا ظلم نہ سہا

توئی سایۂ لطفِ حق بر زمیں
تو زمین پر اللہ کی مہربانی کا سایہ ہے

پیمبر صفت رحمۃ العالمیں
پیغمبر[4] کی طرح دونوں جہان کے لئے رحمت ہے

ترا قدر اگر کس نداند چہ غم
اگر کوئی تیرا مرتبہ نہ جانے تو کیا غم ہے

شب قدر را می ندانند ہم
لوگ شب قدر کو بھی نہیں جانتے ہیں

حکایت در معنی ثمرۂ نیکوکاری

نیکی کرنے کے پھل کے بیان میں قصہ

کسے دید صحرائے محشر بخواب
کسی نے خواب میں حشر کا میدان دیکھا

مس تفتہ روئے زمیں ز آفتاب
روئے زمین آفتاب کی وجہ سے گرم تانبا تھی

ہمی بر فلک شد ز مردم خروش
آدمیوں کا آسمان پر غل پہنچ گیا

دماغ از تپش می بر آمد بجوش
گرمی کی وجہ سے دماغ کھول رہا تھا

یکے شخص ازیں جملہ در سایۂ
ان سب میں سے ایک شخص سایہ میں تھا

بگردن برا ز خلد پیرایۂ
گلے میں جنت کا لباس تھا

بپرسید کاے مجلس آرائے مرد
اس نے پوچھا کہ اے مجلس کی زینت انسان

کہ بود اندریں مجلست پایمرد
اس مجلس میں تیرا کون مددگار تھا

رزے داشتم بر درِ خانہ گفت
اس نے کہا گھر کے دروازے پر انگور کی بیل تھی

بسایہ درش نیک مردے بخفت
اس کے سایہ میں ایک نیک مرد سویا

دریں وقت نومیدی آں مرد راست
اس بھلے انسان نے اس ناامیدی کے وقت

گناہم ز دادارِ داور بخواست
منصف حاکم سے میرے گناہ کے بارے میں خواستگی

[1] یعنی ایک شخص نے ایک دانگ کی وجہ سے مجھے بچا دیا۔

[2] معمولی صدقہ بڑی مصیبت کو ٹال دیتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کی معمولی لکڑی نے عوج بن عنق کو فنا کر ڈالا تھا۔

[3] یعنی عقبے کما لے۔

[4] آپ دونوں جہانوں کے لیے رحمت ہیں ایسا ہی تو بھی ہے۔

[5] اگر کسی اچھی چیز کو لوگ نہ جان سکیں تو اس میں برائی نہیں ہے۔ شب قدر کس قدر فضیلتوں بھری رات ہے لیکن کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کب ہوتی ہے۔

که یارب برین بنده بخشایشی
کہ اے خدا اس بندہ کی بخشش فرما

چہ گفتم چو حل کردم این راز را
جب میں نے یہ راز حل کرلیا تو کیا خوب کہا

که آفاق در سایۂ ہمتش
اس لیے کہ عالم اس کی ہمت کے سایے میں

کزو دیده ام وقتی آسایشی
اس لیے کہ میں نے اس سے ایک وقت آرام پایا ہے

بشارت خداوند شیراز را
کہ شیراز کے بادشاہ کے لیے خوش خبری ہے

مقیم اند و بر سفرۂ نعمتش
اور اس کی نعمتوں کے دسترخوان پر ٹھہرا ہے

درختیست مردِ کرم باردار
سخی[1] آدمی پھل دار درخت ہے

وزو بگذری ہیزم کوہسار
اور اس کے علاوہ پہاڑ کا ایندھن ہے

حطب را اگر تیشه بر پے زنند
ایندھن کی جڑ پر اگر کلہاڑا چلائیں

درختِ برومند را کے زنند
تو پھل دار درخت کو کب کاٹتے ہیں

بسے پایدار اے درختِ ہنر
اے ہنر کے درخت خدا کرے تو بہت پائدار رہے

که ہم میوه داری و ہم سایه ور
کیونکہ تو میوہ دار بھی ہے اور سایہ دار بھی

گفتار اندر ہیبت ملوک و سیاست ملک

بادشاہوں کی ہیبت اور ملک کی تدبیر کے بیان میں کہاوت

بگفتیم در باب احسان بسے
احسان کے بارے میں ہم نے بہت سی باتیں کہیں

ولیکن نه شرطست با ہر کسے
لیکن ہر شخص کے ساتھ کرنا مناسب نہیں

بخور مردم آزار را خون و مال
انسانوں کو ستانے والے کا خون اور مال کھا جا

که از مرغ بد کنده به پر و بال
اس لیے کہ شریر پرند کے پر و بال اکھڑے ہوئے بہتر ہیں

کسے را که با خواجۂ تست جنگ
تیرے مالک سے جس کی لڑائی ہے

بدستش چرا می دہی چوب و سنگ
اس کے ہاتھ میں لکڑی اور پتھر کیوں دیتا ہے

بر انداز بیخیکه خار آورد
وہ جڑ اکھاڑ دے جو کانٹا اگائے

درختے بپرور که بار آورد
اس درخت کی پرورش کر جو پھل لائے

کسے را بده پایۂ مہتراں
سرداروں کا مرتبہ اس کو دے

که بر کہتراں سر ندارد گراں
جو چھوٹوں پر بد دماغی نہ کرے

مبخشای بر ہر کجا ظالمیست
جہاں بھی کوئی ظالم ہے اس کو معاف نہ کر

که رحمت برو جور بر عالمیست
کیونکہ اس پر رحم کرنا زمانہ پر ظلم ہے

جہاں سوز را کشته بہتر چراغ
ظالم کا چراغ گل ہوا ہی بہتر ہے

یکے به در آتش که خلقے بداغ
ایک شخص کا آگ میں جلنا بہتر نہ تمام مخلوق کا رنج میں ہونا

ہر آنکه که بر دزد رحمت کنی
جب تو چور پر رحم کرے

بباز و ئے خود کارواں می زنی
تو اپنی طاقت سے قافلہ پر ڈاکہ ڈال رہا ہے

جفا پیشگان را بده سر بباد
ظالموں کو برباد کردے

ستم بر ستم پیشه عدلست و داد
ظالم پر ظلم کرنا عدل اور انصاف ہے

[1] یعنی سخی کی مثال تو پھل دار درخت کی سی ہے اور بقیہ لوگ اس ایندھن کی طرح ہیں جو پہاڑوں پر اگتا ہے۔

[2] بد انسان خدا کا دشمن ہے اس کی مدد نہ کرنی چاہیے۔

[3] اس ظالم کو آگ میں جلا دینا بہتر ہے جس سے تمام خلوق رنجیدہ ہو۔

[4] چونکہ چور پر تیرا رحم کرنا قافلہ پر ڈاکہ زنی کا سبب بنا لہذا گویا تو نے ہی ڈاکہ ڈالا ہے۔

۱۱۰

گفتار در معنی احساں با کسے کہ سزاوار نباشد

کہاوت اس شخص پر احسان کرنے کے بیان میں جو اس کا مستحق نہیں ہے

شنیدم کہ مردے غم خانہ خورد
میں نے سنا ہے کہ ایک شخص کو اپنے گھر کی فکر ہوئی
کہ زنبور در سقفِ او لانہ کرد
اس لیے کہ بھڑوں نے اس کی چھت میں چھتہ لگا لیا

زنش گفت ازیناں چہ خواہی مکن
اس کی بیوی نے کہا ان سے تجھے کیا مطلب ہے، نہ اکھاڑ
کہ مسکیں پریشاں شوند از وطن
کہ بیچاری رہنے کی جگہ سے پریشان ہوں گی

بشد مردِ ناداں بر کارِ خویش
بیوقوف شوہر اپنے کام میں لگ گیا
گرفتند یک روز زن را بہ نیش
ایک دن بھڑوں نے بیوی کو ڈنک مارا

بیامد ز دکّاں سوئے خانہ مرد
شوہر دوکان سے گھر آیا
براں بے خرد زن بسے طیرہ کرد
اس پر بے عقل بیوی نے بہت غصہ کیا

زنِ بے خرد بر در و بام و کوی
بے عقل بیوی دروازے اور کوٹھے اور کوچہ میں
ہمی کرد فریاد و می گفت شوی
شور کر رہی تھی اور شوہر کہہ رہا تھا

مکن روئے بر مردم اے زن ترش
اے عورت لوگوں پر منہ نہ بنا
تو گفتی کہ زنبورِ مسکیں مکش
تو نے ہی تو کہا کہ مسکین بھڑوں کو نہ مار۔

ق

کسے با بداں نیکوئی چوں کند
بروں کے ساتھ کوئی بھلائی کس طرح کرے
بداں را تحمّل بد افزوں کند
بروں کی برداشت کرنا برائی کو بڑھاتا ہے

چو اندر سرے بینی آزارِ خلق
اگر تو کسی سر میں لوگوں کی ایذاء دیکھے
بشمشیر تیزش بیازار حلق
تیز تلوار سے اس کے حلق کو ستا

سگ آخر کہ باشد کہ خوانش نہند
آخر کتا کیا ہے کہ اس کے لیے دسترخوان بچھائیں
بفرمای تا استخوانش دہند
حکم دے تاکہ اس کو ہڈی ڈالیں

چہ نیکو زدست ایں مثل پیرِ دِہ
گاؤں کے بڈھے نے کیا اچھی مثل بیان کی ہے
ستورِ لگد زن گراں بار بہ
دولتی مارنے والا گدھا بوجھ سے لدا بہتر

اگر نیک مردی نماید عسس
اگر سپاہی شرافت دکھائے
نیارد بشب خفتن از دزد کس
تو چور کی وجہ سے رات کو کوئی بھی نہ سو سکے

نئے نیزہ در حلقۂ کارزار
جنگ کے میدان میں نیزہ کی نے
بقیمت تر از نیشکر صد ہزار
نیشکر سے قیمت میں ایک لاکھ گنا زیادہ ہے

نہ ہر کس سزاوار باشد بمال
ہر شخص مال کے لائق نہیں ہے
یکے مال خواہد یکے گوشمال
ایک مال چاہتا ہے ایک گوشمالی

چو گربہ نوازی کبوتر برد
جب تو بلی کو نوازے گا کبوتر لے جائے گی
چو فربہ کنی گرگ یوسف درد
جب تو بھیڑیے کو موٹا کرے گا یوسف کو پھاڑے گا

بنائے کہ محکم ندارد اساس
جو عمارت مضبوط بنیاد نہ رکھے
بلندش مکن ور کنی زو ہراس
اس کو بلند نہ کر اور اگر کرے گا تو اس سے ڈرتا رہ

[1] اگر انسان بروں سے تحمل برتتا ہے تو وہ اور سرکش ہو جاتے ہیں
[2] کیونکہ لدھا ہوا گدھا دولتی نہ مار سکے گا۔
[3] یعنی بد اصل کو زیادہ بلند نہ کر

گفتار اندر پیش بینی و عاقبت اندیشی

پیش بینی اور انجام سوچنے کے بیان میں کہاوت

چه خوش گفت بهرام صحرا نشین
صحرا نشین بہرام نے کیا خوب کہا

چو یکران توسن زدش بر زمین
جب سرکش گھوڑے نے اس کو زمین پر پٹخ دیا

دگر اسپے از گله باید گرفت
گلے سے دوسرا ایسا گھوڑا پکڑنا چاہیے

که گر سر کشد باز شاید گرفت
جو سرکشی کرے تو تھاما جاسکے۔

سر چشمه شاید گرفتن بمیل
چشمہ کے منہ کو سلائی سے بند کر دینا چاہیئے

چو پر شد نشاید گذشتن به پیل
جب وہ بھر جائے تو ہاتھی کے ذریعہ سے بھی نہیں گذرا جاسکتا ہے

ببند اے پسر دجله گر آب کاست
اے لڑکے اگر دجلہ گھٹا ہو تب بند باندھ دے

که سودے ندارد چو سیلاب خاست
اس لیے کہ جب سیلاب پیدا ہو جائیگا پھر کوئی فائدہ نہیں

چو گرگ خبیث آمد اندر کمند
جب خبیث بھیڑیا کمند میں آجائے

بکش ورنه دل برکن از گوسفند
اس کو مار ڈال ورنہ بکری سے دل ہٹالے

از ابلیس هرگز نیاید سجود
شیطان سے کبھی سجدہ نہیں ہوتا

نه از بد گهر نیکوئی در وجود
نہ بد اصل سے نیکی وجود میں آتی ہے

بد اندیش را جائے و فرصت مده
مخالف کو جگہ اور موقع نہ دے

عدو در چه و دیو در شیشه به
دشمن کنوئیں میں اور دیو شیشی میں بہتر ہے

مگو شاید ایں مار کشتن بچوب
یہ نہ کہہ اس سانپ کو لکڑی سے مارنا چاہیے

چو سر زیر سنگ تو دارد بکوب
جب اس نے تیرے پتھر کے نیچے سر کر لیا فوراً کوٹ دے

قلم زن که بد کرد با زیر دست
جس محرر نے کمزور کے ساتھ برائی کی ہو۔

قلم بهتر او را بشمشیر دست
اس کا ہاتھ تلوار سے قلم کرنا بہتر ہے

مدبر که قانون بد می نهد
جو وزیر برا قانون بناتا ہے

ترا می برد تا باتش دهد
وہ تجھے آگ میں ڈالنے لے جاتا ہے

مگو ملک را ایں مدبر بس است
یہ نہ کہہ کہ ملک کے لیے یہ وزیر کافی ہے

مدبر مخوانش که مدبر کس است
اس کو منتظم نہ کہہ اس لیے کہ وہ بدبخت انسان ہے

سعید آورد قول سعدی بجائے
نیک بخت سعدی کی بات بجالاتا ہے

که توفیر ملک است و تدبیر و رائے
کیونکہ وہ بات ملک کی بڑھوتری اور تدبیر اور رائے ہے

باب سوم در عشق

تیسرا باب عشق کے بیان میں

خوشا وقت شوریدگان غمش
اس کے غم کے دیوانے بھی خوش وقت ہیں

اگر ریش بینند و گر مرهمش
خواہ زخم دیکھیں یا زخم کا مرہم

گدایانے از پادشاهی نفور
ایسے گدا ہیں جو بادشاہی سے متنفر ہیں

بامیدش اندر گدائی صبور
اس کی تمنا میں گدائی پر صابر ہیں

[1] بہرام گور کو صحرا نشین بھی کہا جاتا ہے چونکہ وہ گورخر کے شکار کے شوق میں جنگلوں میں پڑا رہتا تھا۔

[2] یعنی انسان ہمیشہ ایسے گھوڑے پر سوار ہو جس پر قابو پاسکے۔

[3] موقع پاکر دشمن کو کنوئیں میں دھکا دے دے مشہور ہے کہ جنوں کو شیشی میں بند کر دیا جاتا ہے۔

دمادم شراب الم درکشند
غم کی شراب پے در پے پیتے ہیں
وگر تلخ بینند دم درکشند
اگر کڑواہٹ بھی محسوس کرتے ہیں تو چپ بیٹھتے ہیں

بلائے خمار است در عیشِ مُل
شراب کے عیش میں خمار[1] کی مصیبت ہے
سلحدار خار است با شاخ گل
پھول کی شاخ کے ساتھ کانٹا ہتھیار بند ہے

نہ تلخست صبریکہ بر یادِ اوست
جو اس کی یاد میں صبر ہے وہ کڑوا نہیں ہے
کہ تلخی شکر باشد از دست دوست
اس لیے کہ دوست کے ہاتھ سے کڑواہٹ شکر ہوتی ہے

اسیرش نخواہد رہائی ز بند
اس کا قیدی قید سے رہائی نہیں چاہتا
شکارش نخواہد خلاص از کمند
اس کا شکار رسی سے چھٹکارا نہیں چاہتا

سلاطین عُزلت گدایان حے
خدا کے گدا گوشہ نشینی کے شاہ ہیں
منازل شناسان گم کردہ پے
منزلوں کو پہچاننے والے بے نشان ہیں[2]

ملامت کشانند مستان یار
یار کے دیوانے ملامت برداشت کرنے والے ہیں
سبکتر برد اشتر مست بار
مست اونٹ بوجھ تیزی سے لے جاتا ہے

بسروقتِ شاں خلق کے رہ برند
ان کے اوقات کا مخلوق کو راستہ کب ملتا ہے
کہ چوں آب حیواں بظلمت دراند
کیونکہ وہ آب حیات کی طرح اندھیرے میں ہیں

چو بیت المقدس دروں پر زتاب
بیت المقدس کی طرح باطن نور سے بھرا ہے
رہا کردہ دیوار بیرون خراب
باہر کی دیوار کو خستہ و خراب چھوڑ رکھا ہے

چو پروانہ آتش بخود در زنند
پروانے کی طرح خود کو آگ میں ڈال دیتے ہیں
نہ چوں کرم پیلہ بخود در تنند
ریشم[3] کے کیڑے کی طرح خود آرائی نہیں کرتے ہیں

دلآرام در بر دلآرام جوئے
حق تعالیٰ کے طالب معشوق در بغل ہیں
لب از تشنگی خشک بر طرف جوئے
دریا کے کنارے پر ہیں اور پیاس کی وجہ سے ہونٹ خشک ہیں

نگویم کہ بر آب قادر نیند
میں یہ نہیں کہتا کہ وہ پانی پر قادر نہیں ہیں
کہ بر ساحل نیل مستسقی اند
بلکہ نیل کے کنارے پر جلندھر کے بیمار ہیں[4]

گفتار اندر ثبوت عشق حقیقی بدلیل مجازی

عشق مجازی کی دلیل سے عشق حقیقی کے ثبوت کے بیان میں کہاوت

ترا عشق ہمچوں خودی ز آب و گل
تیرا اپنے جیسے پانی مٹی کے بنے ہوئے سے عشق
رباید ہمی صبر و آرام دل
صبر اور دل کی راحت اڑا دیتا ہے

بہ بیداریش فتنہ بر خد و خال
بیداری میں اس کے رخسار اور تل پر فریفتہ
بخواب اندرش پائے بندِ خیال
سونے میں اس کے خیال کا پابند

بصدقش چناں سر نہی بر قدم
تو اس کے پیر پر اپنے خلوص سے سر رکھتا ہے
کہ بینی جہاں با وجودش عدم
کہ اس کے وجود کے سامنے دنیا کو معدوم سمجھتا ہے

و در چشم شاہد نیاید زرت
تعجب تیرا روپیہ معشوق کی نظر میں نہیں آتا ہے
زر و خاک یکساں نماید برت
تو تجھے سونا اور مٹی یکساں معلوم ہوتا ہے

---

[1] خمار اس اعضا شکنی کو کہا جاتا ہے جو نشہ کے اتار کے وقت بدن میں پیدا ہوتی ہے۔

[2] خدا رسیدہ اپنے آپ کو گم کر دیتے ہیں۔

[3] ریشم کا کیڑا اپنے اوپر ریشم تنتا ہے اور اس کے نتیجے میں خود اندر رہ جاتا ہے اور مر جاتا ہے تو گویا اس نے خود آرائی کی اور فنا ہو گیا۔

[4] اہل اللہ کو وصال دوست ہر وقت حاصل رہتا ہے لیکن ان کی پیاس کسی طرح نہیں بجھتی ہے۔

دگر با کسے در نیاید نفس
پھر تو کسی دوسرے سے دل نہیں لگتا
تو گوئی بچشم اندرش منزلست
گویا تو اس کی جگہ آنکھ میں سمجھتا ہے
نہ اندیشہ از کس کہ رسوا شوی
تجھے کسی کا ڈر نہیں کہ تو رسوا ہوجائے گا
گرت جاں بخواہد بکف بر نہی
اگر وہ تیری جان مانگے تو ہتھیلی پر رکھ دے گا
چو عشقے کہ بنیاد او بر ہواست
وہ عشق جس کی بنیاد خواہش پر ہے
عجب داری از سالکان طریق
تو تجھے راستہ کے سالکوں سے تعجب ہے
بسودائے جاناں ز جاں مشتغل
معشوق کی فکر میں جان سے بے نیاز ہیں
بیاد حق از خلق بگریختہ
خدا کی یاد میں مخلوق سے بھاگے ہوئے ہیں
نشاید بدارو دوا کردشاں
ان کا علاج دوا سے کرنا مناسب نہیں ہے
الست از ازل ہمچناں شاں بگوش
ازل سے ان کے کان میں الست اسی طرح ہے
گروہے عمل دار عزلت نشیں
ایک گروہ جو کارکن ہے گوشہ نشین ہے
بیک نعرہ کوہے ز جا بر کنند
ایک نعرہ سے پہاڑ کو جگہ سے ہلا دیں
چو باد اند پنہان و چالاک پوئے
ہوا کی طرح پوشیدہ اور تیز رفتار ہیں
سحر ہا بگریند چندانکہ آب
آخر کی شب میں اس قدر روتے ہیں کہ آنسو
فرس کشتہ از بس کہ شب راندہ اند
بدن کا گھوڑا مردہ ہے چونکہ رات کو بہت چلایا ہے
شب و روز در بحر سودا و سوز
رات اور دن جنون اور سوز کے سمندر میں ہیں

کہ با او نماند دگر جائے کس
اس لیے کہ اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کی گنجائش نہیں رہتی
وگر چشم بر ہم نہی در دلست
اور اگر تو آنکھ بند کرتا ہے تو وہ دل میں ہے
نہ قوت کہ یکدم شکیبا شوی
نہ طاقت کہ فوراً صابر بن جائے
ورت تیغ بر سر نہد سر نہی
اور اگر وہ تیرے سر پر تلوار رکھے تو تو سر دھر دیگا
چنیں فتنہ انگیز و فرماں رواست
اس قدر فتنہ انگیز اور فرماں روا ہے
کہ باشند در بحر معنی غریق
جو کہ حقیقت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں
بذکر حبیب از جہاں مشتغل
معشوق کے ذکر میں دنیا سے غافل ہیں
چناں مست ساقی کہ مے ریختہ
ساقی کے ایسے مست ہیں کہ شراب لنڈھائے ہوئے ہیں
کہ کس مطلع نیست بر دردشاں
کیونکہ ان کے درد سے کوئی واقف نہیں ہے
بفریاد قالوا بلیٰ در خروش
قالوا بلیٰ کی فریاد کا شور کر رہے ہیں
قدم ہائے خاکی دم آتشیں
جن کے قدم خاک آلودہ ہیں جن کا سانس آتشیں ہے
بیک نالہ ملکے بہم بر کنند
ایک نالہ سے ملک کو برباد کر دیں
چو مشک اند خاموش و تسبیح گوئے
مشک کی طرح خاموش اور تسبیح کرنے والے ہیں
فرو شوید از دیدہ شاں کحل خواب
ان کی آنکھوں سے نیند کا سرمہ دھو دیتے ہیں
سحر گہ خروشاں کہ وا ماندہ اند
صبح کو فریاد کرنے والے کہ وہ درماندہ ہیں
ندانند از آشفتگی شب ز روز
دیوانگی کی وجہ سے رات کا دن سے امتیاز نہیں کر سکتے ہیں

۱ یعنی بیداری میں معشوق آنکھوں میں سمایا رہتا ہے اور سونے میں اسی کے خواب نظر آتے ہیں
۲ جب عشق مجازی کے یہ احوال ہیں تو عشق حقیقی میں ان حالات پر کیا تعجب کی بات ہے۔
۳ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں روحوں کو جمع کر کے دریافت کیا "الستُ بربکم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ تو سب نے بلیٰ کہا تھا۔ یعنی کیوں نہیں ہے اسی کو عہدِ الست کہا جاتا ہے۔
۴ ابدال اور اقطاب دنیا میں تکوینی کاموں پر مقرر کیے گئے ہیں۔
۵ دنیاداروں کی نظر سے پوشیدہ ہیں لیکن فیض رساں ہیں
۶ گھوڑے سے مراد خاکی بدن ہے یعنی رات بھر کی عبادت میں جسم درماندہ کر دیتے ہیں پھر صبح کو بے قرار ہوتے ہیں کہ منزل دور ہے۔
۷ یعنی ان کی نگاہ میں رات دن یکساں ہے۔

چناں فتنہ بر حسن صورت نگار
نقاش کے حسن پر اس قدر فریفتہ ہیں
کہ با حسن صورت ندارند کار
کہ صورت کے حسن سے ان کو کوئی واسطہ نہیں

ندادند صاحبدلاں دل بپوست
صاحب دل چمڑی کو دل نہیں دیتے ہیں
وگر ابلہے داد بے مغز و پوست
اور اگر کسی بیوقوف نے دل لگایا ہی تو وہ نادان اور بیل ہے

مئے صرف وحدت کسے نوش کرد
وحدت کی خالص شراب اس نے پی لی ہے
کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد
جس نے دنیا اور عقبےٰ کو بھلا دیا ہے

حکایت گدازادہ با پادشاہزادہ

شہزادہ کے ساتھ فقیر کے لڑکے کا قصہ

شنیدم کہ وقتے گدا زادۂ
میں نے سنا ہے کہ ایک زمانہ میں ایک فقیر کا لڑکا
نظر داشت با پادشا زادۂ
ایک شہزادہ پر عاشق ہوگیا

ہمی رفت و می پخت سودائے خام
جاتا اور اپنے کچے خیال کو پختہ کرتا
خیالش فرو برد دنداں بکام
اس کا خیال مقصد میں دانت گڑے ہوئے تھا

ز میدانش خالی نبودے چو پیل
اس کے میدان سے نہ ہٹتا پیادے کی طرح
ہمہ وقت پہلوئے اسپش چو پیل
ہمیشہ پیل کی طرح اس کے گھوڑے کے پہلو میں رہتا

دلش خوں شد و راز در دل بماند
اس کا دل خون بن گیا اور راز دل ہی میں رہا
ولے پایش از گریہ در گل بماند
لیکن اس کا پیر رونے کی وجہ سے دلدل میں پھنس گیا

رقیباں خبر یافتندش ز درد
رقیبوں کو اس کے درد کی خبر ہوگئی
دگر بارہ گفتندش اینجا مگرد
انھوں نے اس سے کہا یہاں پھر چکر نہ لگانا

دمے رفت و یاد آمدش روئے دوست
تھوڑی دیر کیلئے چلا گیا اور اس کو دوست کا چہرہ یاد آیا
دگر خیمہ زد بر سر کوئے دوست
اس نے پھر دوست کوچہ پر پڑاؤ ڈالدیا

غلامے شکستش سر و دست و پائے
ایک غلام نے اس کا سر ہاتھ پیر توڑ دیئے
کہ بارے نگفتیمت ایدر میائے
کہ ایک بار ہم تجھے نہیں سمجھا چکے کہ یہاں نہ آ

دگر رفت و صبر و قرارش نبود
وہ پھر چلا گیا اور اس کو صبر و قرار نہ تھا
شکیبائی از روئے یارش نبود
وہ دوست کے چہرے سے صبر نہ کرسکتا تھا

مگس وارش از پیش شکر بجور
مکھی کی طرح جبراً اس کو شکر پر سے
براندندے و بازگشتے بفور
ہٹا دیتے تھے اور فوراً واپس آجاتا تھا

کسے گفتش اے شوخ دیوانہ رنگ
کسی نے اس سے کہا اے بے حیا، دیوانے
عجب صبر داری تو بر چوب و سنگ
تعجب ہی تو لکڑی اور پتھر کی مار برداشت کرلیتا ہی

بگفت ایں جفا بر من از دست اوست
اس نے کہا میرے اوپر یہ ظلم اس کے ہاتھوں ہے
نہ شرط است نالیدن از دست دوست
دوست کے ہاتھ سے نالاں ہونا مناسب نہیں ہے

من اینک دم دوستی می زنم
میں اب دوستی کا دم بھر رہا ہوں
گر او دوست دارد و گر دشمنم
خواہ وہ مجھے دوست سمجھے یا دشمن سمجھے

ا؎ یعنی جب وہ چوگاں کے میدان میں کھیلنے جاتا تو یہ وہاں پلے کی طرح جما رہتا۔
۲؎ اسپ اور پیلہ شطرنج کے دو مہروں کا نام ہے۔ جو ساتھ چلتے ہیں
۳؎ یعنی زبان سے تو اس نے راز دل نہ ظاہر کیا لیکن اس کے آنسوؤں نے راز کھول دیا۔

زمن صبر بے او توقع مدار
اس کے بدون صبر کی توقع مجھ سے نہ رکھ!

کہ با او ہم امکاں ندارد قرار
اس لیے کہ اس کے ہوتے ہوئے بھی قرار کا امکان نہیں ہے [۱]

نہ نیروے صبرم نہ جائے ستیز
نہ مجھ میں صبر کی طاقت ہے نہ لڑائی کی

نہ امکان بودن نہ پائے گریز
نہ ٹھہرنے کا امکان ہے نہ بھاگنے کے قدم

مگو زیں در بارگہ سر متاب
یہ نہ کہہ کہ اس دربار سے سر موڑلے

وگر سر چو میخم کشد در طناب
اگرچہ وہ میخ کی طرح میرے سر کو رسی سے کس دے

نہ پروانہ جاں دادہ در پائے دوست
کیا یہ نہیں ہے کہ دوست کے قدموں پر جان دیا پروانہ

بہ از زندہ در کنج تاریک اوست
اس پروانہ سے بہتر ہے جو تاریک گوشہ میں زندہ ہو

بگفت ار خوری زخم چوگان او
اس نے کہا اگر تو اس کے بلے کا زخم کھائے

بگفتا بپایش در افتم چو گو
اس نے کہا گیند کی طرح اس کے پیروں پر گر پڑونگا

بگفتا سرت گر ببرد بہ تیغ
اس نے کہا اگر وہ تیرا سر تلوار سے کاٹ دے

بگفت ایں قدر نبود از وے دریغ
اس نے کہا اس سے مجھے افسوس نہ ہوگا

یکے را کہ معشوق باشد یکے
کسی کا جب کوئی معشوق ہوتا ہے

نیازارد از وے بہر اندکے
تو وہ اس سے ہر تھوڑی سی بات پر ناخوش نہیں ہوتا ہے

مرا خود ز سر نیست چنداں خبر
مجھے اپنے سر کی اتنی بھی خبر نہیں ہے

کہ تاج است بر تارکم یا تبر
کہ میرے سر پر تاج ہے یا کلہاڑا

مکن با من ناشکیبا عتیب
مجھ بے صبرے پر غصہ نہ کر

کہ در عشق صورت نہ بندد شکیب
اس لیے کہ عشق میں صبر کی کوئی صورت نہیں بنتی ہے

چو یعقوبم ار دیدہ گردد سپید
حضرت یعقوب کی طرح اگر آنکھیں سفید بھی ہو جائیں [۲]

نبرم ز دیدار یوسف امید
تو بھی یوسف کے دیدار کی امید منقطع نہ کرونگا

رکابش ببوسید روزے جواں
ایک دن جوان نے اس کی رکاب کو بوسہ دیا

برآشفت و برتافت از وے عناں
وہ بگڑ گیا اور اس سے باگ موڑی

بخندید و گفتا عناں بر مپیچ
وہ ہنسا اور بولا باگ نہ موڑ

کہ سلطاں عناں بر نہ پیچد ز ہیچ
اس لیے کہ بادشاہ کسی سے باگ نہیں موڑتا ہے [۳]

مرا با وجود تو ہستی نماند
تیرے وجود کے سامنے میری ہستی نہ رہی [۵]

بیاد تو ام خود پرستی نماند
تیری یاد میں میری خودی نہ رہی [۴]

بگرم جرم بینی مکن عیب من
اگر تو میری کوئی خطا بھی دیکھے تو عیب نہ لگا

توئی سر بر آوردہ از جیب من
اس لیے کہ تو نے ہی میرے گریبان سے سر نکالا ہے

بداں زہرہ دستت زدم در رکاب
اسی ہمت سے میں نے تیری رکاب پر ہاتھ ڈالا ہے

کہ خود را نیاوردم اندر حساب
کیونکہ میں اپنے آپ کو گنتی میں نہیں لاتا

کشیدم قلم در سر نام خویش
میں نے اپنے نام پر قلم کھینچ دیا ہے

نہادم قدم بر سر کام خویش
اپنے مقصد کو میں نے پامال کر دیا ہے

۱۰

[۱] یعنی جب اس کا دیدار بھی موجب بیقراری ہے تو اس کے بدون کیسے قرار آئے گا۔
[۲] قرآن میں ہے کہ یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے روتے [illegible] حضرت یعقوب کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں۔
[۳] تو شہزادہ ہے، بادشاہ ہر شخص کے حاجت روا ہوتے ہیں
[۴] یعنی اب میں ہمہ اوست کے مقام پر ہوں میں نہیں ہوں تو ہی تو ہے
[۵] تیرے وجود کے سامنے میرا وجود فنا ہو چکا ہے

مرا خود کُشد تیر آں چشم مست
مجھے تو اس مست آنکھ کا تیر مار ڈالے گا

چہ حاجت کہ آری بشمشیر دست
اس کی کیا ضرورت ہے کہ تو تلوار ہاتھ میں سونتے

تو آتش بہ نے در زن و در گذر
تو نرکل میں آگ لگا دے اور چلا جا

کہ نہ خشک در بیشہ ماند نہ تر
تاکہ جنگل میں نہ خشک رہے نہ تر

حکایت در معنی فنائے اہل محبّت

قصہ اہل محبت کے فنا کے بیان میں

شنیدم کہ بر لحن خنیا گرے
میں نے سنا ہے کہ ایک سازندہ کے گانے پر

برقص اندر آمد پری پیکرے
ایک پری جسم والا رقص میں آ گیا

ز دلہائے شوریدہ پیرامنش
اس کے چاروں طرف کے مست دلوں سے

گرفت آتشِ شمع در دامنش
شمع کی آگ اس کے دامن میں لگ گئی

پراگندہ خاطر شد و خشمناک
پریشان طبیعت اور غضبناک ہو گیا

یکے گفتش از دوستداراں چہ باک
دوستوں میں سے ایک نے اسے کہا کیا مضائقہ ہے

ترا آتش اے دوست دامن بسوخت
اے دوست آگ نے تیرا تو دامن ہی جلایا ہے

مرا خود بیکبار از من بسوخت
مجھے تو خود ایکبارگی مجھ سے ہی جلا دیا

اگر یاری از خویشتن دم مزن
اگر تو عاشق ہے تو خودی کا دم نہ بھر

کہ شرکست با یار و با خویشتن
اس لیے کہ با یار اور باخویشتن ہونا شرک ہے

۱۰

حکایت در معنی اشتغال اہل محبّت

قصہ اہل محبت کی مشغولیت کے بیان میں

چنیں دارم از پیر داننده یاد
ایک دانا بوڑھے کی بات مجھے اس طرح یاد ہے

کہ شوریدہ سر بصحرا نہاد
کہ ایک دیوانہ جنگل کی طرف نکل گیا

پدر در فراقش نخورد و نخفت
اس کے فراق میں باپ نے نہ کھایا اور نہ سویا

پسر را ملامت بکردند و گفت
لوگوں نے لڑکے کو ملامت کی اور اس نے کہا

از آنگہ کہ یارم کس خویش خواند
جب سے دوست نے اپنا کہہ کر پکارا ہے

دگر با کسم آشنائی نماند
کسی دوسرے سے میری دوستی نہیں رہی

بحقش کہ تا حق جمالم نمود
اس کے حق کی قسم جب سے مجھے حق نے اپنا جمال دکھایا ہے

دگر ہرچہ دیدم خیالم نمود
اس کے علاوہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے مجھے وہم معلوم ہوتا ہے

نشد گم کہ روی از خلائق بتافت
جس نے مخلوق سے منہ موڑا ہے وہ گم نہیں ہوا ہے

کہ گم کردہ خویش را باز یافت
بلکہ اس نے اپنے گم شدہ کو پا لیا ہے

پراگندگانند زیر فلک
آسمان کے نیچے کچھ پراگندہ ہیں

کہ ہم دد تواں خواندشاں ہم ملک
کہ ان کو وحشی درندہ بھی کہا جا سکتا ہے اور فرشتہ بھی

زیادِ ملک چوں ملک نارمند
فرشتے کی طرح وہ خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے

شب و روز چوں دد ز مردم رمند
دن رات وحشی درندوں کی طرح انسانوں سے بھاگتے ہیں

۱؎ یعنی یار کے ہوتے ہوئے خودی کا احساس شریعت عشق کا شرک ہے۔
۲؎ یعنی اولیاء اللہ جو بظاہر پراگندہ نظر آتے ہیں
۳؎ خدا کی یاد میں لگے رہنے کی وجہ سے فرشتے ہیں۔ انسانوں سے وحشت کی وجہ سے درندے ہیں

قوی بازوانند کوتاہ دست
وہ قوی بازو والے ہیں کوتاہ ہاتھ والے ہیں

گہ آسودہ در گوشۂ خرقہ دوز
کبھی گوشہ میں آرام سے گدڑی سینے والے ہیں

نہ سودائے خودشاں نہ پروائے کس
نہ ان کو اپنا خیال نہ کسی کی پرواہ

پریشیدہ عقل و پراگندہ ہوش
پریشان عقل اور پراگندہ ہوش ہیں

بدریا نخواہد شدن بط غریق
بط دریا میں نہیں ڈوب سکتی

تہیدست مردان پُر حوصلہ
خالی ہاتھ، پُرحوصلہ بہادر ہیں

ندارند چشم از خلائق پسند
وہ مخلوق سے پسندیدگی کی توقع نہیں رکھتے

عزیزان پوشیدہ از چشم خلق
(۳) وہ مخلوق کی آنکھ سے چھپے ہوئے اللہ کے پیارے ہیں

پُر از میوہ و سایہ ور چوں رزاند
وہ انگور کی بیل کی طرح سایہ اور پھل سے پُر ہیں

بخود سر فرو بردہ ہمچوں صدف
وہ سیپ کی طرح نیچے کو سر کیے ہوئے ہیں

نہ مردم ہمیں استخوانند و پوست
انسان ہڈیاں اور کھال ہی نہیں ہیں

نہ سلطاں خریدار ہر بندہ ایست
بادشاہ ہر غلام کا خریدار ہے

اگر ژالہ ہر قطرۂ دُر شدے
اگر پانی کا ہر قطرہ موتی ہو جاتا

چو غازی بخود بر نہ بندند پائے
وہ نٹوں کی طرح اپنے پیر نہیں لگاتے ہیں

حریفان خلوت سرائے الست
وہ الست کی خلوت سرا کے ساتھی ہیں

بہ تیغ از غرض بر نگیرند چنگ
تلوار سے وہ اپنے مقصد سے دست بردار نہیں ہوتے ہیں

خردمند و شیدا و ہشیار مست
عقلمند ہیں دیوانے ہیں اور ہشیار مست ہیں

گہ آشفتہ در مجلسے خرقہ سوز
کبھی مجلس میں پریشان، کملی پھونک دینے والے ہیں

نہ در کنج توحیدشاں جائے کس
نہ ان کی توحید کے گوشہ میں کسی کی جگہ

ز قول نصیحت گر آگندہ گوش
نصیحت کرنے والے کی بات سے کانوں کو ٹھونسنے والے ہیں

سمندر چہ داند عذاب الحریق
سمندر (کیڑا) آگ کا عذاب کیا جانے

بیاباں نوردان بے قافلہ
بے قافلہ کے بیاباں کو طے کرنے والے ہیں

کہ ایشاں پسندیدۂ حق بسند
کیونکہ ان کو حق کا پسندیدہ ہونا کافی ہے

نہ زنّار داران پوشیدہ دلق
وہ دلق پہنے ہوئے زنار دار نہیں ہیں

نہ چوں ما سیہ کار و ازرق رزاند
ہماری طرح سیاہ کار اور نیلا رنگنے والے نہیں ہیں

نہ مانند دریا بر آوردہ کف
دریا کی طرح جھگوں لائے ہوئے نہیں ہیں

نہ ہر صورتے جان معنی درو ست
ہر صورت میں حقیقت کی جان نہیں ہے

نہ در زیر ہر ژندۂ زندہ ایست
نہ ہر گدڑی میں زندہ ہے

چو خر مہرہ بازار ازو پُر شدے
گھونگھے کی طرح اس سے بازار بھر جاتا

کہ محکم رود پائے چوبیں ز جائے
اس لیے کہ لکڑی کا پیر جگہ سے سخت پھسلتا ہے

بیک جرعہ تا نفخۂ صور مست
ایک گھونٹ سے صور پھونکنے تک مست ہیں

کہ پرہیز و عشق آبگینہ است و سنگ
اس لیے کہ خودی اور عشق کانچ اور پتھر ہے

۱۰

(۱) یعنی ان میں مختلف حیثیتوں سے یہ مختلف صفات ہیں۔
(۲) سمندر کیڑا تو آگ ہی میں پرورش پاتا ہے اور آگ کا اس کو کوئی خوف نہیں یعنی یہ لوگ نہ جنت کے طالب ہیں نہ دوزخ سے بھاگنے والے ہیں
(۳) وہ مخلوق کی نگاہ میں نہیں جچتے لیکن اولیاء اللہ ہیں وہ مومن نما کافر نہیں ہیں۔
(۴) نیلی کملی پہنکر سیاہ کاری کرنے والے نہیں ہیں۔
(۵) بہت سے گدڑی پوش مردہ دل ہیں۔
(۶) یعنی اولیاء اللہ کی کثرت نہیں ہوتی ہے۔
(۷) یعنی فرضی طور پر اپنی نمائش نہیں کرتے ہیں۔
(۸) عہد الست کے پابند ہیں
(۹) یعنی جس طرح کانچ اور پتھر میں بیر ہے اسی طرح خودی اور عشق میں بیر

حکایت در معنی غلبۂ وجد و سلطنت عشق

قصہ بے خودی کے غلبہ اور عشق کی حکومت کے بیان میں

یکے شاہدے در سمرقند داشت ‌ ‌ ‌ کہ گفتی بجائے سمرقند داشت
ایک شخص سمرقند میں ایک معشوق رکھتا تھا ‌ ‌ ‌ کہ گویا قصہ کی بجائے شکر رکھتا تھا

جمالے گرو بردہ از آفتاب ‌ ‌ ‌ ز شوخیش بنیاد تقوی خراب
ایسا حسن جو آفتاب سے بازی لے گیا تھا ‌ ‌ ‌ اس کی شوخی سے تقوے کی بنیاد تباہ تھی

تعالی اللہ از حسن تا غایتے ‌ ‌ ‌ کہ پنداری از رحمتست آیتے
خدا برتر ہے، حسن کی ایسی انتہا ‌ ‌ ‌ کہ تو یقین کرے کہ وہ خدائی رحمت کی ایک نشانی ہے

ہمی رفتے و دیدہا در پیش ‌ ‌ ‌ دل دوستاں کردہ جاں بر خیش
وہ چلتا تو نگاہیں اس کے درپے ہوتیں ‌ ‌ ‌ دوستوں کے دل اس کے پسینہ پر جان فدا کئے ہوئے تھے

نظر کردے ایں دوست در وے نہفت ‌ ‌ ‌ نگہ کرد بارے بہ تندی و گفت
یہ عاشق اس کی طرف چپکے سے دیکھتا ‌ ‌ ‌ اس نے ایک بار گھور کر دیکھا اور کہا

کہ اے خیرہ سر چند پوئی پیم ‌ ‌ ‌ ندانی کہ من مرغ دامت نیم
اے بے حیا کب تک میرا پیچھا کرے گا ‌ ‌ ‌ تو نہیں جانتا کہ میں تیرے جال کا پرند نہیں ہوں

گرت بار دیگر بہ بینم بہ تیغ ‌ ‌ ‌ چو دشمن ببرم سرت بے دریغ
اگر میں تجھے دوبارہ دیکھوں گا تو تلوار سے ‌ ‌ ‌ دشمن کی طرح بے دریغ تیرا سر کاٹ ڈالوں گا

کسے گفتش اکنوں سر خویش گیر ‌ ‌ ‌ ازیں سہل تر مطلبے پیش گیر
کسی نے اس سے کہا اب اپنا راستہ پکڑ ‌ ‌ ‌ اس سے آسان معشوق تلاش کر

نہ پندارم ایں کام حاصل کنی ‌ ‌ ‌ مبادا کہ جاں در سر دل کنی
میری یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ مقصد تو حاصل کریگا ‌ ‌ ‌ ایسا نہ ہو کہ دل کے خیال میں جان دیدے

چو مفتون صادق ملامت شنید ‌ ‌ ‌ بدرد از دروں نالہ بر کشید
جب سچے عاشق نے ملامت سنی ‌ ‌ ‌ درد کے ساتھ اندر سے ایک آہ کھینچی

کہ بگذار تا زخم تیغ ہلاک ‌ ‌ ‌ بغلطاندم لاشہ در خون و خاک
رہنے دے تاکہ ہلاکت کی تلوار کا زخم ‌ ‌ ‌ میری لاش کو خون و خاک میں تڑپائے

مگر پیش دشمن بگویند و دوست ‌ ‌ ‌ کہ ایں کشتۂ دست و شمشیر اوست
شاید لوگ دشمن اور دوست کے سامنے بیان کریں ‌ ‌ ‌ کہ یہ اس کے ہاتھ اور تلوار کا کشتہ ہے

نمی بینم از خاک کویش گریز ‌ ‌ ‌ بہ بیداد گو آبرویم بریز
میں اسکے کوچہ کی خاک سے بھاگنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں ‌ ‌ ‌ کہدو کہ ظلم سے میری آبرو ریزی کر

مرا توبہ فرمائی اے خود پرست ‌ ‌ ‌ ترا توبہ زیں گفتن اولی تراست
اے خود پرست مجھ سے توبہ کرنے کو کہتا ہے ‌ ‌ ‌ اس کہنے سے تجھے توبہ کرنا بہت مناسب ہے

ببخشائے بر من کہ ہر چہ او کند ‌ ‌ ‌ وگر قصد خونست نیکو کند
مجھے معاف کر اس لئے کہ وہ جو کچھ بھی کرے گا ‌ ‌ ‌ اچھا ہی کرے گا خواہ وہ قتل کا ارادہ کرے

١٠ — ے یعنی نہایت شیریں کلام تھا

بسوزاندم ہر شبے آتشش
اس کی آگ مجھے ہر رات کو جلا دیتی ہے

سحر زندہ گردم بہوئے خوشش
میں صبح کو اس کی خوشبو سے زندہ ہوجاتا ہوں

اگر میرم امروز در کوئے دوست
اگر آج میں دوست کی گلی میں مرجاؤں گا

قیامت زنم خیمہ پہلوئے دوست
قیامت میں دوست کے پہلو میں خیمہ زن ہوں گا

مدہ تا توانی دریں جنگ پشت
جب تک بن سکے اس جنگ میں پشت نہ دکھا

کہ زندہ است سعدی چو عشقش بکشت
اس لیے کہ سعدی زندہ ہے چونکہ اسکو عشق نے شہید کیا تھا

حکایت فدا شدن اہل محبت و ہلاکت را غنیمت شمردن

اہل محبت کے قربان ہونے اور ہلاکت کو غنیمت شمار کرنے کا قصہ

یکے تشنہ میرفت و جاں می سپرد
ایک شخص پیاسا جارہا تھا اور جان دے رہا تھا

خنک نیک بختے کہ در آب مُرد
وہ بہت نیک بخت ہے جو پانی میں مرا

بدو گفت نابالغے کاے عجب
اس کو ایک نابالغ نے کہا تعجب ہے

چو مُردی چہ سیراب و چہ خشک لب
جب تو مرگیا تو کیا سیراب اور کیا خشک ہونٹ

بگفتا نہ آخر دہاں تر کنم
اس نے کہا آخر میں بھی منہ تر نہ کروں

کہ تا جانِ شیریں مش در سر کنم
تاکہ شیریں جان اس کے خیال میں ختم کردوں

فتد تشنہ در آبدانِ عمیق
پیاسا گہرے گڑھے میں گر پڑتا ہے

کہ داند کہ سیراب میرد غریق
اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ ڈوبا ہوا سیراب مرتا ہے

اگر عاشقی دامن او بگیر
اگر تو عاشق ہے تو اس کا دامن تھام لے

وگر گویدت جاں بدہ گو بگیر
اور اگر وہ کہے کہ جان دے تو کہہ لے

بہشتِ تن آسانی آنگہ خوری
تن آسانی کا میوہ تو جب کھائیگا

کہ بر دوزخِ نیستی بگذری
جب کہ نیستی کی دوزخ پر سے گذر جائے گا

دلِ تخم کاراں بود بار کش
کاشتکاروں کا دل تکلیف میں رہتا ہے

چو خرمن برآید بخسپند خوش
جب کھلیان ہوجاتا ہے آرام سے سوتے ہیں

دریں مجلس آں کس بکامے رسید
اس مجلس میں وہی شخص مقصد کو پہنچا

کہ در دورِ آخر بجامے رسید
جو آخری دور میں جام تک پہنچ گیا

حکایت در صبر و ثبات روندگاں

سالکوں کے صبر و ثبات کا قصہ

چنیں نقل دارم ز مردانِ راہ
مجھے یہ بات سالکوں سے پہونچی ہے

فقیرانِ منعم گدایانِ شاہ
جو مالدار فقیر شاہ گدا ہیں

کہ پیرے بدریوزہ شد بامداد
کہ ایک بوڑھا صبح کو مانگنے نکلا

درِ مسجدے دید و آواز داد
اس نے ایک مسجد کا دروازہ دیکھا اور صدا دی

یکے گفتش ایں خانۂ خلق نیست
کسی نے اس سے کہا کہ یہ مخلوق کا گھر نہیں ہے

کہ چیزے دہندت بشوخی مایست
کہ مجھے وہ کوئی چیز دیں شرارت سے نہ ٹھہر

۱۔ یعنی وہ مرتے وقت یہ کہہ رہا تھا۔
۲۔ نابالغ سے مراد خام کار انسان ہے۔
۳۔ یعنی دنیا اور اس سے استغنار کی وجہ سے مالدار معلوم ہوتے ہیں لیکن اللہ کی طرف ہر وقت محتاج ہیں مال و دولت نہ ہونے کی وجہ سے گدا ہیں لیکن دل کے استغنار کی وجہ سے شاہ ہیں۔
۴۔ یہ بھیک انسانوں کے گھر سے مانگی جاتی ہے۔ یہ خدا کا گھر ہے۔

بپرسید این خانہ کیست پس
اس نے پوچھا آخر یہ کس کا گھر ہے
کہ بخشایشش نیست بر حالِ کس
کہ اس کی کسی کے حال پر عنایت نہیں ہے

بگفتا خموش این چہ لفظ خطاست
اس نے کہا چپ رہ یہ کیا غلط بات ہے
خداوندِ خانہ خداوندِ ماست
گھر کا مالک ہمارا خدا ہے

نگہ کرد قندیل و محراب دید
اس نے نگاہ کی قندیل اور محراب کو دیکھا
بسوز از جگر نعرۂ برکشید
جگر سوزی سے ایک نعرہ مارا

کہ حیفست ازینجا فراتر شدن
کہ اس جگہ سے آگے بڑھنا ظلم ہے
دریغیست محروم ازین در شدن
اس در سے محروم ہونا افسوسناک ہے

نرفتم بنومیدی از ہیچ کوئے
میں کسی کوچہ سے ناامید ہو کر واپس نہیں ہوا
چرا از درِ حق روم زرد روئے
اللہ کے دروازے سے شرمندہ ہو کر کیسے جاؤں

ہم آنجا کنم دستِ خواہش دراز
وہاں بھی بھیک کا ہاتھ پھیلاؤں گا
کہ دانم نگردم تہیدست باز
اس لیے کہ میں جانتا ہوں ہاتھ خالی واپس نہ ہونگا

شنیدم کہ سالے مجاور نشست
میں نے سنا ہے کہ ایک سال مجاور بنا بیٹھا رہا
چو فریاد خواہاں برآورد دست
فریادیوں کی طرح ہاتھ اٹھائے رہا

شبے پائے عمرش فرو شد بگل
ایک رات اس کی عمر کا پیر مٹی میں دھنس گیا
طپیدن گرفت از ضعیفیش دل
کمزوری کی وجہ سے اس کے دل نے تڑپنا شروع کر دیا

سحر برد شخصے چراغش بسر
صبح کو ایک شخص اس کے سر کے پاس چراغ لے گیا
رمق دید ازو چوں چراغِ سحر
اس میں اسی قدر رمق دیکھی جیسے صبح کا چراغ

ہمی گفت غلغل کناں از فرح
خوشی میں گنگناتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا
ومن دق بابَ الکریم انفتح
جس نے بھی سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے وہ کھلا ہے

طلبگار باید صبور و حمول
طلبگار کو صابر اور بردبار ہونا چاہیئے
کہ نشنیدہ ام کیمیا گر ملول
اس لیے کہ میں نے کسی کیمیاگر کو ملول ہوتے نہیں سنا

چہ زرہا بخاک سیہ در کند
کس قدر روپیہ سیاہ خاک میں ملاتا ہے۔
کہ باشد کہ روزے مسے زر کند
کہ ہو سکتا ہے کسی دن تانبے کو سونا کر دے

زر از بہر چیزے خریدن نکوست
سونا کوئی چیز خریدنے کے لیے بہتر ہے
نخواہی خریدن بہ از ناز دوست
دوست کے ناز سے زیادہ بہتر تو کوئی چیز نہ خرید سکے گا

گر از دلبرے دل بہ تنگ آیدت
اگر کسی معشوق سے تیرا دل تنگ ہو جائے
دگر غمگسارے بچنگ آیدت
تو کوئی دوسرا غمگسار تیرے ہاتھ آجائے گا

مبر تلخ عیشی ز روئے ترش
بد مزاج کی وجہ سے کڑوی زندگی نہ گذار
بآبے دگر آتشش بازکش
اس کی آگ کو دوسرے پانی سے بجھا دے

وے گر بخوبی ندارد نظیر
لیکن اگر وہ حسن میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے
باندک دل آزار ترکش مگیر
تو تھوڑی سی دل آزاری کی وجہ سے اس کو نہ چھوڑ

۱؎ خدا کے دربار سے محروم رہنا کسی طرح مناسب نہیں لہذا یہیں پڑاؤ ڈالوں گا۔

۲؎ جب دنیا کا طالب بھوس کبھی مایوس نہیں ہوتا تو خدا کے طالب کے لیے مایوسی حرام ہے۔

۳؎ سونے چاندی کا مقصد اشیاء حاصل کرنا ہے تو خدا کی ذات سے بہتر اور کیا شے ہو سکتی ہے۔

ع ۱۰

توان از کسے دل بپرداختن
اس شخص سے دل ہٹایا جا سکتا ہے

کہ دانی کہ بے او توان ساختن
جس کے بارے میں تجھے معلوم ہو کہ اس کے بغیر گزارا ہو سکتا ہے

حکایت در معنی آنکہ طالب صادق بجفا بر نگردد

قصہ اس بیان میں کہ سچا عاشق ظلم برداشت کر کے بھی نہیں ہٹتا

شبے تا سحر صالحے زندہ داشت
ایک بزرگ نے تمام رات عبادت کی

سحر دستہائے دعا بر فراشت
صبح کو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے

یکے ہاتف انداخت در گوشِ پیر
بوڑھے کے کان میں ہاتف نے کہا

کہ بے حاصلی رو سرِ خویش گیر
کہ تو بے مراد ہے جا اپنا راستہ پکڑ

بریں در دعائے تو مقبول نیست
اس دروازے پر تیری دعا مقبول نہیں ہے

بخواری برو یا بزاری بایست
ذلت سے نکل جا یا کھڑا رو تا رہ

شبے دیگر از ذکر و طاعت نخفت
دوسری رات کو ذکر اور عبادت کی وجہ سے نہ سویا

مریدے ز حالش خبر داشت گفت
ایک مرید کو اس کے حال کا علم تھا اس نے کہا

چو دیدی کزاں روئے بستست در
جب تجھے معلوم ہے کہ اس جانب سے تیرا دروازہ بند ہے

بہ بے حاصلی سعی چندیں مبر
بے کار اتنی کوشش نہ کر

بدیباچہ بر اشکِ یاقوت فام[۱]
چہرہ پر یاقوت جیسے آنسو

بحسرت ببارید و گفت اے غلام
حسرت سے اس نے بہائے اور کہا اے لڑکے!

مپندار اگر وے عناں بر شکست
یہ نہ خیال کر کہ اگر اس نے باگ موڑ لی ہے

کہ من باز دارم ز فتراک دست
تو میں شکار خانہ سے ہاتھ اٹھا لوں گا

بنو میدی آنگہ بگردیدمے
ناامیدی سے میں اس وقت اس راستہ سے واپس ہوتا

ازیں رہ کہ راہِ دگر دیدمے
جب کہ میں دوسرا راستہ دیکھتا

چو خواہندہ محروم گشت از درے
جب بھکاری کسی دروازے سے محروم ہو

چہ غم گر شناسد درِ دیگرے
اگر وہ دوسرے راستہ سے واقف ہو تو اس کو کیا غم ہے

شنیدم کہ راہم دریں کوئے نیست
میں نے سن لیا ہے کہ اس کوچہ میں میرے لیے راستہ نہیں ہے

ولے ہیچ راہے دگر روئے نیست
لیکن دوسری جانب بھی تو کوئی راستہ نہیں ہے

دریں بود سر بر زمینِ فدے
وہ اس حالت میں تھا کہ فدا کاری کی زمین پر سر تھا

کہ گفتند در گوشِ جانش ندے
کہ اچانک اس کے دل کے کان میں انھوں نے آواز دی

قبولست گرچہ ہنر نیستش
اگرچہ اس کو لیاقت نہیں ہے لیکن قبول ہے

کہ جز ما پناہے دگر نیستش
کیونکہ اس کے لیے ہمارے سوا کوئی پناہ نہیں ہے

حکایت

یکے در نشاپور[۲] دانی چہ گفت
تجھے معلوم ہے کہ نیشاپور میں ایک شخص نے کیا کہا

چو فرزندش از فرضِ خفتن بخفت
جب اس کا لڑکا عشاء کی نماز بغیر پڑھے سو گیا

۱۰

۱ یعنی وہ خونی آنسوؤں سے رویا۔
۲ نیشاپور خراسان کا ایک مشہور شہر ہے۔

توقع مدار اے پسر گر کسی — کہ بے سعی ہرگز بجائے رسی
اے لڑکے اگر تو انسان ہے تو یہ توقع نہ رکھ — کہ بدوں کوشش کے کسی مقام پر تو پہنچ جائے گا

سمیلان چو برنگیرد قدم — وجودیست بے منفعت چوں عدم
جو کا سمیلان قائم نہیں رہتا ہے — عدم کی طرح کا بے منفعت وجود ہے

طمع دار سود و بترس از زیاں — کہ بے بہرہ باشند فارغ زیاں
فائدے کی امید رکھ اور نقصان سے ڈر — اسلئے کہ نقصان سے اندیشہ نہ رکھنے والے بے نصیب ہیں

حکایت در صبر بر جفائے آنکہ از و صبر نتواں کرد

اس شخص کے ظلم پر صبر کرنے کا قصہ جس کے بغیر صبر نہیں آسکتا

شکایت کند نوعروسی جواں — بہ پیرے ز داماد نامہرباں
ایک نوجوان کی دلہن شکایت کرتی ہے — بوڑھے سے ظالم داماد کی

کہ مپسند چندیں کہ با ایں پسر — بتلخی رود روزگارم بسر
کہ یہ بات گوارا نہ کر کہ اس لڑکے کے ساتھ — اتنی کڑواہٹ سے میری زندگی گذرے

کسانیکہ با من دریں منزلند — نہ بینم کہ چوں من پریشاں دلند
وہ عورتیں جو میرے ساتھ اس مقام پر ہیں — میں نہیں دیکھتی کہ وہ میری طرح پریشان دل ہیں

زن و مرد باہم چناں دوستند — کہ گوئی دو مغز و یکے پوستند
بیوی اور شوہر آپس میں ایسے دوست ہیں — کہ گویا دو گری اور ایک چھلکا ہیں

ندیدم دریں مدت از شوئے من — کہ بارے بخندید در روئے من
میں نے اس عرصہ میں اپنے شوہر سے یہ نہیں دیکھا — کہ وہ ایک مرتبہ بھی مجھے دیکھ کر مسکرایا ہو

شنید ایں سخن پیر فرخندہ فال — سخنداں بود مرد دیرینہ سال
مبارک نصیب بوڑھے نے یہ بات سنی — زیادہ عمر کا آدمی بات سمجھنے والا ہوتا ہے

جوابے چہ پیرانہ اش گفت خوش — کہ گر خوب روئیست بارش بکش
کیا اچھے پیرانہ میں اس کو جواب دیا — کہ اگر وہ حسین ہو اس کا بوجھ برداشت کر

دریغست روی از کسے تافتن — کہ دیگر نشاید چنو یافتن
ایسے شخص سے منہ موڑنا افسوسناک ہے — جس کا مثل دوسرا نہ پایا جاسکے

چرا سرکشی زانکہ گر سرکشد — بحرف وجودت قلم درکشد
تو کیوں سرکشی کرتی ہے اس سے کہ اگر وہ سرکشی کرے — تو تیرے وجود کے حرف پر قلم پھیر دے گا

رضا دہ بفرمان حق بندہ وار — کہ چوں او نہ بینی خداوندگار
اللہ کے حکم پر بندہ کی طرح راضی رہ — اس لئے کہ اس جیسا آقا تو نہ دیکھ سکے گی

حکایت

یکم روز بر بندۂ دل بسوخت — کہ میگفت و فرماندہش میفروخت
ایک دن ایک غلام پر میرا دل جل گیا — جو کہہ رہا تھا اور اس کا آقا اس کو بیچ رہا تھا

۱؎ اسمیلان ایک قسم کی گھاس ہے جو کھیتی کٹنے کے بعد خود بخود اگ آتی ہے لیکن وہ بالکل بے کار چیز ہے محنت کی کاشت پھل دیتی ہے۔

۲؎ بے فکر انسان کبھی کوئی ترقی نہیں کرسکتا ہے

۱۰

۳؎ یعنی نوجوان دلہن نے اپنے باپ سے اپنے شوہر کی شکایت کی۔

۴؎ یعنی شوہروں والی اور عورتیں میری طرح پریشان نہیں ہیں۔

۵؎ یعنی تیری زندگی ختم ہو جائیگی

ترا بندہ از من بہ افتد بسے تجھے مجھ سے بہتر بہت غلام مل جائیں گے	مرا چوں تو دیگر نیفتد کسے مجھے تجھ جیسا دوسرا نہ ملے گا

حکایت در معنی اختیار درد بر درماں از قبل دوست

دوست کی جانب سے درد کو علاج پر ترجیح دینے کے بیان میں قصہ

طبیبے پری چہرہ در مرو بود
مرو میں ایک طبیب تھا جس کا چہرہ پری جیسا تھا
کہ در باغ دل قامتش سرو بود
دل کے باغ میں جس کا قد سرو جیسا تھا

نہ از درد دلہائے ریشش خبر
نہ اس کو زخمی دلوں کے درد کا علم تھا
نہ از چشم بیمار خویشش خبر
نہ اپنی بیمار آنکھوں کی اس کو خبر تھی

حکایت کند دردمندے غریب
ایک پردیسی بیمار بیان کرتا ہے
کہ خوش بود چندے سرم با طبیب
کہ طبیب سے کچھ دن مجھے عشق رہا

نمی خواستم تندرستے خویش
میں اپنا اچھا ہونا نہ چاہتا تھا
کہ دیگر نیاید طبیبم بہ پیش
اس لیے کہ پھر طبیب میرے پاس نہ آئیگا

بسا عقل زورآور چیرہ دست
بہت سی تیز ہوشیار عقلیں ہیں
کہ سودائے عشقش کند زیر دست
جن کو عشق کا جنون مغلوب کرلیتا ہے

چو سودا خرد را بمالید گوش
جب عشق عقل کے کان کھینچتا ہے
نیارد دگر سر برآورد ہوش
تو پھر ہوش سر نہیں ابھارتا

حکایت در معنی استیلائے عشق بر عقل

عشق کے عقل پر غلبہ کے بیان میں

یکے پنجۂ آہنیں راست کرد
ایک شخص نے آہنی پنجے کو ٹھیک کیا
کہ با شیر زورآوری خواست کرد
کیونکہ اس نے شیر کے ساتھ زور آزمائی ٹھانی

چو شیرش بسر پنجہ در خود کشید
جب اس کو شیر نے پنجہ سے اپنی طرف کھینچا
دگر زور در پنجۂ خود ندید
پھر اس نے اپنے پنجے میں زور نہ دیکھا

یکے گفتش آخر چہ خسپی چو زن
ایک شخص نے اس سے کہا عورت کی طرح کیا سو رہا ہے
بسر پنجۂ آہنینش بزن
اس کو آہنی پنجے سے مار

شنیدم کہ مسکیں در آں زیر گفت
میں نے سنا ہے کہ بیچارہ نیچے پڑا ہوا کہہ رہا تھا
نشاید بدیں پنجہ با شیر گفت
اس پنجے سے شیر کے ساتھ مار پیٹ نہیں ہوسکتی

چو بر عقل دانا شود عشق چیر
جب عقلمند کی عقل پر عشق غالب آجاتا ہے
ہماں پنجۂ آہنین است و شیر
وہی آہنی پنجے اور شیر کا قصہ ہے

چو در پنجۂ شیر مرد اوژنی
جب تو مرد افگن شیر کے پنجے میں ہے
چہ سودت کند پنجۂ آہنی
تو تجھے آہنی پنجہ کیا فائدہ دیگا

چو عشق آمد از عقل دیگر مگوے
جب عشق ہوجائے پھر عقل کی بات نہ کر
کہ در دستِ چوگاں اسیر است گوے
اس لیے کہ گیند تو بلّے کے ہاتھ میں قیدی ہے

۱۴۰

۱ یعنی اگر میں اچھا ہوگیا تو طبیب کی آمد و رفت بند ہوجائیگی۔

۲ یعنی عشق اور عقل کی مثال آہنی پنجے اور شیر کی سی ہے عشق کے مقابلہ میں عقل کی کچھ نہیں چلتی ہے

حکایت در معنی عزت محبوب در نظر محب

قصہ عاشق کی نظروں میں معشوق کی عزت کے بیان میں

میانِ دو عم زادہ وصلت فتاد — دو خورشید سیمائے مہتر نژاد
دو چچازادوں میں شادی ہو گئی — دونوں آفتاب جیسے چہرے والے شریف النسل تھے

یکے را بغایت خوش افتادہ بود — دگر نافر و سرکش افتادہ بود
ایک[2] کو انتہا درجہ کا عشق تھا — دوسرا[3] متنفر اور سرکش واقع ہوا تھا

یکے لطف و خلقِ پری وار داشت — یکے روی در روی دیوار داشت
ایک[4] محبت اور پری جیسے اخلاق رکھتا تھا — دوسرا چہرہ دیوار کی طرف رکھتا تھا

یکے خویشتن را بیاراستے — دگر مرگِ خویش از خدا خواستے
ایک[5] اپنے آپ کو سنوارتا بناتا — دوسرا[6] خدا سے اپنی موت کا خواہشمند تھا

پسر را نشاندند پیرانِ دہ — کہ مہرش برو نیست مہرش بدہ
گانوں کے بوڑھوں نے لڑکے کو بٹھایا — کہ جب تجھے اس سے محبت نہیں ہے تو اس کا مہر ادا کر دے

بخندید و گفتا بصد گوسفند — تغابن نباشد رہائی ز بند
وہ ہنسا اور بولا سَو[7] بکریوں کے بدلے — قید سے چھٹکارا ٹوٹے کی بات نہیں ہے

بناخن پری چہرہ میکند پوست — کہ ہرگز بدیں کے شکیبم ز دوست
پری جیسے چہرہ والی ناخن سے کھال نوچتی تھی — کہ میں کبھی بھی دوست کو چھوڑ کر اس پر صبر نہیں کر سکونگی

نکند ترکِ مہر و وفا و وصول — مرا زاں چہ گر رد کند یا قبول
وہ محبت اور وفاداری اور وصال کو ترک کرتا ہے — مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں وہ انکار کرے یا قبول

بیا ہم چنیں زندگانی کنم — جفا بینم و مہربانی کنم
آ اسی طور پر زندگی بسر کروں گی — ظلم سہوں گی اور مہربانی کرتی رہوں گی

نہ صد گوسفندم کہ سی صد ہزار — نباید بنا دیدنِ روئے یار
سَو نہیں بلکہ تیس[8] ہزار بکریاں بھی — دوست کا چہرہ نہ دیکھنے کے بدلے میں نہیں چاہئیں

ترا ہر چہ مشغول دارد ز دوست — گر انصاف پرسی دلآرامت اوست
دوست سے تجھے جو چیز بھی بے نیاز بنائے — اگر تو انصاف سے پوچھتا ہے تیرا معشوق تو وہ ہے

یکے پیش شوریدہ حالے نشست — کہ دوزخ تمنا کنی یا بہشت
ایک شخص نے خدا کے طالب کو لکھا — کہ تو دوزخ کی تمنا کرتا ہے یا بہشت کی

بگفتا مپرس از من ایں ماجرا — پسندیدم انچہ او پسندد مرا
اس نے کہا مجھ سے یہ قصہ نہ پوچھ — میں وہی پسند کرتا ہوں جو وہ میرے لیے پسند کرتا ہے

[1] یعنی لڑکا اور لڑکی آپس میں چچازاد بھائی بہن تھے۔
[2] یعنی لڑکی لڑکے پر فریفتہ تھی۔
[3] یعنی لڑکا لڑکی سے متنفر تھا۔
[4] یعنی لڑکی کو محبت تھی۔ شوہر شب کو سوتے میں اپنا رخ دیوار کی طرف کر لیتا تھا بیوی کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا۔
[5] یعنی لڑکی
[6] یعنی شوہر اپنی زندگی سے بیزار ہو گیا تھا۔
[7] مہر سو بکریاں تھیں۔
[8] مہر کی ادائیگی کے ذکر پر بیوی نے منہ پیٹ لیا اور جدائی پر راضی نہ ہوئی
[9] یعنی وہ میرے ساتھ خواہ کچھ بھی سلوک کرے میں اس کی وفادار ہوں۔

ع ۱۰

حکایت مجنون و صدق محبت او با لیلی

مجنوں اور لیلیٰ کے ساتھ اس کی سچی محبت کا قصہ

بمجنوں کسے گفت کاے نیک پے — چہ بودت کہ دیگر نیائی بحے
مجنوں سے کسی نے کہا اے نیک قدم — تجھے کیا ہو گیا کہ اب تو قبیلہ میں نہیں آتا

مگر در سرت شور لیلیٰ نماند
شاید تیرے سر میں لیلیٰ کا سودا نہیں رہا

خیالت دگر گشت و میلے نماند
تیرا خیال بدل گیا ہے اور محبت نہیں رہی

چو بشنید بیچارہ بگریست زار
جب بیچارے نے سنا زار زار رونے لگا

کہ اے خواجہ دستم ز دامن بدار
کہ اے صاحب میرا پیچھا چھوڑ

مرا خود دلِ دردمند است ریش
جب میرا دل تو خود ہی دردمند ہے

تو نیزم نمک بر جراحت مریز
تو میرے زخم پر نمک نہ چھڑک

نہ دوری دلیل صبوری بود
دور رہنا صبر کی دلیل نہیں ہوتی ہے

کہ بسیار دوری ضروری بود
کیونکہ اکثر اوقات دوری ضروری ہوتی ہے

بگفت اے وفادار فرخندہ خوے
اس نے کہا اے مبارک عادت والے وفادار

پیامی کہ داری بلیلیٰ بگوے
لیلیٰ کے لیے جو تیرا پیغام ہے بتا!

بگفتا مبر نام من پیش دوست
اس نے کہا دوست کے سامنے میرا نام بھی نہ لینا

کہ حیف است ذکر من آنجا کہ اوست
اس لیے کہ جہاں وہ ہے اس جگہ میرا ذکر بھی ظلم ہے

حکایت سلطان محمود و صدق محبت او و سیرت ایاز

سلطان محمود اور اس کی سچی محبت اور ایاز کی سیرت کا قصہ

یکے خردہ بر شاہ غزنیں گرفت
غزنیں کے بادشاہ کی ایک شخص نے عیب جوئی کی

کہ حسنے ندارد ایاز اے شگفت
کہ ہائے تعجب ایاز کوئی حسن بھی نہیں رکھتا

گلے را کہ نے رنگ باشد نہ بوے
جس پھول میں نہ رنگ ہو نہ خوشبو

غریب است سودائے بلبل بروے
اس سے بلبل کا عشق عجیب ہے

بمحمود گفت این حکایت کسے
کسی نے یہ قصہ سلطان محمود سے کہدیا

بہ پیچید از اندیشہ بر خود بسے
اس نے فکر سے اپنے اوپر بہت پیچ و تاب کھایا

کہ عشق من اے خواجہ بر خوے اوست
اے صاحب مجھے اس کی عادت سے عشق ہے

نہ بر قد و بالائے نیکوئے اوست
نہ کہ اس کے قد اور خوبصورت قامت سے

شنیدم کہ در تنگنائے شتر
میں نے سنا ہے کہ اونٹ ایک تنگ جگہ میں

بیفتاد و بشکست صندوق دُر
گر پڑا اور موتیوں کا صندوق ٹوٹ گیا

بیغما ملک آستیں بر فشاند
بادشاہ نے لوٹ لینے کی اجازت دیدی

وز آنجا بتعجیل مرکب براند
اور وہاں سے جلدی سے سواری بڑھا دی

سواراں پئے دُر و مرجاں شدند
سوار موتی اور مونگے کے درپے ہو گئے

ز سلطاں بیغما پریشاں شدند
لوٹ مار میں بادشاہ سے جدا ہو گئے

نماند از وشاقان گردن فراز
بلند مرتبہ والے نوکروں میں سے نہ رہا

کسے در قفائے ملک جز ایاز
کوئی بھی بادشاہ کے پیچھے ایاز کے سوا

نگہ کرد کاے دلبر پیچ پیچ
اس نے دیکھا کہ اے خم دار زلف میں دل پھنسانے والے

ز یغما چہ آوردہ گفت ہیچ
لوٹ میں سے کیا لایا اس نے کہا کچھ بھی نہیں

۱؎ ایک مقام پر پہنچکر عاشق اپنے آپکو گم کر دیتا ہے۔ معشوق کے سامنے اس کا ذکر دوئی کی دلیل ہے۔

۲؎ کابل کے علاقہ میں غزنی ایک شہر کا نام ہے سلطان محمود وہاں کا بادشاہ تھا جو ایاز کے اخلاق پر عاشق تھا۔

۳؎ بے رنگ و بو کے پھول پر بلبل عاشق نہیں ہوتی محمود بدصورت ایاز پر کیوں عاشق ہے

۴؎ یعنی بڑے بڑے عہدہ دار بادشاہ سے غافل ہو کر لوٹ میں لگ گئے۔

من اندر قفائے تو می تاختم
میں تو آپ کے پیچھے دوڑتا رہا

ز خدمت بنعمت نپرداختم
خدمت گذاری کی وجہ سے مال میں نہ لگا

گرت قربتے ہست در بارگاہ
اگر دربار میں تجھے تقرب حاصل ہے

بخلعت مشو غافل از پادشاہ
شاہی پوشاک کی وجہ سے بادشاہ سے غافل نہ ہو

خلاف طریقت بود کاولیا
طریقت کے خلاف ہوگا اگر اولیاء

تمنا کنند از خدا جز خدا
خدا کے سوا خدا سے تمنا کریں گے

گر از دوست چشمت بر احسان اوست
اگر تیری نگاہیں دوست کے احسان پر لگی ہیں

تو در بند خویشی نہ در بند دوست
تو اپنی فکر میں ہے نہ کہ دوست کی

ترا تا دہن باشد از حرص باز
جب تک حرص سے تیرا منہ کھلا ہے

نیاید بگوش دل از غیب راز
دل کے کان میں غیب سے راز نہیں آتا ہے

حقیقت سرائیست آراستہ
حقیقت ایک آراستہ محفل ہے

ہوا و ہوس گرد برخاستہ
خواہش اور ہوس اڑتی گرد ہے

نہ بینی کہ جائے کہ برخاست گرد
تو نے نہیں دیکھا کہ جہاں گرد اڑتی ہے

نہ بیند نظر ورچہ بیناست مرد
نگاہ نہیں دیکھ سکتی خواہ انسان بینا ہی ہو

۱۰ حکایت در معنی قدم درست مرداں

نیک مردوں کی راست روی کا قصہ

قضا را من و پیرے از فاریاب
اتفاقاً میں اور فاریاب[۲] کا ایک بوڑھا

رسیدیم در خاک مغرب بآب
دریا کے کنارے مغرب کی سرزمین میں پہنچے

مرا یک درم بود بر داشتند
میرے پاس ایک درہم تھا انھوں نے سوار کر لیا

بکشتی و درویش نگذاشتند
کشتی میں اور درویش کو نہ بیٹھنے دیا

سیاہاں براندند کشتی چو دود
ملاحوں نے کشتی کو دھوئیں کی طرح اڑا دیا

کہ آں ناخدا ناخدا ترس بود
اس لئے کہ وہ کشتی والا خدا سے نہیں ڈرتا تھا

مرا گریہ آمد ز تیمار جفت
ساتھی کے غم پر مجھے رونا آ گیا

براں گریہ قہقہہ بخندید و گفت
اس رونے پر وہ قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا

مخور غم برائے من اے پر خرد
اے عقلمند مجھ پر غم نہ کر

مرا آں کس آرد کہ کشتی برد
مجھے وہی ذات لائے گی جو کشتی لے جا رہی ہے

بگسترد سجادہ بر روئے آب
پانی کی سطح پر اس نے مصلیٰ بچھایا

خیالست پنداشتم یا بخواب
میں سمجھا میرا وہم ہے یا خواب ہے

ز مدہوشیم دیدہ آں شب نخفت
مدہوشی میں میری اس رات آنکھ نہ لگی

نگہ بامداداں بمن کرد و گفت
صبح کو اس نے مجھے دیکھا اور کہا

عجب ماندی اے یار فرخندہ رای
اے مبارک خیال دوست تو تعجب میں پڑ گیا

ترا کشتی آورد و مارا خدائے
تجھے کشتی لائی اور مجھے خدا

۱؎ یعنی ہوا و ہوس کی گرد خدا کی ذات کو نگاہوں سے اوجھل کر دیتی ہے

۲؎ فاریاب ایک جگہ کا نام ہے۔

۳؎ میرے پاس کرایہ تھا کشتی میں مجھے سوار کر لیا بوڑھا خالی ہاتھ تھا اس کو سوار نہ کیا۔

۴؎ یعنی پانی پر مصلیٰ بچھانے کو میں حقیقت نہ سمجھا بلکہ محض خواب و خیال سمجھا

مرا اہلِ صورت بدیں نگروند — کہ ابدال در آب و آتش روند
تیری اس بات کا اہلِ ظاہر یقین نہ کریں گے — کہ ابدال پانی اور آگ میں چلتے ہیں

نہ طفلے کز آتش ندارد خبر — نگہدارد ش مادرِ مہرور
کیا ایسا نہیں ہے کہ وہ بچہ جو آگ کو نہیں پہچانتا ہے — مہربان ماں اس کی نگہداشت کرتی ہے

پس آنانکہ در وجد مستغرق اند — چنیں داں کہ منظورِ عین الحق اند
تو وہ لوگ جو کہ حال میں مستغرق ہیں — یہ سمجھ کہ وہ اللہ کے منظورِ نظر ہیں

نگہ دارد از تابِ آتش خلیل — چو تابوتِ موسیٰ ز غرقابِ نیل
آگ کی گرمی سے ابراہیم خلیل اللہ کی نگہداشت کرتا ہے — جیسا کہ حضرت موسیٰ کے صندوق کو نیل میں ڈوبنے سے

چو کودک بدستِ شناور برست — نترسد وگر دجلہ پہناور ست
جب بچہ تیراک کے ہاتھ میں ہے — تو وہ نہیں ڈرتا اگرچہ دجلہ چوڑا پاٹ دار ہے

تو بر روئے دریا قدم چوں زنی — چو مرداں کہ بر خشک تر دامنی
تو دریا کی سطح پر کیسے قدم دھر سکتا ہے — ابدال کی طرح جبکہ تو زمین پر فاسق ہے

گفتار اندر معنی فنائے موجودات با کبریائے باری عز اسمہ

خدائی کبریائی کے مقابلہ میں موجودات کے فنا کا قصہ

رہِ عقل جز پیچ بر پیچ نیست — بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست
عقل کا راستہ پیچ در پیچ ہونے کے سوا کچھ نہیں ہے — عارفوں کے نزدیک خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے

تواں گفتن ایں با حقائق شناس — ولے خردہ گیرند اہلِ قیاس
حقیقت شناسوں سے یہ بات کہی جا سکتی ہے — ہاں عقل والے اس پر عیب لگائیں گے

کہ پس آسمان و زمیں چیستند — بنی آدم و دام و دد کیستند
کہ پھر آسمان اور زمین کیا ہیں — انسان اور چرندے درندے کیا ہیں

پسندیدہ پرسیدی اے ہوشمند — بگویم گر آید جوابت پسند
اے ہوشمند تو نے اچھی بات پوچھی — میں تجھے جواب دیتا ہوں اگر پسند آجائے

کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک — پری و آدمی زاد و دیو و ملک
کہ جنگل اور دریا اور پہاڑ اور آسمان — پری اور انسان اور دیو اور فرشتے

ہمہ ہرچہ ہستند ازاں کمتر اند — کہ با ہستیش نام ہستی برند
جو کچھ بھی ہیں اس سے کمتر ہیں — کہ اس کے وجود کے سامنے موجود کہلائیں

عظیم ست پیشِ تو دریا بموج — بلند است گردونِ گرداں باوج
تیرے نزدیک موج کی وجہ سے دریا بڑی چیز ہے — بلندی کی وجہ سے گھومنے والا آسمان بلند ہے

ولے اہلِ صورت کجا پے برند — کہ اربابِ معنی بملکے درند
لیکن اہلِ ظاہر کہاں پتہ پا سکتے ہیں — کہ اہلِ باطن ایک ایسے ملک میں ہیں

کہ گر آفتاب ست یک ذرہ نیست — وگر ہفت دریاست یک قطرہ نیست
کہ اگر آفتاب ہے تو ایک ذرہ نہیں ہے — اور اگر سات دریا ہیں تو ایک قطرہ نہیں ہیں

۱۔ سعدی کہتے ہیں میں نے جو اس بزرگ کی کرامات بتائی ہے اس پر اہلِ ظاہر کو یقین نہ آئے گا۔

۲۔ ابدال اولیاء اللہ کا ایک گروہ ہوتا ہے۔

۳۔ چونکہ اولیاء اللہ حال میں ڈوبے رہتے ہیں اور خودی سے بالکل غافل ہوتے ہیں لہذا خدا ان کے وجود کی خود نگرانی فرماتا ہے۔

۴۔ وہ انسان خشکی پر اللہ کی نافرمانی کرتا ہے سمندر میں خدا اس کی کیا حفاظت کریگا۔

۵۔ یعنی خواہ تیری عقل میں نہ آئے لیکن عارف باللہ جانتے ہیں کہ اصل وجود وجودِ باری ہے۔

۶۔ یعنی جس قدر بھی مخلوق خدا ہے۔

۷۔ اہلِ ظاہر چونکہ مشاہدۂ حق سے محروم ہیں لہذا ان کی نگاہ میں کائنات کی عظمت ہے لیکن جو ہر وقت ذات و صفات کا مشاہدہ کرتے ہیں یہ کل کائنات ان کی نگاہ میں ہیچ ہے۔

چو سلطان عزت علم بر کشد ــ جہاں سر بجیب عدم در کشد
عزت کا بادشاہ جب جھنڈا بلند کر دیتا ہے ــ تو دنیا عدم کے گریبان میں سر ڈال دیتی ہے

حکایت دہقاں در لشکر سلطان

دیہاتی کا شاہی لشکر میں آنے کا قصہ

رئیس دہے با پسر در رہے ــ گذشتند بر قلب شاہنشہے
گاؤں کا چودھری مع اپنے لڑکے کے ایک راستے میں ــ ایک بادشاہ کے لشکر پر سے گذرے

پسر چاؤشاں دید و تیغ و تبر ــ قبا ہائے اطلس کمر ہائے زر
لڑکے نے نقیب اور تلوار اور تبر دیکھے ــ اطلس کی قبائیں پہنے زریں پٹیاں لگائے

یلانِ کماں دار نخچیر زن ــ غلامانِ ترکش کش تیر زن
تیر کمان والے شکاری پہلوان دیکھے ــ ترکش اٹھانے والے، تیر انداز غلام دیکھے

یکے در برش پرنیانی قباہ ــ یکے بر سرش خسروانی کلاہ
کسی کے بدن پر پرنیاں کی قبا ــ کسی کے سر پر شاہی ٹوپی

پسر کاں ہمہ شوکت و پایہ دید ــ پدر را بغایت فرومایہ دید
جس لڑکے نے یہ تمام شوکت اور رتبہ دیکھا ــ باپ کو انتہائی کم درجہ دیکھا

کہ حالش بگردید و رنگش بریخت ــ ز ہیبت بہ بیغولہ در گریخت
کہ اس کی حالت بگڑ گئی اور اس کا رنگ اڑ گیا ــ خوف سے ایک طرف کو بھاگا

پسر گفتش آخر بزرگ دہی ــ بسرداری از سر بزرگاں مہی
لڑکے نے اس سے کہا آخر تو گاؤں کا سردار ہے ــ سرداری میں بڑے سرداروں سے بڑا ہے

چہ بودت کہ بریدی از جاں امید ــ بلرزیدی از پادشاہے چو بید
تجھے کیا ہوا کہ جان سے ناامید ہو گیا ــ بادشاہ سے بید کی طرح لرزنے لگا

بلے گفت سالار و فرماں دہم ــ ولے عزتم ہست تا در دہم
اس نے کہا ہاں میں سردار اور حاکم ہوں ــ لیکن میری اسی وقت تک عزت ہے جب تک گاؤں میں ہوں

بزرگاں ازاں وہشت آلودہ اند ــ کہ در بارگاہ ملک بودہ اند
بڑے لوگ اسی وجہ سے دہشت زدہ ہوجاتے ہیں ــ کیونکہ وہ بادشاہ کے دربار میں رہ چکے ہیں

تو اے بے خبر ہمچناں در دہی ــ کہ بر خویشتن منصبے می نہی
اے بے خبر تو تو گاؤں ہی میں ہے ــ کہ اپنے لیے کوئی مرتبہ سمجھ رہا ہے

نگفتند حرفے زباں آوراں ــ کہ سعدی نگوید مثالے براں
شاعروں نے کوئی بات نہیں کہی ــ کہ سعدی نے اس پر کوئی مثال نہ کہدی ہو

حکایت کرم شب تاب

جگنو کا قصہ

مگر دیدہ باشی کہ در باغ و راغ ــ بتابد بشب کرمکے چوں چراغ
شاید تونے باغ اور سبزہ زار میں دیکھا ہوگا ــ رات میں ایک کیڑا چراغ کی طرح چمکتا ہے

۱؎ یعنی جب وجود حقیقی ظہور اختیار کرے تو ممکنات بے حقیقت ہیں۔

۲؎ یعنی کوئی نقیب پرنیاں کی قبا پہنے تھا، کوئی نقیب شاہی ٹوپی اوڑھے تھا۔

۳؎ یعنی لڑکے نے شاہی لشکر کی شان و شوکت دیکھی ادھر دیکھا کہ باوا رعب کی وجہ سے زبوں حال ہے۔

۴؎ یعنی ہر بڑے کے سامنے چھوٹا بے حقیقت ہے، تو جن لوگوں کو مشاہدہ حق ہے ان کی نگاہ میں ممکنات لاشیٔ محض ہیں۔

یکے گفتش اے مرغک شب فروز
کسی نے اس سے کہا اے رات کو روشن کرنے والے کیڑے

چہ بودت کہ بیروں نیائی بروز
تجھے کیا ہوا ہے کہ دن میں نہیں نکلتا ہے

ببیں کاتشیں کرمک خاک زاد
دیکھ خاک سے پیدا شدہ آگ جیسے کیڑے نے

جواب از سر روشنائی چہ داد
روشن دلی سے کیا جواب دیا

کہ من روز و شب جز بصحرا نیم
کہ میں تو دن رات جنگل ہی میں ہوں

ولے پیشِ خورشید پیدا نیم
لیکن آفتاب کے ہوتے ہوئے نظر نہیں آتا ہوں

حکایت دانشمندِ با اتابک سعد بن زنگی غفر اللہ لہ

ایک عقلمند کا اتابک بن زنگی کے ساتھ قصہ

ثنا گفت بر سعد زنگی کسے
کسی شخص نے سعد بن زنگی کی تعریف کی

کہ بر تربتش باد رحمت بسے
خدا کرے اس کی قبر پر بہت رحمت نازل ہو

درم داد و تشریف و بنواختش
اس کو مال اور پوشاک دی اور اس کو نوازا

بمقدار خود منزلت ساختش
اپنی حیثیت کے اعتبار سے اس کی منزلت کی

چو اللہ و بس دید بر نقش زر
جب[2] اس نے زری کی کڑھائی میں "اللہ و بس" دیکھا

بشورید و برکند خلعت ز بر
دیوانہ ہوگیا اور بدن سے پوشاک اتار ڈالی

ز سوزش چناں شعلہ در جاں گرفت
دیوانگی سے اس کے بدن میں ایسی آگ لگی

کہ بر جست و راہِ بیاباں گرفت
کہ اچھلا اور جنگل کا راستہ لیا

یکے گفتش از ہمنشینانِ دشت
جنگل کے ساتھیوں میں سے ایک نے اس سے کہا

چہ دیدی کہ حالت دگرگونہ گشت
تو نے کیا دیکھا کہ حالت دگرگوں ہو گئی

تو اول زمیں بوسہ دادی سہ جائے
تو نے[3] شروع میں زمین کو تین جگہ بوسہ دیا

نبایستی آخر زدن پشت پائے
آخر میں لات مارنا مناسب نہ تھا

بخندید کاول ز بیم و امید
وہ ہنسا کہ شروع میں تو خوف اور امید سے

ہمی لرزہ بر تن فتادم چو بید
میرے بدن پر بید کی طرح لرزہ پڑا[4]

باخر ز تمکینِ اللہ و بس
آخر میں "اللہ و بس" کے دبدبے سے

نہ چیزم بچشم اندر آمد نہ کس
میری نگاہ میں نہ کوئی چیز آئی نہ کوئی انسان

حکایت مردِ حق شناس

حق کو پہچاننے والے کا قصہ

بشہرے در از شام غوغا فتاد
شام کے علاقے کے ایک شہر میں شور ہوا[5]

گرفتند پیرے مبارک نہاد
لوگوں نے ایک مبارک طبیعت انسان کو گرفتار کر لیا

ہنوز آں حدیثم بگوش اندر ست
وہ بات اب تک میرے کان میں گونج رہی ہے

چو قیدش نہادند بر پا و دست
جب اس کے ہاتھ اور پیر میں بیڑی پہنائی

ق

کہ گفت ار نہ سلطاں اشارت کند
کہ اس نے کہا اگر بادشاہ اشارہ نہ کرے

کرا زہرہ باشد کہ غارت کند
کس کا پتہ ہے کہ کر لوٹے

[1] ہر چھوٹی حقیقت بڑی حقیقت کے مقابلہ میں چھوٹی چیز کالعدم ہے اسی طرح وجود باری کے سامنے کائنات لاشیٔ محض ہیں۔

[2] جو پوشاک دی تھی اس پر زری سے "اللہ و بس" یعنی صرف اللہ ہی کو کڑھا ہوا تھا۔

[3] یعنی جب دربار میں پہنچا تو مال و دولت کی خاطر بادشاہ کے دربار کی زمین کو تین جگہ بوسہ دیا آخر میں سب پر لات مار کر بھاگ نکلا

[4] یعنی اس جرم میں جس کا شور ہوا تھا۔

[5] یعنی حوادث سب خدا کی مشیت سے ہیں۔

بباید چنیں دشمنے دوست داشت
ایسے دشمن کو دوست سمجھنا چاہیے

کہ میدانمش دوست برمن گماشت
جس کے بارے میں مجھے معلوم ہو کہ دوست نے مسلط کیا ہے

اگر عز[١] و جاہست وگر ذل[٢] وقید
خواہ عزت اور مرتبہ ہو، خواہ ذلت اور قید ہو

من از حق شناسم نہ از عمرو زید
میں اللہ ہی کی جانب سے سمجھتا ہوں نہ کہ عمرو اور زید کی جانب سے

زعلت مدارائے خردمند بیم
اے عقلمند بیماری سے نہ ڈر

چو داروئے تلخت فرستد حکیم
اگر طبیب تجھے کڑوی دوا بھیجے

بخور ہرچہ آید ز دست حبیب
جو دوست کے ہاتھ سے آئے وہ کھالے

نہ بیمار دانا تراست از طبیب
اس لیے کہ بیمار طبیب سے زیادہ عقلمند نہیں ہے

حکایت صاحب نظر پارسا
نیک عارف کا قصہ

یکے را چو من دل بدست کسے
میری طرح ایک شخص کا دل ایک کے ہاتھ

گرو بود میبرد خواری بسے
گروی تھا اور بہت ذلت برداشت کرتا تھا

پس از ہوشمندی و فرزانگی
ہوشمندی اور عقلمندی کے بعد

بدف برزدندش ز دیوانگی
اس کی دیوانگی کے ڈھول پٹوا دیے

قفا خوردے از دست یاران خویش
اپنے دوستوں سے طمانچے کھاتا

چو مسمار پیشانی آوردہ پیش
کیل کی طرح آگے کو پیشانی نکالے ہوئے

خیالش چناں بر سر آشوب کرد
اس کا خیال اس کے سر پر اس طرح مسلط ہوگیا

کہ بام دماغش لگد کوب کرد
کہ اس کے دماغ کی اٹاری کو پامال کر دیا

ز دشمن جفا بردے از بہر دوست
دوست کی خاطر دشمن کا ظلم سہتا

کہ تریاک اکبر بود زہر دوست
اس لیے کہ دوست کا زہر بڑا تریاق ہوتا ہے

نبودش ز تشنیع یاراں خبر
دوستوں کے طعن وتشنیع کی اس کو خبر نہ تھی

کہ غرقہ ندارد ز باراں خبر
اس لیے کہ ڈوبا ہوا بارش سے بے خبر ہوتا ہے

کرا پائے خاطر برآید بسنگ
جس کی طبیعت کا پاؤں پتھر پر پڑ جائے

نیندیشد از شیشۂ نام و ننگ
وہ نام و ننگ کے شیشے کی فکر نہیں کرتا ہے

شبے دیو خود را پری چہرہ ساخت
ایک دن شیطان نے اپنے آپکو پری چہرہ بنایا

در آغوش آں مرد و بروے بتاخت
اس مرد کی بغل سبز او داس پر ڈاکہ ڈالا

سحر گہ مجال نمازش نبود[٥]
صبح کو اس کو نماز کی گنجائش نہ رہی

ز یاراں کس آگہ ز رازش نبود
اس کے راز پر دوستوں میں سے کوئی آگاہ نہ تھا

بآبے فرو رفت نزدیک بام
صبح کے وقت وہ پانی میں اتر گیا

بر و بستہ سرما درے از رخام
موسم سرما[٦] نے جس کا دروازہ سنگ مرمر سے بند کر دیا تھا

نصیحت گرے لومش آغاز کرد
ایک نصیحت کرنیوالے نے اس کو ملامت شروع کردی

کہ خود را بکشتی دریں آب سرد
کہ تونے اس ٹھنڈے پانی میں اپنے آپ کو مار ڈالا ہے

---

١ یہ رضا بالقضا کا مقام ہے۔
٢ حضرت حق تعالیٰ آلام میں مبتلا کر کے نیک بندوں کی اصلاح فرماتے ہیں اور مصیبتوں کو گناہوں کا کفارہ بناتے ہیں
٣ پہلے اس کو سب عقلمند کہتے تھے عشق کے بعد اس کو دیوانہ مشہور کر دیا
٤ معشوق کے تصور نے اس کی سب بلند خیالیاں ختم کر دیں وہ ہر ذلت برداشت کرتا۔
٥ یعنی اس کو بدخوابی میں نہانے کی حاجت ہوگئی۔
٦ یعنی وہ پانی یخ بستہ تھا۔

زبرنائے منصف برآمد خروش
منصف نوجوان کو جوش آگیا

مرا پنج روز ایں پسر دل فریفت
کچھ دنوں سے اس لڑکے پر میرا دل فریفتہ ہے

نپرسید بارے بخلقِ خوشم
اس نے ایک بار بھی خوش خلقی سے میری مزاج پرسی نہیں کی

پس آنرا کہ شخصم زخاک آفرید
تو وہ ذات کہ جس نے مجھے خاک سے پیدا کیا

عجب داری ار بارِ امرش برم
اگر میں اس کے حکم کا بوجھ برداشت کرتا ہوں تو تجھے تعجب ہوتا ہے

کہ زنہار ازیں حرفِ منکر خموش
کہ خبردار اس بری بات سے چپ رہ

زمہرش چنانم کہ نتواں شکیفت
اس کی محبت میں ایسا ہوگیا کہ صبر نہیں کر سکتا

نگر تا چہ بارش بجاں می کشم
دیکھ اس کا کس قدر بار دل سے برداشت کر رہا ہوں

بقدرت درو جانِ پاک آفرید
قدرت سے اس نے اس میں پاک جان ڈالی

کہ دائم باحسان و فضلش درم
جب کہ میں ہمیشہ اس کے فضل اور احسان میں ہوں

گفتار اندر سماع اہل دل و تقریرِ حق و باطل آں

اہل دل کے گانا سننے اور اس کے حق و باطل ہونے کی گفتگو

اگر مردِ عشقی کمِ خویش گیر
اگر تو عشق کا مرد ہے تو اپنے آپکو گم کر دے

مترس از محبت کہ خاکت کند
محبت سے نہ ڈر کہ وہ تجھے خاک کر دے گی

نروید نبات از حبوب درست
صاف دانوں سے سبزہ نہیں اُگتا ہے

ترا با حق آں آشنائی دہد
تجھے حق سے وہی چیز متعارف کرائے گی

کہ تا با خودی در خودت راہ نیست
اس لیے کہ جب تک تو خودی میں ہے تجھے اپنے اندر کا راستہ نہ ملیگا

نہ مطرب کہ آوازِ پائے ستور
گویے کی آواز ہی نہیں بلکہ چوپائے کے پیر کی آواز

مگس پیش شوریدہ دل پر نزد
کسی عاشق مزاج کے سامنے مکھی نے پر نہیں پھڑپھڑائے

نہ بم داند آشفتہ ساماں نہ زیر
عاشق مزاج زیر و بم نہیں جانتا

سراینده خود می نگردد خموش
گانے والا خود کسی وقت بھی خاموش نہیں ہے

چو شوریدگاں مے پرستی کنند
جب عاشق مے پرستی کرنے لگتے ہیں۔

وگرنہ رہِ عافیت پیش گیر
ورنہ آرام کا راستہ اختیار کر!

کہ باقی شوی گر ہلاکت کند
اس لیے کہ تو باقی رہے گا اگر وہ تجھے ہلاک کر دیگی

نگر خاک بر روے بگردد نخست
بلکہ ان پر پہلے خاک پھرتی ہے

کہ از دستِ خویشت رہائی دہد
جو تیرے ہاتھ سے تجھے چھٹکارا دلائے گی

وزیں نکتہ جز بیخود آگاہ نیست
اور اس نکتہ سے سوائے بے خودوں کے کوئی واقف نہیں ہے

سماعست اگر عشق داری و شور
گانا ہے اگر تو عشق اور مستی رکھتا ہے

کہ او چوں مگس دست بر سر نزد
کہ اس نے مکھی کی طرح دو ہتھڑ سر پر نہ مارے ہوں

باواز مرغے بنالد فقیر
بلکہ فقیر پرند کی آواز پر رو دیتا ہے

ولیکن نہ ہر وقت باز است گوش
لیکن ہر وقت کان کھلے ہوئے نہیں ہیں

بر آوازِ دولاب مستی کنند
رہٹ کی آواز پر جھومنے لگتے ہیں

۱۔ یعنی انسان جب عشق مجازی میں سب کچھ برداشت کرتا ہے تو عشق حقیقی میں اس کو بدرجۂ اولیٰ برداشت کرنا چاہیے

۲۔ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق۔

۳۔ یعنی وہی کیفیت جو تیری خودی کو فنا کر دیگی تجھے واصل بحق بنا دے گی۔

۴۔ یعنی صاحب دل کو مکھی کی بھنبھناہٹ پر بھی وجد آ جاتا ہے۔

۵۔ زیر و بم دو پردوں کا نام ہے جن سے آواز ہلکی بھاری ہوتی ہے۔

برقص اندر آیند دولاب وار
رہٹ کی طرح رقص میں آجاتے ہیں
چو دولاب برخود بگریند زار
رہٹ کی طرح اپنے اوپر زار زار رونے لگتے ہیں

بہ تسلیم سر در گریباں برند
خدا کو سونپنے کے لیے گریبان میں سر ڈال دیتے ہیں
چو طاقت نماند گریباں درند
جب طاقت نہیں رہتی تو گریبان پھاڑ ڈالتے ہیں

بگویم سماع اے برادر کہ چیست
بھائی بتاؤں گا کہ سماع کیا چیز ہے
مگر مستمع را بدانم کہ کیست
مگر میں سننے والے کو جان لوں کہ وہ کون ہے

گر از بُرجِ معنیٰ بود طیرِ او[1]
اگر اس کا طائر (روح) حقیقت کے برج کا ہو
فرشتہ فرو ماند از سیرِ او
تو اس کی رفتار سے فرشتہ بھی عاجز ہے

وگر مردِ لہوست و بازی و لاغ
اور اگر کھیل کود اور تفریح کا بندہ ہے
قوی تر شود لہوش اندر دماغ
تو کھیل ہی اس کے دماغ میں اور قوی ہوگا

چہ مردِ سماع است شہوت پرست
شہوت پرست کیا مردِ سماع ہے؟
بآوازِ خوش خفتہ خیزد نہ مست
اچھی آواز سے سویا ہوا بیدار ہوتا ہے نہ کہ مدہوش

پریشاں شود گل بباد سحر
صبح کی نسیم سے پھول پریشان ہوتا ہے
نہ ہیزم کہ نشگافدش جز تبر
نہ کہ سوختہ جس کو کلہاڑا ہی پھاڑے گا۔

جہاں پُر سماع است و مستی و شور[2]
سماع اور مستی اور شور سے جہان بھرا پڑا ہے
ولیکن چہ بیند در آئینہ کور
لیکن اندھا آئینہ میں کیا دیکھ سکتا ہے

مکن عیبِ درویشِ حیران و مست
حیران اور مست درویش کی عیب جوئی نہ کر!
کہ غرق است ازاں می زند پا و دست[3]
اس لیے کہ وہ تو ڈوبا ہوا ہے اسی وجہ سے ہاتھ پیر مارتا ہے

نہ بینی شتر بر حدائے عرب[4]
تو نے نہیں دیکھا کہ اونٹ عرب کی حدی پر
کہ چونش برقص اندر آرد طرب
اس کو مستی کس طرح رقص میں لے آتی ہے

شتر را چو شورِ طرب در سر است
جب مستی کا شور اونٹ کے سر میں بھی ہے
اگر آدمی را نباشد خر است
اگر آدمی میں نہ ہو تو وہ گدھا ہے

۱۔ یعنی اگر اس کی روح طائرِ لاہوتی ہے۔
۲۔ کائنات کا ہر ذرہ سماع کی کیفیت پیدا کر سکتا ہے لیکن طبیعت میں صلاحیت شرط ہے۔
۳۔ چونکہ وہ بحرِ محبت میں غرق ہوتا ہے اس لیے وجد کی حالت میں ہاتھ پیر مارتا ہے۔
۴۔ حدی وہ اشعار کہلاتے ہیں جن کو سن لینے سے اونٹ مست ہو کر چلتا ہے۔
۵۔ اس کی آواز سے عشق کی آگ بھڑک اٹھتی تھی۔

حکایت

شکر لب جوانے نے آموختے
ایک شیریں لب نوجوان بانسری بجانا سیکھتا
کہ دلہا در آتش چو نے سوختے[5]
جو نرکل کی طرح دلوں کو آگ میں جلاتا

پدر بارہا بانگ بر وے زدے
غصے سے باپ بارہا اس پر چیختا
بہ تندی و آتش دراں نے زدے
اور اس بانسری کو آگ میں جلا دیتا

شبے بر ادائے پسر گوش کرد
ایک رات لڑکے کی ادائیگی کو سنا
سماعش پریشان و مدہوش کرد
سماع نے اس کو پریشان اور مدہوش کر دیا

ہمی گفت و بر چہرہ افگند خوے
چہرے پر پسینہ لائے ہوئے یہ کہہ رہا تھا
کہ آتش بمن زد دریں بار نے
کہ اس بار تو بانسری نے مجھ میں آگ لگا دی

ندانی کہ شوریدہ حالان مست
تجھے معلوم نہیں کہ شوریدہ حال مست

کشاید درے بر دل از واردات
واردات کا دل پر دروازہ کھل جاتا ہے

حلالش بود رقص بر یادِ دوست
دوست کی یاد پر اس کو رقص جائز ہے

گرفتم کہ خود چابکی در شنا
میں نے مانا کہ تو تیرنے میں خود ہوشیار ہے

بکن خرقۂ نام و ناموس و زرق
نام اور عزت اور مکر کا لباس اتار پھینک

تعلق حجابست و بے حاصلی
تعلق ایک پردہ ہے اور تو بے نتیجہ ہے

چرا بر فشانند در رقص دست
رقص میں ہاتھ کیوں جھٹکتے ہیں

فشاند سر دست بر کائنات
کائنات سے اپنا ہاتھ جھاڑتا ہے

کہ ہر آستینیش جانے در وست
جب عالم کی ہر آستین میں ایک حقیقت ہو

برہنہ توانی زدن دست و پا
لیکن ننگا ہو کر ہی ہاتھ پیر مار سکتا ہے

کہ عاجز بود مرد با جامہ غرق
اس لیے جو کپڑوں میں ڈوبا ہو وہ عاجز ہوتا ہے

چو پیوند ہا بگسلی واصلی
جب تو تعلق منقطع کرے گا واصل بحق ہے

حکایت

کسے گفت پروانہ را کاے حقیر
کسی نے پروانے سے کہا اے حقیر

رہے رو کہ بینی طریقِ رجا
ایسا راستہ چل جس میں تجھے امید کی راہ نظر آئے

سمندر نہ گردِ آتش مگرد
تو سمندر نہیں ہے آگ کے چکر نہ لگا

ز خورشید پنہاں شود موشِ کور
چھچھوندر سورج سے چھپتی ہے

یکے را کہ دانی کہ خصمِ تو اوست
جس کے بارے میں تجھے علم ہے کہ وہ تیرا دشمن ہے

ترا کس نگوید نکو می کنی
تجھے کوئی یہ نہیں کہتا کہ تو اچھا کرتا ہے

گدائے کہ از پادشہ خواست دخت
جب فقیر نے بادشاہ سے لڑکی چاہی

کجا در حساب آورد چوں تو دوست
تجھ جیسے دوست کو وہ کس گنتی میں لائے گی

مپندار کو در چناں مجلسے
یہ نہ سمجھ کہ وہ اس جیسی مجلس میں

برو دوستے در خورِ خود بگیر
جا اپنے مناسب کوئی دوست بنا

تو و مہرِ شمع از کجا تا کجا
تو اور شمع کی محبت، کہاں وہ کہاں تو۔

کہ مردانگی باید آنگہ نبرد
اس لیے کہ بہادری چاہیے پھر لڑائی

کہ جہلست با آہنیں پنجہ زور
اس لیے کہ آہنی پنجہ سے زور کرنا نادانی ہے

نہ از عقل باشد گرفتن بدوست
اس کو دوست بنانا عقل کی بات نہیں ہے

کہ جاں در سر و کارِ او می کنی
کہ اس کی خاطر جان قربان کرتا ہے

قفا خورد و سودائے بیہودہ پخت
اس نے طمانچہ کھایا اور بیہودہ خیال پکایا

کہ روئے ملوک و سلاطیں در وست
جبکہ ملوک اور سلاطین کا رخ اس طرف ہے

مدارا کند با چو تو مفلسے
تجھ جیسے مفلس کی خاطر تواضع کرے گی

ا؎ جب عالم لاہوت کے راز منکشف ہونے لگتے ہیں تو کائنات سے دست افشانی کرتا ہے
۲؎ جو راز ہائے حقیقت سے واقف ہے اس کو رقص جائز ہوگا
۳؎ جب تک مجاز کو ختم نہ کردیگا جب تک حقیقت میں شناوری نہ کر سکے گا
۴؎ یعنی ماسوی اللہ سے تعلق۔
۵؎ سمندر آگ کے چوہے کو کہتے ہیں مشہور ہے کہ جب آگ مسلسل ایک ہزار سال تک روشن رہتی ہے تو اس میں ایک چوہا پیدا ہوتا ہے جس کی نشو و نما آگ ہی میں ہوتی ہے
۶؎ چونکہ اس کی آنکھیں آفتاب کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں لہذا وہ منہ چھپا لیتی ہے
۷؎ شمع تیری دشمن ہے تجھے جلا کر خاک کر دیتی ہے
۸؎ اگر کوئی فقیر شہزادی سے نکاح کا پیغام دیگا تو اس کی لامحالہ پٹائی ہوگی
۹؎ شمع خانۂ شاہی کی چیز ہے وہ تجھے کیا نگاہ میں لائے گی

وگر باہمہ خلق نرمی کند — تو بے چارہ بر تو گرمی کند

اگر وہ ساری دنیا کے ساتھ نرمی کرے گی — تو مفلس ہے تجھ پر گرمی کرے گی

نگہ کن کہ پروانۂ سوزناک — چہ گفت اے عجب گر بسوزم چہ باک

دیکھ! دردناک پروانے نے — کیا کہا ہائے تعجب اگر میں جلتا ہوں تو کیا پرواہ ہے

مرا چوں خلیل آتشے در دلست — کہ پنداری ایں شعلہ بر من گلست

خلیل اللہ کی طرح میرے دل میں ایک آگ ہے — گویا کہ یہ آگ میرے لیے پھول ہے

نہ دل دامن دلستاں میکشد — کہ مہرش گریبان جاں می کشد

دل معشوق کا دامن نہیں کھینچتا ہے — بلکہ اس کی محبت جان کا گریبان کھینچتی ہے

نہ خود را بر آتش بخود میزنم — کہ زنجیر شوق است در گردنم

میں اپنے آپ کو خود آگ پر نہیں ڈالتا ہوں — بلکہ عشق کی زنجیر میری گردن میں ہے

مرا ہمچناں دور بودم کہ سوخت — نہ ایں دم کہ آتش بمن در فروخت

میں اسی طرح دور تھا کہ اس نے مجھے پھونک دیا — اس وقت نہیں جب اس نے مجھ میں آگ لگائی

نہ آں میکند یار در شاہدی — کہ با او تواں گفتن از زاہدی

معشوقانہ انداز میں یار وہ کچھ کرتا ہے — جو پاکدامنی کی وجہ سے اس سے بتایا بھی نہیں جا سکتا ہے

کہ عیبم کند بر تولائے دوست — کہ من راضیم کشتہ در پائے دوست

دوست کی دوستی میں مجھ پر کون عیب لگا سکتا ہے — جبکہ میں دوست کے قدموں پر مرنے کے لیے راضی ہوں

مرا بر تلف حرص دانی چراست — چو او ہست اگر من نباشم رواست

تجھے معلوم ہے کہ مجھے مرنے کی کیوں حرص ہے — جب وہ ہے اگر میں نہ ہوں تو جائز ہے

بسوزم کہ یار پسندیدہ اوست — کہ در روے سرایت کند سوز دوست

میں اس لیے جلتا ہوں کہ بہترین عاشق وہ ہے — جس میں دوست کا سوز سرایت کر جائے

مرا چند گوئی کہ درخورد خویش — حریفے بدست آر ہمدرد خویش

مجھے یہ کب تک کہے گا کہ اپنے مناسب — اپنا ہمدرد کوئی دوست بنا

بداں ماند اندر ز شوریدہ حال — کہ گوئی بکژدم گزیدہ منال

پریشان حال کو نصیحت کرنا ایسا ہے — جیسا کہ تو بچھو کے ڈسے ہوئے کو کہے کہ نہ رو

کسے را نصیحت مگو اے شگفت — کہ دانی کہ در روے نخواہد گرفت

ہائے تعجب! ایسے شخص کو نصیحت نہ کر — جس کے بارے میں تجھے معلوم ہو کہ اس میں اثر نہ کرے گی

ز کف رفتہ بے چارہ را لگام — نگویند کاہستہ راں اے غلام

ہاتھ سے لگام چھوٹے ہوئے بے چارے کو — نہیں کہتے ہیں کہ اے لڑکے! آہستہ چلا

چہ نغز آمد ایں نکتہ در سندباد[1] — کہ عشق آتش است اے پسر پند باد

سندباد میں یہ نکتہ کیسا اچھا ہے — کہ اے صاحبزادے عشق آگ اور نصیحت ہوا ہے

بباد آتش تیز برتر شود — پلنگ از زدن کینہ ور تر شود

تیز ہوا سے آگ اور بھڑکتی ہے — مارنے سے چیتا اور کینہ ور ہو جاتا ہے

[1] سندباد حکیم ازرقی کی مشہور کتاب ہے جس میں نصیحت آمیز قصے ہیں۔ (۱۰)

چو نیکت بدیدم بدی می کنی
جب میں نے اچھی طرح غور کیا تو تو برائی کر رہا ہے

زخود بہتری جوئے وفرصت شمار
خودی سے ہٹ کر بہتری تلاش کر اور غنیمت جان

پئے چوں خوداں خودپرستاں روند
خود پرست لوگ اپنے جیسوں کے پیچھے چلتے ہیں

من اول کہ ایں کار سر داشتم
میں نے جب یہ کام شروع کیا تو ابتدا ہی سے

سر انداز در عاشقی صادقست
عاشقی میں سر کٹا دینے والا سچا ہے

اجل ناگہے در کمینم کشد
موت اچانک گھات میں مجھے مار ڈالے گی

چو بیشک نبشتست بر سر ہلاک
جب سر کے لیے ہلاکت یقیناً لکھی ہے

نہ روزے بہ بیچارگی جاں دہی
کیا کسی دن بے چارگی سے تو جان نہ دے گا

کہ رویم فرا چوں خودی می کنی
کہ میرا رخ خودی کی طرف موڑ رہا ہے

کہ با چوں خودی گم کنی روزگار
اس لیے کہ خودی کے ہوتے ہوئے تو عمر برباد کر رہا ہے

بکوئے خطرناک مستاں روند
بیخود لوگ خطرناک کوچہ میں جاتے ہیں

دل از سر بیک بار بر داشتم
یکبارگی سر کا خیال ہٹا دیا تھا

کہ بد زہرہ بر خویشتن عاشقست
اس لیے کہ بوالہوس تو اپنا عاشق ہے

ہماں بہ کہ آں نازنینم کشد
تو یہی بہتر ہے کہ مجھے وہ نازنین مار ڈالے

بدست دلآرام خوشتر ہلاک
تو معشوق کے ہاتھ سے ہلاک ہونا بہتر ہے

پس آں بہ کہ در پائے جاناں دہی
تو یہی بہتر ہے کہ معشوق کے قدموں میں دیدے

مخاطبۂ شمع و پروانہ
شمع و پروانہ کی گفتگو

شبے یاد دارم کہ چشمم نخفت
مجھے یاد ہے کہ ایک رات میری آنکھ نہ لگی

کہ من عاشقم گر بسوزم رواست
کہ میں تو عاشق ہوں اگر میں جلوں تو مناسب ہے

بگفت اے ہوادارِ مسکین من
اس نے کہا اے میرے مسکین عاشق!

چو شیرینی از من بدر می رود
جب سے شیرینی مجھ سے جدا ہوئی ہے

ہمی گفت و ہر لحظہ سیلاب درد
وہ یہ کہہ رہی تھی اور ہر منٹ درد کا سیلاب

کہ اے مدعی عشق کارِ تو نیست
کہ اے بوالہوس تیرا کام عشق نہیں ہے

تو بگریزی از پیش یک شعلہ خام
اسلئے کہ تو ایک شعلہ کے سامنے سے بھاگتا ہے

شنیدم کہ پروانہ با شمع گفت
میں نے سنا پروانہ شمع سے کہہ رہا تھا

ترا گریہ و سوز بارے چراست
تیرا رونا اور جلنا اب کیوں ہے

برفت انگبین یارِ شیرین من
مجھ سے میرا میٹھا دوست شہد بچھڑ گیا

چو فرہادم آتش بسر می رود
تو فرہاد کی طرح میرے سر میں آگ لگ گئی ہے

فرو می دویدش بر خسار زرد
اسکے زرد رخسار پر نیچے کو بہہ رہا تھا

کہ نہ صبر داری نہ یارائے ایست
کہ نہ تو تو صبر رکھتا ہے نہ ٹھہرنے کی طاقت ہے

من استادہ ام تا بسوزم تمام
میں کھڑی ہوں تاکہ سب جل جاؤں

(۱) چھتے سے شہد نچوڑ کر موم علیحدہ کیا جاتا ہے اس سے شمع بنتی ہے۔ (۲) شمع کے موم کے قطرے گویا اس کے آنسو ہیں۔ (۳) یعنی پروانہ عشق میں خام ہے۔

ترا آتش عشق اگر پر بسوخت
عشق کی آگ نے اگر تیرا پر جلایا ہے
مرا بیں کہ از پائے تا سر بسوخت
تو مجھے دیکھ پیر سے سر تک جلا دیا ہے

نرفتہ ز شب ہمچناں بہرۂ
اس حالت میں رات کا کچھ تھوڑا سا حصہ نہ گذرا تھا
کہ ناگہ بکشتش پری چہرۂ
کہ اچانک اس کو ایک پری چہرہ نے بجھا دیا۔

ہمی گفت و می رفت دودش بسر
وہ یہ کہہ بھی رہی تھی اور دھواں اس کے سر سے نکل رہا تھا
ہمیں بود پایان عشق اے پسر
اے صاحبزادے عشق کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے

اگر عاشقی خواہی آموختن
اگر تو عاشقی سیکھنا چاہتا ہے
بکشتن فرج یابی از سوختن
تو جلنے سے مرکر ہی راحت پائے گا

مکن گریہ بر گور مقتول دوست
مقتول دوست کی قبر پر نہ رو
برو خرمی کن کہ مقبول اوست
اس پر خوشی کر کہ وہ مقبول ہوگیا ہے

اگر عاشقی سر مشوی از مرض
اگر تو عاشق ہے تو مرض سے غسل صحت نہ کر
چو سعدی فرو شوی دست از غرض
سعدی کی طرح غرض سے ہاتھ دھولے

فدائی ندارد ز مقصود چنگ
فدائی معشوق سے ہاتھ نہیں کھینچتا ہے
وگر بر سرش تیر بارند و سنگ
خواہ اس کے سر پر تیر اور پتھر برسیں

بدریا مرو گفتمت زینہار
میں تجھ سے کہتا ہوں ہرگز دریا میں نہ جا
وگر می روی تن بطوفاں سپار
اور اگر جاتا ہے تو جسم کو طوفان کے سپرد کر دے

باب چہارم در تواضع

چوتھا باب تواضع کے بیان میں

ز خاک آفریدت خداوند پاک
خداوند پاک نے تجھے خاک سے پیدا فرمایا ہے
پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک
تو اے بندے خاک کی طرح عاجزی کر

حریص و جہاں سوز و سرکش مباش
حریص اور جہاں سوز اور سرکش نہ بن
ز خاک آفریدندت آتش مباش
انھوں نے تجھے خاک سے پیدا کیا ہے آگ نہ بن

چو گردن کشید آتش ہولناک
جب بھی ہولناک آگ نے تکبر کیا ہے
بہ بیچارگی تن بینداخت خاک
خاک نے عاجزی سے اپنا بدن گرا دیا ہے

چو ایں سر فرازی نمود آں کمی
چونکہ اس نے تکبر دکھایا اور اس نے فروتنی دکھائی
ازیں دیو کردند ازاں آدمی
اس سے شیطان بنایا اس سے آدمی بنایا

حکایت دریں معنی

قصہ اسی بیان میں

یکے قطرہ باراں ز ابرے چکید
بارش کا ایک قطرہ بادل سے ٹپکا
خجل شد چو پہنائے دریا بدید
جب سمندر کی چوڑائی دیکھی شرمندہ ہوا

کہ جائیکہ دریاست من کیستم
کہ جس جگہ سمندر ہے میں کیا ہوں
گر او ہست حقا کہ من نیستم
اگر وہ ہے تو یقینا میں نہیں ہوں

---

[1] یعنی آگ کی لپٹ کا اوپر کو جانا تکبر ہے اور خاک کا زمین پر گرنا فروتنی ہے۔

[2] آگ کے تکبر کی وجہ سے اس سے شیطان بنا۔ خاک کی فروتنی کی وجہ سے اس سے آدم علیہ السلام بنے۔

[3] یعنی اس کے وجود کے سامنے میرا وجود کالعدم ہے۔

چو خود را بچشم حقارت بدید
جب اس نے اپنے آپ کو حقارت سے دیکھا

صدف در کنارش بجاں پرورید
تو سیپی نے اسکی اپنی گود میں دل سے پرورش کی

سپہرش بجائے رسانید کار
آسمان نے اس کا کام اس جگہ پہنچایا

کہ شد نامور لولوئے شاہوار
کہ بادشاہ کے لائق نامور موتی بنا

بلندی ہداں یافت کو پست شد
بلندی اس لئے حاصل ہوئی کہ پست ہوا

در نیستی کوفت تا ہست شد
نیستی کا دروازہ کھٹکھٹایا چنانچہ ہست ہوگیا

حکایت در معنی نظر مردان حق در خویشتن بحقارت

مردان حق کا اپنے آپ کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کے بیان میں

جوانے خردمند پاکیزہ بوم
پاک طبیعت ایک عقلمند نوجوان

ز دریا بر آمد بدر بندر روم
دریا سے روم کی بندرگاہ پر آیا

در و فضل دیدند و فقر و تمیز
لوگوں نے اس میں بزرگی اور فقر اور تمیز دیکھی

نہادند رختش بجائے عزیز
اس کے سامان کو باعزت جگہ[1] پر رکھا

سر صالحاں گفت روزے بمرد
ایک روز اس مرد سے نیکوں[2] کے سردار نے کہا

کہ خاشاک مسجد بیفشان و گرد
کہ مسجد کی خاک اور گرد جھاڑ دے

ہماں کیں سخن مرد رہرو شنید
سالک مرد نے جیسے ہی یہ بات سنی

بروں رفت و بازش کس آنجا ندید
باہر چلا گیا اور پھر کسی نے اس کو اس جگہ نہ دیکھا

بر آں حمل کردند یاران و پیر
یاروں[3] اور بزرگ نے اس پر محمول کیا

کہ پروائے خدمت ندارد فقیر
کہ فقیر خدمت گزاری کی رغبت نہیں کرتا

دگر روز خادم گرفتش براہ
خادم[4] نے دوسرے دن اس کو راستہ میں پکڑ لیا

کہ ناخوب کردی برائے تباہ
کہ برباد رائے کی وجہ سے تو نے بہت برا کیا

ندانستی اے کودک خود پسند
اے متکبر لڑکے تو یہ نہ سمجھا

کہ مرداں ز خدمت بجائے رسند
کہ لوگ خدمت ہی کی وجہ سے کسی مرتبے پر پہنچتے ہیں

گرستن گرفت از سر صدق و سوز
اس نے سچائی اور سوز کی وجہ سے رونا شروع کردیا

کہ اے یار جاں پرور و دل فروز
کہ اے جان کو پرورش کرنیوالے دل کو روشن کرنیوالے دوست

نہ گرد اندراں بقعہ دیدم نہ خاک
اس سرزمین میں میں نے نہ گرد دیکھی نہ خاک

من آلودہ بودم دراں جائے پاک
اس پاک جگہ میں میں ہی خاک آلود تھا

گرفتم قدم لاجرم باز پس
لامحالہ میں نے قدم واپس کرلیا

کہ پاکیزہ مسجد بہ از خاک و خس
کیونکہ مسجد خاک اور تنکوں سے صاف بہتر ہے

طریقت جزیں نیست درویش را
درویش کے لیے طریقت اسکے سوا کچھ نہیں ہے

کہ افگندہ دارد تن خویش را
کہ اپنے بدن کو پامال رکھے

بلندیت باید تواضع گزیں
اگر تجھے بلندی درکار ہو تو تواضع برت

کہ ایں بام را نیست سلم جزیں[5]
اس کوٹھے کا اس بالاخانہ کے لیے اسکے علاوہ کوئی سیڑھی نہیں

[1] باعزت جگہ سے مسجد مراد ہے۔
[2] یعنی مسجد کے امام نے کہا۔
[3] یاروں سے مسجد کے دیگر ملازم اور بزرگ سے امام مراد ہیں۔
[4] یعنی مسجد کے ملازم نے اس کو پکڑ لیا۔
[5] یعنی بزرگی کے بالاخانہ پر چڑھنے کے لیے فروتنی سیڑھی ہے جس کے بدون چڑھنا ناممکن ہے۔

حکایت سلطان بایزید بسطامی قدس اللہ سرہٗ در تواضع

تواضع کے معاملہ میں سلطان بایزید بسطامی کا قصہ

شنیدم کہ وقتے سحر گاہِ عید
میں نے سنا ہے کہ عید کی صبح کو ایک مرتبہ

ز گرمابہ آمد بروں بایزید
بایزید غسلخانے سے باہر نکلے

یکے طشت خاکسترش بے خبر
بے خبری کی حالت میں راکھ کا ایک طشت

فرو ریختند از سرائے بسر
ان کے سر پر لوگوں نے ایک گھر سے گرا دیا

ہمی گفت وژولیدہ دستار و موے
وہ کہہ رہے تھے اور ان کی دستار اور داڑھی الجھی ہوئی تھی

کف دست شکرانہ مالاں بروئے
وہ شکرانہ کا ہاتھ منہ پر مل رہے تھے

کہ اے نفس من درخور آتشم
کہ اے نفس! میں دوزخ کے قابل ہوں

بخاکسترے روئے درہم کشم
ذرا سی راکھ سے منہ کیوں بناؤں

بزرگاں نکردند در خود نگاہ
بزرگوں نے کبھی اپنا دھیان نہیں کیا

خدا بینی از خویشتن بیں مخواہ
خود بیں سے خدا بینی کی امید نہ رکھ!

بزرگی بناموس و گفتار نیست
بزرگی عزت اور باتوں سے نہیں ہے

بلندی بدعویٰ و پندار نیست
بڑائی دعوے اور غرور سے نہیں ہے

قیامت کسے بینی اندر بہشت
قیامت کے دن تو اس شخص کو بہشت میں دیکھے گا

کہ معنیٰ طلب کرد و دعویٰ بہشت
جس نے حقیقت چاہی اور دعوے کو چھوڑا

تواضع سر رفعت افرازدت
تواضع تیرے بلندی کے سر کو اونچا کرے گی

تکبر بخاک اندر اندازدت
تکبر تجھے خاک میں ملائے گا

بگردن فتد سرکش تند خوے
متکبر بد مزاج سر کے بل گرتا ہے

بلندیت باید بلندی مجوے
اگر تجھے بلندی چاہیے تو بلندی نہ تلاش کر

حاشیہ: ۱؎ بایزید نام ہے ۲؎ یہاں سے شیخ سعدی کا قول شروع ہوتا ہے ۳؎ یعنی تجھ جیسا شخص جب تیرے ساتھ تکبر کرے گا تو اس کو کبھی بڑا آدمی نہ سمجھے گا لہذا یہی اپنے بارے میں خیال رکھ!

گفتار در عجب و عاقبت آں و شکستگی و برکت آں

عادت تکبر اور اس کے انجام و کسر نفسی اور اس کی برکت کے بیان میں

ز مغرور دنیا رہ دیں مجوے
دنیا کے مغرور سے دین کا راستہ نہ چاہ

خدا بینی از خویشتن بیں مجوے
خود بیں سے خدا بینی نہ تلاش کر!

گرت جاہ باید مکن چوں خساں
اگر تجھے مرتبہ درکار ہو تو کمینوں کی طرح

بچشم حقارت نگہ در کساں
حقارت کی آنکھ سے لوگوں کو نہ دیکھ

گماں کے برد دم ہوشمند
ہوشمند سا کب خیال کر سکتا ہے

کہ در سر گرانیست قدر بلند
کہ تکبر میں بڑا مرتبہ ہے

ازیں نامور تر محلے مجوے
اس سے زیادہ نامور مقام تلاش نہ کر!

کہ خوانند خلقت پسندیدہ خوے
کہ لوگ تجھے پسندیدہ عادت کہیں

نہ گر چوں توئے بر تو کبر آورد
کیا ایسا نہیں ہو کہ اگر تجھ جیسا تجھ سے تکبر کرے

بزرگش نہ بینی بچشم خرد
تو عقل کی آنکھ سے اس کو بڑا نہ دیکھے گا

تو نیز ار تکبر کنی ہمچناں
تو بھی اگر تکبر کرے گا تو اسی طرح
نمائی کہ پیشت تکبر کناں
نظر آئے گا جیسا کہ تیری نگاہ میں متکبر

چو استادہ بر مقام بلند
جب تو کسی بلند مقام پر کھڑا ہے
بر افتادہ گر ہوشمندی مخند
اگر تو عقلمند ہے کسی گرے ہوئے کی ہنسی نہ اڑا

بسا ایستادہ در آمد ز پائے
بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ کھڑا ہوا گرا
کہ افتادگانش گرفتند جائے
کہ گرے ہوؤں نے اس کی جگہ لے لی ہے

گرفتم کہ خود ہستی از عیب پاک
میں نے مانا تو خود عیب سے پاک ہے
تعنت مکن بر منِ عیب ناک
لیکن مجھ عیب دار پر سرکشی نہ کر

یکے حلقۂ کعبہ دارد بدست
ایک کعبہ کا حلقہ ہاتھ میں پکڑے ہے
یکے در خراباتے افتادہ مست
ایک شراب خانہ میں مست پڑا ہے

گر آں را بخواند کہ نگذاردش
اگر وہ اس کو طلب کرے تو کون ہے جو اسکو آنے نہ دیگا
ور ایں را براند کہ باز آردش
اور اگر اس کو نکال دے کون اس کو واپس لا سکے گا

نہ مستظہر ست ایں باعمالِ خویش
نہ یہ اپنے اعمال کی بدولت طاقتور ہے
نہ آں را در توبہ بستست پیش
نہ اس کے سامنے توبہ کا دروازہ بند ہے

حکایت عیسیٰ علیہ السلام و عابدِ ناپارسا

عیسیٰ علیہ السلام اور بد عبادت گذار کا قصہ

شنیدستم از راویانِ کلام
میں نے بات نقل کرنے والوں سے سنا ہے
کہ در عہدِ عیسیٰ علیہ السلام
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں

یکے زندگانی تلف کردہ بود
ایک شخص نے عمر ضائع کی تھی
بجہل و ضلالت سر آوردہ بود
نادانی اور گمراہی میں سر برآوردہ تھا

دلیرے سیہ نامۂ سخت دل
ایسا دلیر، سیاہ اعمال نامہ والا سخت دل
ز ناپاکی ابلیس ازوے خجل
کہ اس کی ناپاکی کی وجہ سے شیطان بھی اس سے شرمندہ تھا

بسر بردہ ایامِ بے حاصلے
اس نے بے نتیجہ زندگی گزاری تھی
نیاسودہ تا بودہ ازوے دلے
جب سے پیدا ہوا تھا اس سے کسی دل نے آرام نہ پایا تھا

سرش خالی از عقل و پُر ز احتشام
اس کا دماغ عقل سے خالی اور تکبر سے پُر تھا
شکم فربہ از لقمہائے حرام
حرام لقموں سے پیٹ موٹا تھا

بناراستی دامن آلودہ
غلط کاری سے دامن آلودہ تھا
بنا داشتی دودہ اندودہ
ناکردنی باتوں کی وجہ سے خاندان کا بدنام کنندہ تھا

نہ پائے چو بینندگاں راست رو
نہ تو اسکا قدم دیکھ بھال کرنیوالوں سیدھا چلنے والوں کا جیسا تھا
نہ گوشے چو مردم نصیحت شنو
نہ نصیحت سننے والے انسانوں کا سا کان تھا

چو سال بد از وے خلائق نفور[1]
برے سال کی طرح مخلوقات اس سے نفرت کرنیوالی تھی
نمایاں بہم چوں مہِ نو ز دور
پہلی رات کے چاند کی طرح دور سے ایک دوسرے کو دکھاتے تھے

[1] یعنی لوگ اس سے اس طرح نفرت کرتے تھے جیسا کہ قحط کے سال سے۔ اور اس کی طرف برائی کی وجہ سے دور سے اس طرح انگشت نمائی کرتے تھے جیسا کہ پہلی رات کی چاند کی طرف اشارے کرتے ہیں۔

ہوا و ہوس خرمنش سوختہ — جوے نیک نامی نیندوختہ
ہوا اور ہوس نے اس کا خرمن جلا دیا تھا — اس نے نیک نامی کا ایک جو بھی جمع نہ کیا تھا

سیہ نامہ چنداں تنعم براند — کہ در نامہ جائے نبشتن نماند
اس سیاہ اعمال نامہ والے نے اسقدر عیش پرستی کی تھی — کہ نامہ اعمال میں لکھنے کی جگہ نہ رہی تھی

گنہگار و خود رائے و شہوت پرست — بغفلت شب و روز مخمور و مست
گنہگار اور خود رائے اور شہوت پرست تھا — رات دن غفلت سے نشہ میں، اور مست تھا

شنیدم کہ عیسیٰ درآمد ز دشت — بمقصورۂ عابدے برگذشت
میں نے سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ جنگل سے تشریف لائے — ایک عبادت گذار کے حجرے کے پاس سے گذرے

بزیر آمد از غرفہ خلوت نشیں — بپائیش در افتاد سر بر زمیں
گوشہ تنہائی میں بیٹھنے والا بالاخانہ سے نیچے اترا — زمین پر سر رکھ کر ان کے قدموں پر گر پڑا

گنہگار برگشتہ اختر ز دور — چو پروانہ حیراں در ایشاں ز نور
پھرے ہوئے ستارے والا گنہگار دور ہی سے — پروانہ کی طرح ان کے نور سے حیران تھا

تامل بحسرت کناں شرمسار — چو درویش در دست سرمایہ دار
حسرت سے غور کرتا ہوا شرمندہ — جیسا کہ فقیر سرمایہ دار کے ہاتھ میں

خجل زیر لب عذر خواہاں بسوز — ز شبہائے در غفلت آوردہ روز
شرمندہ، سوز کے ساتھ چپکے چپکے عذر خواہ — ان راتوں سے جن کو غفلت میں دن کیا تھا

سرشک غم از دیدہ باراں چو میغ — کہ عمرم بغفلت گذشت اے دریغ
ابر کی طرح آنکھوں سے غم کے آنسو بہا رہا تھا — کہ ہائے افسوس میری عمر غفلت میں گذری

براندا ختم نقد عمر عزیز — بدست از نکوئی نیاوردہ چیز
پیاری عمر کا نقد میں نے برباد کر دیا — نیکی کی کوئی بات ہاتھ نہ آئی۔

چو من زندہ ہرگز مبادا کسے — کہ مرگش بہ از زندگانی بسے
خدا کرے میری طرح کوئی نہ جیے — کیونکہ زندگی سے اس کا مرجانا بہتر ہے

برہست آنکہ در عہد طفلی بمرد — کہ پیرانہ سر شرمساری نبرد
جو بچپن میں مرگیا وہ تو چھوٹ گیا — کہ بڑھاپے کی شرمندگی اسکو نہ ہوئی

گناہم ببخش اے جہاں آفریں — کہ گر با من آید فبئس القریں
اے جہاں آفریں میرا گناہ بخش دے — اس لیے کہ اگر وہ میرے ساتھ رہا تو برا ساتھی ہوگا

دریں گوشہ نالاں گنہگار پیر — کہ فریاد حالم رس اے دستگیر
اس کنارے میں گنہگار بوڑھا نالاں تھا — کہ اے دستگیری کرنے والے میرے حال کی فریاد رسی کر

نگوں ماندہ از شرمساری سرش — رواں آب حسرت بشیب برش
شرمندگی سے اس کا سر اوندھا تھا — حسرت کے آنسو اسکی سفید ڈاڑھی پر جاری تھے

وزاں نیمہ عابد سر پر غرور — ترش کردہ بر فاسق ابرو ز دور
اور اس جانب سے غرور سے بھرے سر والا زاہد — دور سے ہی گنہگار پر ابرو چڑھائے ہوئے تھا

۱؎ یعنی برائیوں سے اعمال نامہ اس قدر سیاہ ہو چکا تھا کہ اس میں گنجائش نہ تھی۔
۲؎ یعنی وہی گنہگار حضرت عیسیٰ کے قدموں میں آگرا اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے لگا۔
۳؎ یعنی اس قدر عجز سے حضرت عیسیٰ کے سامنے کھڑا تھا جیسا کہ کوئی فقیر کسی سرمایہ دار کے سامنے۔
۴؎ وہ راتیں جو پوری کی پوری فسق و فجور میں گذاری تھیں
۵؎ یعنی گناہ اگر قیامت میں میرے ساتھ رہے تو وہ بدترین ساتھی ثابت ہوں گے

کہ ایں مدبر اندر پئے ماچراست
کہ یہ بدبخت کیوں ہمارے درپے ہے

بگردن با آتش درافتادہ
سر کے بل آگ میں گرا ہوا ہے

چہ خیر آمد از نفس تر دامنش
اس کے گنہگار نفس سے کیا بھلائی ہوتی ہے

چہ بودے کہ زحمت ببردے زپیش
کیا اچھا ہوتا کہ وہ یہاں سے دور ہو جاتا

ہمی رنجم از طلعتِ ناخوشش
اس کی منحوس صورت سے مجھے ناگواری ہوتی ہے

بمحشر کہ حاضر شود انجمن
جب محشر میں مجمع ہو

دریں بُد کہ وحی از جلیل الصفات
وہ اس میں لگا تھا کہ بڑی صفتوں والے کی جانب سے وحی

کہ گر عالم ست آں وگر وے جہول
خواہ وہ عالم ہے یا جاہل

تبہ کردہ ایام برگشتہ روز
عمر کو تباہ کئے ہوا بدنصیب

بہ بے چارگی ہر کہ آمد برم
جو عاجزی سے میرے پاس آتا ہے

عفو کردم از وے عملہائے زشت
اس کے برے کام میں نے معاف کر دیئے

وگر عار دارد عبادت پرست
اور اگر عبادت پرست کو عار ہے

بگو ننگ ازو در قیامت مدار
تو اس کو بتا دو قیامت میں اس سے ذلت محسوس نہ کرے

کہ آں را جگر خوں شد از سوز و درد
اس لیے سوز اور درد سے اس کا جگر خون ہو گیا ہے

ندانست در بارگاہِ غنی
اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ بے نیاز کے دربار میں

کہ جامہ پاکست و سیرت پلید
جس کا لباس پاک اور عادت ناپاک ہے

نگوں بخت ناداں چہ ہم جنس ماست
بیوقوف اوندھے نصیبہ والا کیا یہ ہمارا ہم جنس ہے

بباد ہوا عمر بر دادہ
خواہش کی ہوا میں عمر برباد کیے ہوئے ہے

کہ صحبت بود با مسیح و منش
کہ وہ میرے اور مسیح کے ساتھ ہو

بدوزخ برفتے پس کار خویش
اپنے کارنامہ کی وجہ سے دوزخ میں جاتا

مبادا کہ در من فتد آتشش
ایسا نہ ہو کہ اس کی آگ مجھے بھی لے لے

خدایا تو با او مکن حشر من
اے خدا تو میرا اس کے ساتھ حشر نہ کرنا

در آمد بعیسیٰ علیہ الصلوٰت
عیسیٰ علیہ السلام پر آئی

مرا دعوت ہر دو آمد قبول
میرے[2] یہاں دونوں کی دعا مقبول ہے

بنالید بر من بزاری و سوز
میرے سامنے عاجزی اور سوز سے رو رہا ہے

نیندازمش ز آستان کرم
میں اس کو بخشش کی چوکھٹ سے نہیں بھگاتا ہوں

در آرم بفضل خودش در بہشت
میں اس کو اپنی مہربانی سے جنت میں لے جاؤں گا

کہ در خلد با وے بود ہم نشست
کہ وہ جنت میں اس کے ساتھ رہے

کہ آں را بجنت برند ایں بنار
اس[3] لیے کہ اس کو جنت میں اس کو جہنم میں لے جائیں گے

گر ایں تکیہ بر طاعت خویش کرد
اگر اس نے اپنی عبادت پر گھمنڈ کیا ہے

کہ بے چارگی بہ ز کبر و منی
عاجزی تکبر اور خودی سے بہت بہتر ہے

در دوزخش را نباید کلید
اس[4] کو دوزخ کے دروازے کے لیے کنجی کی ضرورت نہیں ہے

۱؎ یعنی حضرت حق تعالیٰ

۲؎ اللہ عالم و جاہل دونوں کی سنتا ہے

۳؎ یعنی عبادت گذار تکبر کی وجہ سے جہنم میں جائیگا اور گنہگار عاجزی کی وجہ سے جنت میں جائے گا۔

۴؎ یعنی دوزخ کے دروازے اس کے انتظار میں کھلے ہیں کھولنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

بریں آستاں عجز و مسکینیت
اس چوکھٹ پر عاجزی اور مسکنت

بہ از طاعت و خویشتن بینیت
عبادت اور خود بینی سے بہتر ہے

چو خود را ز نیکاں شمردی بدی
اگر تو اپنے آپ کو نیکوں میں گنتا ہو تو تو بد ہے

نمی گنجد اندر خدائی خودی
اس لیے کہ خدائی میں خودی نہیں سماتی ہے

اگر مردی از مردئے خود مگوی
اگر تو بہادر ہے تو اپنی بہادری نہ جتا

نہ ہر شہسوارے بدر برد گوے
اس لیے ہر شہسوار گول میں گیند نہیں نکالتا ہے

پیاز آمد آں بے ہنر جملہ پوست
وہ بے ہنر سب کا سب پیاز کی طرح ہے

کہ پنداشت چوں پستہ مغزے درست
جس کو یہ گھمنڈ ہو کہ اس میں پستہ کا سا مغز ہے

ازیں نوع طاعت نیاید بکار
اس قسم کی عبادت کام میں نہیں آتی ہے

برو عذر تقصیر طاعت بیار
جا عبادت کی کوتاہی کا عذر پیش کر

نخورد از عبادت برآں بے خرد
اس بے عقل نے عبادت کا پھل نہیں کھایا ہے

کہ با حق نکو بود و با خلق بد
جو اللہ کے ساتھ بھلا اور مخلوق سے برا رہا

سخن ماند از عاقلاں یادگار
عقلمندوں کی بات یادگار رہتی ہے

ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار
سعدی کی یہی ایک بات یاد رکھ

گنہگار اندیشہ ناک از خدائے
خدا سے ڈرنے والا[1]، گنہگار

بہ از پارسائے عبادت نمائے
عبادت کی نمائش کرنے والے عبادت گزار سے بہتر ہے

۱۰ حکایت دانشمند درویش و قاضی متکبر[1]

عقلمند درویش اور متکبر قاضی کا قصہ

فقیہے[2] کہن جامہ تنگدست
پرانے کپڑے والا، مفلس ایک فقیہ

در ایوان قاضی بصف بر نشست
قاضی کے دربار میں صف اول میں جا بیٹھا

نگہ کرد قاضی درو تیز تیز
قاضی نے اس کو گھور کر دیکھا

معرف[3] گرفت آستینش کہ خیز
معرف نے اس کی آستین پکڑی کہ اٹھ!

ندانی کہ برتر مقام تو نیست
تجھے معلوم نہیں کہ تیرا مقام اونچا نہیں ہے

فروتر نشیں یا برو یا بایست
نیچے بیٹھ یا کھڑا رہ یا چلا جا

بجائے بزرگاں دلیری مکن
بڑوں کی جگہ بیٹھ کر گستاخی نہ کر!

چو سرپنجہ ات نیست شیری مکن
جب پنجہ میں طاقت نہیں ہے شیری نہ کر

نہ ہر کس سزاوار باشد بصدر
ہر آدمی صدر مقام کے قابل نہیں ہوتا ہے

کرامت بجاہست و منزل بقدر
اعزاز مرتبہ کی حیثیت سے ہوتا ہے اور مقام اندازے کے مطابق

دگر رہ چہ حاجت بہ پندت کس است
اب دوبارہ تجھے کسی کی نصیحت کی ضرورت نہیں ہے

ہمیں شرمساری عقوبت بس است[4]
یہی شرمندگی کافی سزا ہے

بعزت[5] ہر آنکو فروتر نشست
عزت ہوتے ہوئے جو شخص کم درجہ کی جگہ پر بیٹھا

بخواری نیفتد ز بالا بہ پست
تو ذلت سے اوپر سے نیچے نہیں گرتا ہے

[1] یعنی خدا سے ڈرنے والا گنہگار اس عبادت گذار سے بدرجہا بہتر ہے جس کو اپنی عبادت کا گھمنڈ ہے۔

[2] فقیہ۔ فقہ کا جاننے والا اس سے سعدی کی خود اپنی ذات مراد ہے۔

[3] معرف کے معنی بتانے والا یہ ایک عہدہ دار ہوا کرتا تھا جس کا کام لوگوں کا قاضی سے تعارف کرانا اور ان کو حسب مراتب بٹھانا ہوتا تھا۔

[4] یعنی اس گستاخی کی یہ سزا ہے کہ تو نیچے جا کر بیٹھ اس سزا کے بعد پھر تجھے یہ گستاخی کرنے کی ہمت نہ ہوگی۔

[5] یہ شیخ سعدی کا مقولہ ہے۔

چو آتش برآورد درویش دود
درویش نے آگ کی طرح دھواں نکالا

فقیہان طریق جدل ساختند
فقیہوں نے جدل کا راستہ بنایا

کشادند بر ہم درِ فتنہ باز
انھوں نے آپس میں فتنہ کا دروازہ کھولا

تو گفتی خروسانِ شاطر بجنگ
تو یہ کہے گا کہ چالاک مرغے لڑائی میں

یکے بیخود از خشمناکی چو مست
کوئی دیوانہ کی طرح غصہ کی وجہ سے بیخود تھا

فتادند در عقدۂ پیچ پیچ
مشکل گرہ میں پھنس گئے

کہن جامہ در صفِ آخر تریں
پرانے کپڑوں والا آخری صف میں

کہ برہاں قوی باید و معنوی
کہ قوی اور معنوی برہان لانی چاہیے

مرا نیز چوگانِ حرفست و گوے
میرے پاس بھی بات کا گیند اور بلا ہے

بکلکِ فصاحت بیانیکہ داشت
جو بیان اس کے پاس تھا اس نے فصاحت کے قلم سے

سر از کوئے صورت بمعنیٰ کشید
بات کو ظاہر سے حقیقت کی طرف لے گیا

بگفتندش از ہر کنارہ آفریں
ہر جانب سے لوگوں نے اسکو شاباش کہا

سمندِ سخن تا بجائے براند
بات کے گھوڑے کو یہاں تک دوڑایا

بروں آمد از طاق و دستارِ خویش
اپنی محراب سے نکلا اور اپنی پگڑی

کہ ہیہات قدرِ تو نشناختم
کہ افسوس میں تیرا مرتبہ نہ پہچانا

دریغ آمدم با چنیں مایہ
مجھے افسوس ہے کہ اس پونجی کے ہوتے ہوئے

فروتر نشست از مقامیکہ بود
جس مقام پر بیٹھا تھا اس سے کم درجہ پر جا بیٹھا

لمٔ و لا نسلّم در انداختند
"کیونکر" اور "ہمیں تسلیم نہیں" کرنے لگے

بلا و نعم کردہ گردن دراز
نہیں اور ہاں سے گردنیں ابھاریں

فتادند در ہم بمنقار و چنگ
چونچ اور پنجے کے ذریعہ ایک دوسرے میں گتھ گئے

یکے بر زمیں می زند ہر دو دست
کوئی زمین پر دو ہتڑ مارتا تھا

کہ در حلِّ آں رہ نبردند ہیچ
جس کے کھلنے کا کوئی راستہ نہ ملا

بغرّش در آمد چو شیرِ عریں
جھاڑی کے شیر کی طرح غرّایا

نہ رگہائے گردن بحجت قوی
نہ کہ دلائل میں پھولی ہوئی رگیں۔

بگفتند اگر نیک دانی بگوے
وہ بولے اگر خوب جانتا ہے تو کہہ

بدلہا چو نقشِ نگیں بر نگاشت
دلوں پر ایسا منقش کر دیا جیسا کہ نگ کا نقش

قلم بر سرِ حرفِ دعویٰ کشید،
دعوے کے سر پر قلم پھیر دیا

کہ بر عقل و طبعت ہزار آفریں
کہ تیری عقل پر اور طبیعت پر ہزار آفریں ہے

کہ قاضی چو خر در خلابے بماند
کہ قاضی گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس کر رہ گیا

باکرام و لطفش فرستاد پیش
اعزاز اور مہربانی سے اس کے سامنے پیش کر دی

بشکرِ قدومت نپرداختم
تیری تشریف آوری کے شکریہ میں نہ لگا

کہ بینم ترا در چنیں پایہ
تجھے اس جگہ پر دیکھ رہا ہوں

۱۴۰

لہ یعنی آہ کھینچی
لہ گفتگو میں جب حق کا اظہار مدِ نظر نہ ہو بلکہ اپنی بڑائی ہو تو یہ جدل ہے۔
لہ گفتگو میں عموماً ردّ و قدح میں یہ جملے استعمال ہوتے ہیں۔
لہ یعنی لوگ اس فقیہ کی عقل اور سنجیدہ طبیعت پر ہزار آفریں کہنے لگے۔
لہ مجھے اس علم و فضل کے ہوتے ہوئے دربار میں کمتر جگہ ملی ہے۔

معرّف بدلداری آمد برش
معرّف دلداری کے لیے اس کے سامنے آیا

بدست و زباں منع کردش که دور
اس کو ہاتھ اور زبان سے روکا کہ دور ہو

که فردا شود بر کهن میزراں
ورنہ کل کو پرانے لباس والوں پر

چو مولام خوانند و صدرِ کبیر
جب مجھے آقا اور بڑا صدر کہہ کر پکاریں گے

تفاوت کند هرگز آبِ زلال
شیریں پانی میں کیا کبھی فرق ہو جائے گا

خرد باید اندر سرِ مرد و مغز
انسان کے سر میں عقل اور گودا چاہیے

کس از سر بزرگی نباشد بچیز
انسان سر کی بڑائی سے کوئی چیز نہیں بن جاتا ہے

میفراز گردن بدستار و ریش
پگڑی اور داڑھی کی وجہ سے گردن نہ ابھار

بصورت کسانیکه مردم وشند
جو لوگ محض دیکھنے میں آدمی ہیں

بقدرِ هنر جست باید محل
ہنر کے اندازے سے مقام تلاش کرنا چاہیے

نئے بوریا را بلندی نکوست
کیا نرکل کے لیے بلندی اچھی چیز ہے

بدیں عقل و همت نخوانم کست
اس عقل و ہمت کے ہوتے ہوئے میں تجھ کو انسان نہیں کہہ سکتا

چه خوش گفت خرمهرهٔ در گلے
کوڑی نے جو مٹی میں تھی کیا اچھی بات کہی

مرا کس نخواهد خریدن بهیچ
مجھے کوئی بھی کسی چیز کے بدلے خریدنا چاہے گا

نه منعم بمال از کسے بهتر است
مالدار مال کی وجہ سے کسی سے بہتر نہیں ہے

بدیں شیوه مردِ سخنگوئے چست
چست بات کہنے والے انسان نے اس طور پر

که دستارِ قاضی نهد بر سرش
تاکہ قاضی کی پگڑی اس کے سر پر رکھ دے

منه بر سرم پائے بندِ غرور
میرے سر پہ غرور کا پائے بند نہ رکھ

بدستارِ پنجه گزم سرگراں
پانچ گز کی پگڑی کی وجہ سے میں بھی غصے ہوں گا

نمایند مردم بچشمم حقیر
تو لوگ میری نگاہ میں حقیر نظر آئیں گے

گرش کوزه زریں بود یا سفال
خواہ وہ زریں پیالے میں ہو یا مٹی کے برتن میں

نباید مرا چوں تو دستارِ نغز
تیری طرح مجھے اچھی پگڑی نہیں چاہیے

کدو سر بزرگست و بے مغز نیز
کدو کا سر بڑا ہے اور بے مغز بھی ہے

که دستار پنبه است و سبلت حشیش
اس لیے کہ پگڑی کی حقیقت روئی اور تیری مونچھوں کی حقیقت گھاس ہے

چو صورت همان به که دم در کشند
تصویر کی طرح تو یہی بہتر ہے کہ وہ چپ رہیں

بلندی و نحسی مکن چوں زحل
زحل کی طرح بلندی اور نحوست نہ ظاہر کر

که خاصیتِ نیشکر خود در وست
کیا خود اس میں گنے کی خاصیت ہے

وگر می رود صد غلام از پست
خواہ تیرے پیچھے سو غلام چلتے ہوں

چو بر داشتش پر طمع جاهلے
جب اس کو ایک لالچی جاہل نے اٹھایا

بدیوانگی در حریرم مپیچ
دیوانگی سے مجھے ریشمین کپڑے میں نہ لپیٹ

خر ار جل اطلس بپوشد خر است
اگر گدھا اطلس کی جھول بھی پہن لے تو گدھا ہے

بآبِ سخن کینه از دل بشست
بات کے پانی سے دل کا کینہ دھو لیا

۱؎ یعنی یہ دستار علماء کو مغرور اور متکبر بناتی ہے۔
۲؎ یعنی اچھی چیز اچھے ظرف کی محتاج نہیں ہے۔
۳؎ یعنی پگڑی باندھ کر سر بڑا کر لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔
۴؎ زحل ستارا بلند ہے لیکن منحوس سمجھا جاتا ہے۔
۵؎ یعنی یہ باتیں کہہ کر دل کا غبار مٹا لیا۔

دل آزردہ را سخت باشد سخن
ستائے ہوئے کی بات سخت ہوتی ہے

چو دستت رسد مغز دشمن برآر
جب تجھے دست رسی حاصل ہو جائے دشمن کا بھیجا نکال لے

چناں ماند قاضی بجورش اسیر
قاضی اپنے ظلم میں خود ایسا گرفتار ہو گیا

بدنداں گزید از تعجب یدین
تعجب سے دونوں ہاتھ دانتوں سے کاٹے

وز آنجا جواں روئے ہمت بتافت
وہاں سے جوان نے ارادہ کا رخ موڑ دیا

غریو از بزرگانِ مجلس بخاست
مجلس کے بڑے لوگوں سے شور اٹھا

نقیب از پیش رفت و ہر سو دوید
چوب دار اس کے پیچھے روانہ ہوا اور ہر جانب بھاگا

یکے گفت ازیں نوع شیریں نفس
ایک بولا اس قسم کا شیریں گفتار

براں صد ہزار آفریں کیں بگفت
اس پر ایک لاکھ شاباش کہ یہ اس نے کہا

چو خصمت بیفتاد سستی مکن
جب تیرا دشمن گر پڑے تو سستی نہ کر

کہ فرصت فرو شوید از دل غبار
اس لئے کہ یہ موقع دل کا غبار دھو دیتا ہے

کہ گفت انّ ہٰذا لیومٌ عسیرٌ[1]
کہ بول پڑا بے شک یہ سخت دن ہے[2]

بماندش در و دیدہ چوں فرقدین[3]
اس پر اس کی آنکھیں فرقدین کی طرح گڑ کر رہ گئیں

بروں رفت و بازش نشاں کس نیافت
باہر نکل گیا اور پھر کسی نے اس کا نشان نہ پایا

کہ گوئی چنیں شوخ چشم از کجاست
کہ تو بتا کہ ایسا گستاخ کہاں کا رہنے والا ہے

کہ مردے بدیں نعت و صورت کہ دید
کس نے کوئی شخص اس صفت اور صورت کا دیکھا ہے

دریں شہر سعدی شناسیم و بس
اس شہر میں ہم فقط سعدی کو سمجھتے ہیں

حق تلخ بیں تا چہ شیریں بگفت
کڑوی سچی بات کو کس میٹھے انداز میں کہہ گیا

حکایت در توبہ کردن پادشاہزادۂ گنجہ
گنجہ کے شہزادے کے توبہ کرنے کا قصہ

یکے پادشہ زادہ گنجہ[4] بود
گنجہ کا ایک شاہزادہ تھا

بمسجد در آمد سرایان و مست
مست اور گاتا ہوا مسجد میں آ گیا

بمقصورہ در پارسائے مقیم
حجرہ میں ایک پارسا ٹھہرا ہوا تھا

تنے چند بر گفت او مجتمع
کچھ آدمی اس کے وعظ پر جمع تھے

چو بے عزتی پیشہ کرد آں حروں
جب اس سرکش نے بے عزتی اختیار کی

چو منکر بود پادشہ را قدم
جب بادشاہ کا قدم برا ہو

کہ نااہل و ناپاک و سر پنجہ بود
جو نااہل اور ناپاک اور زور آور تھا

مے اندر سر و ساتگینے بدست
سر میں شراب اور ہاتھ میں جام

زبانِ دلآویز و قلبے سلیم
جس کی زبان میٹھی اور دل صحیح تھا

چو عالم نباشی کم از مستمع
اگر تو عالم نہیں ہے تو کم از کم سننے والا بن[5]

شدند آں عزیزاں خراب اندروں
ان باعزت لوگوں کا دل پریشان ہوا

کہ یارد زدن از امر معروف دم
امر بالمعروف[6] کا دم کون مار سکتا ہے

۱۰

[1] ایک قابو پانے کے بعد اس کو فوراً ختم کر
[2] حشر کے میدان میں گنہگار یہی کہیں گے
[3] فرقدین دو ستارے ہیں جن کا رخ ہمیشہ قطب جدی کی طرف رہتا ہے گویا وہ دونوں اس کو نظر جما کر دیکھتے ہیں۔
[4] گنجہ ایک شہر کا نام ہے جو تبریز کے قریب ہے، نظامی گنجوی اسی شہر کے رہنے والے تھے۔
[5] یہ سعدی کا مقولہ ہے کہ اگر انسان عالم نہ ہو تو علماء کا وعظ سنا کرے۔
[6] کسی کو اچھی بات کا حکم دینا۔

تحکّم کند سیر بر بوئے گل
لہسن کی بدبو پھول کی خوشبو پر غالب آجاتی ہے

فرو ماند آواز چنگ از دہل
ستار کی آواز ڈھول سے عاجز آجاتی ہے

گرت نہی منکر برآید ز دست
اگر تیرے ہاتھ سے نہی عن المنکر[۱] ہو سکے

نشاید چو بیدست و پایاں نشست
تو بے دست و پا ہو کر نہ بیٹھنا چاہیے

وگر دستِ قوت نداری بگوے
اگر تو قوت کا ہاتھ نہ رکھتا ہو تو کہہ دے

کہ پاکیزہ گردد باندرز خوے
اس لیے کہ نصیحت سے بھی عادت پاکیزہ ہو جاتی ہے

چو دست و زباں را نماند مجال
جب ہاتھ اور زبان میں طاقت نہ رہے

بہمت نمایند مردی رجال
تو لوگ دعا[۲] سے مردانگی دکھاتے ہیں

یکے پیش دانائے خلوت نشیں
گوشہ نشین عقلمند کے سامنے ایک شخص —

بنالید و بگریست سر بر زمیں
نالاں ہوا اور زمین پر سر رکھ کر رو دیا

کہ یکبارے آخر بریں رند مست
کہ اس رند مست کے لیے آخر ایک مرتبہ

دعا کن کہ ما بے زبانیم و دست
بددعا کر دیجیے اس لیے کہ ہم تو بے زبان اور بے ہاتھ ہیں

دمِ سوزناک از دلِ باخبر
باخبر دل کی جلا دینے والی ایک آہ

قوی تر کہ ہفتاد تیغ و تبر
ستر تیغ و تبر سے قوی ہوتی ہے

برآورد مرد جہاندیدہ دست
جہاندیدہ انسان نے ہاتھ اٹھایا

چہ گفت اے خداوند بالا و پست
کیا کہا.... اے نشیب و فراز کے مالک!

خوش ست ایں پسر وقتش از روزگار
یہ لڑکا زمانہ سے خوش وقت ہے

خدایا ہمہ وقت او خوش بدار
اے خدا اس کے تمام اوقات کو خوش بنادے

کسے گفتنش اے قدوۂ راستی
کسی نے اس سے کہا اے سچائی کے پیشوا

بدیں بد چرا نیکوئے خواستی
اس بد کے لیے کیوں نیکی چاہتے ہو

چہ بدعہد را نیک خواہی زبہر
بدعہد کے نصیبہ کی نیک خواہی

چہ بد خواستن بر سر خلق و شہر
شہر اور مخلوق کی بدخواہی کے برابر ہے

چنیں گفت بینندۂ تیز ہوش
تیز ہوش سمجھدار نے یہ کہا

چو سرّ سخن در نیابی مجوش
جب بات کی حقیقت تجھے معلوم نہ ہو تو جوش نہ دکھا

بطامات مجلس بیارا ستم
میں نے بڑی باتوں سے مجلس کو سجایا ہے

ز داد آفریں توبہ اش خواستم
انصاف کے پیدا کرنے والے سے میں نے اسکی توبہ کی درخواست کی ہے

کہ ہرگہ کہ باز آید از خوئے زشت
اس لیے کہ جب وہ بری عادت سے باز آجائے گا

بعیشے رسد جاوداں در بہشت
تو بہشت میں ہمیشہ باقی رہنے والے عیش کو پہنچ جائیگا

چنیں پنج روز ست عیشِ مدام
شراب کا عیش تو یہی پانچ روز کا ہے

بترک اندرش عیشہائے مدام
اس کے چھوڑ دینے میں ہمیشہ کا عیش ہے

حدیثے کہ مردِ سخن ساز گفت
بات کے بنانے والے نے جو بات کہی —

یکے زاں میاں با ملک باز گفت
ان میں سے ایک نے بادشاہ سے دہرادی

[۱] بری بات سے روکنا یعنی ایک مومن کا فرض ہے کہ بری بات کو دیکھ کر اگر اس کے ہاتھ میں طاقت ہے تو طاقت کے ذریعہ اس برائی کو ختم کر دے اور اگر اس قدر طاقت نہیں ہے تو زبان سے اس کی برائی ظاہر کر دے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا سمجھے یہ نہی عن المنکر کے تین درجے ہیں جن کو سعدی نے ان شعروں میں ظاہر کر دیا ہے

[۲] یعنی بزرگ دل کی طاقت سے اس برائی کو ختم کر دیتے ہیں۔

۱۰

زوجد آب در چشمش آمد چو میغ
بیخودی کی وجہ سے ابر کی طرح اس کی آنکھوں میں پانی آگیا
نیران شوق اندرونش بسوخت
شوق کی آگ سے اس کا باطن جل اٹھا
بر نیک محضر فرستاد کس
نیک[2] طبیعت کے پاس اس نے کسی کو بھیجا
قدم رنجہ فرمائی تا سر نہم
قدم رنجہ فرمائیں تاکہ میں اطاعت کروں
دو رویہ ستادند بر در سپاہ
دروازہ پر سپاہی دو رویہ کھڑے ہوگئے
شکر دید و عناب و شمع و شراب
اس[3] نے شکر اور عناب اور شمع اور شراب دیکھی
یکے غائب از خود یکے نیم مست
کوئی بےخود، کوئی نیم مست
ز سوئے بر آوردہ مطرب خروش
ایک جانب گویّے کی آوازیں بلند تھیں۔
حریفاں خراب از مے لعل رنگ
لعل جیسے رنگ کی شراب سے ساتھی مست تھے
نبود از ندیماں گردن فراز
بلند مرتبہ دوستوں میں سے کسی کی
دف و چنگ با یک دگر سازگار
طبلہ اور ستار ایک دوسرے سے سازگار تھے
بفرمود در ہم شکستند خرد
اس نے حکم دے دیا انھوں نے اسکو چورا کر دیا
شکستند چنگ و گسستند رود
انھوں نے ستار کو توڑ ڈالا رود[6] کو پھاڑ ڈالا
بمیخانہ در سنگ بر دن زدند
میخانہ میں مٹکے پر پتھر مارنے لگے
رواں خمر و چنگ اوفتادہ نگوں
شراب بہ گئی ستار اوندھا گر گیا
خم آبستن خمر نہ ماہہ بود
مٹکی نو ماہہ شراب سے حاملہ تھی

ببارید بر چہرہ سیل دریغ
اس نے چہرہ پر افسوس کا سیلاب بہایا
حیا دیدہ بر پشت پایش بدوخت
حیا نے آنکھوں کو اس کے پیروں کی پشت پر سی دیا
در توبہ کوباں کہ فریاد رس
توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہ فریاد کو پہنچ
سر جہل و نا راستی بر نہم
نادانی اور بدچلنی کا خیال نکال دوں
سخن پرور آمد در ایوان شاہ
شاہ کے دربار میں سخن پرور پہنچا
دہ از نعمت آباد و مردم خراب
گھر نعمتوں سے آباد اور انسان تباہ[4] دیکھے
یکے شعر گویاں صراحی بدست
کوئی ہاتھ میں صراحی لیے شعر پڑھتا ہوا
ز دیگر سو آواز ساقی کہ نوش
دوسری طرف ساقی کی صدا کہ، پی!
سر چنگی از خواب در بر چو چنگ
ستار کی طرح ستارچی نیند سے بغل میں سر دیے ہوئے تھا
بجز نرگس آنجا کسے دیدہ باز
نرگس[5] کے سوا اس جگہ آنکھ نہ کھلی تھی
بر آوردہ زیر از میاں نالہ زار
نالہ زار سے دھیما سُر پیدا ہو رہا تھا
مبدل شد آں عیش صافی بدرد
وہ صاف عیش تلچھٹ سے بدل گیا
بدر کرد گویندہ از سر سرود
گویّے نے سر سے گانے کا خیال نکال دیا
کدو را نشاندند و گردن زدند
انھوں[7] نے کدو کو بٹھایا اور اس کی گردن ماردی
تو گفتی شدہست از بط کشتہ خوں
تو[8] یہ کہے گا کہ کشتہ بطخ سے خون جاری ہوگیا
در آں فتنہ دختر بینداخت زود
اس فتنہ میں اس نے جلد لڑکی[9] جن دی

۱ یہ شیخ سعدی کا مقولہ ہے۔
۲ یعنی اس شہزادے نے اس بزرگ کو بلا بھیجا۔
۳ شراب کے ساتھ گزک کے طور پر عناب اور شکر کا استعمال کرتے تھے۔
۴ اس گھر کے انسانوں کی تباہی کا بیان ہے۔
۵ یعنی نرگس کے علاوہ سب نیند سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھے۔
۶ رود ایک قسم کا باجا تھا جس پر ریشمین تار کسے ہوتے تھے۔
۷ کدو میں شراب بھری جاتی تھی۔
۸ شراب کی بطخ سے لعل گوں شراب بہنے کا یہ منظر تھا کہ گویا بطخ ذبح کردی ہے
۹ شراب کو دختر رز کہا جاتا ہے۔

شکم تا بنافش دریدند مشک
انھوں نے مشک کو پیٹ سے ناف تک پھاڑ ڈالا

بفرمود تا سنگ صحن سرائے
اس نے حکم دے دیا کہ مکان کے صحن کے پتھر

که گلگونه خمر یاقوت فام
اس لیے کہ یاقوت رنگ کی شراب کا اُبٹن

عجب نیست بالوعه گر شد خراب
اگر چہ بچہ نجس ہوا تو کوئی تعجب کی بات نہیں

دگر هر که بربط گرفتے بکف
پھر جو بھی ہاتھ میں سارنگی پکڑتا -

وگر فاسقے چنگ بردے بدوش
اور اگر کوئی فاسق کندھے پر ستار رکھکر لیجاتا

جوانے سر از کبر و پندار مست
وہ جوان جس کا سر تکبر اور خودی سے مست تھا

پدر بارها گفته بودش بهول
باپ نے ڈانٹ کر کئی بار اس سے کہا تھا

جفائے پدر برد و زندان و بند
اس نے باپ کی سختی برداشت کی اور قیدخانہ اور بیڑیاں

گرش سخت گفتے سخنگوئے سهل
بات کہنے والا نرم اگر اس سے سختی سے کہتا

خیال و غرورش بران داشتے
اس کا گھمنڈ اور غرور اس کو اس پر آمادہ کر دیتا

سپر نفگند شیر غران ز جنگ
دھاڑنے والا شیر لڑائی سے ڈھال نہیں ڈالتا ہے

بنرمی ز دشمن توان کرد دوست
نرمی سے دشمن کو دوست بنایا جا سکتا ہے

چو سندان کسے سخت روئی نکرد
کسی نے بھی اہرن کی طرح سخت روئی نہیں کی

بگفتن درشتی مکن با امیر
حاکم کے ساتھ بات کرنے میں سختی نہ برت

باخلاق با هر که بینی بساز
جس کو بھی تو دیکھے اخلاق سے پیش آ

قدح را بر و چشم خونین پر اشک
اس پر پیالہ کی خونیں آنکھیں پر اشک تھیں

بکندند و کردند نو باز جائے
اکھاڑ دیں اور انھوں نے اس کی جگہ نئے لگا دیے

بشستن نمی شد ز روی رخام
سنگ مرمر کے چہرے سے دھونے سے نہیں جاتا ہے

که خوردند اندران روز چندان شراب
کیونکہ اس نے اس دن بہت شراب پی

قفا خوردے از دست مردم چو دف
تو ڈھپرے کی طرح لوگوں کے ہاتھ سے طمانچے کھاتا

بمالیدے اورا چو طنبور گوش
تو وہ طنبورہ کی طرح اس کے کان اینٹھتا

چو پیران بکنج عبادت نشست
بوڑھوں کی طرح عبادت کے گوشہ میں بیٹھ گیا

که پاکیزه رو باش و شایسته قول
کہ نیک چلن اور مہذب بات والا بن

چنانش سودمند نیامد که پند
اس کو ایسی مفید نہ ہوئیں جیسی کہ نصیحت

که بیرون کن از سر جوانی و جهل
کہ سر سے جوانی اور نادانی نکال دے

که درویش را زنده نگذاشتے
کہ درویش کو زندہ نہ چھوڑتا

بیندیشد از تیغ بران چنگ
پنجے کی تیغ براں سے سوچتا ہے

چو با دوست نرمی کنی دشمن اوست
جب تو دوست سے ہلکی بات کرے تو اس کا دشمن ہے

که خایسک تادیب بر سر نخورد
کہ ادب سکھانے کا ہتھوڑا سر پر نہ کھایا ہو

چو بینی که سختی کند سست گیر
جب تو یہ دیکھے کہ وہ سختی کرتا ہے تو نرمی کر

اگر زیر دست ست و گر سرفراز
خواہ وہ ماتحت ہو یا سر بلند

ق

۱ چونکہ شراب بہائی گئی تھی وہ چہ بچہ میں جمع ہوئی۔
۲ یعنی شہزادہ گوشہ نشین ہو کر عبادت گزار بن گیا۔
۳ یعنی باپ کی سختیاں اس قدر مفید نہ ہوئیں جس قدر بزرگ کی نصیحت
۴ یعنی بزرگ اس سے سختی برتتا
۵ یعنی بہادر آدمی سخت بات سے بگڑ جاتا ہے

ع ۱۰

که این گردن از نازکی برکشد
کہ یہ تکبر سے گردن موڑ لے گا
بگفتار خوش وان سر اندر کشد
میٹھی بات کی وجہ سے اور وہ فرماں بردار بنجائیگا

بشیرین زبانی توان برد گوے
شیریں زبانی کی وجہ سے بازی جیتی جاسکتی ہے
که پیوسته تلخی برد تند خوے
اس لیے کہ بد مزاج ہمیشہ تلخی اٹھاتا ہے

تو شیریں زبانی ز سعدی بگیر
تو سعدی سے شیریں زبانی حاصل کرلے
ترش روئے را گو بتلخی بمیر
ترش رو کو کہہ دے کہ تو کڑواہٹ سے مرجا

حکایت طوّاف عسل

شہد بیکر گھومنے والے کا قصہ

شکر خندهٔ انگبیں می فروخت
ایک ہنس مکھ شہد بیچتا تھا
که دلها ز شیرینیش می بسوخت
کہ اس کی مٹھاس سے دل جلے جاتے تھے

بتانی میاں بسته چوں نیشکر
معشوق نیشکر جیسے کمر بستہ
برو مشتری از مگس بیشتر
مکھیوں سے بھی زیادہ اس کے خریدار تھے

گر او زہر برداشتے فی المثل
اگر مثلاً وہ زہر بھی اٹھا لاتا
بخوردندے از دست او چوں عسل
اس کے ہاتھ سے شہد کی طرح کھا جاتے

گرانے نظر کرد در کار او
ایک بھدے شخص نے اس کے کاروبار کو دیکھا
حسد بُرد بر روز بازار او
اس کے بازار کی رونق پر اس نے حسد کیا

دگر روز شد گرد گیتی رواں
دوسرے دن اس نے شہر کے چاروں طرف چکر لگایا
عسل بر سر و سرکه بر ابرواں[1]
سر پر شہد اور ابروؤں پر سرکہ

بسے گشت فریاد خواں پیش و پس
آگے پیچھے چلاتا ہوا بہت پھرا
که ننشست بر انگبینش مگس
چونکہ اس کے شہد پر کوئی مکھی نہ بیٹھی

شبانگه چو نقدش نیامد بدست
رات کو جب کچھ نقد اس کے ہاتھ نہ آیا
بدلتنگ روئی بکنجے نشست
دل تنگی کی وجہ سے ایک کونہ میں بیٹھ گیا

چو عاصی ترش کرده روی از وعید[2]
جیسا کہ گنہگار اللہ کی دھمکی سے منہ بگاڑتا ہے
چو ابروی زندانیاں روز عید
جیسا کہ عید کے روز قیدیوں کی ابروئیں

زنے گفت بازی کناں شوے را
ایک عورت نے شوہر سے مذاق میں کہا
عسل تلخ باشد ترش روے را
بد مزاج کا شہد بھی کڑوا ہوتا ہے

حرامست[3] بود ناں آں کس چشید
اس آدمی کا کھانا چکھنا میرے لیے حرام ہے
که چوں سفره ابرو بهم در کشید
جو دسترخوان کی طرح پیشانی پر شکن ڈالے

مکن خواجه بر خویشتن کار سخت
اے صاحب اپنا کام سخت نہ بنا
که بد خوے باشد نگونسار بخت
اس لیے کہ بد عادت اوندھے نصیبہ کا ہوتا ہے

گرفتم که سیم و زرت چیز نیست
میں نے مانا کہ چاندی سونا تیرے پاس کچھ نہیں ہے
چو سعدی زبان خوشت نیز نیست
کیا سعدی کی طرح تیرے پاس میٹھی زبان بھی نہیں ہے

[1] ابروؤں پر سرکہ سے مراد بدمزاجی ہے۔
[2] یعنی ایسا منہ بگاڑ کر بیٹھ گیا جیسا کہ گنہگار اللہ کی وعید پر یا قیدی عید کے دن۔
[3] بدمزاج شخص کے یہاں کھانا بھی درست نہیں ہے۔

١٠

حکایت در معنی تواضع نیکمرداں

حکایت نیک انسانوں کی تواضع کے بیان میں

شنیدم کہ فرزانۂ حق پرست
میں نے سنا ہے کہ ایک حق پرست عقلمند
گریباں گرفتش یکے رند مست
کا گریبان ایک مست رند نے پکڑ لیا

ازاں تیرہ دل مرد صافی دروں
صاف باطن انسان نے اس سیاہ دل کے
قفا خورد و سر برنکرد از سکوں
طمانچے کھائے اور سکون کی وجہ سے سر نہ اٹھایا

یکے گفتش آخر نہ مردی تو نیز
کسی نے اس سے کہا آخر تو بھی مرد ہے
تحمل دریغست ازیں بے تمیز
اس بے تمیز کی برداشت قابل افسوس ہے

شنید ایں سخن مرد پاکیزہ خوے
پاکیزہ طبیعت انسان نے یہ بات سنی
بدو گفت زیں نوع با من مگوے
اس سے کہا اس قسم کی بات مجھ سے نہ کر

درد مست ناداں گریبانِ مرد
نادان مست ایسے بہادر کا گریبان پھاڑ ڈالتا ہے
کہ با شیر جنگی سگالد نبرد
جو شیر جیسے پنجہ والے سے لڑائی کی سوچتا ہے

ز ہشیار عاقل نترسد کہ دست
ہوشیار آدمی سے عقلمند اس کا اندیشہ نہیں کرتا ہے
زند در گریبان ناداں مست
کہ وہ نادان مست کے گریبان پر ہاتھ ڈالیگا

ہنرور چنیں زندگانی کند
ہنرمند اس طرح زندگی بسر کرتا ہے
جفا بیند و مہربانی کند
کہ ظلم سہتا ہے اور مہربانی کرتا ہے

۱ کسی ہوشیار سے یہ کبھی توقع نہیں ہوتی کہ وہ کسی رند سے دست و گریباں ہوگا یعنی کتے نے کاٹا تو بھی کتے کو کاٹ لینا۔

حکایت در معنی عزت نفس مرداں

حکایت شریفوں کی عزت نفس کے بیان میں

سگے پائے صحرا نشینے گزید
ایک کتے نے ایک صحرانشین کے پیر میں کاٹ لیا
بخشمے کہ زہرش ز دنداں چکید
ایسے غصے سے کہ اس کے دانتوں سے زہر ٹپک رہا تھا

شب از درد بیچارہ خوابش نبرد
بیچارہ کو درد کی وجہ سے رات کو نیند نہ آئی
بخیل اندرش دخترے بود خرد
اس کے خاندان میں ایک چھوٹی سی لڑکی تھی

پدر را جفا کرد و تندی نمود
باپ پر سختی کرنے لگی اور غصہ ہوئی
کہ آخر ترا نیز دنداں نبود
کہ آخر تیرے دانت نہ تھے

پس از گریہ مرد پراگندہ روز
پریشان روزگار رونے کے بعد
بخندید کاے بابک دلفروز
ہنس پڑا کہ اے دل کو روشن کرنیوالی بی بی

مرا گرچہ ہم سلطنت بود و بیش
اگرچہ میرے پاس بھی طاقت تھی
دریغ آمدم کام و دندان خویش
میں نے اپنے منہ اور دانتوں کو بچایا

محالست گر تیغ بر سر خورم
اگر میں سر پر تلوار کھا جاؤں تو بھی ناممکن ہے
کہ دنداں بپائے سگ اندر برم
کہ میں کتے کے پیر میں دانت گھساؤں

تواں کرد با ناکساں بدرگی
نالائقوں کے ساتھ برائی کی جاسکتی ہے
ولیکن نیاید ز مردم سگی
لیکن انسان سے کتاپن نہیں ہوسکتا

حکایت خواجۂ نیکوکار و بندۂ نافرمان

نیک آقا اور سرکش غلام کا قصہ

بزرگے ہنرمند آفاق بود — غلامش نکوہیدہ اخلاق بود
ایک بزرگ تمام زمانے کا ہنرمند تھا — اس کا غلام برے اخلاق کا تھا

ازیں خفرقے موئے بالیدۂ — بدے سرکہ در روے بالیدۂ
اس بدہیات کے بال بڑھے ہوتے — منہ پر سرکہ ملے ہوتا

چو ثعبانش آلودہ دنداں بزہر — گرو بردہ از زشت رویانِ شہر
اس کے دانت اژدہے کی طرح زہر آلودہ تھے — شہر کے بدصورتوں سے بازی لے گیا تھا

مدامش بروی آب چشم سبل — دمیدے و بوے پیاز از بغل
روہیوں والی آنکھ کا پانی ہمیشہ چہرہ پر — نو دار رہتا اور بغل کی پیاز کی بدبو

گرہ وقت پختن برابرو زدے — چو پختند با خواجہ زانو زدے
پکانے کے وقت ابرو پر گرہ ڈال لیتا — جب پکا لیتے تو آقا کے ساتھ ران ملا کر بیٹھتا

دمادم بناں خوردنش ہم نفس — وگر مردے آبے ندادے بکس
دمادم روٹی کھانے میں ساتھ رکھتا — اور اگر کوئی مر بھی جاتا تو پانی نہ پلاتا

نہ گفت اندرو کار کردی نہ چوب — شب و روز ازو خانہ در کند و کوب
اس میں نہ بات کام کرتی نہ لکڑی — رات اور دن اس کی وجہ سے گھر درہم برہم تھا

گہے خار و خس در رہ انداختے — گہے ماکیاں در چہ انداختے
کبھی کانٹے اور تنکے راستے میں ڈال دیتا — کبھی مرغیوں کو کنوئیں میں پھینک آتا

ز سیماش وحشت فراز آمدے — نہ رفتے بکارے کہ باز آمدے
اس کے چہرے سے وحشت معلوم ہوتی — کسی بھی کام کو نہ جاتا کہ واپس لوٹ کر آتا

کسے گفت ازیں بندۂ بدخصال — چہ خواہی ادب یا ہنر یا جمال
کسی نے کہا اس بدعادت غلام سے — تو کیا چاہتا ہے ادب یا ہنر یا حسن

نیرزد وجودے بدیں ناخوشی — کہ جورش پسندی و بارش کشی
اس برائی کے ساتھ اس کا وجود اس لائق نہیں ہے — کہ تو اس کا ظلم پسند کرے اور اس کا بوجھ اٹھائے

منت بندۂ خوب نیکو سیر — بدست آرم ایں را بہ نخاس بر
میں تیرے لیے ایک خوبصورت، نیک عادت غلام — لے آؤں گا اس کو بردہ فروش کے یہاں لے جا

وگر یک پشیز آورد سر مپیچ — گرانست اگر راست خواہی بہیچ
اور اگر ایک پیسہ لگے تو انکار نہ کرنا — اگر سچ کہلوانا ہو تو وہ مفت بھی گراں ہے

شنید ایں سخن مرد نیکو نہاد — بخندید کاے یارِ فرخ نژاد
نیک طبیعت انسان نے یہ بات سنی — ہنسا کہ اے مبارک ذات یار

بدست ایں پسر طبع و خویش ولیک — مراز و طبیعت شود خوئے نیک
اس لڑکے کی طبیعت اور عادت بری ہے لیکن — اس کی وجہ سے میری طبیعت نیک عادت ہو جائیگی

۱؎ یعنی بدمزاج تھا۔
۲؎ یعنی چندھا تھا اور بغل گند کا بیمار بھی تھا۔
۳؎ نہ برا بھلا کہنا مفید تھا، نہ مارپیٹ۔
۴؎ یعنی شرارتیں کرتا رہتا تھا
۵؎ کہیں جاکر کوئی کام نہ کرتا تھا۔
۶؎ ایک پیسہ میں بھی بیچ ڈالنا خرید کے لیے یہ مفت بھی گراں ہے۔

چو زو کردہ باشم تحمل بسے
جب اس کی بہت برداشت کرلوں گا

توانم جفا بردن از ہر کسے
تو ہر شخص کا ظلم برداشت کرسکوں گا

مروت ندانم کہ بفروشمش
میں شرافت نہیں سمجھتا ہوں کہ اس کو بیچوں

بدیگر کسے عیب بر گویمش
کسی دوسرے سے اس کا عیب کہوں

چو من در بلایش تحمل کنم
اگر میں اس کی مصیبت کو برداشت کروں

بسے بہ بود گر تحول کنم
یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ اسکو کسی کے حوالے کردوں

چو خود را پسندی کسے را پسند
تو جو اپنے لیے پسند کرے دوسرے کے لیے بھی پسند کر

تو در زحمتی دیگرے را مبند
تو تکلیف میں ہے تو دوسرے کو مبتلا نہ کر

تحمل چو زہرت نماید نخست
برداشت کرنا ابتدا تجھے زہر معلوم ہوگا

ولے شہد گردد چو در طبع رست
لیکن شہد بن جائے گا جب طبیعت میں رچ جائیگا

حکایت معروف کرخی و مسافر رنجور
معروف کرخی اور ایک بیمار مسافر کا قصہ

۱۰

کسے راہِ معروف کرخی نجست
کسی ایسے شخص نے معروف کرخی کا راستہ نہیں ڈھونڈا

کہ نہاد معروفی از سر نخست
جس نے سب سے پہلے دماغ سے شہرت نہ نکال دی ہو

شنیدم کہ مہمانش آمد یکے
میں نے سنا ہے کہ اس کے پاس ایک مہمان آیا

ز بیماریش تا بمرگ اندکے
جس کی بیماری اور موت میں تھوڑا سا فاصلہ تھا

سرش موی و رویش صفا ریختہ
اس کا سر بالوں کا اور چہرہ رونق کو ختم کرچکا تھا

بموئیش جاں در تن آویختہ
ایک بال کی بقدر اس کی جان جسم میں لگی تھی

شب آنجا بیفگند و بالش نہاد
اس نے رات کو اس جگہ پڑاؤ کر دیا اور تکیہ لگا لیا

رواں دست در بانگ و نالش نہاد
فوراً واویلا اور آہ وزاری شروع کردی

نہ خوابش گرفتے بشب یک نفس
نہ اس کو ایک سانس کی بقدر نیند آئی

نہ از دست فریاد او خواب کس
نہ اس کی فریاد کے ہاتھوں کسی دوسرے کو نیند آئی

نہادے پریشاں و طبعے درشت
اس کا مزاج پریشان اور طبیعت سخت تھی

نمی مرد و خلقے بحجت بکشت
خود تو نہ مرتا تھا اور مخلوق کو حجت بازی سے مار ڈالا تھا

ز فریاد و نالیدن و خفت و خیز
اس کی فریاد اور رونے اور بے چینی کی وجہ سے

گرفتند از و خلق راہ گریز
مخلوق نے اس سے راہ گریز اختیار کرلی

ز دیار مردم دراں بقعہ کس
اس جگہ کے رہنے والوں میں اگر کوئی تھا

ہماں ناتواں ماند و معروف و بس
تو وہی بیمار اور بس معروف کرخی تھے

شنیدم کہ شبہا ز خدمت نخفت
میں نے سنا کہ بہت سی راتیں خدمتگاری کی وجہ سے نہ سوئے

چو مرداں میاں بست و کرد آنچہ گفت
مردوں کی طرح کمر بستہ رہے اور وہی کرتے جو وہ کہتا

شبے بر سرش لشکر آورد خواب
ایک رات کو ان پر نیند نے لشکر کشی کردی

کہ چند آورد مرد ناخفتہ تاب
اس نے کہ بدون سوئے کوئی کتنی تاب لا سکتا ہے

---

۱ حدیث شریف میں آیا ہے۔ مومن وہی ہے جو اپنے بھائی کے لیے وہی بات پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

۲ یعنی کرخی کے راہ سلوک پر جو شخص چلنا چاہے اس کا پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے سر سے شہرت اور تکبر نکال دے۔

۳ معروف نام ہے بزرگ کا کرخ کے رہنے والے تھے۔

۴ خود سوتا تھا نہ دوسروں کو سونے دیتا تھا۔

۵ لوگوں سے بدمزاجی کرتا سب لوگ گھبرا کر بھاگ گئے۔

بیکدم کہ چشمانش خفتن گرفت
تھوڑی دیر کے لیے ان کی آنکھوں نے سونا شروع کیا
کہ لعنت بریں نسل ناپاک باد
کہ اس ناپاک نسل پر لعنت ہو
بلند اعتقادان پاکیزہ پوش
متکبر ہیں، خوش پوشاک ہیں
چہ دانند لت انبانے از خواب مست
بڑے پیٹ والے، نیند سے مست کو کیا معلوم
سخنہائے منکر بمعروف گفت
حضرت معروف کو اس نے بری باتیں کہیں
فرو خورد شیخ ایں حدیث از کرم
شیخ تو شرافت کی وجہ سے یہ باتیں پی گئے
یکے گفت معروف را در نہفت
ایک نے چپکے سے معروف سے کہا
بروزیں سپس گو سر خویش گیر
اس کے بعد جا اور کہہ، اپنا راستہ پکڑ
نکوئی و رحمت بجائے خود است
بھلائی اور رحم اپنی جگہ ہے
سر سفلہ را گرد بالش منہ
کمینہ کا سر تکیہ پر نہ رکھ
مکن با بداں نیکی اے نیک بخت
اے نیک بخت بروں کے ساتھ نیکی نہ کر!
نگویم مراعات مردم مکن
میں یہ نہیں کہتی ہوں کہ لوگوں کی خاطر تواضع نہ کر
باخلاق نرمی مکن با درشت
سخت کے ساتھ اخلاق سے ساتھ نرمی نہ کر
گر انصاف خواہی سگ حق شناس
اگر انصاف کی بات چاہتا ہے تو حق شناس کتا
برف آب رحمت مکن بر خسیس
کمینہ پر برف کے پانی سے مہربانی نہ کر
ندیدم چنیں ہیچ بر ہیچ کس
میں نے ایسا ہیچ در ہیچ آدمی نہیں دیکھا

مسافر پراگندہ گفتن گرفت
مسافر نے بکنا شروع کیا
کہ نامند و ناموس و زرق اند و باد
کہ محض نام اور عزت کے ہیں اور کرا اور غرور رہیں
فریبندۂ پارسائی فروش
فریب دینے والے ہیں، بزرگی فروش ہیں۔
کہ بے چارہ دیدہ برہم نہ بست
کہ کسی بیچارے نے پلک بھی نہیں جھپکائی ہے
کہ یکدم چرا غافل از وے بخفت
کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے اس سے غافل ہو کر کیوں سو گیا
شنیدند پوشیدگان حرم
حرم کی مستورات نے سن لیں
ندیدی کہ درویش نالاں چہ گفت
تجھے معلوم نہیں روتے ہوئے فقیر نے کیا کہا ہے
تعنت بر جائے دیگر بمیر
مصیبت لے جا، دوسری جگہ جا کر مر!
ولے با بداں نیک مردی بد است
لیکن بروں کے ساتھ نیکی بری ہے
سر مردم آزار بر سنگ بہ
لوگوں کو ستانے والے کا سر پتھر پر بہتر ہے
کہ در شورہ ناداں نشاند درخت
کیونکہ کھاری زمین میں بے وقوف درخت لگاتا ہے
کرم پیش نامرداں گم مکن
کمینوں پر کرم کر کے ضائع نہ کر
کہ سگ را نمالند چوں گربہ پشت
کہ بلی کی طرح کتے کی کمر نہیں سہلاتے ہیں
بسیرت بہ از مردم ناسپاس
ناشکر گزار انسان سے عادت میں بہتر ہے
چو کردی مکافات بر یخ نویس
اگر کرتا ہے تو بدلہ برف پر لکھ
مکن ہیچ رحمت بریں ہیچ کس
اس ناکس پر کچھ شفقت نہ کر

۱؎ یعنی اس نے صرف معروف کرخی کو ہی نہیں بلکہ سب بزرگوں کو گالیاں دینی شروع کر دیں
۲؎ اس سے مراد معروف کرخی ہیں۔
۳؎ یعنی یہ بیمار مہمان تو کتے سے بھی بدتر ہے۔
۴؎ بریخ نوشتن ضائع کرنا

بخندید وگفت اے دلارام جفت
وہ ہنسے اور بولے کہ اے دل کی راحت، بیوی

گر از ناخوشی کرد بر من خروش
اگر[1] ناراضی سے اس نے مجھ پر غصہ کیا ہے

جفائے چنیں کس بباید شنود
کسی ایسے آدمی کی جفا کو سننا چاہیے

چو خود را قوی حال وبینی وخوش
جب[2] تو اپنے آپ کو خوش حال اور قوی دیکھے

اگر خود ہمیں صورتی چوں طلسم
اگر تو خود یہی طلسم[3] کی سی صورت ہے

وگر پرورانی درخت کرم
اگر تو کرم کے درخت کی پرورش کرے گا

نہ بینی کہ در کرخ تربت بسیست
تو نے نہیں دیکھا کہ کرخ میں بہت سی قبریں ہیں

بدولت کسانے سرافراختند
دولت کے ذریعہ وہی لوگ سربلند ہوتے ہیں

تکبر کند مرد حشمت پرست
دبدبہ پرست انسان تکبر کرتا ہے

پریشاں مشو زیں پریشاں کہ گفت
ان بیہودہ باتوں سے جو اس نے کہیں پریشان نہ ہو

مرا ناخوش از وے خوش آمد بگوش
تو اس کی ناراضی میرے کانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے

کہ نتواند از بے قراری غنود
جو بے چینی کی وجہ سے نہ سو سکے

بشکرانہ بار ضعیفاں بکش
تو شکرانہ میں کمزوروں کا بار برداشت کر

بمیری و اسمت بمیرد چو جسم
تو تو مر جائے گا اور تیرا نام بھی جسم کی طرح مر جائے گا

بر نیک نامی خوری لاجرم
تو لامحالہ نیک نامی کا پھل کھائے گا

بجز گور معروف معروف نیست
لیکن حضرت معروف کی قبر کے سوا کوئی مشہور نہیں ہے

کہ تاج تکبر بینداختند
جنھوں نے تکبر کے تاج کو اتار پھینکا ہے

نداند کہ حشمت بحلم اندر ست
اس کو یہ معلوم نہیں کہ دبدبہ بردباری میں ہے

حکایت در معنی سفاہت نا اہلاں وتحمل نیک مرداں

قصہ اہلوں کی بیوقوفی اور نیک مردوں کی بردباری کے بیان میں

طمع برد شوخے بصاحبدلے
ایک شریر ایک صاحب دل کے پاس ضرورت لیکر گیا

کمر بند و دستش تہی بود و پاک
اس کا کمربند اور ہاتھ بالکل خالی تھا

بروں تاخت خواہندۂ خیرہ روئے
بے شرم، سائل باہر نکلا۔

کہ زنہار ازیں کژدمان خموش
کہ ان خاموش بچھوؤں اور

کہ چوں گربہ زانو بدل بر نہند
بلی کی طرح زانو دل پر دھرے بیٹھے رہتے ہیں

سوئے مسجد آوردہ دکان شید
وہ مکر کی دکان مسجد میں لایا ہے

نبود آں زماں در میاں حاصلے
اس وقت ہمیانی میں کچھ نہ تھا

کہ زر بر فشاندے بر ویش چو خاک
کہ مٹی کی طرح اس کے منہ پر روپیہ مارتا

بکوہیدن آغاز کردش بکوئے
گلی میں پہنچ کر اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا

پلنگان درندۂ صوف پوش
کمبل پوش پھاڑنے والے چیتوں سے پناہ ہو

وگر صیدے افتد چو سگ در جہند
اور اگر کوئی شکار پھنس جائے تو کتے کی طرح چھلانگ لگاتے ہیں

کہ در خانہ کمتر تواں یافت صید
اس لیے کہ گھر میں شکار کم پھنستا ہے

[1] جو باتیں اس نے غصے میں کہی ہیں وہ مجھے ناگوار نہیں گذریں۔
[2] یہاں سے سعدی کا مقولہ ہے۔
[3] جادو ٹونا ایک بے حقیقت چیز ہیں۔
[4] مراقبہ کی نشست کی تعبیر کر رہا ہے۔

رہ کارواں شیر مرداں زنند
شیر مرد قافلے پر رہزنی کرتے ہیں

سپید و سیہ پارہ بر دوختہ
سفید اور کالے پیوند لگائے ہوئے ہیں

زہے جو فروشانِ گندم نمائے
کیا خوب گندم نما جو فروش ہیں

مبیں در عبادت کہ پیرند و سست
عبادت کے وقت یہ نہ سمجھ کہ وہ بوڑھے اور سست ہیں

عصائے کلیم اند بسیار خوار
بسیار خوار حضرت موسیٰ کی لاٹھی ہیں

نہ پرہیزگار و نہ دانشور اند
نہ پرہیزگار ہیں، نہ عقلمند

عبائے بلیلانہ در تن کنند
حضرت بلال حبشی جیسی جبا بدن پہ رکھتے ہیں

ز سنت نہ بینی در ایشاں اثر
تو ان میں سنت کا کوئی نشان نہ دیکھے گا

شکم تا سر آگندہ از لقمہ تنگ
سر تک پیٹ لقموں سے خوب بھرا ہوا

نخواہم دریں باب ازیں بیش گفت
میں اس بارے میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا

فرو گفت ازیں شیوہ نادیدہ گوے
بدوں دیکھے کہنے والے نے اس قسم کی بہت سی باتیں کہیں

یکے کردہ بے آبروئی بسے
جو اپنی بہت بے آبروئی کر چکا ہو

مریدے بشیخ ایں سخن نقل کرد
ایک مریدنے شیخ سے یہ باتیں نقل کردیں

بارے در قفا عیب من گفت و خفت
بُرے شخص نے میرے پیٹھ پیچھے میرے عیب بیان کیے اور چھپ گیا

یکے تیرے افگند و در رہ فتاد
ایک شخص نے تیر چلایا اور وہ راستہ میں گر گیا

تو بر داشتی و آمدی سوئے من
تو اٹھا لایا اور میری طرف چلا

ولے جامۂ مردم ایناں کنند
لیکن یہ لوگوں کے کپڑے اتارتے ہیں

بسالوس و پنہاں زر اندوختہ
مکاری سے اور اندر سونا جمع کیے ہوئے ہیں

جہاں گرد و شب کوک و خرمن گدائے
دنیا گھومنے والے، رات کو دعا دینے والے، کھلیان کے بھکاری

کہ در رقص و حالت جوانند و چست
اس لیے کہ رقص اور وجد میں جوان اور چست ہیں

پس آنگہ نمایند خود را نزار
پھر اپنے آپ کو کمزور ظاہر کرتے ہیں

ہمیں بس کہ دنیا بدیں میخورند
بس یہی کافی ہے کہ دین کے ذریعہ دنیا کو نگلتے ہیں

بد خل حبش جامۂ زن کنند
حبشی کی آمدنی سے بیوی کے جوڑے بناتے ہیں

مگر خواب پیشین و نان سحر
ہاں دوپہر کا سونا اور سحری کھانا

چو زنبیل دریوزہ ہفتاد رنگ
گداگر کی جھولی کی طرح ستر قسم ہے

کہ شنعت بود سیرت خویش گفت
اس لیے کہ اپنی حالت بیان کرنا بدنامی کی بات ہے

نہ بیند ہنر دیدۂ عیب جوے
عیب جو آنکھ ہنر نہیں دیکھتی ہے

چہ غم دارد ش زآبروے کسے
اس کو کسی کی آبرو کی کیا فکر ہوتی ہے

اگر راست پرسی نہ از عقل کرد
اگر سچ پوچھتا ہے تو اس نے عقل کی بات نہ کی

بتر زو قرینے کہ آورد و گفت
وہ ساتھی اس سے برا ہے جو لایا اور بیان کیا

وجودم نیازرد و رنجم نداد
اس نے میرے جسم کو نہ ستایا اور رنجیدہ تکلیف نہ دی

ہمی در سپوزی بہ پہلوئے من
اور میرے پہلو میں چبھا رہا ہے

ق

۱؎ شب کوک وہ فقرار کہلاتے تھے جو رات کو کسی بلند مقام پر کھڑے ہو کر نام بنام دعائیں کرتے تھے اور صبح کو بھیک مانگتے تھے۔
۲؎ حضرت موسیٰؑ کا عصا چونکہ جادوگروں کے سبب اژدھے نگل گیا تھا اس لیے بسیار خوری میں مشہور رہے۔
۳؎ یعنی بے پناہ آمدنی کو عورتوں کے جوڑے بنانے میں صرف کر ڈالتے ہیں۔

بخندید صاحبدل نیک خوئے
نیک عادت صاحبدل ہنسا

کہ سہلست ازیں بیشتر گو بگوئے
کہ اس سے زیادہ کہنا آسان ہے، کہے

ہنوز آنچہ گفت از بدم اندکیست
اب تک جو کچھ اس نے کہا ہے میری برائی کا تھوڑا حصہ ہے

از انہا کہ من دانم از صد یکیست
جو میں جانتا ہوں ان میں سے سو میں سے ایک ہے

ز روئے گماں بر من اینہا کہ بست
گمان[1] سے جو کچھ باتیں اس نے مجھ سے متعلق کی ہیں

من از خود یقیں می شناسم کہ ہست
میں خود یقین سے جانتا ہوں کہ وہ ہیں

وے امسال پیوست با ما وصال
اس نے امسال ہم سے اپنا جوڑ لگایا ہے

کجا داندم عیب ہفتاد سال
وہ میرے ستر سالہ عیبوں کو کہاں جان سکتا ہے

بہ از من کس اندر جہاں عیب من
دنیا میں میرے عیب مجھ سے بہتر

نداند بجز عالم الغیب من
علاوہ عالم الغیب کے کوئی نہیں جانتا ہے

ندیدم چنیں نیک پندار کس
میں نے[2] ایسا نیک گمان شخص نہ دیکھا

کہ پنداشت عیب من اینست و بس
جو یہ سمجھا کہ میرے صرف یہی عیب ہیں

بمحشر گواہ گنہم گر اوست
محشر میں اگر وہی میرے گناہوں کا گواہ ہے

ز دوزخ نترسم کہ حالم نکوست
تو دوزخ سے میں نہیں ڈرتا اس لیے کہ پھر تو میرا حال بہتر ہے

گرم عیب گوید بد اندیش من
اگر میرا[3] کوئی مخالف عیب بیان کرے

بیا گو ببر نسخہ از پیش من
اس کو کہدو کہ میرے پاس سے کتاب لیجا

کساں[4] مرد راہ خدا بودہ اند
وہی لوگ خدا کی راہ کے مرد ہوئے ہیں

کہ بر جاس تیر بلا بودہ اند
جو مصیبت کے تیر کا نشانہ بنے ہیں

زباں باش تا پوستینت درند
خاموش رہ یہاں تک کہ وہ تیری چمڑی پھاڑ دیں

کہ صاحبدلاں بار شوخاں برند
اس لیے کہ صاحب دل بُروں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں

گر از خاک مردم سبوئے کنند
اگر لوگ انسانوں کی مٹی کی صراحی بنائیں

بسنگش ملامت کناں بشکنند
تو ملامت کرنے والے پتھر سے اسکو توڑ ڈالیں گے

حکایت در گستاخی درویشان و حلم پادشاہان

قصہ درویشوں کی گستاخی اور بادشاہوں کی بردباری کے بیان میں

ملک[5] صالح از پادشاہان شام
صالح بادشاہ شام کے بادشاہوں میں سے

بروں آمدے صبحدم با غلام
صبح کے وقت غلام کے ساتھ باہر نکلتا

بگشتے در اطراف بازار و کوئے
چاروں طرف بازار اور کوچوں میں گھومتا

برسم[6] عرب نیمہ بربستہ روئے
عرب کے طریقے پر آدھا منہ ڈھکے

کہ صاحب نظر بود و درویش دوست
کیونکہ وہ صاحب نظر اور فقیر دوست تھا

ہر آنکیں دو دارد ملک صالح اوست
جس میں یہ دو باتیں ہوں نیک بادشاہ وہی ہے۔

دو درویش در مسجدے خفتہ یافت
ایک مسجد میں دو درویشوں کو سویا ہوا پایا

پریشاں دل و خاطر آشفتہ یافت
پریشان دل اور پراگندہ طبیعت پایا

[1] یعنی اس کو تو میرے عیبوں پر گمان ہے اور مجھے خود یقین ہے۔
[2] یعنی اس نے تو اپنی دانست کے اعتبار سے بڑے تھوڑے سے عیبوں کا اظہار کیا ہے لہذا وہ نیک گمان ہے۔
[3] میرے عیبوں کا کچا چٹھا میرے پاس ہے اگر کوئی بیان کرنا چاہے تو میرے پاس آئے اور میرا کچا چٹھا لے جائے
[4] یہ شیخ سعدی کا مقولہ ہے۔
[5] ملک شام کے بادشاہ کا نام ہے۔
[6] عرب کے سردار منہ پر ڈھاٹا باندھتے تھے۔

شب سرد شاں دیدہ نابردہ خواب
ٹھنڈی رات میں ان کی آنکھ نہ لگی تھی

یکے زاں دو میگفت با دیگرے
ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا

گر ایں پادشاہان گردن فراز
اگر یہ متکبر بادشاہ

در آیند با عاجزاں در بہشت
غریبوں کے ساتھ بہشت میں آئیں گے

بہشت بریں ملک و ماوائے ماست
اونچی بہشت ہماری ملکیت اور ٹھکانا ہے

ہمہ عمر ازیناں چہ دیدی خوشی
ان سے تمام عمر کیا تو نے کیا خوشی دیکھی ہے۔

اگر صالح آنجا بدیوار باغ
اگر صالح وہاں جنت کی دیوار کے پاس

چو مرد ایں سخن گفت و صالح شنید
جب مرد نے یہ بات کہی اور صالح نے سنی

دمے رفت تا چشمۂ آفتاب
تھوڑا وقت گذرا کہ آفتاب کے چشمہ نے

رواں ہر دو کس را فرستاد و خواند
اس نے ایک شخص کو بھیجا اور دونوں کو فوراً طلب کر لیا

برایشاں ببارید باران جود
ان پر سخاوت کی بارش برسائی

پس از رنج سرما و باران و سیل
جاڑے اور بارش اور بہاؤ کی تکلیف اٹھانے کے بعد

گدایانِ بے جامہ شب کردہ روز
وہ فقیر جنہوں نے بدون کپڑے کے رات سے صبح کی تھی

یکے گفت ازیناں ملک را نہاں
ان میں سے ایک نے آہستہ سے بادشاہ کہا

پسندیدگاں در بزرگی رسند
پسندیدہ لوگ بڑے مرتبہ کو پہنچتے ہیں

شہنشہ ز شادی چو گل بر شگفت
بادشاہ خوشی سے پھول کی طرح کھل گیا

ق

چو حربا تامّل کناں زآفتاب
وہ گرگٹ کی طرح سورج کو تک رہے تھے

کہ ہم روز محشر بود داورے
کہ قیامت میں بھی کوئی جھگڑا چکانے والا ہوگا

کہ در لہو و عیش اند و با کام و ناز
جو کھیل کود عیش اور مقصد اور ناز میں لگے ہیں

من از گور سر بر نگیرم ز خشت
تو میں قبر کی اینٹ سے سر نہ اٹھاؤں گا

کہ بندِ غم امروز بر پائے ماست
اس لیے کہ آج ہمارے پیر میں غم کی بیڑی ہے

کہ در آخرت نیز زحمت کشی
کہ آخرت میں بھی تو تکلیف اٹھائے

در آید بکفشش بدرّم دماغ
بھی آئے گا تو جوتے سے اس کا سر پھاڑ دوں گا

دگر بودن آنجا مصالح ندید
پھر وہاں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا

ز چشم خلائق فرو شست خواب
لوگوں کی آنکھوں سے نیند دھو دی

بہیبت نشست و بحرمت نشاند
دبدبہ سے خود بیٹھا اور ان کو عزت سے بٹھایا

فرو شست شاں گرد ذلّ از وجود
ان کے جسم سے ذلت کی دھول دھو ڈالی

نشستند با نامداران خیل
وہ دونوں لشکر کے سرداروں کے ہمنشین بنے

معطر کناں جامہ بر عود سوز
اگردان پر اپنے کپڑوں کو معطر کر رہے تھے

کہ اے حلقہ در گوش حکمت جہاں
اے وہ کہ دنیا تیرے حکم کی غلام ہے

ز ما بندگانت چہ آمد پسند
ہم خادموں کا تجھے کیا پسند آیا

بخندید در روئے درویش و گفت
فقیر کے سامنے ہنسا اور کہا

ا؎ مشہور ہے کہ گرگٹ سورج سے آنکھ لڑاتا ہے
۲؎ بہشت ہماری جاگیر ہے، بادشاہوں کو وہاں نہ آنے دیں گے۔
۳؎ دن چڑھ گیا اور لوگ نیند سے بیدار ہوگئے
۴؎ آدمی بھیج کر ان کو دونوں فقیروں کو بلا لیا
۵؎ بادشاہ کے کرم سے پہلے ننگے سوتے تھے اب معطر کپڑوں میں ملبوس ہیں۔

من آں کس نیم کز غرور حشم
میں وہ شخص نہیں ہوں کہ دبدبہ کے غرور سے

ز بیچارگاں روئے درہم کشم
عاجزوں سے ناراض ہوں

تو ہم با من از سر بنہ خوئے زشت
تو بھی میرے ساتھ بری عادت سر سے نکال دے

کہ ناسازگاری کنی در بہشت
کہ[2] تو جنت میں ناموافقت کرے

من امروز کردم درِ صلح باز
میں نے آج صلح کا دروازہ کھول دیا ہے

تو فردا مکن در بر ویم فراز
تو کل کو میرے اوپر دروازہ بند نہ کرنا

چنیں راہ گر مقبلی پیش گیر
اگر تو صاحب اقبال ہے تو یہ راستہ اختیار کر

شرف بایدت دست درویش گیر
تجھے بزرگی چاہیے تو فقیر کی دستگیری کر

بر از شاخ طوبیٰ کسے بر نداشت
طوبیٰ کی شاخ سے ایسے شخص نے پھل نہ حاصل کیا

کہ امروز تخم ارادت نکاشت
جس نے آج ارادتمندی کا بیج نہ بویا

ارادت نداری سعادت مجوئے
اگر ارادتمندی نہیں ہے تو نیک بختی نہ تلاش کر

بچوگانِ خدمت تواں برد گوئے
خدمت کے بلے سے ہی گیند لے جائی جا سکتی ہے

ترا کے بود چوں چراغ التہاب
تجھے چراغ جیسی روشنی کب حاصل ہو سکتی ہے

کہ از خود پُری ہمچو قندیل از آب
جب کہ تو پانی سے بھری ہوئی قندیل کی طرح خودی سے بھرا ہوا ہے

وجودے دہد روشنائی بجمع
وہی وجود کسی مجمع کو روشنی دیتا ہے

کہ سوزیش در سینہ باشد چو شمع
جس کے سینہ میں شمع کی سی سوزش ہو

حکایت اندر محرومی خویشتن بیناں

خود پسندوں کی محرومی کے بیان میں

یکے در نجوم اندکے دست داشت
ایک شخص کو نجوم سے تھوڑی واقفیت تھی

ولیک از تکبر سرِ مست داشت
لیکن تکبر سے سر مست رکھتا تھا

سوئے کوشیار آمد از راہ دور
دور دراز راستہ سے کوشیار[5] کے پاس آیا

دلے پر ارادت سرِ پُر غرور
دل عقیدت سے بھرپور، سر غرور سے پُر

خردمند ازو دیدہ در دوختے
عقلمند نے اس سے آنکھ بھینچ لی لیتا تھا

یکش حرفِ خدمت نیاموختے
علم کا ایک حرف اس کو نہ سکھایا تھا

چو بے بہرہ عزمِ سفر کردہ باز
جب بے بہرہ رہ کر واپسی کے سفر کا ارادہ کیا

بدو گفت دانائے گردن فراز
تو سربلند عقلمند نے اس سے کہا

تو خود را گماں بردہ پُر خرد
تو نے اپنے آپ کو عقلمند خیال کر لیا ہے

انائے کہ پُر شد دگر چوں پُرد
جو برتن بھرا ہوا ہو پھر وہ کیسے بھرے گا

ز دعویٰ تہی آئے تا پُر شوی
دعوے سے خالی ہو کر آ، تاکہ پُر ہو سکے

تو از خود پُری زاں تہی می روی
تو خودی سے پُر ہے اسی وجہ سے خالی جا رہا ہے

ز ہستی در آفاق سعدی صفت
دنیا میں سعدی کی طرح خودی سے

تہی گرد و باز آئے پُر معرفت
خالی ہو اور پھر، معرفت سے پُر ہو کر واپس ہو

---

[1] یعنی اگرچہ تم لوگوں نے مجھے برا بھلا کہا تھا لیکن میں ناراض نہیں۔
[2] فقیر نے یہی جملہ بولا تھا۔
[3] یہاں سے شیخ سعدی کا مقولہ ہے۔
[4] شیشہ کے برتن میں پانی اور ناریل کا تیل بھر کر بتی روشن کرتے تھے۔
[5] ابوالحسن کوشیار مشہور نجومی ہے جو شیخ ابو علی سینا کا استاد تھا۔
[6] پُر غرور سر میں علم کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔

حکایت در معنی تسلیم و حق شناسی آں
نقشہ تسلیم اور اس کا حق پہچاننے کے بیان میں

بخشم از ملک بندہ سر بتافت
ایک غلام نے بادشاہ سے غصہ میں سرتابی کی
بفرمود جستن کسش در نیافت
اس نے اسکو ڈھونڈھنے کا حکم دیا کسی نے اس کو نہ پایا

چو باز آمد از راہ خشم و ستیز
جب وہ واپس لوٹا تو غصہ اور لڑائی کی وجہ سے
بشمشیر زن گفت خونش بریز
بادشاہ نے جلاد سے کہا اس کا خون بہا دے

بخون تشنہ جلاد نامہرباں
خون کے پیاسے نامہربان جلاد نے
بروں کردہ چوں تشنہ دشنہ زباں
پیاسی زبان کی طرح خنجر باہر نکالا

شنیدم کہ گفت از دل تنگ ریش
میں نے سنا ہے کہ اس نے زخمی تنگ دل سے کہا
خدایا بحل کردمش خون خویش
اے خدا میں نے اپنا خون بادشاہ کو بخشا

کہ پیوستہ در نعمت و ناز و نام
اس لیے کہ ہمیشہ نعمت اور ناز اور نام میں
در اقبال او بودہ ام دوست کام
اس کے اقبال میں میں خوش و خرم رہا ہوں

مبادا کہ فردا بخون منش
ایسا نہ ہو کہ کل کو میرے خون میں
بگیرند و خرم شود دشمنش
اس کو گرفتار کریں اور اس کے دشمن خوش ہوں

ملک را چو گفت وے آمد بگوش
جب بادشاہ کے کان میں اس کی گفتگو پڑی
دگر دیگ خشمش نیاورد جوش
تو پھر اس کے غصہ کی دیگ کو جوش نہ آیا

بسے بر سرش داد و بر دیدہ بوس
اس کے سر اور آنکھوں کے بہت بوسے لیے
خداوند رایت[1] شد و طبل و کوس
وہ جھنڈے اور طبل اور نقارے والا ہو گیا

برفق از چناں سہمگن جایگاہ
ایسے خوفناک مقام سے نرمی کی وجہ سے
رسانید دہرش بداں پایگاہ
زمانہ نے اس کو اس مرتبہ پر پہنچا دیا

غرض زیں حدیث آنکہ گفتار نرم
اس بات سے مقصد یہ ہے کہ نرم بات
چو آبست بر آتش مرد گرم
گرم انسان کی آگ پر پانی کی طرح ہے

نہ بینی کہ در معرض تیغ و تیر
تو نے نہیں دیکھا کہ تلوار اور تیر کے میدان میں
بپوشند خفتان[2] صد تو حریر
ریشمی کپڑے کی سو تہ کا خفتان پہنتے ہیں

تواضع کن اے دوست با خصم تند
اے دوست بد مزاج دشمن سے تواضع کر
کہ نرمی کند تیغ برندہ کند
اس لیے کہ نرمی کاٹنے والی تلوار کو کند کر دیتی ہے

[1] اس کو لشکر کا سردار بنا دیا
[2] خفتان ریشمین کپڑے کے چوغے کو کہا جاتا تھا جو سو تہوں سے بنایا جاتا تھا نرمی کی وجہ سے اس پر تیر اور تلوار اثر نہ کرتا تھا۔

حکایت در عجز و نیازمندی صالحاں
نقشہ نیکوں کی عاجزی اور نیازمندی کے بیان میں

ز ویرانہ عارف ژندہ پوش
اے گدڑی پوش عارف نے فقر سے
یکے را نباح سگ آمد بگوش
ایک شخص کے کان میں کتے کے بھونکنے کی آواز آئی

بدل گفت کوئی سگ اینجا چراست
اپنے دل میں کہا تو بتا کتا یہاں کیوں ہے
درآمد کہ درویش صالح کجاست
اندر گیا کہ نیک فقیر کہاں ہے

نشان سگ از پیش و از پس ندید
آگے پیچھے کتے کے نشان نہ دیکھے

خجل باز گردیدن آغاز کرد
شرمندہ ہو کر واپس لوٹنا شروع کیا

شنید از درون عارف آواز پائے
عارف نے اندر سے پیروں کی آواز سنی

نہ پنداری اے دیدۂ روشنم
اے مرے روشن آنکھ کیا تو یہ خیال نہیں کرتا

چو دیدم کہ بیچارگی میخرد
جب میں نے دیکھا کہ وہ عاجزی خریدتا ہے

چو سگ بر درش بانگ کردم بسے
کتے کی طرح اس کے در پر بہت چلایا

چو خواہی کہ در قدر والا رسی
اگر تو چاہتا ہے کہ بڑے مرتبے کو پہنچے

درین حضرت آنان گرفتند صدر
اس دربار میں انہی نے صدر مقام حاصل کیا

چو سیل اندر آمد بہول و نہیب
جب بہاؤ ہول اور دبدبہ سے آیا

چو شبنم بیفتاد مسکین و خرد
جب شبنم ذلیل اور مسکین ہو کر گری

بجز عارف آنجا دگر کس ندید
عارف کے سوا وہاں کسی دوسرے کو نہ دیکھا

کہ شرم آمدش بحث آں راز کرد
اس لیے کہ اس راز کو کریدنے سے اسے شرم آئی

ہلا گفت بر در چہ پائی در آئے
اس نے کہا خبردار دروازہ پر کیوں کھڑا ہے اندر آجا

کہ ایدر سگ آواز کرد این منم
کہ ابھی جو کتا بھونکا ہے یہ میں ہی ہوں

نہادم ز سر کبر و رای و خرد
تو میں نے تکبر رائے عقل کو سر سے نکال دیا

کہ مسکین تر از سگ ندیدم کسے
اس لیے کہ کتے سے زیادہ ذلیل میں نے کسی کو نہ دیکھا

ز شیب تواضع ببالا رسی
تو تواضع کی پستی سے اونچائی پر پہنچے گا۔

کہ خود را فروتر نہادند قدر
جنہوں نے اپنا مرتبہ نیچا رکھا ہے

فتاد از بلندی بسر در نشیب
تو بلندی سے سر کے بل نیچائی میں گرا

نگر کافتابش بعیوق برد
تو دیکھ اس کو آفتاب عیوق تک لے گیا

حکایت حاتم اصم و سیرت او در تواضع

قصہ حاتم اصم اور تواضع میں ان کی عادت کے بیان میں

گروہے بر آنند ز اہل سخن
اہل سخن کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے

برآمد طنین مگس بامداد
صبح کے وقت مکھی کی بھنبھناہٹ ہوئی

ہمہ ضعف و خاموشیش کید بود
اس کی کمزوری اور خاموشی سب مکر تھا

نگہ کرد شیخ از سر اعتبار
عبرت کی رو سے شیخ نے اس کو دیکھا

نہ ہر جا شکر باشد و شہد و قند
ہر جگہ شکر اور شہد اور قند نہیں ہے

کہ حاتم اصم بود باور مکن
کہ حاتم بہرا تھا تو یقین نہ کرنا

کہ در چنبر عنکبوتے فتاد
جو مکڑی کے جالے میں پھنس گئی تھی

مگس قند پنداشتش قید بود
مکھی نے اس کو شکر سمجھا وہ بیڑی تھی

کہ اے پائے بند طمع پائے دار
کہ اے لالچ کے قیدی ٹھہر

کہ در گوشہا دامہا است و بند
بلکہ بہت سے گوشوں میں جال والا اور پھندا ہے

۱ میں خود کتے کی آواز میں نکال رہا تھا۔
۲ عیوق چھوٹا سرخ رنگ کا ایک ستارہ ہے جو کہکشاں کے قریب نمودار ہوتا ہے۔
۳ اہل سخن مورخ۔
۴ یعنی مکڑی کی خاموشی مکاری کی وجہ سے تھی۔
۵ یعنی حاتم نے اس سے کہا کہ اب زور لگانا بے کار ہے۔

یکے گفت ازاں حلقۂ اہل رائے
اس اہل رائے کی جماعت میں سے ایک بولا

مگس را تو چوں فہم کردی خروش
مکھی کا شور تو نے کیسے جان لیا

تو کا گاہ گردی بہ بانگ مگس
جب تو مکھی کی آواز سے باخبر ہو گیا

تبسم کناں گفتش اے تیز ہوش
اس نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا اے تیز ہوش

کسانیکہ با من بخلوت در اند
جو لوگ میری خلوت کے ساتھی ہیں

چو پوشیدہ دارندم اخلاق دول
جب وہ میرے کمزور اخلاق چھپائیں گے

فرا می نمایم کہ می نشنوم
میں یہ ظاہر کرتا ہوں کہ میں سنتا نہیں ہوں

چو کالبوہ دانندم اہلِ نشست
جب ساتھی مجھے بہرہ سمجھیں گے

اگر بد شنیدن نیاید خوشم
اگر برائی سننا مجھے اچھا نہ معلوم ہو گا

بحبلِ ستائش فرا چہ مشو
تعریف کی رسی کے ذریعہ کنوئیں میں نہ گر

سعادت نجست و سلامت نیافت
نیک بختی نہ تلاش کی اور سلامتی حاصل نہ کی

ازیں بہ نصیحت گرے بایدت
اس سے بڑھ کر تجھے کون سا نصیحت کرنے والا چاہیے

عجب دارم اے مردِ راہِ خدائے
اے راہ خدا کے مرد مجھے تعجب ہے

کہ بارا بر شنخواری آمد بگوش
اس لیے کہ ہمارے کان میں بھی مشکل سے آیا ہے

نشاید اصم خواندنت زیں سپس
تو اس کے بعد تجھے بہرا نہ کہنا چاہیے

اصم بہ کہ گفتار باطل نیوش
بہرا اچھا ہے یا بیہودہ بات سننے والا

مرا عیب پوش و ہنر گستر اند
میرے عیب پوش اور ہنر پھیلانے والے ہیں

کنند ہستیم زیر و نخوت زبوں
تو خود ہی مجھے مغلوب اور تکبر خراب کر دیگا

گر از تکلف مبرا شوم
تاکہ اس بننے کی وجہ سے میں عیبوں سے پاک ہو جاؤں

بگویند نیک و بدم ہر چہ ہست
تو میری اچھائی اور برائی جو کچھ بھی کہہ ڈالیں گے

ز کردارِ بد دامن اندر کشم
تو بد عادت سے میں دامن بچالوں گا

چو حاتم اصم باش و غیبت شنو
حاتم کی طرح بہرا بن اور برائی سُن

کہ گردن ز گفتارِ سعدی بتافت
جس نے سعدی کی بات سے گردن موڑی

ندانم پس از وے چہ پیش آیدت
مجھے معلوم نہیں اس کے بعد تجھے کیا پیش آجائے۔

حکایت زاہد و دُزد
چور اور عبادت گذار کا قصہ

عزیزے در اقصائے تبریز بود
تبریز کے اطراف میں ایک باعزت شخص تھا

کہ ہموارہ بیدار و شب خیز بود
جو ہمیشہ بیدار اور تہجد گذار تھا۔

شبے دید جائیکہ دُزدے کمند
ایک رات اس نے دیکھا کہ ایک چور نے ایک جگہ کمند

بہ پیچید و بر طرف بامے فگند
پیچی اور ایک بالاخانہ کے کنارے پر پھینکی

کساں را خبر کرد و آشوب خاست
اس نے لوگوں کو خبردار کر دیا اور شور اٹھا

ز ہر جانبے مرد با چوب خاست
ہر جانب سے آدمی لکڑی لیکر اٹھے

۱؎ ہم بہرے نہیں ہیں پھر بھی مشکل سے سن پاتے ہیں تو بہرا ہے تونے کیسے سن لیا۔

۲؎ میں بہرا بنا ہوں لوگ بہرا سمجھ کر میرے عیوب میرے سامنے بیان کر ڈالتے ہیں میں سن کر ان کا ازالہ کرلیتا ہوں

۳؎ سعدی کے بعد سعدی جیسا ناصح ملنا ناممکن ہے۔

۴؎ تبریز ایران کا مشہور شہر ہے جس کی بنیاد ہارون رشید کی بیوی زبیدہ نے رکھی تھی۔

چو نامردم آوازِ مردم شنید
جب چور نے آدمیوں کی آواز سنی
میانِ خطر جائے بودن ندید
تو خطرے میں ٹھہرنے کا موقع نہ دیکھا

نہیبے ازاں گیر و دار آمدش
ان دار و گیر سے اس کو ڈر لگا
گریزے بوقت اختیار آمدش
بروقت بھاگ جانا اس کو مناسب معلوم ہوا

ز رحمت دلِ پارسا موم شد
رحم سے پارسا کا دل موم ہو گیا
کہ شب دزد بیچارہ محروم شد
کہ رات کا چور، بیچارہ محروم ہو گیا

بتاریکی از وے فراز آمدش
اندھیرے میں اس سے آگے نکل گیا
براہِ دگر پیش باز آمدش
پلٹ کر دوسرے راستے سے اس کے سامنے آیا

کہ یارا مرو کاشنائے توام
اے یار مت بھاگ میں تیری جان پہچان کا ہوں
بمردانگی خاک پائے توام
بہادری میں تیرے پیر کی خاک ہوں

ندیدم بمردانگی چوں تو کس
بہادری میں میں نے تجھ جیسا کوئی نہیں دیکھا
کہ جنگ آوری بر دو نوع است و بس
اس لیے کہ لڑائی بس دو طریقہ سے ہوتی ہے

یکے پیشِ خصم آمدن مردوار
ایک تو دشمن کے مقابلہ میں بہادرانہ آنا
دوم جاں بدر بردن از کارزار
دوسرے لڑائی کے میدان سے جان بچائے جانا

بدیں ہر دو خصلت غلام توام
ان دونوں باتوں میں میں تیرا غلام ہوں
چہ نامی کہ مولائے نام توام
تیرا کیا نام ہے میں تیرے نام کا غلام ہوں

گرت رائے باشد بحکم کرم
اگر از روئے عنایت تیری رائے ہو
بجائیکہ می دانمت رہ برم
تو ایک جگہ مجھے معلوم ہے تجھے لے چلوں

سرائیست کوتاہ و در بستہ سخت
ایک چھوٹا سا مکان ہے اور دروازہ خوب بند ہے
نہ پندارم آنجا خداوند رخت
میرا خیال ہے وہاں سامان والا نہیں ہے

کلوخے دو بالائے ہم بر نہیم
اوپر تلے کچھ ڈھیلے رکھ لیں گے
یکے پائے بر دوشِ دیگر نہیم
ایک دوسرے کے کندھے پر پیر رکھ لیں گے

بچندانکہ در دستت افتد بساز
جو ہاتھ لگ جائے گا اس پر صبر کر لینا
ازاں بہ کہ گردی تہیدست باز
اس سے بہتر ہوگا کہ تو خالی ہاتھ لوٹے

بدلداری و چاپلوسی و فن
دلداری اور چاپلوسی اور تدبیر سے
کشیدش سوئے خانۂ خویشتن
اس کو اپنے گھر کی طرف کھینچ لے گیا

جواں مردِ شب رو فرو داشت دوش
رات کو چلنے والے جواں مرد نے کندھا دیا
بکتفش برآمد خداوندِ ہوش
صاحبِ ہوش اس کے کندھے پر چڑھا

بغلطاق و دستار و رختیکہ داشت
ٹوپی اور عمامہ اور جو سامان بھی اس کے پاس تھا
ز بالا بدامانِ او در گذاشت
اوپر سے اس کے دامن میں ڈال دیا

وز آنجا برآورد غوغا کہ دزد
اور پھر شور کر دیا کہ چور ہے
ثواب اے جوانان و یاری و مزد
اے جوانو! ثواب اور مدد اور اجر کا موقع ہے

۱؎ پارسا دوسرے راستہ سے پلٹ کر اس چور کے پاس آیا اور بولا۔
۲؎ تو نے بہادری کا یہ دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے
۳؎ چور نے کندھا دیا اور زاہد اس کے سہارے چڑھ گیا۔
۴؎ یعنی مدد کرو گے تو بڑا ثواب ملیگا۔

بدر جست از آشوب دُزدِ دغل
مکار چور شور کی وجہ سے باہر کو کودا
دواں جامۂ پارسا در بغل
پارسا کا کپڑا بغل میں دبا کر بھاگا
دل آسودہ شد مردِ نیک اعتقاد
نیک اعتقاد مرد کا دل ٹھنڈا ہوگیا
کہ سرگشتۂ را بر آمد مراد
اس لیے کہ حیران آدمی کی مراد پوری ہوگئی
خبیثے کہ بر کس ترحم نکرد
جس خبیث نے کسی پر رحم نہ کھایا
بہ بخشود بر وے دلِ نیکمرد
اس پر ایک نیک شخص کے دل نے رحم کیا
عجب نیست در سیرتِ بخرداں
عقلمندوں کی عادت میں یہ تعجب کی بات نہیں ہے
کہ نیکی کنند از کرم با بداں
کہ وہ شرافت کی وجہ سے بروں کے ساتھ نیکی کریں
در اقبال نیکاں بداں میزیند
نیکوں کے اقبال میں برے جیتے ہیں
وگرچہ بداں اہلِ نیکی نیند
اگرچہ برے نیکی کے اہل نہیں ہیں

حکایت در معنی جفائے دشمن از بہرِ دوست
دوست کی خاطر دشمن کے ظلم سہنے کا قصہ

یکے را چو سعدی دلِ سادہ بود
سعدی کی طرح ایک شخص کا دل بھولا تھا
کہ با سادہ روئے در افتادہ بود
جو ایک بھولی صورت والے پر عاشق تھا
جفا بردے از دشمنِ سخت گوئے
سخت بات کہنے والے دشمن کا ظلم سہتا
ز چوگانِ سختی بخستے چو گوئے
سختی کے بلے سے گیند کی طرح اچھلتا
ز کس چیں برابرو نیفگندا ختے
کسی سے ابرو پر شکن نہ ڈالتا
ز بازی بہ تندی نپرداختے
ہنسی مذاق سے غصہ میں نہ آتا
یکے گفتش آخر ترا ننگ نیست
ایک شخص نے اس سے کہا تجھے ذلت محسوس نہیں ہوتی
خبر زیں ہمہ سیلی و سنگ نیست
ان سب طمانچوں اور پتھروں کا تجھے پتہ نہیں ہے
تنِ خویشتن سبغہ دوناں کنند
کمینے اپنا بدن چکنا کرتے ہیں
ز دشمن تحمل زبوناں کنند
کمزور انسان دشمن کی برداشت کرتے ہیں
نشاید ز جاہل خطا در گذاشت
جاہل کی خطا معاف نہیں کرنی چاہیے
کہ گویند یارا و مردی نداشت
ورنہ لوگ کہیں گے بہادری اور طاقت نہ رکھتا تھا
چہ خوش گفت شیدائے شوریدہ سر
سرپھرے عاشق نے کیا اچھی بات کہی
جوابے کہ شاید نبشتن بزر
ایسا جواب دیا جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے
دلم خانۂ مہر یار است و بس
میرا دل تو فقط دوست کی محبت کا گھر ہے
ازاں می نگنجد درو کین کس
اسی وجہ سے اس میں کسی سے کینہ کی گنجائش نہیں ہے

(حاشیہ: یہاں سے شیخ سعدی کا مقولہ ہے ایک حدیث کا مضمون ہے اگر نیک نہ ہوتے تو برے تباہ ہو جاتے۔ بہلول دانا عباسی دور کے ایک بزرگ کا نام ہے جو اپنے آپ کو دیوانہ بنائے ہوئے تھے۔)

حکایت

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خوے
مبارک عادت بہلول نے کیا اچھی بات کہی
چو بگذشت بر عارفِ جنگجوے
جب ایک لڑاکا بزرگ کے پاس سے گذرا

گر این مدعی دوست بشناختے
اگر یہ بزرگی کا مدعی دوست کو پہچان لیتا
بہ پیگار دشمن نپرداختے
تو دشمن کے جھگڑے میں نہ لگتا

گر از ہستی حق خبر داشتے
اگر اس کو خدا کے وجود کا پتہ لگ جاتا
ہمہ خلق را نیست پنداشتے
تو تمام مخلوق کو معدوم سمجھتا

حکایت لقمان حکیم با بغدادئے
ایک بغدادی کے ساتھ لقمان حکیم کا قصہ

شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود
میں نے سنا ہے کہ لقمان کالے تھے
نہ تن پرور و نازک اندام بود
تن پرور اور نازک بدن نہ تھے

یکے بندۂ خویش پنداشتش
ایک شخص نے بغداد میں ان کو اپنا غلام سمجھ لیا
بہ بغداد و در کار گل داشتش
اور ان کو مٹی کے کام پر لگا دیا

بسالے سرائے بپرداختش
ایک سال تک اس کے گھر میں لگے رہے
کس از بندۂ خواجہ نشناختش
غلام ہونے کے سوا ان کو کوئی آقا نہ سمجھتا

چو پیش آمدش بندۂ رفتہ باز
جب اس کا بھاگا ہوا غلام واپس آگیا
ز لقمانش آمد نہیبے فراز
تو لقمان سے اسے ڈر لگا

بپایش در افتاد و پوزش نمود
اس کے پیر پر گر پڑا اور معافی چاہی
بخندید لقمان کہ پوزش چہ سود
لقمان ہنسے کہ معافی سے کیا فائدہ

بسالے ز جورت جگر خوں کنم
ایک سال تک تیرے ظلم سے میں نے دل کو خون بنایا ہے
بیک ساعت از دل بدر چوں کنم
ایک دم میں دل سے کیسے نکال دوں

ولے ہم ببخشایم اے نیک مرد
لیکن اے نیک مرد میں معاف کرتا ہوں
کہ سود تو مارا زیانے نہ کرد
اس لیے کہ تیرے فائدے نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا

تو آباد کردی شبستان خویش
تو نے اپنا زنانہ خانہ آباد کیا
مرا حکمت و معرفت گشت بیش
میری دانائی اور معرفت بڑھی

غلامیست در خیلم اے نیک بخت
اے نیک بخت میرے مال میں ایک غلام ہے
کہ فرمایمش وقتہا کار سخت
میں اس کو بسا اوقات سخت کام کو کہہ دیتا ہوں

دگر رہ نیازارمش سخت دل
میں اس کے دل کو پھر زیادہ نہ ستاؤں گا
چو یاد آیدم سختی کار گل
جب مجھے مٹی کے کام کی مشقت یاد آئے گی

ہر آں کس کہ جور بزرگاں نبرد
جس شخص نے بڑوں کا ظلم نہ سہا ہو
نسوزد دلش بر ضعیفان خرد
چھوٹے کمزوروں پر اس کا دل نہیں جلتا

چنیں گفت بہرام شہ با وزیر
بہرام بادشاہ نے وزیر سے یہ کہا
کہ دشخوار باز یر دستاں مگیر
کہ ماتحتوں سے سخت کام نہ لے

گر از حاکماں سختت آید سخن
اگر حاکموں کی بات تجھے سخت لگے
تو بر زیر دستاں درشتی مکن
تو ماتحتوں پر سختی نہ کر

ا۔ چونکہ اپنا غلام ہونے کے مغالطہ میں ان سے خدمت لی تھی۔

حکایت جنید بغدادی وسیرت او در تواضع

جنید بغدادی اور تواضع میں ان کی عاقبت کا قصہ

شنیدم کہ بر دشت صنعا جنید
میں نے سنا ہے کہ صنعا کے جنگل میں جنید نے

سگے دید برکندہ دندان صید
ایک کتا دیکھا جس کے شکار کے دانت اکھڑے ہوئے تھے

زنیروئے سرپنجہ شیر گیر
شیر کو پکڑ لینے والے پنجہ کی طاقت سے

فروماند عاجز چو روباہ پیر
بوڑھی لومڑی کی طرح لاچار ہوگیا تھا

پس از غرم وآہو گرفتن بہ پے
بھاگ کر ہرن اور پہاڑی بکرے پکڑنے کے بعد

لگد خوردہ از گوسپندان حے
محلہ کی بکریوں کی دولتیاں کھاتا تھا

چو مسکین وبے طاقتش دید وریش
جب انھوں نے اس کو کمزور اور عاجز اور زخمی دیکھا

بدو داد یک نیمہ از زادِ خویش
اپنے توشے سے آدھا اس کو دیدیا

شنیدم کہ میگفت وخوں میگریست
میں نے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے اور خون کے آنسو روتے تھے

کہ داند کہ بہتر زما ہر دو کیست
کہ کون جانتا ہے کہ ہم دونوں میں بہتر کون ہے

بظاہر من امروز ازیں بہترم
بظاہر میں آج اس سے بہتر ہوں

دگر تا چہ راند قضا بر سرم
پھر دیکھئے قضا میرے سر پر کیا لاڈالے

گرم پائے ایمان نلغزد زجائے
اگر ایمان کے پیر نے اپنی جگہ سے لغزش نہ کی

بسر برنہم تاج عفو خدائے
تو خدا کی معافی کا تاج سر پر رکھوں گا

وگر کسوتِ معرفت دربرم
اور اگر معرفت خداوندی کا لباس میرے جسم پر

نماند بہ بسیار ازیں کمترم
نہ رہے تو میں اس سے بہت کمتر ہوں

کہ سگ باہمہ زشت نامی چو مُرد
اس لیے کہ کتا باوجود تمام بدنامی کے جب مرجائے گا

مرا و را بدوزخ نخواہند بُرد
اس کو دوزخ میں نہ لے جائیں گے

رہ این است سعدی کہ مردانِ راہ
سعدی، راستہ یہی ہے کہ طریقت کے لوگوں نے

بعزت نکردند در خود نگاہ
عزت سے کبھی اپنے اندر نگاہ نہیں کی

ازیں بر ملائک شرف داشتند
اسی وجہ سے وہ فرشتوں پر بزرگ ہو گئے

کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند
چونکہ خود کو انہوں نے کتے سے بہتر نہیں سمجھا

حکایت پارسا و بربط زن

پارسا اور گویئے کا قصہ

یکے بربطے در بغل داشت مست
ایک مست بغل میں بربط رکھتا تھا

بشب در سر پارسائے شکست
جس کو اس نے رات کے وقت ایک پارسا کے سر پر توڑ ڈالا

چو روز آمد آن نیک مردِ حلیم
جب دن ہوا تو وہ بُردبار نیک انسان

بر سنگ دل برد یکمشت سیم
اس سنگ دل کے پاس ایک مٹھی چاندی لے گیا

کہ دوشینہ معذور بودی ومست
کہ گزشتہ شب تو معذور اور مست تھا

ترا و مرا بربط و سر شکست
تیری بربط اور میرا سر ٹوٹا

حاشیہ:

۱؎ بغداد کے رہنے والے مشہور بزرگ ہیں۔
۲؎ وہ کتا اس قدر بوڑھا ہوگیا تھا کہ کچلیاں گرگئی تھیں
۳؎ لومڑی خود شکار نہیں کرسکتی ہے دوسرے کا شکار کیا ہوا کھاتی ہے۔
۴؎ یعنی اگر قیامت میں ایماندار ثابت ہوگیا۔
۵؎ دوزخ جنت انسانوں کے لیے ہے۔
۶؎ یہ شیخ سعدی کا مقولہ ہے۔
۷؎ یعنی اس بربط کو اس قدر زور سے پارسا کے سر پر مارا کہ ٹوٹ گیا۔

۱۰

مرا بہ شد آں زخم وبرخاست ہیم
میرا وہ زخم اچھا ہوگیا اور اندیشہ جاتا رہا

ترا بہ نخواہد شد الا بسیم
تیری بربط روپیے سے ہی ٹھیک ہوگی

ازیں دوستان خدا بر سرند
اسی سبب سے خدا کے دوست سردار ہیں

کہ از خلق بسیار بر سر خورند
کیونکہ مخلوق کی بہت سی باتیں برداشت کرتے ہیں

حکایت در معنی صبر مردان بر جفائے نااہلان

نقصہ نالائقوں کے ظلم پر شریفوں کے صبر کے بیان میں

شنیدم کہ در خاک وخش از مہاں
میں نے سنا ہے کہ وخش کی سرزمین میں بڑوں میں سے

یکے بود در کنج خلوت نہاں
ایک تنہائی کے گوشہ میں چھپے

مجرد بمعنی نہ عارف بدلق
جو حقیقت میں آزاد تھے نہ کہ گدڑی کے فقیہ

کہ بیروں کند دست حاجت بخلق
جو ضرورت کا ہاتھ مخلوق کے سامنے پھیلائے

سعادت کشادہ درے سوئے او
نیک بختی نے ان کی جانب دروازہ کھول رکھا تھا

در از دیگراں بستہ بر روئے او
ان پر دوسروں کا دروازہ بند کر دیا تھا

زباں آورے بے خرد سعی کرد
ایک بیوقوف زبان دراز نے کوشش کی

ز شوخی بہ بد گفتن نیک مرد
بدتمیزی سے نیک انسان کو برا کہنے کی

کہ زنہار ازیں مکر و دستان و ریو
کہ اس مکر اور حیلے اور فریب سے پناہ

بجائے سلیماں نشستن چو دیو
سلیمان کی جگہ پر دیو کی طرح بیٹھنا

دما دم بشویند چوں گربہ روئے
بلی کی طرح دما دم منہ صاف کرتے ہیں

طمع کردہ در صید موشان کوئے
گلی کے چوہوں کے شکار کا لالچ کر کے

ریاضت کش از بہر نام و غرور
نام اور دھوکے کے لیے ریاضت کرنے والے ہیں

کہ طبل تہی را رود بانگ دور
اس لیے کہ خالی ڈھول کی آواز دور تک جاتی ہے

ہمی گفت و خلقے برو انجمن
وہ یہ کہہ رہا تھا اور ایک مخلوق اس کے پاس جمع تھی

برایشاں تفرج کناں مرد و زن
مرد اور عورت اس پر ٹھٹھہ کر رہے تھے

شنیدم کہ بگریست دانائے وخش
میں نے سنا ہے کہ وخش کا عقلمند رو پڑا

کہ یارب مراین شخص را توبہ بخش
کہ اے خدا اس شخص کو توبہ کی توفیق دے

وگر راست گفت ایخداوند پاک
اے خداوند پاک اور اگر اس نے سچ کہا ہے

مرا توبہ دہ تا نگردم ہلاک
تو مجھے توبہ کی توفیق دے تاکہ میں تباہ نہ ہوں

پسند آمد از عیب جوئے خودم
مجھے اپنے عیب جو کی یہ بات پسند آئی ہے

کہ معلوم من کرد خوئے بدم
کہ اس نے میری بد عادت مجھے بتا دی ہے

گر آنی کہ دشمنت گوید مرنج
اگر تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تیرا دشمن تجھے کہتا ہے تو رنجیدہ نہ ہو

وگر نیستی گو برو باد سنج
اور اگر تو ایسا نہیں ہے تو کہہ دے جا بکواس کئے جا

وگر ابلہے مشک را گندہ گفت
اور اگر کسی بیوقوف نے مشک کو بدبودار کہا ہے

تو مجموع شو کو پراگندہ گفت
تو مطمئن رہ کہ اس نے بکواس کی ہے

ملہ دنیا کے علائق سے حقیقتاً آزاد تھے۔

ملہ مشہور ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی صخرہ نامی دیو نے ان کی لونڈی سے حاصل کرلی تھی اور چند دن اس کے ذریعہ ان کے تخت پر بیٹھ کر حکومت کرتا رہا۔ یعنی بزرگوں کی جگہ مکار آ بیٹھے ہیں

وگر میرود در پیاز این سخن
اور اگر پیاز کے بارے میں یہ گفتگو چلے

نہ آئین عقلست و رای و خرد
عقل[1] اور رائے اور خرد کا دستور یہ نہیں ہے

پس کار خویش آنکہ عاقل نشست
جس نے اپنے کام کا انجام سمجھ کر کام کیا

تو نیکو روش باش تا بد سگال
تو نیک چلن رہ تاکہ بداندیش

چو دشخوارت آید ز دشمن سخن
جب مجھے دشمن کی بات گراں گذرے

جز آں کس ندانم نکو گوئے من
میں اپنے آپکو اچھا کہنے والا بجز اس شخص کے کسی کو نہیں سمجھتا ہوں

چنین است گو گندہ مغزی مکن
تو کہہ دے کہ ہاں ایسی ہی لاحاصل بحث نہ کر

کہ دانا فریب مشعبد خورد
کہ عقلمند انسان شعبدہ باز سے دھوکہ کھائے

زبان بد اندیش بر خود بہ بست
اس نے مخالف کی اپنے سے زبان بندی کردی

نیابد بنقص تو گفتن مجال
تو تیری برائی کرنے کی مجال نہو

تو بر زیر دستاں درشتی مکن
تو تو ماتحتوں پہ سختی نہ کر

کہ روشن کند بر من آہوئے من
جو میرا عیب مجھ پہ ظاہر کردے

حکایت امیر المومنین علی و سیرت او در تواضع
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور ان کی عادت کا قصہ

کسے مشکلے برد پیش علی رض
کوئی[2] شخص اپنی مشکل حضرت علی کے پاس لے گیا

امیر عدو بند کشور کشائے
دشمن کو قید کرنے والے، ملک کو فتح کرنے والے امیر نے

شنیدم کہ شخصے دراں انجمن
میں نے سنا ہے کہ ایک شخص نے اسی محفل میں

نرنجید از و حیدر نامجوئے
نامور حیدر اس سے رنجیدہ نہ ہوئے

بگفت آنچہ دانست و پاکیزہ گفت
جو کچھ وہ جانتا تھا اس نے کہا اور اچھا کہا

پسندید از و شاہ مرداں جواب
شاہ مرداں نے اس کا جواب پسند فرمایا

بہ از من سخن گفت و دانا یکیست
اس نے مجھ سے بہتر بات کہی ہے اور دانا تو ایک ہی ہے

گر امروز بودے خداوند جاہ
اگر آج کوئی صاحب مرتبہ ہوتا

بدر کردے از بارگہ حاجبش
اس کا ڈیوڑھی بان اس کو دربار سے نکال دیتا

مگر مشکلش را کند منجلی
شاید وہ اس کی مشکل حل کردیں

جوابش بگفت از سر علم و رائے
علم اور عقل کی رو سے اس کو جواب دیا

بگفتا چنیں نیست یا بوالحسن
کہا اے ابو[3] الحسن ایسا نہیں ہے

بگفت ار تو دانی ازیں بہ بگوے
کہا اگر تجھے اس سے بہتر معلوم ہے تو تو بتا دے

بگل چشمۂ خور نشاید نہفت
آفتاب[4] کے چشمہ کو مٹی میں نہیں چھپایا جا سکتا ہے

کہ من بر خطا بودم او بر صواب
کہ میں غلطی پر تھا وہ درست ہے

کہ بالاتر از علم او علم نیست
جس کے علم سے بڑھکر علم نہیں ہے

بکردے خود از کبر در وے نگاہ
تو تکبر کی وجہ سے اس کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھاتا

فرو کوفتندے بنا واجبش
ناحق اس کی پٹائی کرتے

[1] یعنی دشمن کی واقعی اور غیر واقعی بات کو سمجھ کر معاملہ کرنا چاہیے۔
[2] یعنی کسی مشکل مسئلہ کا جواب دریافت کرنے گیا۔
[3] حضرت علی رض کی کنیت ہے
[4] یعنی صحیح بات لامحالہ روشن ہوکر رہتی ہے۔
[5] یہاں سے شیخ سعدی رح کا مقولہ شروع ہوتا ہے۔

که من بعد بے آبروئی مکن
کہ اس کے بعد کسی کی بے آبروئی نہ کرنا

یکے را کہ پندار در سر بود
جس کے سر میں غرور ہو

ز علمش ملال آید از وعظ ننگ
علم سے اس کو ملال ہوتا ہے، وعظ سے تنگ ہوتا ہے

نہ بینی کہ از خاک افتادہ خوار
تو نے نہیں دیکھا کہ گری پڑی ذلیل مٹی سے

مریزاے حکیم آستینہا ئے دُر
اے دانا موتی بھری آستین نہ بکھیر

بچشم کساں در نیاید کسے
انسانوں کی نگاہ میں ایسا شخص نہیں بھاتا

مگو تا بگویند شکرت ہزار
خود نہ کہہ تاکہ ہزاروں تیری بھلائی بیان کریں

ادب نیست پیش بزرگاں سخن
بڑوں کے سامنے بات کرنا ادب نہیں ہے

مپندار ہرگز کہ حق بشنود
ہرگز نہ خیال کرنا کہ وہ سچی بات سنے گا

شقائق بباراں نروید ز سنگ
گل لالہ بارش سے پتھر سے نہیں اگتا ہے

بروید گل و بشگفد نو بہار
پھول اگتا ہے اور نو بہار کھلتی ہے

کجا بینی از خویشتن خواجہ پُر
جہاں صاحب کو خودی سے پُر دیکھے

کہ از خود بزرگی نماید بسے
جو بہت زیادہ اپنی بڑائی جتائے

چو خود گفتی از کس توقع مدار
جب تو خود کہے تو پھر کسی سے توقع نہ رکھ

حکایت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قصہ

۱۰

۱ یعنی بیٹھتے ہوئے یہ کہتے

گدائے شنیدم کہ در تنگ جائے
میں نے سنا ہے کہ ایک تنگ جگہ میں ایک فقیر

ندانست درویش بیچارہ کوست
فقیر بیچارہ نے نہ جانا کہ وہ کون ہے

برآشفت بروی کہ کوری مگر
ان پر وہ بگڑ گیا کہ شاید تو اندھا ہے

نکورم ولیکن خطا رفت کار
میں اندھا تو نہیں ہوں لیکن کام غلط ہو گیا

چہ منصف بزرگان دین بودہ اند
بزرگانِ دین کس قدر منصف تھے

فروتر بود ہوشمند گزیں
پسندیدہ ہوشمند منکسر مزاج ہوتا ہے

بنازند فردا تواضع کناں
تواضع کرنے والے کل کو ناز کریں گے

اگر می بترسی ز روز شمار
اگر تو حساب کے دن سے ڈرتا ہے

نہاد دش عمر پائے بر پشت پائے
کے پیر پر حضرت عمر رضی نے پیر رکھ دیا

کہ رنجیدہ دشمن نداند ز دوست
اس لیے کہ رنجیدہ انسان دشمن اور دوست میں پہچان نہیں کرتا

بدو گفت سالار عادل عمر
منصف سردار حضرت عمر رضی نے ان سے کہا

ندانستم از من گنہ در گذار
مجھے محسوس نہ ہوا میری خطا معاف کر دے

کہ با زیر دستاں چنیں بودہ اند
جو ماتحتوں کے ساتھ ایسے تھے

نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں
میوے سے بھری شاخ زمین پر سر رکھ دیتی ہے

نگوں از خجالت سر گردناں
متکبروں کا سر شرمندگی سے نگوں ہو گا

ازاں کز تو ترسد خطا در گذار
تو جو تجھ سے ڈرتا ہے اس کی خطا معاف کر

مکن چیرہ بر زیر دستاں ستم
اے زبردست ماتحتوں پر ظلم نہ کر

کہ دستیست بالائے دست تو ہم
اس لیے کہ ایک ہاتھ تیرے ہاتھ سے بھی اوپر ہے

حکایت

یکے خوب کردار خوشخوئے بود
ایک شخص نیک چلن خوش خلق تھا

کہ بدسیرتاں را نکوگوئے بود
جو بروں کو بھی بھلا کہتا تھا

بخوابش کسے دید چوں درگذشت
جب وہ مرگیا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا

کہ بارے حکایت کن از سرگذشت
کہ ذرا اپنی سرگذشت بتا دے

دہانے بخندہ چو گل باز کرد
اس نے پھول کی طرح ہنسی سے منہ کھولا

چو بلبل بصوت خوش آغاز کرد
بلبل کی طرح خوش الحانی سے شروع کیا

نگفتند بامن بسختی بسے
انھوں نے مجھ سے سختی سے بات نہیں کی

کہ من سخت نگرفتمے بر کسے
اس لیے کہ میں نے کسی کے ساتھ سختی نہ کی تھی

حکایت ذوالنون[۱] مصری رحمۃ اللہ علیہ و شکستگی او
ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تواضع کا قصہ

چنیں یاد دارم کہ سقائے نیل[۲]
مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ نیل کے سقے نے

ملد آب بر مصر سالے سبیل
ایک سال مصر پر سبیل نہ لگائی

گروہے سوئے کوہساراں شدند
ایک گروہ پہاڑوں کی طرف روانہ ہوا

بزاری طلبگار باراں شدند[۳]
عاجزی کے ساتھ بارش کے طلبگار بنے

گرستند و از گریہ جوئے رواں[۴]
وہ روئے اور رونے سے نہر بہ گئی

بیاید مگر گریۂ آسماں
شاید آسمان کو رونا آجائے

بذی النون خبر برد ازیشاں کسے
ان میں سے کوئی ذوالنون کے پاس خبر لے گیا

کہ بر خلق رنجست و سختی بسے
کہ مخلوق پر بہت رنج اور سختی ہے

فرو ماندگاں را دعائے بکن
عاجزوں کے لیے دعا کر دیجیے

کہ مقبول را رد نباشد سخن[۵]
اس لیے کہ مقبول شخص کی بات رد نہیں ہوتی ہے

شنیدم کہ ذوالنون بمدین گریخت
میں نے سنا ہے کہ ذوالنون مدین کو بھاگ گئے

بسے بر نیامد کہ باراں بریخت
زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ بارش برس گئی

خبر شد بمدین پس از روز بیست
بیس روز بعد مدین میں خبر پہنچی

کہ ابر سیہ دل بر ایشاں گریست[۶]
کہ سیاہ دل ابر ان پر رو پڑا ہے

سبک عزم باز آمدن کرد پیر
بڈھے میاں نے فوراً واپسی کا قصد کیا

کہ پر شد سبیل بہاراں غدیر
اس لیے کہ موسم بہار کے بہاؤ سے تالاب بھر چکے تھے

بپرسید از و عارفے در نہفت
ایک بزرگ نے ان سے چپکے سے پوچھا

چہ حکمت دریں رفتنت بود گفت[۷]
آپ کے جانے میں کیا حکمت تھی انھوں نے فرمایا

---

[۱] ذوالنون یعنی مچھلی والا۔ یہ مصر کے ایک مشہور بزرگ کا لقب پڑ گیا تھا۔ وجہ یہ ہوئی کہ ایک بار سمندری سفر میں ان پر کسی نے موتی کی چوری کا الزام لگایا وہ بری تھے ان کی دعا سے بہت سی مچھلیاں منہ میں موتی لیے نمودار ہوتیں انھوں نے ایک موتی لیکر الزام لگانے والے کو دے دیا۔

[۲] دریائے نیل کی طغیانی سے مصر کی زمین سیراب ہوتی ہے وہاں بارش کم برستی ہے۔

[۳] استسقاء کی نماز کے لیے باہر نکلے۔

[۴] یعنی لوگوں کے آنسو بشکل نہر بہنے لگے۔

[۵] اولیاء اللہ کی دعا قبول کرلی جاتی ہے

[۶] یعنی کالی گھٹا ان پر برس گئی ہے

[۷] یعنی ذوالنون۔

شنیدم کہ بر مرغ و مور و دواں
میں نے سنا ہے کہ پرند اور چیونٹی اور درندوں پر

شود تنگ روزی بفعلِ بداں
بُروں کے کارناموں سے روزی تنگ ہوتی ہے

دریں کشور اندیشہ کردم بسے
میں نے بہت سوچا اس ملک میں

پریشاں تر از خود ندیدم کسے
اپنے سے زیادہ کسی کو گنہگار نہ دیکھا

برفتم مبادا کہ از شرّ من
تو میں نکل گیا کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے شر کی وجہ سے

بہ بندد درِ خیر بر انجمن
خیر کا دروازہ مجمع پر بند ہو جائے

تو آنگہ شوی پیش مردم عزیز
تو لوگوں کے نزدیک باعزت جب ہی ہوگا

کہ مر خویشتن را نگیری بچیز
کہ خاص اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے

بزرگے کہ خود را بخردی شمرد
جس بڑے نے اپنے آپکو چھوٹا سمجھا

بدنیا و عقبیٰ بزرگی ببرد
وہ دنیا اور عقبیٰ میں بزرگی لے گیا

ازیں خانداں[2] بندۂ پاک شد
اس خاندان میں سے وہی بندۂ پاک بنا ہے

کہ در پائے کمتر کسے خاک شد
جو کسی کمتر کے پاؤں کی خاک بن گیا ہے

الا اے[3] کہ بر خاک ما بگذری
اے وہ انسان جو ہماری مٹی پر سے ہو کر گزرے

بخاکِ عزیزاں کہ یاد آوری
تجھے بزرگوں کی مٹی کی قسم کہ یاد کر لینا

کہ گر خاک شد سعدی او را چہ غم
کہ اگر سعدی مٹی بن گیا ہے تو اس کو کیا غم ہے

کہ در زندگی خاک بود است ہم
اس لیے کہ وہ تو زندگی میں بھی مٹی تھا

بہ بےچارگی تن فرا خاک داد
عاجزی کے ساتھ جسم کو مٹی کے نیچے کر دیا

وگر گردِ عالم بر آمد چو باد
اگرچہ دنیا کے گرد ہوا کی طرح گھوما

بسے بر نیاید کہ خاکش خورد
زیادہ دن نہ گذریں گے کہ اس کو مٹی کھا جائے گی

دگر بارہ بادش بعالم برد
ہوا اس کو دوبارہ جہاں میں اڑائے پھرے گی

نگر تا گلستانِ معنی شگفت
غور کر جب سے حقیقت کا باغ کھلا ہے

بر و ہیچ بلبل چنیں خوش نگفت
اس پر کسی بلبل نے ایسی خوش الحانی نہیں کی ہے

عجب گر بمیرد چنیں بلبلے
تعجب ہے اگر ایسی بلبل مر جائے

کہ بر استخوانش نروید گلے
کہ اس کی ہڈیوں پر کوئی پھول نہ کھلے

باب پنجم در رضا[5]

پانچواں باب رضا کے بیان میں

شبے زیتِ فکرت ہمی سوختم
ایک رات میں فکر کا تیل جلا رہا تھا

چراغِ بلاغت بر افروختم
بلاغت کا چراغ روشن کیا تھا

پراگندہ گوئے حدیثم شنید
ایک بیہودہ گو نے میرا کلام سنا

جز احسنت گفتن طریقے ندید
تو نے کیا خوب کہا کہنے کے علاوہ اس کو کوئی راستہ نظر نہ آیا

ہم از خبث نوعے درو درج کرد
پھر بھی ایک قسم کی خباثت اس میں ملادی

کہ ناچار فریاد خیزد ز درد
اس لیے کہ درد سے مجبوراً آہ نکلتی ہے

[1] یہ شیخ سعدی کا مقولہ ہے
[2] یعنی خاندانِ بنی آدم
[3] جو شخص ہماری قبر پر سے گذرے اسے بزرگوں کی قبر کی قسم ہے کہ وہ ہمیں دعائے خیر میں یاد کرے
[4] یعنی سیاحی کی ہے
[5] اللہ کے فیصلہ پر راضی ہونا

کہ فکرش بلیغست و رایش بلند
کہ[۱] اس کی فکر بلیغ ہے اور اس کی رائے بلند ہے
درین شیوۂ زہد و طامات و پند
اسی زہد کے شیوے میں اور بزرگوں کی باتوں اور نصیحت میں

ق

نہ در خشت و کوپال و گرزِ گراں
نہ کہ خشت[۲] اور گوپال اور بھاری گرز کے بیان میں
کہ این شیوہ ختمست بر دیگراں
اس لیے کہ یہ طریقہ تو دوسروں[۳] پر ختم ہے

نداند کہ ما را سرِ جنگ نیست
اسے معلوم نہیں کہ ہمیں جنگ سے دلچسپی نہیں ہے
و گر نہ مجالِ سخن تنگ نیست
ورنہ بات کا میدان تنگ نہیں ہے

توانم کہ تیغِ زباں بر کشم
میں یہ کر سکتا ہوں کہ زبان کی تلوار سونت لوں
جہانِ سخن را قلم در کشم
شاعری کی دنیا پر قلم پھیر دالوں

بیا تا درین شیوہ چالش کنیم
آ اسی طریقہ پر دوڑ لگائیں
سرِ خصم را سنگ بالش کنیم
دشمن کے سر کو سرہانے کی اینٹ بنائیں

گفتار در صبر و رضا و تسلیم بحکم قضا

صبر اور رضا اور قضاء خداوندی پر سر جھکانے کے بیان میں

سعادت بہ بخشایشِ داور است
نیک بختی[۴] اللہ کی دین سے ہے
نہ در چنگ بازوئے زور آور است
طاقت ور بازو کے پنجہ میں نہیں ہے

چو دولت نہ بخشد سپہرِ بلند
اگر بلند آسمان دولت نہ بخشے
نیاید بمردانگی در کمند
تو وہ بہادری سے کمند میں نہیں آتی

نہ سختی رسید از ضعیفی بمور
ضعیفی کی وجہ سے چیونٹی کو مشکل نہیں پیش آئی
نہ شیراں بسر پنجہ خوردند و زور
نہ شیروں نے پنجہ کی طاقت اور زور سے کھایا ہے

چو نتواں بر افلاک دست آختن
جب آسمانوں پر دست درازی نہیں ہو سکتی ہے
ضرورست با گردشش ساختن
تو اس کی گردش سے بنائے رکھنا ضروری ہے

گرت زندگانی نبشت است دیر
اگر اس نے تیری زندگی دراز لکھی ہے
نہ مارت گزاید نہ شمشیر و شیر
نہ تجھے سانپ ڈسے گا، نہ تلوار، نہ شیر

وگر در حیاتت نماندست بہر
اور اگر زندگی میں تیرا حصہ نہیں رہا ہے
چنانت کشد نوشدارو کہ زہر
تجھے نوشدارو زہر کی طرح مار ڈالے گا

نہ رستم چو پایان روزی بخورد
کیا ایسا نہیں ہوا کہ جب رستم نے روزی کا آخری حصہ کھایا
شغاد[۵] از نہادش بر آورد گرد
تو شغاد نے اس کے وجود سے دھول اڑا دی

حکایت شاطر سپاہانی

چالاک اصفہانی کا قصہ

مرا در سپاہاں یکے یار بود
اصفہان میں میرا ایک دوست تھا
کہ جنگ آور و شوخ و عیار بود
جو لڑاکا اور بدتمیز اور چالاک تھا

مدامش بخوں دست و خنجر خضاب
ہمیشہ اس کا ہاتھ اور خنجر خون سے رنگین رہتا
بر آتش دلِ خصم ازو چوں کباب
دشمن کا دل اس سے کباب کی طرح آگ پر رہتا

۱۰۵

۱؎ یعنی سعدی صوفیانہ شاعری پر قادر ہے رزمیہ اشعار نہیں کہہ سکتا ہے
۲؎ خشت چھوٹے نیزے کو کہتے تھے اور گوپال ایک قسم کا گرز تھا۔
۳؎ یعنی نظامی گنجوی اور فردوسی طوسی وغیرہ
۴؎ نیک بختی زور بازو سے حاصل نہیں ہوتی ہے محض اللہ کی دین سے ملتی ہے۔
۵؎ شغاد رستم کے بھائی کا نام ہے جس نے رستم کو دھوکہ سے کنوئیں میں گرا کر مار ڈالا تھا۔

ندیدمش روزے کہ ترکش نہ بست
میں نے اسے کسی روز نہیں دیکھا کہ اس نے ترکش نہ باندھا ہو
ز پولادِ پیکانش آتش نجست
اس کے تیروں کے فولاد سے آگ نہ جھڑی ہو

دلاور بسرپنجۂ گاؤ زور[1]
بہادر، طاقت میں قدرتی طور پر زور آور
ز ہولش بشیراں در افتادہ شور
اس کے خوف سے شیروں میں غل مچا تھا

بدعویٰ چناں ناوک انداختے
دعوے سے ایسا تیر مارتا
کہ عذرا[2] بہر یک یک انداختے
کہ سنبلہ کا ایک ایک دانہ گرا دیتا

چناں خار در گل ندیدم کہ رفت
اس طرح سے میں نے پھول میں کانٹا جاتے نہ دیکھا
کہ پیکانِ او در سپرہائے جفت
جیسا کہ اس کے تیر دوہری ڈھالوں میں

نزد تارکِ جنگجوئے بخشت
اس نے کسی بہادر کی کھوپڑی پر چھوٹا نیزہ نہیں مارا
کہ خود و سرش را نہ درہم سرشت
کہ اس کے سر اور خود کو نہ گوندھ دیا ہو

چو گنجشک روزِ ملخ در نبرد[3]
لڑائی میں ٹڈیوں کے دن میں چڑیا کی طرح بنجاتا
بکشتن چہ گنجشک پیشش چہ مرد
مار ڈالنے میں اس کے لیے بہادر اور چڑیا یکساں تھے

گرش بر فریدوں بُدے تاختن
اگر فریدوں پر اس کا حملہ ہوتا
امانش ندادے بہ تیغ آختن
تو اسکو تلوار کھینچنے کا موقع نہ دیتا

پلنگانش از زور سرپنجہ زیر
اس کے پنجے کی طاقت سے چیتے زیر تھے
فرو بُردہ چنگال در مغز شیر
شیر کے مغز میں وہ چنگل گھسائے ہوئے تھا

گرفتے کمربند جنگ آزمائے
لڑائی آزمائے ہوئے کی پیٹی پکڑتا
وگر کوہ بودے بکندے ز جائے
اگر وہ پہاڑ بھی ہوتا تو جگہ سے اکھاڑ پھینکتا

زرہ پوش را چوں تبرزیں زدے
زرہ پوش پر اگر کٹار مارتا
گذر کردے از مرد و برزمیں زدے
انسان سے گذار کر زمین پر مارتا

نہ در مردی اورا نہ در مردمی
نہ تو بہادری میں، نہ انسانیت میں
دوم در جہاں کس شنید آدمی
دنیا میں کسی نے اس جیسا دوسرا آدمی نہ سنا

مرا یکدم از دست نگذاشتے
مجھے تھوڑی دیر کے لیے بھی ہاتھ سے نہ چھوڑتا
کہ با راست طبعاں سرے داشتے
اس لیے کہ سیدھی طبیعت والوں کا بھی کچھ خیال رکھتا تھا

سفر ناگہم زاں زمیں در ربود
سفر اچانک مجھے اس سرزمین سے نکال لے گیا
کہ عیشم دراں بقعہ روزی نبود
اس لیے کہ اس سرزمین میں زندگی میرے مقدر میں نہ تھی

قضا نقل کرد از عراقم بشام
قضائے خداوندی نے مجھے عراق سے شام کی طرف منتقل کر دیا
خوش آمد دراں خاک پاکم مقام
اس خاک پاک میں مجھے قیام بھلا معلوم ہوا

دگر پُر شد از شام پیمانہ ام
پھر شام سے میرا پیمانہ بھر گیا
کشید آرزومندیٔ خانہ ام
گھر کی آرزو نے مجھے کھینچا

قضا را چناں اتفاق اوفتاد
تقدیر سے پھر ایسا اتفاق ہوا
کہ بازم گذر در عراق اوفتاد
کہ میرا پھر عراق سے گذر ہوا

[1] گاؤ زور اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بغیر ورزش کیے قدرتی طور پر طاقتور ہو۔
[2] عذراء برج سنبلہ کو کہتے ہیں جس کی تصویر گیہوں کی بال کی طرح بنائی جاتی ہو۔
[3] جس طرح چڑیا ٹڈیوں پر پے در پے حملہ کرتی ہو اسی طرح وہ لڑائی میں دشمنوں پر حملے کرتا تھا۔

شبے سر فرو شد باندیشہ ام
ایک شب فکر میں میرا سر نیچے کو ہوا

نمک ریشِ دیرینہ ام تازہ کرد
نمک نے پرانا زخم ہرا کر دیا

بدیدارِ روے زی سپاہاں شدم
اس کے دیکھنے کے لیے میں اصفہان کی طرف چلا

جواں دیدم از گردشِ دہر پیر
زمانہ کی گردش سے جوان کو بوڑھا دیکھا

چو کوہِ سپیدش سر از برف موئے
اس کا سر سفید بالوں کی وجہ سے سفید پہاڑ کی طرح تھا

فلک دستِ قوت برو یافتہ
آسمان اس پر قابو پا گیا تھا

بدر کردہ گیتی غرور از سرش
جہان نے اس کے سر سے غرور نکال دیا تھا

بدو گفتم اے سرورِ شیر گیر
میں نے اس سے کہا اے شیر کو پکڑنے والے سردار

بخندید کز روزِ جنگِ تتر
وہ ہنسا کہ تتاریوں کی جنگ کے دن سے

زمیں دیدم از نیزہ چوں نیستاں
زمین کو نیزوں کی وجہ سے میں نے نیستاں کی طرح دیکھا

بر انگیختم گردِ ہیجا چو دود
میں نے دھوئیں کی طرح لڑائی کی دھول اڑا دی

من آنم کہ چوں حملہ آوردمے
میں وہی تھا کہ میں جب حملہ کرتا تھا

ولے چوں نکرد اخترم یاوری
لیکن جب ستارے نے میری مدد نہ کی

غنیمت شمردم طریقِ گریز
میں نے بھاگنے کا راستہ غنیمت سمجھا

چہ یاری کند مغفر و جوشنم
ڈھال اور زرہ میری کیا مدد کرے

کلیدِ ظفر چوں نباشد بدست
فتحمندی کی کنجی جب ہاتھ میں نہ ہو

بدل برگذشت آں ہنر پیشہ ام
میرے دل میں اس ہنر پیشہ کا خیال آیا

کہ بودم نمک خوردہ از دست مرد
اس لیے کہ اس مرد کے ہاتھ کا میں نمک کھائے ہوئے تھا

بمہرش طلبگار و خواہاں شدم
اس کی محبت کا طلبگار اور خواہاں ہوا

خدنگش کماں ارغوانش زریر
اس[1] کا تیر کمان تھا اس کا ارغوانی رنگ زریر تھا

رواں آبش از برفِ پیری بروئے
اس کے بڑھاپے کے برف سے چہرے پر پانی دوڑ رہا تھا

سر دستِ مردیش برتافتہ
اس نے اس کی بہادری کا پنجہ موڑ دیا تھا

سرِ ناتوانی بزانو برش
ناتوانی کا سر اس کے زانو پر تھا

چہ فرسودہ کردت چو روباہ پیر
تجھے بوڑھی لومڑی کی طرح کس چیز نے گھس دیا

بدر کردم آں جنگجوئی ز سر
میں نے جنگجوئی سر سے نکال دی

گرفتہ علمہا چو آتش دراں
اس میں آگ کی طرح جھنڈے[3] لگے ہوئے تھے

چو دولت نباشد تہور چہ سود
جب اقبال نہ رہے تو لڑائی سے کیا فائدہ

برمح از کفِ انگشتری بردمے
تو نیزے کے ذریعہ ہاتھ سے انگوٹھی نکال لیتا تھا

گرفتند گردم چو انگشتری
انگوٹھی کی طرح انھوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا

کہ ناداں کند با قضا پنجہ تیز
اس لیے کہ قضاءِ خداوندی سے نادان پنجہ لڑاتا ہے

چو یاری نکرد اخترِ روشنم
جب روشن ستارے ہی نے میری مدد نہ کی

ببازو درِ فتح نتواں شکست
فتحمندی کا دروازہ بازو سے نہیں توڑا جا سکتا

[1] یعنی اس کا تیر جیسا سیدھا قد جھک کر کمان بن گیا اور گلابی رنگ زریر گھاس جیسا زرد ہو گیا تھا۔

[2] سر سفید بالوں میں برف رسِش پہاڑ معلوم ہوتا تھا اور آنکھوں کی کمزوری کی وجہ سے ہر وقت پانی بہتا رہتا تھا

[3] جھنڈے سرخ رنگ کے تھے۔

گروہے پلنگ افگن پیل زور
جیسے کو پچھاڑنے والا ہاتھی کی طاقت کا ایک گروہ تھا

ہماں دم کہ دیدیم گرد سپاہ
جب ہم نے لشکر کی گرد دیکھی تو فوراً ہی

چو ابر اسپ تازی بر انگیختیم
میں نے تازی گھوڑے کو ابر کی طرح برانگیختہ کیا

دو لشکر بہم برزدند از کمیں
گھات سے نکل کر دونوں لشکر آپس میں گتھ گئے

ز باریدن تیر ہمچوں تگرگ
اولے کی طرح تیروں کے برسنے سے

بصید ہزبران پرخاش ساز
لڑاکا شیروں کا شکار کرنے کے لیے

زمیں آسماں شد ز گرد کبود
نیلی گرد سے زمین آسمان بن گئی

سواران دشمن چو دریافتیم
جب ہم دشمن کے سواروں تک پہنچ گئے

چہ زور آورد پنجہ جہد مرد
انسان کی کوشش کا پنجہ کیا زور دکھائے

نہ شمشیر کند آوراں کند بود
تلوار بازوں کی تلواریں کند نہ تھیں

کس از لشکر ما ز ہیجا بروں
ہمارے[۲] لشکر کا کوئی شخص لڑائی کے میدان سے باہر

کساں را نشد ناوک اندر حریر
اُن لوگوں کا تیر حریر میں نہ گھسا

چو صد دانہ مجموع در خوشہ
سو دانوں کی طرح ایک خوشہ میں جمع تھے

بنامردی از ہم بدادیم دست
بزدلی کی وجہ سے ہم نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا

چو طالع ز ما روئے بر پیچ بود
جبکہ نصیبہ ہم سے منہ پھیرے ہوئے تھا

در آہن سر مرد و سم ستور
انسانوں کا سر اور گھوڑوں کا سم لوہے میں چھپا ہوا تھا

زرہ جامہ کردیم و مغفر کلاہ
زرہ کو کرتا اور خود کو ٹوپی بنایا

چو باراں بلالک فرو ریختیم
جو ہردار تلوار کو بارش کی طرح برسایا

تو گفتی زدند آسماں بر زمیں
تو کہے گا کہ انھوں نے آسمان کو زمین پر دے مارا

بہر گوشہ برخاست طوفان مرگ
ہر گوشہ میں موت کا طوفان امنڈ پڑا

کمند اژدہائے دہن کردہ باز
کمندنے اژدہوں کی طرح منہ پھاڑ لیا

چو انجم درو برق شمشیر و خود
تلوار اور خود کی چمک اس میں ستاروں کی طرح تھی

پیادہ سپر در سپر بافتیم
پیادہ ہو کر ڈھال کو ڈھال سے بُن دیا

چو بازوئے توفیق یاری نکرد
جب توفیق کے بازو نے مدد نہ کی

کہ کیں آوری زاختر تند بود
بلکہ ستارے کی کینہ وری سخت تھی

نیامد جز آغشتہ خفتاں بخوں
نہ نکلا سوائے خون میں بھرے خفتان کے

کہ گفتم بدوزند سنداں بہ تیر
جن کو میں نے کہا تھا کہ اہرن کو تیر سے بیندھتے ہیں

فتادیم ہر دانہ در گوشہ
ہمارا ہر دانہ ایک گوشہ میں جا پڑا

چو ماہی کہ با جوشن افتد بشست
اس مچھلی کی طرح جو زرہ دار ہوتے ہوئے ڈور میں پھنس جائے

سپر پیش تیر قضا ہیچ بود
قضا کے تیر کے سامنے ڈھال ہیچ تھی۔

---

[۱] یعنی ہم نے دست بدست جنگ شروع کر دی۔

[۲] جو بھی میدان سے واپس آرہا تھا زخمی ہو کر اس کی ریشمیں زرہ خون سے لت پت ہو چکی تھی

[۳] ہمارے وہ بہادر جو تیر سے لوہے کے گھن کو بیندھ دیں ان کا تیر ریشمیں کپڑے سے بھی پار نہ ہو سکا

حکایت

یکے آہنی پنجہ در اردبیل
اردبیل[1] میں ایک شخص لوہے کے سے پنجہ والا

نمد پوشے آمد بجنگش فراز
ایک کمبل پوش لڑائی میں اس کے سامنے آیا

بپرخاش جُستن چو بہرام گور
جنگجوئی میں بہرام گور کی طرح تھا

بہ پنجاہ تیر خدنگش بزد
اس نے خدنگ[3] کے بنے ہوئے سو تیر اس پر چلائے

دلاور درآمد چو دستان گرد
وہ بہادر دستان[4] پہلوان کی طرح آگے بڑھا

بلشکر گہش بر در خیمہ دست
لشکر گاہ میں خیمہ کے دروازہ پر اس کے ہاتھ

شب از غیرت و شرمساری نخفت
وہ تمام رات غیرت اور شرم کی وجہ سے نہ سویا

تو کآہن بناوک بدوزی و تیر
تو جو کہ لوہے کو ناوک اور تیر سے چھید دیتا تھا

شنیدم کہ میگفت و خوں میگریست
میں نے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا اور خون کے آنسو روتا تھا

من آنم کہ در شیوۂ طعن و ضرب
میں وہی ہوں کہ نیزہ بازی اور تلوار بازی کے طور طریق میں

چو بازوئے بختم قوی حال بود
جب میرے نصیبہ کا بازو قوی تھا

کنونم کہ در پنجہ اقبال نیست
اب جب کہ اقبال قابو میں نہیں ہے

بروزِ اجل نیزہ جوشن درد
موت کے دن نیزہ زرہ کو پھاڑ دیتا ہے

کرا تیغِ قہرِ اجل در قفاست
موت کے قہر کی تلوار جس کی گردن پر ہے

ورش بخت یاور بود دہر پشت
اور اگر نصیبہ اسکا مددگار رہو اور زمانہ پشت پناہی کرے

ہمی بگذرانید بلیک[2] ز بیل
تیر کو بیلچہ سے پار کر دیتا تھا

جوانے جہاں سوز پیکار ساز
جو دنیا کو آگ لگا دینے والا جنگ باز تھا

کمندے بکتفش بر از خام گور
اس کے کاندھے پر گورخر کے چمڑے کی کمند تھی

کہ یک چوبہ بیروں نہ رفت از نمد
لیکن ایک تیر بھی کمبل سے آگے نہ بڑھا

بخم کمندش درآورد و برد
اس کو کمند کے پیچ میں پھنسایا اور لے گیا

چو دُزدانِ خونی بگردن بہ بست
خونی چوروں کی طرح گردن سے باندھ دیے

سحرگہ پرستارے از خیمہ گفت
صبح کو ایک خادم نے خیمہ میں سے کہا

نمد پوش را چوں فتادی اسیر
کمبل پوش کی قید میں کیسے آگیا

ندانی کہ روزِ اجل کس انہ زیست
تجھے معلوم نہیں کہ موت کے دن کوئی نہیں جیا

برستم در آموزم آداب حرب
رستم کو لڑائی کے طریقے سکھاؤں

سطبرائے بیلم[5] نمد می نمود
بیلچے کی موٹائی مجھے کمبل معلوم ہوتی تھی

نمد پیش تیرم کم از بیل نیست
میرے تیر کے سامنے کمبل بیلچے سے کم نہیں ہے

ز پیراہنِ بے اجل نگذرد
بے موت کے کرتے سے بھی نہیں گزرتا ہے

برہنہ است اگر جوشنش چند لاست
وہ ننگا ہے اگرچہ اس کی زرہ چند تہ کی ہے

برہنہ نشاید بساطور کشت
تو ننگا بھی خنجر سے نہیں مارا جاسکتا ہے

۱۰۵

[1] آذربائیجان کے علاقہ کا مشہور شہر ہے۔
[2] بیلک اس تیر کو کہتے ہیں جس کی نوک دوشاخہ ہوتی تھی۔
[3] بہت سخت قسم کی لکڑی ہے جس سے تیر بنائے جاتے تھے۔
[4] دستان رستم کے باپ کا نام ہے۔
[5] بیلچے میں اس آسانی سے آرپار کر دیتا تھا جیسا کہ کمبل میں۔

نہ دانا بسعی اجل جاں برد نہ عقلمند نے کوشش سے موت سے جان بچائی ہے	نہ ناداں بنا ساز خوردن بمرد نہ بیوقوف مضر چیز کھانے سے مرا ہے

حکایت طبیب و کرد
ایک کردی اور طبیب کا قصہ

شبے کردے از درد پہلو نخفت ایک رات کو ایک کردی پہلو کے درد سے نہ سویا	طبیبے دراں ناحیت بود گفت اس طرف ایک حکیم تھا اس نے کہا
ازیں دست کو برگ رزمی خورد چونکہ یہ [۱] رز کی پتی کھاتا ہے	عجب دارم ارشب بپایاں برد مجھے تعجب ہوگا اگر اس نے رات پوری کرلی
کہ در سینہ پیکان تیر تتار اس لیے کہ تاتاری [۲] تیر کی نوک سینہ میں	بہ از نقل ماکول ناسازگار مضر کھانا کھانے سے بہتر ہے
گرافتد بیک لقمہ در رودہ پیچ اگر ایک لقمہ سے انتڑی میں گرہ پڑ جائے	ہمہ عمر ناداں برآید بہیچ تو ناداں کی تمام عمر رائگاں جاتی ہے
قضارا طبیب اندراں شب بمرد تقدیر سے طبیب اسی رات میں مرگیا	چہل سال ازیں رفت زندہ است کرد اس قصہ کو چالیس سال ہوئے کردی زندہ ہے

حکایت

یکے روستائی سقط شد خرش ایک دیہاتی کا گدھا مرگیا	علم کرد برتاک بستاں سرش اس نے اس کا سر انگورستان میں لٹکا دیا
جہاں دیدہ پیرے برو برگذشت ایک جہاندیدہ بوڑھا وہاں سے گذرا	چنیں گفت خنداں بناظور دشت اس نے مذاق میں جنگل کے رکھوالے سے کہا
مپندار جان پدر کیں حمار جان پدر یہ نہ سمجھ کہ یہ گدھا	کند دفع چشم بد از کشت زار کھیت سے بد نظر کا دفع کردے گا
کہ ایں دفع چوب از سر و گوش خویش اس لیے کہ یہ تو اپنے سر اور کان سے ڈنڈا دفع	نمی کرد تا ناتواں مرد و ریش نہ کرسکتا تھا یہاں تک کہ کمزور اور زخمی ہوکر مرگیا
چہ داند طبیب از کسے رنج برد وہ طبیب کسی کا مرض اچھا کرنا کیا جانے گا	کہ بیچارہ خواہد خود از رنج مرد جب کہ خود مرض سے مرا جا رہا ہے

حکایت

شنیدم کہ دینارے از مفلسے میں نے سنا ہے ایک مفلس کے پاس سے ایک دینار	بیفتاد و مسکیں بجستش بسے گر گیا مسکین نے اس کو بہت ڈھونڈا
باخر سر ناامیدی بتافت انجام کار ناامیدی سے سر پھیرا	یکے دیگرش ناطلب کردہ یافت کسی دوسرے نے وہ بے ڈھونڈے پایا

(۱۰)

[۱] کرد ایک قوم تھی جو جنگل میں بکریاں چراتی تھی [۲] رز ایک قسم کی گھاس ہے جس میں مشک کی سی خوشبو ہوتی ہے۔ [۳] مضر خوراک تاتاری تیر سے زیادہ مہلک ہے۔ [۴] انگورستان کو نظر بد سے بچانے کے لیے ایسا کرتے تھے۔

به بدبختی و نیک بختی قلم
بدبختی اور نیک بختی میں قلم

بگردید و ما همچناں در شکم
چل چکا تھا اور ہم ابھی پیٹ ہی میں تھے[1]

نه روزی به سرپنجگی می خورند
نہ پنجے کی طاقت سے روزی کھاتے ہیں

که سرپنجگاں تنگ روزی ترند
اس لئے کہ طاقتور روزی میں زیادہ تنگ رہتے ہیں

حکایت

فرو کوفت پیرے پسر را بچوب
ایک بوڑھے نے لڑکے کو لکڑی سے مارا

بگفت اے پدر بے گناہم مکوب
اس نے کہا ابا مجھے بے قصور نہ ماریئے

تواں بر تو از جور مردم گریست
لوگوں کے ظلم سے آپ کے پاس آکر رویا جا سکتا ہے

و لے چوں تو جورم کنی چارہ چیست
لیکن جب آپ ظلم کریں تو کوئی تدبیر نہیں ہے

بداور خروشد خداوند ہوش
ہوش والا خدا کے پاس فریاد لیجاتا ہے

نه از دست داور برآرد خروش
خدا کے ہاتھ کی فریاد نہیں کرتا ہے

حکایت

۱۰۵

بلند اخترے نام او بختیار
ایک بلند ستارے والا جس کا نام بختیار تھا

قوی دستگه بود و سرمایه دار
قوی مقدور رکھنے والا اور سرمایہ دار تھا

ہمو را دراں بقعہ زر بود و مال
اس علاقہ میں صرف اسی کے پاس مال و زر تھا

دگر تنگدستان برگشته حال
دوسرے لوگ تنگدست اور پریشان حال تھے

زنے جنگ پیوست با شوئے خویش
ایک عورت نے اپنے شوہر سے لڑائی جوڑ دی

شبانگه چو رفتش تہیدست پیش
رات کو جب وہ اس کے سامنے خالی ہاتھ پہنچا

که کس چوں تو بدبخت درویش نیست
کہ تجھ جیسا بدبخت فقیر کوئی بھی نہیں ہے

چو زنبور سرخت جز این نیش نیست
لال بھڑ کی طرح تیرے پاس اس ڈنک[2] کے سوا کچھ نہیں ہے

بیاموز مردی ز ہمسایگاں
ہمسایوں سے آدمیت سیکھ لے

که آخر نیم قحبہ رائیگاں
کہ آخر میں مفت[3] کی رنڈی نہیں ہوں

کساں را زر و سیم ملکست و رخت
لوگوں کے پاس چاندی اور سونا اور سامان ہے

چرا ہمچو ایشاں نه ئی نیک بخت
تو ان جیسا نیک بخت کیوں نہیں ہے

برآورد صافی دل صوف پوش
کمبل پوش صاف دل نے کیا شور مچایا

چو طبل از تہیگاہ خالی خروش
ڈھول کی طرح خالی پیٹ سے

که من دست قدرت ندارم بہیچ
کہ مجھے کسی چیز پر بھی دست قدرت نہیں ہے

به سرپنجه دست قضا بر مپیچ
طاقت[4] سے قضا کے ہاتھ کو نہ موڑ

نکردند در دست من اختیار
انھوں[5] نے میرے ہاتھ میں اختیار نہیں دیا

که من خویشتن را کنم بختیار
کہ میں اپنے آپ کو بختیار بنالوں

[1] بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اور کاتبان تقدیر اس کا شقی اور سعید ہونا لکھ دیتے ہیں ۔

[2] یعنی آلہ تناسل

[3] یعنی بلا پیسہ کے مجھ سے ہم بستری کرتا ہے ۔

[4] تقدیر خداوندی کو طاقت سے نہیں لوٹایا جا سکتا ہے ۔

[5] قضا و قدر نے بختیار جیسا بنانا میرے اختیار میں نہیں دیا ہے

حکایت

یکے مرد درویش در خاک کیش
کیش کی سرزمین میں ایک درویش مرد نے
نکو گفت باہمسر زشت خویش
اپنی بدصورت بیوی سے کیا خوب کہا

چو دست قضا زشت رویت نوشت
جب تقدیر کے ہاتھ نے تیرا بُرا چہرہ لکھدیا
میندائے گلگونہ بر روئے زشت
تو بدنما چہرے پر غازہ نہ لیپ

کہ حاصل کند نیک بختی بزور
زور سے نیک بختی کون حاصل کرسکتا ہے
بسُرمہ کہ بینا کند چشم کور
اندھی آنکھ کو سُرمہ سے کون بینا کرسکتا ہے

نیاید نکوکاری از بد رگاں
بداصل انسانوں سے نیکی نہیں ہوسکتی ہے
محالست دوزندگی از سگاں
کتوں[2] سے سلائی ناممکن ہے

ہمہ فیلسوفانِ یونان و روم
یونان اور روم کے سارے فلسفی
ندانند کرد انگبیں از زقوم
تھوڑ سے شہد بنانا نہیں جانتے ہیں

ز وحشی نیاید کہ مردم شود
وحشی سے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ انسان بن جائے
بسعی اندر و تربیت گم شود
کوشش کرنے سے اس میں تربیت رائگاں جاتی ہے

تواں پاک کردن ز زنگ آئنہ
آئینہ کو زنگ سے صاف کیا جاسکتا ہے
ولیکن نیاید ز سنگ آئنہ
لیکن پتھر سے آئینہ نہیں بنتا ہے

بکوشش نروید گل از شاخ بید
بید کی شاخ سے کوشش کرنے سے پھول نہیں اُگتا ہے
نہ زنگی بگرمابہ گردد سفید
حمام سے حبشی سفید نہیں ہوجاتا ہے

چو ردمی نگردد خدنگ قضا
جب قضا۔ خداوندی کا تیر واپس نہیں لوٹتا ہے
سپر نیست مر بندہ را جز رضا
تو رضا کے سوا بندے کے پاس کوئی ڈھال نہیں ہے

۱۰

[1] کیش ایک جزیرہ ہے۔ [2] کتوں کا کام پھاڑنا ہے سینا نہیں ہے۔ [3] چیل اور گدھ زمین پر اترنے لگے۔

حکایت کرگس و زغن

قصہ گدھ اور چیل کا

چنیں گفت پیش زغن کرگسے
ایک گدھ چیل کے سامنے یہ بولا
کہ نبود ز من دوربیں تر کسے
کہ مجھ سے زیادہ دوربین کوئی نہیں ہوگا

زغن گفت ازیں درنشاید گذشت
چیل بولی اس سے آگے نہ بڑھنا چاہیے
بیا تا چہ بینی براطراف دشت
آ تو جنگل کے اطراف میں کیا دیکھتا ہے

شنیدم کہ مقدار یک روزہ راہ
میں نے سنا ہے کہ ایک دن کے فاصلہ سے
بکرد از بلندی بہ پستی نگاہ
اس نے اوپر سے نیچے نظر ڈالی

چنیں گفت دیدم گرت باور ست
اس نے یہ کہا اگر تجھے یقین آئے تو میں نے دیکھا ہے
کہ یک دانہ گندم بہاموں بر ست
کہ گیہوں کا ایک دانہ زمین پر پڑا ہے

زغن را نماند از تعجب شکیب
چیل کو تعجب کی وجہ سے صبر نہ آیا
ز بالا نہادند سر در نشیب
انھوں[3] نے سر اونچائی سے نشیب کی طرف کردیا

چو کرگس بر دانه آمد فراز
جب گدھ دانہ کے قریب پہنچا

برو بر بہ پیچید قیدے دراز
اس[1] پر لمبی قید جھپٹ گئی

ندانست ازاں دانہ خوردنش
وہ یہ نہ سمجھا کہ اس دانے کے کھانے سے

کہ دہر افگند دام در گردنش
زمانہ اس کی گردن میں جال ڈال دیگا

نہ آبستنِ دُر بود ہر صدف
ہر سیپی موتی سے حاملہ نہیں بنتی ہے

نہ ہر بار شاطر زند بر ہدف
نہ ہر بار چالاک نشانہ پر مار سکتا ہے

زغن گفت ازاں دانہ دیدن چہ سود
چیل بولی اس دانہ کے دیکھنے سے کیا فائدہ

چو بینائیے دامِ خصمت نبود
جب تجھ میں دشمن کے جال کی بینائی نہ تھی

شنیدم کہ میگفت و گردن بہ بند
میں نے سنا ہے کہ وہ کہہ رہا تھا اور اس کی گردن پھنسی تھی

نباشد حذر با قدر سودمند
تقدیر[2] سے بچاؤ مفید نہیں ہے

اجل چوں بخونش بر آورد دست
موت نے جب اس کا خون بہانے کیلئے ہاتھ نکال لیا

قضا چشمِ باریک بینش بہ بست
تقدیر نے اس کی باریک بینی کی آنکھ بند کردی

در آبے کہ پیدا ندارد کنار
جس پانی کا کنارہ موجود نہ ہو اس میں

غرورِ شناور نیاید بکار
تیراک کا غرور کام نہیں آتا ہے

حکایت

چہ خوش گفت شاگردِ منسوج باف
منسوج[3] بننے والے کے شاگرد نے کیا خوب کہا

چو عنقا بر آورد و پیل و زراف
جب اس نے عنقا، ہاتھی اور زرافہ بنا دیا

مرا صورتے بر نیاید ز دست
مجھ سے کوئی ایسی تصویر نہیں بنتی ہے

کہ نقشش معلم ز بالا نہ بست
جس[4] کا نقشہ سکھانے والے نے پہلے سے نہ بنا دیا ہو

گرت صورتِ حال بد یا نکوست
اگر تیری صورتِ حال اچھی یا بری ہے

نگاریدۂ دستِ تقدیر اوست
اسی کے تقدیر کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے

دریں نوعے از شرک پوشیدہ ہست
اس بات میں ایک قسم کا شرک چھپا ہوا ہے

کہ زیدم بیازرد و عمرم بخست
کہ مجھے زید نے ستایا اور مجھے عمر نے خستہ کر دیا

گرت دیدہ بخشد خداوندِ امر
حکم کا مالک اگر تجھے آنکھ عنایت فرما دے

نہ بینی دگر صورتِ زید و عمرو
تو تو پھر زید اور عمرو کی صورت نہ دیکھے گا[5]

نہ پندارم ار بندہ دم در کشد
مجھے یقین نہیں ہے کہ اگر بندہ خاموش ہے

خدائش بروزی قلم در کشد
تو خدا اس کی روزی بند کر دے

جہاں آفرینت کشائش دہاد
جہان کا پیدا کرنے والا تجھے فراخی بخشے

اگر وے بہ بندد نشاید کشاد
اگر وہ بند کر دے تو کھولی نہیں جا سکتی

۱۰۵

[1] چونکہ دانہ کے پاس پھندا تھا۔
[2] باوجود بچاؤ کے مقدر کا لکھا پیش آکر رہتا ہے۔
[3] منسوج وہ ریشمین کپڑا کہلاتا تھا جس میں جانوروں کی تصویریں بنی جاتی تھیں۔
[4] یعنی موجود چیزوں کی تصویر بنا سکتا ہوں
[5] صرف موجود حقیقی نظر آئے گا۔

حکایت

شتر کرّہ با مادرِ خویش گفت
اونٹ کے بچے نے اپنی ماں سے کہا

پس از رفتن آخر زمانے بخفت
چلنے کے بعد پھر تھوڑی دیر سوچا

بگفت ار بدست منستے مہار
اٹنی نے کہا اگر مہار میرے ہاتھ میں ہوتی

ندیدے کسم بارکش در قطار
مجھے قطار میں بوجھ اٹھانے والا کوئی نہ دیکھتا

قضا کشتی آنجا کہ خواہد بَرَد
کشتی کو قضا جہاں چاہتی ہے لے جاتی ہے

وگر ناخدا جامہ بر خود دَرَد
خواہ ناخدا اپنے کپڑے پھاڑ لے

مکن سعدیا دیدہ بر دستِ کس
اے سعدی کسی کا دست نگر نہ بن

کہ بخشندہ پروردگار است و بس
اس لیے کہ دینے والا صرف خدا ہے

اگر حق پرستی ز درہا بسَت
اگر تو حق پرست ہے تو بہت سے دروازوں سے وہ کافی ہے

کہ گر وے براند نخواند کسَت
اس لیے کہ اگر وہ بھگا دے تو تجھے کوئی نہ بلائے گا

گر او نیک بختت کند سر برار
اگر وہ تجھے نیک بخت کر دے تو سربلند کر

وگرنہ سر ناامیدی بخار
ورنہ ناامیدی سے کھجاتا رہ۔

۱۰ گفتار اندر اخلاص و برکت آں و ریا و آفتِ آں

عبادت اخلاص اور اس کی برکت اور ریا اور اس کی آفت کے بیان میں

عبادت باخلاص نیّت نکوست
نیت کے اخلاص کے ساتھ عبادت اچھی ہے

وگرنہ چہ آید ز بے مغز پوست
ورنہ بے گری کے چھلکے سے کیا ہوتا ہے

چہ زنّارِ مُغ بر میانت چہ دلق
آتش پرست کا جنیو اور کمر پر گدڑی یکساں ہے

کہ در پوشی از بہر پندارِ خلق
جو تو لوگوں کے اعتقاد کے لیے پہنے

مکن گفتمت مردیِ خویش فاش
میں تجھ سے کہتا ہوں اپنی بہادری ظاہر نہ کر!

چو مردی نمودی مخنث مباش
جب بہادری دکھائی ہے تو ہیجڑا نہ بن

باندازۂ بود باید نمود ....
ہونے کے مطابق دکھانا چاہیے

خجالت نبرد آنکہ بنمود و بود
وہ شرمندگی نہیں اٹھاتا جس نے دکھایا اور تھا

کہ چوں عاریت برکشند از سرش
اس لیے کہ جب مانگا ہوا اس کے سر سے اتار لیں گے

بماند کہن جامۂ در برش
تو اس کے بدن پر پرانا لباس رہ جائے گا

اگر کوتہی پائے چوبیں مبند
اگر تو پست قد ہے تو لکڑی کے پیر نہ باندھ

کہ در چشمِ طفلاں نمائی بلند
کہ بچوں کو اونچا معلوم ہونے لگے

وگر نقرہ اندودہ باشد نحاس
اگر تانبے پر چاندی کا ملمع ہو

تواں خرج کردن بر ناشناس
تو نہ جاننے والے کے پاس چلایا جا سکتا ہے

منہ جانِ من آبِ زر بر پشیز
میری جان پیسے پر سونے کا پانی نہ پھیر

کہ صرّافِ دانا نگیرد بچیز
اس لیے کہ دانا صرّاف کسی چیز کے بدلے اس کو نہ لے گا

[1] میری مہار میرے قبضہ میں نہیں ہے
[2] یعنی بزرگانہ لباس نہ پہننا چاہیئے اور اگر پہنے تو اس کی لاج رکھے۔

زر اندودگاں را باتش برند
سونے کے ملمع والوں کو آگ پر تپائیں گے۔

پدید آید آنگہ کہ مس یا زر ند
تب معلوم ہوجائے گا کہ وہ پیتل ہیں یا سونا

حکایت

ندانی کہ بابائے کوہی چہ گفت
مجھے معلوم نہیں کہ پہاڑی بابا نے کیا کہا

بمردے کہ ناموس راشب نخفت
اس شخص کو جو شہرت کی خاطر تمام رات نہ سویا

برو جان بابا دراخلاص پیچ
جا بابا کی جان! اخلاص پیدا کر

کہ نتوانی از خلق بربست ہیچ
اس لیے کہ تو مخلوق سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا ہے

کسانیکہ فعلت پسندیدہ اند
جنھوں نے تیرا فعل پسند کیا ہے

ہنوز از تو نقش بروں دیدہ اند
انھوں نے ابھی تیرے ظاہری نقش دیکھے ہیں

چہ قدر آورد بندۂ حور دیس
حور جیسا غلام کیا قدر پیدا کر سکتا ہے

کہ زیر قبا دارد اندام پیس
جو قبا کے نیچے برص کا جسم رکھتا ہو

نشاید بدستان شدن در بہشت
مکر سے بہشت میں جانا ممکن نہیں ہے

کہ بازت رود چادر از روئے زشت
اس لیے کہ تیرے بھدے چہرے سے چادر ہٹ جائیگی

ا۔ ملمع کی چیز کو جس طرح سنار تپا کر دیکھتا ہے اسی طرح ریاکار تپائے جائیں گے
۲۔ عبادت میں جاگتا رہا۔

۱۰۵

حکایت طفل روزہ دار

روزہ دار بچے کا قصہ

شنیدم کہ نابالغے روزہ داشت
میں نے سنا ہے کہ ایک نابالغ نے روزہ رکھ لیا

بصد محنت آورد روزے بچاشت
سو مشقتوں سے چاشت تک دن پہنچایا

زکتابش آں روز سابق ببرد
اس دن اس کو مکتب سے خلیفہ لے گیا

بزرگ آمدش طاعت از طفل خرد
چھوٹے بچے کی عبادت اس کو بڑی معلوم ہوئی

پدر دیدہ بوسید و مادر سرش
باپ نے آنکھیں چومیں ماں نے اس کا سر

فشاندند بادام و زر بر سرش
انھوں نے بادام اور چاندی اس کے سر پر نچھاور کی

چو بروے گذر کرد یک نیمہ روز
جب اس پر آدھا دن گذرا

فتاد اندروز آتش معدہ سوز
اس کے اندر معدہ کی آگ سے جلن پیدا ہوگئی

بدل گفت اگر لقمہ چندے خورم
اس نے دل میں کہا اگر میں چند لقمے کھا لوں

چہ داند پدر غیب یا مادرم
تو میرے باپ یا ماں غیب کو کیا جانیں گے

چو روئے پسر در پدر بود و قوم
جب لڑکے کا رخ باپ اور قوم کی طرف تھا

نہاں خورد و پیدا بسر برد صوم
تو چھپکے سے کھا لیا اور بظاہر روزہ پورا کر لیا

کہ داند چو در بند حق نیستی
اگر تو خدا کی فکر میں نہیں ہے تو کسی کو کیا معلوم

اگر بے وضو در نماز ایستی
اگر تو بے وضو نماز میں کھڑا ہو جائے

پس ایں پیر از اں طفل ناداں تر است
یہ بوڑھا اس بچہ سے بھی زیادہ نادان ہے

کہ از بہر مردم بطاعت دراست
جو انسانوں کی خاطر عبادت میں لگا ہے

۳۔ یہ ریاکار کی مثال ہے
۴۔ روزہ محض ماں باپ اور لوگوں کو دکھانے کے لیے رکھا تھا۔

کلیدِ درِ دوزخست آں نماز
وہ نماز دوزخ کے دروازے کی کنجی ہے

اگر جُز بحق میرود جادہ ات
اگر تیری سڑک اللہ کی جانب کے سوا ہے

نکو سیرتِ بے تکلف بروں
اچھی سیرت والا، بظاہر بے تکلف

بنزدیکِ من شب روِ راہ زن
میرے نزدیک ڈاکہ مارنے والا چور

یکے بر درِ خلق رنج آزمائے
ایک[۱] انسان جو مخلوق کے دروازے پر محنت کر رہا ہے

زعمرو اے پسر چشمِ اُجرت مدار
اے صاحبزادے! عمرو سے اجرت کی توقع نہ رکھ

نگویم تواند رسیدن بدوست
میں نہیں کہتا کہ دوست تک پہنچ سکتا ہے

رہِ راست رو تا بمنزل رسی
سیدھا راستہ چل تاکہ منزل پر پہنچ جائے

چو گاوے کہ عصّار چشمش بہ بست
اس بیل کی طرح جس کی آنکھیں تیلی نے باندھ دی ہوں

کسے گر بتابد ز محراب روئے
اگر کوئی قبلہ سے منہ موڑے

تو ہم پشت بر قبلۂ در نماز
تو بھی نماز میں قبلہ کو پیٹھ کیے ہے

درختیکہ بیخش بود برقرار
جس درخت کی جڑ برقرار ہو

گرت بیخ اخلاص در بوم نیست
اگر تیرے اخلاص کی جڑ زمین میں نہیں ہے

ہر آنکہ افگند تخم بر روئے سنگ
جو شخص پتھر پر بیج بکھیرے

منہ آبروئے ریا را محل
ریا کی آبرو کو کوئی مرتبہ نہ دے

چو در خفیہ بد باشم و خاکسار
جب میں باطن میں بد اور خاک جیسا ہوں

کہ در چشمِ مردم گزاری دراز
جو تو لوگوں کی نگاہوں کے سامنے لانبی پڑھے

در آتش فشانند سجادہ ات
تو تیرے مصلے کو آگ میں ڈال دیں گے

بہ از پارسائے خراب اندروں
اس پارسا سے بہتر ہے جس کا باطن خراب ہے

بہ از فاسق پارسا پیرہن
نیک لباس والے فاسق سے بہتر ہے

چہ مزدش دہد در قیامت خدائے
اس کو قیامت میں خدا کیا مزدوری دیگا

چو در خانۂ زید باشی بکار
جب تو زید کے گھر میں کام پر لگا ہے

دریں رہ جز آں کس کہ درویش اوست
اس راہ میں سوائے اس کے جو اس کا فقیر ہے

تو بر رہ نۂ زیں قبل واپسی
چونکہ تو رستہ پر نہیں ہے اسی لیے پچھڑا ہوا ہے

دواں تا بشب شب ہم آنجا کہ ہست
تمام رات چلنے کے باوجود رات کو وہیں ہے جہاں تھا

بکفرش گواہی دہند اہل کوئے
محلہ والے اس کے کفر کی گواہی دے دیں

گرت در خدا نیست روئے نیاز
اگر تیرا عاجزی کا چہرہ خدا کی طرف نہیں ہے

بپرور کہ روزے دہد میوہ بار
اس کی پرورش کر کیونکہ کسی دن میوے کا پھل دے گا

ازیں بر کسے چوں تو محروم نیست
تو اس پھل سے تیری طرح کوئی محروم نہیں ہے

جوے وقت دخلش نیاید بچنگ
پیداوار کے وقت اس کے ہاتھ ایک جو بھی نہ آئے گا

کہ ایں آب در زیر دارد وحل
اس لیے کہ اس پانی کے نیچے کیچڑ ہے

چہ سود آب ناموس بر روئے کار
تو روئے کار پر عزت کی آب سے کیا فائدہ

[۱] یعنی ریاکاری کے لیے۔
[۲] ریاکار آخرت کی اجر سے محروم رہے گا۔
[۳] ریاکار کی راہ طریقت میں یہی مثال ہے۔
[۴] بلکہ یہ نماز لوگ دکھاوے کی نماز ہے۔

بروی و ریا خرقہ سہلست دوخت
مکر اور ریاکاری سے گدڑی سی لینا آسان ہے

گرش باخدا در توانی فروخت
اگر تو اس کو خدا کے ہاتھ فروخت کر سکے

چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست
لوگوں کو کیا معلوم کہ لباس میں کون ہے

نویسندہ داند کہ در نامہ چیست
لکھنے والا جانتا ہے کہ خط میں کیا لکھا ہے

چہ وزن آورد جائے انبان باد[1]
ہوا بھرا مشکیزہ اس جگہ کیا وزن رکھے گا

کہ میزان عدلست و دیوان داد
جہاں انصاف کی ترازو اور انصاف کا اجلاس ہے

مُرائی کہ چندیں ورع مینمود
وہ ریاکار جو اس قدر پرہیزگاری دکھاتا تھا

بدیدند و ہیچش در انبان نبود
انھوں نے دیکھا اور اس کے مشکیزہ میں کچھ نہ تھا

کنند ابرہ پاکیزہ تر ز آستر
ابرہ استر سے بہتر بناتے ہیں

کہ آں در حجابست وایں در نظر
اس لیے کہ وہ چھپا ہے اور یہ نظر میں ہے

بزرگاں فراغ از نظر داشتند
بزرگ لوگ نظر سے بے نیاز ہوتے ہیں

ازاں پرنیاں[2] آستر داشتند
اسی لیے پرنیان کا استر بناتے ہیں

ور آوازہ خواہی در اقلیم فاش
اگر تو ملک میں کھلی شہرت چاہتا ہے

بروں حلہ کن گو درون حشو باش
باہر ریشمین کپڑا لگا خواہ اندر بھراؤ ہو

ببازی نگفت ایں سخن بایزید
بایزید نے یہ بات مذاق میں نہیں کہی

کہ از منکر[3] ایمن ترم کز مرید
کہ میں مرید کے اعتبار سے منکر سے زیادہ مطمئن ہوں

کسانے کہ سلطان و شاہنشہ اند
جو لوگ شاہ اور شاہنشاہ ہیں

سراسر گدایان ایں درگہ اند
اس درگاہ کے بالکل فقیر ہیں

طمع در گدا مرد معنی نہ بست
بھکاری شخص میں لالچ نے کوئی حقیقت نہ بنائی

نشاید[4] گرفتن در افتادہ دست
گرے ہوئے کا سہارا نہ لینا چاہیے

ہماں بہ گر آبستن جوہری
اگر تو کسی جوہر کا حامل ہو تو یہ بہتر ہے

کہ ہمچوں صدف[5] سر بخود دربری
کہ سیپی کی طرح سر اندر کرلے

چو روئے پرستیدنت در خدا است
جب تیری عبادت کا رخ خدا کی طرف ہے

اگر جبرئیلت نہ بیند رواست
اگر تجھے جبرئیل بھی نہ دیکھے تو مناسب ہے

ترا پند سعدی بسبست اے پسر
اے لڑکے تیرے لیے سعدی کی نصیحت کافی ہے

اگر گوش گیری چو پند پدر
اگر تو باپ کی نصیحت کی طرح سنے

گر امروز گفتار ما نشنوی
اگر آج ہماری نصیحت تو نہ سنے گا

مبادا کہ فردا پشیماں شوی
ایسا نہ ہو کہ کل کو شرمندہ ہو

باب ششم در قناعت[6]
چھٹا باب قناعت میں

خدا را ندانست و طاعت نکرد
وہ خدا کو نہ پہچانا اور نہ اس نے فرماں برداری کی

کہ بر بخت و روزی قناعت نکرد
جس نے نصیبہ کی روزی پر قناعت نہ کی

۱۰

[1] ریاکار ہوا بھرا مشکیزہ ہے۔
[2] پرنیان ایک قسم کا رنگین کپڑا ہے
[3] منکر تو ظاہری باتوں سے واقف ہوتا ہے اور مرید حقیقت حال سے باخبر رہتا ہے
[4] ریاکار تو خود درماندہ شخص ہے وہ کسی کی کیا دستگیری کر سکتا ہے۔
[5] سیپی میں جب تک موتی نہیں بنتا سمندر کی سطح پر منہ پھیلائے پھرتی ہے۔
[6] تھوڑے پر گذارا کرنا

قناعت تونگر کند مرد را
قناعت انسان کو مالدار بناتی ہے

خبر کن حریص جہانگرد را
دنیا کے چکر کاٹنے والے حریص کو بتا دو۔

سکونے بدست آور اے بے ثبات
اے بے ٹکا انسان سکون حاصل کر

کہ بر سنگ گرداں نہ روید نبات
اس لیے کہ لڑھکتے ہوئے پتھر پر گھاس نہیں جمتی۔

میپرور تن ار مرد راہی و ہشی
اگر تو ہوشیار اور تدبیر کا آدمی ہے تو تن پروری نہ کر

کہ او را چو می پروری میکشی
اس لیے کہ تو اس کو جس قدر پالتا ہے اسی قدر ہلاک کرتا ہے

خردمند مردم ہنر پرورند
عقل مند انسان ہنر حاصل کرتے ہیں

کہ تن پروراں از ہنر لاغرند
کیونکہ تن پرور لوگ ہنر میں کمزور ہوتے ہیں

کسے سیرت آدمی گوش کرد
انسان کی سیرت اسی کے کان میں پڑتی ہے

کہ اول سگ نفس خاموش کرد
جس نے سب سے پہلے نفس کے کتے کو خاموش کر دیا ہے

خور و خواب تنہا طریق دد است
کھانا اور سونا صرف درندوں کا کام ہے

بریں بودن آئین نابخرد است
اس طور پر رہنا بیوقوف کا طریقہ ہے

خنک نیک بختے کہ در گوشہ
وہ نیک بخت آرام سے ہے جو ایک گوشہ میں

بدست آرد از معرفت توشہ
معرفت خداوندی کا توشہ حاصل کرے

برآناں کہ شد سر حق آشکار
جن لوگوں پر حق کا راز کھل گیا ہے

نکردند باطل بر و اختیار
انھوں نے اس پر باطل کو پسند نہیں کیا ہے

ولیکن چو ظلمت نداند ز نور
لیکن جو شخص نور اور ظلمت میں فرق نہیں کرتا ہو

چہ دیدار دیوش چہ رخسار حور
اس کے لیے دیو کا دیدار اور حور کا رخسار یکساں ہو

تو خود را ازاں در چہ انداختی
تونے اپنے آپ کو اسی لیے کنوئیں میں گرا لیا

کہ چہ را ز رہ باز نشناختی
کہ کنوئیں اور سڑک میں تمیز نہیں کی

براوج فلک چوں پرد جرہ باز
نر باز آسمان کی بلندی پر کیسے پہنچ سکتا ہے

کہ در شہپرش بستہ سنگ آز
جب کہ تو نے اس کے شہپر میں حرص کا پتھر باندھ دیا ہے

گرش دامن از چنگ شہوت رہا
اگر تو اس کا دامن شہوت کے چنگل سے چھوڑ دے

کنی رفت تا سدرۃ المنتہیٰ
تو وہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے

بکم کردن از عادت خویش خورد
اپنی عادت سے کم کر کے کھانے میں

تواں خویشتن را ملک خوئے کرد
اپنے آپ کو فرشتہ خصلت کر سکتا ہے

کجا سیر وحشی رسد در ملک
وحشی کی سیر فرشتہ تک کیا پہنچے گی۔

نشاید پرید از ثریٰ تا فلک
وہ تو زمین سے آسمان تک بھی نہیں اڑ سکتا ہے

نخست آدمی سیرتے پیشہ کن
پہلے آدمی کی سیرت اختیار کر

پس آنگہ ملک خوئی اندیشہ کن
پھر فرشتہ خصلت ہونے کی فکر کر

تو بر کرہ توسنے بر کمر
تو ایک سرکش بچھیرے پر سوار ہے

نگر تا نہ پیچد ز حکم تو سر
نگرانی کر کہیں وہ تیرے حکم سے سرتابی نہ کرے

۱؎ چونکہ تونگری بدل است نہ بمال
۲؎ روح انسانی۔
۳؎ وہ بیری کا درخت جو فرشتوں کی سیر کی آخری حد ہے۔
۴؎ کم خوردنی سے ترقیٔ ملکوتیت پیدا ہوتی ہے —
۵؎ اگر انسان چوپایوں کی طرح صرف کھائے اور سوئے گا تو اس کو ملکوتیت کی سیر حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔
۶؎ نفس امارہ کی مثال سرکش بچھیرے کی سی ہے۔

که گر پالهنگ از کفت در گسیخت
اگر تیرے ہاتھ سے باگ ڈور چھوٹ گئی
تن خویشتن کشت و خون تو ریخت
اس نے اپنے آپ کو بھی مارا اور تیرا بھی خون بہا دیا

باندازه خور زاد اگر مردمی
اگر تو آدمی ہے تو اندازہ سے توشہ کھا
چنین پر شکم آدمی یا خمی
اس طرح سے پیٹ بھرا، تو آدمی ہے یا مٹکا

درون جای ذکرست و قوت و نفس
باطن، ذکر اور روزی اور سانس کی جگہ ہے
تو پنداری از بہر نان ست و بس
تو سمجھتا ہے کہ بس روٹی کے لیے ہے

کجا ذکر گنجد کز انبار آز
ذکر کہاں سمائے گا جب کہ حرص کے انبار سے
بسختی نفس میکند پا دراز
لمبے پیر کر کے مشکل سے سانس لیتا ہے

ندارند تن پروران آگہی
تن پروروں کو یہ معلوم نہیں ہے
که پر معده باشد ز حکمت تہی
کہ بھرا ہوا معدہ دانائی سے خالی ہوتا ہے

دو چشم و شکم پر نگردد بہیچ
دو آنکھیں اور پیٹ کسی چیز سے نہیں بھرتے ہیں
تہی بہتر این روده پیچ پیچ
اس پیچ در پیچ انتڑی کا خالی رہنا بہتر ہے

چو دوزخ که سیرش کنند از وقید
دوزخ کی طرح، کہ جب اس کو ایندھن سے بھریں گے
دگر بانگ دارد که ہل من مزید
تو وہ شور کرے گی کیا کچھ اور ہے؟

ہمی میرد عیسی[۱] از لاغری
تیرا عیسیٰ تو کمزوری سے مر رہا ہے
تو در بند آنی که خر پروری
تو اس فکر میں ہے کہ گدھے کی پرورش کرے

بدین ای فرومایه دنیا مخر
اے کمینے دنیا کو دین کے بدلے نہ خرید
چو خر با نجیل عیسی مخر
گدھے کے جو عیسیٰ کی انجیل کے بدلے نہ خرید

مگر می ندانی که دد را و دام
شاید تجھے معلوم نہیں کہ درندوں اور چوپایوں کو
نینداخت جز حرص خوردن بدام
حرص کے علاوہ کسی چیز نے جال میں نہیں پھنسایا

پلنگی که گردن کشد بر وحوش
چیتا جو وحشی جانوروں پر بڑائی جتاتا ہے
بدام افتد از بہر خوردن چو موش
کھانے کی خاطر چوہے کی طرح جال میں پھنس جاتا ہے

چو موش آنکه نان و پنیرش خوری
تو جس کی روٹی اور پنیر کھارہا ہے، چوہے کی طرح
بدامش در افتی و تیرش خوری
اس کے جال میں پھنس جائے گا اور اس کا تیر کھائے گا

[۱] عیسیٰ سے مراد روح اور گدھے سے مراد جسم ہے روح کی غذا ذکر خداوندی ہے۔

حکایت

مرا حاجیی شانه عاج داد
مجھے ایک حاجی نے ہاتھی دانت کی کنگھی دی
که رحمت بر اخلاق حجاج باد
حاجیوں کے اخلاق پر خدا کی رحمت ہو

شنیدم که بارے سگم خوانده بود
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک بار مجھے کتا کہا تھا
که از من بنوعی دلش مانده بود
اس لیے کہ مجھ سے اس کے دل کو کسی طرح کی تکلیف پہنچی تھی

بینداختم شانه کین استخوان
میں نے کنگھی پھینک دی کہ یہ ہڈی
نمی بایدم دیگرم سگ مخوان
مجھے نہیں چاہیے مجھے پھر کتا نہ کہہ!

مپندار چوں سرکہ خود خورم — کہ جور خداوند حلوا برم
جب تک میں اپنا سرکہ کھا لیتا ہوں تو یہ نہ سمجھ — کہ حلوے والے کا ظلم سہوں گا

قناعت کن اے نفس بر اندکے — کہ سلطان و درویش بینی یکے
اے نفس تھوڑے پر صبر کرلے — تاکہ تو بادشاہ اور فقیر کو یکساں دیکھے

چرا پیش خسرو بخواہش روی — چو یکسو نہادی طمع خسروی
تمنا لے کر بادشاہ کے سامنے کیوں جاتا ہے — جب تو نے لالچ نکال دیا تو تو بادشاہ ہے

وگر خود پرستی شکم طبلہ کن — درِ خانۂ این و آں قبلہ کن
اور اگر تو خود پرست ہے تو پیٹ کا طبلہ بجا — اِس اور اُس کے گھر کے دروازے کو قبلہ بنا

حکایت

یکے با طمع پیش خوارزم شاہ — شنیدم کہ شد بامدادِ پگاہ
ایک لالچی خوارزم کے بادشاہ کے سامنے — میں نے سنا ہے کہ صبح کے تڑکے میں گیا

چو دیدش بخدمت دوتا گشت و راست[۳] — دگر روئے بر خاک مالید و خواست
جب اس نے اس کو دیکھا جھکا اور سیدھا ہوا — پھر زمین پر چہرہ رگڑا اور مانگا

پسر گفتش اے بابکِ نامجوے — یکے مشکلت می بپرسم بگوے
لڑکے نے اس سے کہا اے نامور ابا — میں تجھ سے ایک مشکل بات پوچھتا ہوں بتائے

نگفتی کہ قبلہ ست خاکِ حجاز — چرا کردی امروز زیں سو نماز
کیا تو نے یہ نہ کہا تھا کہ حجاز کی زمین قبلہ ہے — تو نے آج اس طرف کو نماز کیوں پڑھی ہے

مبر طاعتِ نفس شہوت پرست — کہ ہر ساعتش قبلۂ دیگر ست
شہوت پرست نفس کی فرماں برداری نہ کر — اس لیے کہ اس کا ہر گھڑی ایک دوسرا قبلہ ہے

مبر اے برادر بفرمانش دست — کہ ہر کس کہ فرماں نبردش برست
اے بھائی اس کے حکم سے ہاتھ نہ پھیلا — اس لیے کہ جس نے اس کا کہنا نہ مانا وہ چھوٹ گیا

قناعت سرافرازد اے مردِ ہوش — سرِ پُر طمع بر نیاید ز دوش
اے ہوش والے انسان قناعت سر بلند کرتی ہے — لالچ بھرا سر کندھے سے نہیں اٹھتا ہے

طمع آبروئے توقر بریخت — برائے دو جو دامنِ دُر بریخت
لالچ نے وقار کی آبرو ریزی کی ہے — دو جو کی خاطر موتیوں کا دامن بکھیر دیا ہے

چو سیراب خواہی شدن ز آبجوے — چرا ریزی از بہر برف آبروے
جب تو نہر کے پانی سے سیراب ہو سکتا ہے — تو برف کی خاطر کیوں آبرو خراب کرتا ہے

مگر ز تنعم شکیبا شوی — وگرنہ ضرورت بدرہا شوی
شاید تو عیش پرستی سے صبر کرے — ورنہ تو ضرور دروازوں پر جائے گا

برو خواجہ کوتاہ کن دستِ آز — چہ می بایدت ز آستینِ دراز
جا صاحب، حرص کا ہاتھ کوتاہ کر — تجھے دراز آستین سے کیا چاہیے

[۱] یعنی جب میں اپنے تھوڑے پر قناعت کیے ہوئے ہوں تو کسی مالدار کی بات سننے کی مجھے ضرورت نہیں ہے
[۲] قانع کی نظر میں شاہ و گدا یکساں ہوتے ہیں۔
[۳] رکوع اور سجدہ کی سی نوعیت اختیار کی۔
[۴] نفسِ امارہ کی خواہشیں پوری کرنا ہلاکت اور ذلت کا سبب ہے۔
[۵] لالچ انسان کے وقار کو کھو دیتا ہے۔

کسے را کہ درج طمع در نوشت
جس شخص نے لالچ کی ڈبیا لپیٹ دی ہے
توقع براند ز ہر مجلست
تجھے ہر مجلس سے توقع نکالتی ہے

نباید بکس عبد و خادم نبشت
اس کو کسی کو بندہ اور خادم لکھنے کی ضرورت نہیں ہے
براں از خودش تا نراند کست
تو اپنے اندر سے اسے نکال دے تاکہ تجھے کوئی نہ نکالے

حکایت

یکے راتب آمد ز صاحبدلاں
صاحبدلوں میں سے ایک کو بخار آ گیا
بگفت اے پسر تلخے مُردنم
اس نے کہا اے صاحبزادے میرے لیے مرنے کی کڑواہٹ
شکر عاقل از دستِ آں کس نخورد
عقلمند نے اس شخص کے ہاتھ سے کبھی شکر نہیں کھائی

کسے گفت شکّر بخواہ از فلاں
کسی نے کہا فلاں سے گلقند مانگ لے
بہ از جورِ روئے ترش بردنم
بد مزاج کا ظلم سہنے سے بہتر ہے
کہ رُو از تکبر بروسر کہ کرد
جس نے تکبر کی وجہ سے اس پر منہ بگاڑا

مرو در پئے ہر چہ دل خواہدت
دل کی ہر خواہش پر مارا نہ پھر
کہ تمکین تن نور جاں کاہدت
اسلئے کہ جسم کا آرام تیری جان کے نور کو گھٹا دے گا
کند مرد را نفسِ امّارہ خوار
انسان کو نفسِ امارہ ذلیل کرتا ہے
اگر ہوشمندی عزیزش مدار
اگر تو ہوشمند ہے اس کو پیارا نہ رکھ
وگر ہر چہ باشد مرادش خوری
اور اگر جو اس کی منشا ہو گی تو وہ کھائے گا
ز دوراں بسے نامرادی بری
تو دنیا سے بہت سی نامرادی لے جائے گا
تنورِ شکم دمبدم تافتن
پیٹ کے تنور کو ہر وقت گرم رکھنا
مصیبت بود روز نایافتن
نہ پانے کے دن مصیبت بن جاتا ہے
بہ تنگی بریزاندت روئے رنگ
تنگی کے وقت تیرے چہرے کا رنگ بگاڑ دیگا
چو وقت فراخی کنی معدہ تنگ
اگر فراخی کے وقت معدے کو پُر کریگا
کشد مرد پُر خوارہ بارِ شکم
بسیار خور کو پیٹ کا بار مار ڈالتا ہے
وگر در نیابد کشد بارِ غم
اور اگر نہیں ملتا تو غم کا بار مار ڈالتا ہے
شکم بندہ بسیار بینی خجل
پیٹ کے غلام کو تو بہت شرمندہ دیکھے گا
شکم پیش من تنگ بہتر کہ دل
میری رائے میں بھوکا پیٹ تنگ دل سے اچھا ہے

حکایت در ذلت بسیار خوردن
بہت کھانے کی ذلت کے بیان میں

چہ آوردم از بصرہ دانی عجب
تجھے معلوم ہے میں بصرہ سے کیا لایا ہوں عجیب بات
حدیثے کہ شیریں تر ست از رطب
ایسی جو تر کھجور سے بھی میٹھی ہے
تنے چند در خرقہ راستاں
سچوں کی گدڑی میں چند انسان
گذشتیم بر طرف خرماستاں
ہم گذرے ایک کھجورستان کے کنارے سے

۱؎ جس طرح دستخطوں کے نیچے لکھا جاتا ہے میں آپ کا غلام یا آپ کا خادم۔
۲؎ کھا کر آرام ہو جائے گا
۳؎ انسان جس قدر جسمانی آرام کرتا ہے روح اسی قدر کمزور ہوتی ہے۔
۴؎ اس لیے کہ نفس کی خواہشات پوری کرنا ممکن نہیں ہے۔
۵؎ بسیار خور تھوڑی سی بھوک میں حواس کھو بیٹھتا ہے۔
۶؎ بصرہ مشہور شہر ہے جہاں کی کھجوریں بہت مشہور ہیں۔

یکے در میاں معدہ انبار بود
ان میں ایک معدہ کو ٹھونسنے والا تھا

ز پُرخوارے خویش پُرخوار بود
اپنی بسیار خوری کی وجہ سے ذلیل تھا

میاں بست مسکین و شد بر درخت
بیچارے نے کمر کسی اور درخت پر چڑھ گیا

وزآنجا بگردن در افتاد سخت
اور وہاں سے بری طرح گردن کے بل گرا

نہ ہر بار خرما تواں خورد و برد
ہر بار چھوارے کھائے اور لے جائے نہیں جا سکتے ہیں

لتِ انبانِ بد عاقبت خورد و مُرد
بدانجام بسیار خور نے کھایا اور مر گیا

رئیس دہ آمد کہ ایں را کہ کشت
گاؤں کا سردار آیا کہ اس کو کس نے مار ڈالا ہے

بگفتم مزن بانگ بر ما درشت
میں نے کہا ہم پر نہ چیخ

شکم دامن اندر کشیدش ز شاخ
پیٹ[1] نے اس کا دامن شاخ سے کھینچا ہے

بود تنگ دل رودگانے فراخ
چوڑی آنتوں والا تنگ دل ہوتا ہے

شکم بند دست است و زنجیر پائے
پیٹ ہاتھ کی بیڑی اور پیر کی زنجیر ہے

شکم بندہ نادر پرستد خدائے
پیٹ کا بندہ خدا کی عبادت کم کرتا ہے

سراسر شکم شد ملخ لاجرم
ٹڈی پیٹ ہی پیٹ ہے لامحالہ

بپایش کشد مور کوچک شکم
چھوٹے پیٹ والی چیونٹی اس کا پیر پکڑ کر کھینچتی ہے

برو اندرونے بدست آر پاک
جا پاک باطن حاصل کر

شکم پُر نخواہد شد الا بخاک
پیٹ[2] تو خاک کے علاوہ کسی چیز سے پُر نہیں ہو گا

حکایت

شکم صوفئے را زبوں کرد و فرج
ایک صوفی کو پیٹ اور شرمگاہ نے عاجز کر دیا

دو دینار بد ہر دو آں کرد خرج
دو دینار تھے دونوں خرچ کر دیے

یکے گفتش از دوستاں در نہفت
چپکے سے ایک دوست نے اس سے کہا

چہ کردی بدیں ہر دو دینار گفت
ان دونوں دیناروں کا تو نے کیا کیا، اس نے کہا

بدینارے از پشت راندم نشاط
میں نے ایک دینار سے کمر کی مستی نکالی

بدیگر شکم را کشیدم سماط
دوسرے سے پیٹ کے لیے دسترخوان بچھایا!

فرومایگی کردم و ابلہی
میں نے کمینہ پن اور بیوقوفی کی

کہ ایں ہمچناں پُر نشد واں تہی
کہ یہ تو نہ بھرا اور وہ خالی ہو گئی

غذا گر لطیف است و گر سرسری
کھانا خواہ عمدہ ہو خواہ معمولی

چو دیرت بدست او فتد خوش خوری
جب دیر سے تیرے ہاتھ لگے گا تو خوب کھائے گا

سر آنگہ ببالیں نہد ہوشمند
ہوشمند اس وقت تکیہ پر سر رکھتا ہے

کہ خوابش بقہر آورد در کمند
جب کہ نیند اس کو جبراً کمند میں پھانس لے

مجال سخن تا نیابی مگوئے
جب تک بات کی گنجائش نہ ہو نہ کہہ

چو میداں نہ بینی نگہدار گوئے
جب تو میدان نہ دیکھے تو گیند کو بچائے رکھ!

[1] یعنی لالچ نے اسے مارا ہے۔
[2] پیٹ کو قبر کی مٹی ہی پُر کرتی ہے۔
[3] یعنی اس کو شہوت بھی ہوئی اور بھوک بھی لگی۔
[4] یعنی بھوک بھی باقی ہے اور کمر خالی ہو گئی۔

مگوی و منه تا توانی قدم جب تک ممکن ہو نہ بات کر نہ قدم رکھ!	از اندازه بیروں و ز اندازه کم اندازے سے آگے اور اندازے سے کم

حکایت

یکے نیشکر داشت در طبقری طبقری میں ایک شخص کے پاس گنا تھا	چپ و راست گردید بر مشتری دائیں بائیں خریداروں میں گھوما
بصاحبدلے گفت در کنج ده اس نے گاؤں کے گوشہ میں ایک صاحبدل سے کہا	که بستان و چوں دست یابی بده کہ لے لے جب تیرا موقع ہو دے دینا
بگفت آں خردمند نیکو سرشت اس نیک فطرت عقلمند نے دیا	جوابے که بر دل بباید نوشت ایسا جواب جو دل پر لکھنا چاہیے
ترا صبر بر من نباشد مگر شاید تجھے میرے اوپر صبر نہ ہوگا	ولیکن مرا باشد از نیشکر لیکن مجھے گنے سے صبر ہو سکے گا۔
حلاوت ندارد شکر در نیش اس گنے میں شکر مٹھاس نہیں رکھتی ہے	چو باشد تقاضائے تلخ از پیش جب اس کے پیچھے تلخ تقاضہ ہو

حکایت

امیر ختن جامهٔ از حریر ختن کے سردار نے ایک ریشمی لباس	به پیرے فرستاد روشن ضمیر ایک روشن قلب بوڑھے کو بھیجا
بپوشید و بوسید دست و زمیں اس نے پہنا، ہاتھ اور زمین کو بوسہ دیا	که بر شاه عالم هزار آفریں کہ شاہِ عالم پر ہزار آفریں ہے
چه خوبست تشریف شاه ختن شاہِ ختن کی خلعت کیا اچھی ہے	و زو خوب تر خرقهٔ خویشتن اور اس سے اپنی گدڑی زیادہ اچھی ہے
گر آزاده بر زمیں خسپ و بس اگر تو آزاد ہے بس زمین پر سوجا	مکن بهر قالی زمیں بوس کس قالین کے لیے کسی کی زمین کو بوسہ دے

حکایت

یکے نان خورش جز پیازے نداشت ایک شخص کے پاس پیاز کے علاوہ کوئی سالن نہ تھا	چو دیگر کساں برگ و سازے نداشت دوسروں کی طرح اس کے پاس ساز و سامان نہ تھا
پراگنده گفتش اے خاکسار اس سے ایک بیہودہ نے کہا اے خاکسار!	برو طبخے از خوان یغما بیار جا لنگر سے سالن لے آ
بخواه و مدار از کس اے خواجه باک مانگ لے اور اے خواجہ کسی سے نہ شرما	که مقطوع روزی شود شرمناک اس لیے کہ شرمیلا روزی سے محروم رہتا

۱۰ع

۱ انسان بات بالکل اندازے کے مطابق کرے نیز قدم بھی اندازے کے مطابق اٹھائے۔
۲ طبقری ایک گاؤں کا نام ہے۔
۳ یعنی گنے ادھار خریدے دام ہونے پر دے دینا۔ ۴ یعنی میں گنا نہ خرید کر بھی صبر کر سکتا ہوں تو دام وصول کرنے میں شاید صبر سے کام نہ لے
۵ ختن ترکستان کے ایک علاقہ کا نام ہے۔
۶ قالین کے لالچ میں کسی کی تعظیم نہ کر۔

قبا بست و چابک نوردید دست — قبایش دریدند و دستش شکست
اس نے قبا سمیٹی اور جلدی سے آستین چڑھائی — لوگوں نے اس کی قبا پھاڑ دی اور اس کا ہاتھ توڑ دیا

شنیدم کہ میگفت و خوش میگریست — کہ اے نفس خود کردہ را چارہ چیست
میں نے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا اور خوب روتا تھا — کہ اے نفس اپنے کیے کا کیا علاج ہے

بلا جوئے باشد گرفتارِ آز — من و خانہ من بعد و نان و پیاز
حرص کا قیدی مصیبت کا طالب ہوتا ہے — اس کے بعد میں ہوں گا اور گھر، روٹی ہوگی اور پیاز

جوینے کہ از سعیِ بازو خورم — بہ از میدہ بر خوانِ اہلِ کرم
جو کی وہ روٹی جو میں اپنے بازو کی محنت سے کھاؤں — اہلِ کرم کے دسترخوان کے میدے سے بہتر ہے

چہ دل تنگ خفت آں فرومایہ دوش — کہ بر سفرۂ دیگراں داشت گوش
گذشتہ رات وہ کمینہ کس قدر دل تنگ سویا — جو دوسروں کے دسترخوان پر کان لگائے ہوئے تھا

حکایت

یکے گربہ در خانۂ زال بود — کہ برگشتہ ایام و بد حال بود
ایک بلی ایک بڑھیا کے گھر میں تھی۔ — جس کا زمانہ برگشتہ تھا اور وہ برے حال تھی

رواں شد بمہمان سرائے امیر — غلامانِ حاکم زدندش بہ تیر
وہ بلی ایک امیر کے مسافر خانہ میں چلی گئی۔ — حاکم کے نوکروں نے اس کو تیر سے مارا

چکاں خونش از استخواں می دوید — ہمیگفت و از ہولِ جاں میدوید
وہ اس حال میں دوڑ رہی تھی کہ خون اس کی ہڈیوں سے ٹپک رہا تھا — کہہ رہی تھی اور جان کے خوف سے دوڑ رہی تھی

اگر جستم از دستِ ایں تیر زن — من و موش و ویرانۂ پیر زن
اس تیرانداز کے ہاتھ سے اگر میں بچ نکلی — میں ہوں گی اور چوہے اور بڑھیا کا ویرانہ

نیرزد عسل جانِ من زخمِ نیش — قناعت نکوتر بدوشابِ خویش
اے جانِ من شہد ڈنک کے زخم کے لائق نہیں ہے — اپنے انگور کے شیرہ پر قناعت بہتر ہے

خداوند ازاں بندہ خرسند نیست — کہ راضی بقسمِ خداوند نیست
خدا اس بندہ سے خوش نہیں ہے — جو خدا کی تقسیم پر راضی نہیں ہے

حکایت مرد کوتاہ نظر و زنِ عالی ہمت

کوتاہ نظر مرد اور بلند ہمت عورت کا قصہ

یکے طفل دنداں برآوردہ بود — پدر سر بفکرت فرو بردہ بود
ایک بچے کے دانت نکل آئے تھے — باپ فکر میں سر نیچے کیے ہوئے تھا

کہ من نان و برگ از کجا آرمش — مروت نباشد کہ بگذارمش
کہ میں اس کے لئے روٹی اور سامان کہاں سے لاؤں — آدمیت نہ ہوگی اگر میں اس کو چھوڑ بھاگوں

چو بیچارہ گفت ایں سخن پیشِ جفت — نگر تا زن او را چہ مردانہ گفت
جب بیچارہ نے یہ بات بیوی سے کہی — دیکھو عورت نے اس سے کیسی مردانہ بات کہی

۱۔ مستعد ہو کر لنگر خانہ پہنچ گیا وہاں کی دھکا مکی میں اس کی قبا بھی پھٹ گئی اور ہاتھ میں بھی چوٹ آئی۔
۲۔ گھر میں ہی بیٹھ کر اپنی پیاز اور روٹی پر قانع بنوں گا۔
۳۔ شہد ایسی چیز نہیں ہے کہ آدمی اس کی خاطر ڈنک سہے۔
۴۔ جس قدر جس کسی کو خدا نے دیا ہے اس پر قناعت کرنی چاہیے۔
۵۔ سر نیچے کیے ہوئے فکر میں ڈوبا ہوا تھا۔

مخور ہول ابلیس تا جاں دہد
تو شیطان سے نہ گھبرا کہ بچے کے مرتے دم تک

توانا ست آخر خداوند زور
آخر طاقت والا قادر ہے

نگارندۂ کودک اندر شکم
پیٹ میں بچے کا نقش و نگار بنانے والا

خداوندگارے کہ عبدے خرید
وہ آقا جو ایک غلام خریدتا ہے

ترا نیست آں تکیہ بر کردگار
تجھے خدا پر اس قدر بھی بھروسہ نہیں ہے

شنیدی کہ در روزگار قدیم
تو نے سنا ہے کہ پہلے زمانے میں

نہ پنداری ایں قول معقول نیست
یہ نہ سمجھ کہ یہ بات عقل میں آنے والی نہیں ہے

چو طفل اندروں دار دار حرص پاک
چونکہ بچے کا باطن حرص سے پاک ہے

خبر دہ بدرویش سلطاں پرست
بادشاہ کے پجاری فقیر کو بتا دو

گدا را کند یک درم سیم سیر
فقیر کو ایک درہم چاندی پیٹ بھرا بنا دیتی ہے

نگہبانیٔ ملک و دولت بلا ست
ملک اور دولت کی نگہبانی مصیبت ہے

گدائے کہ بر خاطرش بند نیست
وہ فقیر جس کی طبیعت پر کوئی فکر نہیں ہے

بخسپند خوش روستائی و جفت
دہقانی بیوی کے ساتھ آرام سے سوتا ہے

چو سیلاب خواب آمد و مرد برد
جب نیند کا سیلاب آیا اور مرد کو بہالے گیا

اگر پادشاہ است وگر پنبہ دوز
خواہ بادشاہ ہے خواہ پیوند لگانے والا

چو بینی توانگر سر از کبر مست
جب تو کسی مالدار کا سر تکبر سے مست دیکھے

ہماں کس کہ دنداں دہد ناں دہد
اسکو جس نے دانت دیے ہیں وہی روٹی دے گا

کہ روزی رساند تو چندیں مشور
کہ روزی پہنچائے تو اس قدر پریشان نہ ہو

نویسندۂ عمر و روزی ست ہم
عمر اور روزی کا لکھ دینے والا بھی ہے

بدارد فکیف آنکہ عبد آفرید
اس کو سنبھالتا ہے پھر اس کے بارے میں کیا خیال ہو جس نے پیدا کیا ہے

کہ مملوک را بر خداوندگار
کہ جس قدر غلام کو آقا پر ہے

شدے سنگ در دست ابدال سیم
ابدال کے ہاتھ میں پتھر چاندی بن جاتا تھا

چو قانع شدی سیم و سنگت یکیست
جب تو قانع بن گیا تو تیرے لئے چاندی اور پتھر یکساں ہے

چہ مشتے زرش پیش وچہ مشت خاک
اس کے سامنے ایک مٹھی سونا اور مٹھی بھر خاک برابر ہے

کہ سلطاں ز درویش مسکیں ترست
کہ بادشاہ تو فقیر سے بھی زیادہ مسکین ہے

فریدوں بملک عجم نیم سیر
فریدوں عجم کے ملک سے بھی آدھا پیٹ بھرتا ہے

گدا پادشاہ است و نامش گداست
فقیر بادشاہ ہے اور وہ نام کا فقیر ہے

بہ از پادشاہے کہ خرسند نیست
اس بادشاہ سے بہتر ہے جو آرام سے نہیں ہے

بذوقے کہ سلطاں در ایواں نخفت
ایسے ذوق سے کہ بادشاہ محل میں نہ سویا

چہ بر تخت سلطاں چہ بر دشت کرد
بادشاہ کا تخت اور کردی کا جنگل یکساں ہے

چو خفتند گردد شب ہر دو روز
جب سو گئے تو دونوں کی رات دن بنتا ہے

بر و شکر یزداں کن اے تنگ دست
اے تنگ دست جا خدا کا شکر ادا کر

۱؎ یعنی یہ خیال کہ بچہ بھوک سے مرجائے گا شیطانی وسوسہ ہے۔
۲؎ ماں کے پیٹ میں جب بچہ کی صورت بنتی ہے اس کی عمر اور روزی مقرر کر دی جاتی ہے۔
۳؎ ابدال اولیاء اللہ کی ایک جماعت ہے جس سے نظام عالم قائم ہے جب ان میں سے کوئی مرجاتا ہے کوئی دوسرا اس کا قائمقام بنا دیا جاتا ہے اور وہ بہتر کی تعداد میں ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔
۴؎ آنانکہ غنی تراند محتاج تراند۔
۵؎ فریدوں کو ملک عجم کی سلطنت حاصل ہوئی لیکن پورا پیٹ نہ بھرا۔
۶؎ سونے کے بعد شاہ و گدا یکساں ہیں۔
۷؎ متکبر کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کر کہ اللہ نے تجھے تکبر کا سباب نہیں دیے ہیں۔

ندارى بحمد الله آں دسترس
خدا کا شکر ہے کہ تو وہ طاقت نہیں رکھتا ہے
کہ برخیزد از دستت آزارِ کس
کہ تیرے ہاتھ سے کسی کی تکلیف سرزد ہو

حکایت

ربا خوارے از نردبانے فتاد
ایک سود خوار ایک سیڑھی سے گر گیا
شنیدم کہ ہم در نفس جاں بداد
میں نے سنا ہے کہ اس نے فوراً دم توڑ دیا

پسر چند روزے گرستن گرفت
لڑکا چند دن روتا رہا
دگر با حریفاں نشستن گرفت
پھر اس نے یاروں کے ساتھ بیٹھنا شروع کر دیا

بخواب اندرش دید و پرسید حال
اس کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا
کہ چوں رستی از حشر و نشر و سوال
کہ حشر اور نشر اور سوال سے کیسے چھوٹا

بگفت اے پسر قصہ بر من مخواں
بولا اے بیٹا یہ قصہ نہ دہرا
بدوزخ در افتادم از نردبان
میں سیڑھی سے دوزخ میں گرا

حکایت

شنیدم کہ صاحبدلے نیکمرد
میں نے سنا ہے کہ ایک نیک انسان صاحبدل نے
یکے خانہ بر قامت خویش کرد
ایک گھر اپنے قد کے مطابق بنایا

کسے گفت میدانمت دسترس
کسی نے اس سے کہا میں تیری طاقت سے واقف ہوں
کزیں خانہ بہتر کنی گفت بس
کہ تو اس سے بہتر گھر بنا سکتا ہے، اس نے کہا خاموش رہ

چہ میخواہم از طارم افراشتن
بالاخانہ بلند کرنے سے میرا کیا مطلب
ہمینم بس از بہر بگذاشتن
میرے چھوڑ جانے کے لئے یہی کافی ہے

مکن خانہ بر راہ سیل اے غلام
اے صاحبزادے بہاؤ کے راستہ پر گھر نہ چن
کہ کس را نگشت ایں عمارت تمام
اس لیے کہ یہ عمارت کسی کی مکمل نہیں ہوئی ہے

نہ از معرفت باشد و عقل و رائے
عقل اور رائے اور تمیز کی یہ بات نہیں ہے
کہ بر رہ کند کاروانے سرائے
کہ کوئی قافلہ راستہ میں گھر بنائے

حکایت

یکے سلطنت راں صاحب شکوہ
ایک صاحب دبدبہ حاکم کے
فرو خواست رفت آفتابش بکوہ
آفتاب نے پہاڑ میں جانا چاہا

بشیخے دراں بقعہ کشور گذاشت
اس علاقہ کے ایک بزرگ کو ملک سپرد کر دیا
کہ در دودہ قائم مقامے نداشت
کیونکہ خاندان میں کوئی اس کا قائم مقام نہ تھا

چو خلوت نشیں کوس دولت شنید
جب خلوت نشیں نے دولت کا نقارہ سنا
دگر ذوق در کنج خلوت ندید
پھر اس کو تنہائی کے گوشہ میں مزا نہ آیا

۱ے یعنی بہت بڑا مکان نہ بنایا
۲ے مرتے وقت بھی چھوڑ کر جانا ہے جو بچ رہے گا۔
۳ے دنیا آخرت کا راستہ ہے یہاں محل تعمیر کر کے بیٹھنا عقلمندی نہیں ہے۔
۴ے یعنی اس کی موت کا وقت قریب آ گیا
۵ے وارث نہ ہونے کی وجہ سے گدی پر اس بزرگ کو بٹھایا۔
۶ے شاہی نوبت خانوں میں بڑے بڑے نقارے بجائے جاتے تھے۔

چپ و راست لشکر کشیدن گرفت
دائیں اور بائیں لشکر کشی شروع کر دی

دل پر دلاں زو رمیدن گرفت
بہادروں کے دل اس سے ڈرنے لگے

چناں سخت بازو شد و تیز چنگ
ایسا سخت بازو اور تیز چنگل والا ہو گیا

کہ با جنگ جویاں طلب کرد جنگ
کہ جنگ جویوں سے لڑائی کا خواہاں ہوا

ز خصم پراگندہ خلقے بکشت
متفرق دشمنوں میں سے ایک مخلوق کو مار ڈالا

دگر جمع گشتند ہم رای و پشت
پھر وہ ہم رائے اور ایک دوسرے کے مددگار ہو کر جمع ہو گئے

چناں در حصارش کشیدند تنگ
انھوں نے اس کو ایسے سخت محاصرے میں لے لیا

کہ عاجز شد از تیر باران و سنگ
کہ وہ تیروں اور پتھروں کی بارش سے عاجز آگیا

بر نیکمردے فرستاد کس
اس نے کسی کو ایک نیک انسان کے پاس بھیجا

کہ ضعفم فرو ماندہ فریاد رس
کہ میں سخت عاجز آگیا ہوں مدد کیجیے

بہمت مدد کن کہ شمشیر و تیر
دعا سے مدد کیجیے اس لیے کہ تلوار اور تیر

نہ در ہر وغائے بود دستگیر
ہر لڑائی میں مددگار نہیں ہوتے ہیں

چو بشنید عابد بخندید و گفت
جب عابد نے سنا وہ ہنسا اور بولا

چرا نیم نانے نخورد و نخفت
اس نے آدھی روٹی کیوں نہ کھائی اور نہ سویا

ندانست قارون نعمت پرست
دولت کا پجاری قارون یہ نہ سمجھا

کہ گنج سلامت بکنج اندرست
کہ سلامتی کا خزانہ گوشہ تنہائی میں ہے

گفتار اندر صبر بر ناتوانی بامید بہروزی

گفتار کامیابی کی امید پر کمزوری پر صبر کرنے کے بیان میں

کمالست در نفس مرد کریم
سخی انسان میں ایک کمال ہے

گرش زر نباشد چہ نقصان و بیم
اگر اس کے پاس دولت نہیں ہے تو کیا کمی اور ڈر ہے

میندار گر سفلہ قاروں شود
اگر کمینہ انسان قارون بن جائے تو یہ نہ سمجھ

کہ طبع لئیمش دگر گوں شود
کہ اس کی کمینی طبیعت دوسری قسم کی ہو جائے گی

و گر در نیابد کرم پیشہ ناں
اگر سخی کو روٹی نہ ملے

نہادش توانگر بود ہمچناں
اس کی طبیعت اسی طرح مالدار ہو گی

سخاوت زمین است و سرمایہ زرع
سخاوت زمین اور سرمایہ کھیتی ہے

بدہ کاصل خالی نماند ز فرع
دیتا رہ اس لیے کہ جڑ شاخ سے خالی نہیں رہتی ہے

خدائے کہ از خاک مردم کند
وہ خدا جو خاک سے آدمی بناتا ہے

عجب دارم ار مردمی گم کند
مجھے تعجب ہوگا اگر وہ آدمیت کو رائگاں کرے گا

ز نعمت نہادن بلندی مجوئے
دولت کو جمع رکھ کر بلندی کا خواہاں نہ بن

کہ ناخوش کند آب استادہ بوئے
اس لیے کہ ٹھہرا ہوا پانی بدبو دیتا ہے

بہ بخشندگی کوش کآب رواں
دینے کی کوشش کر اس لیے کہ جاری پانی پر

بسیلش تفقد کند آسماں
آسمان اپنے بہاؤ کی مہربانی کرتا ہے

۱ یعنی ملک گیری کے لیے اطراف پر حملے شروع کر دیے۔
۲ مخالفوں نے جمع ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا
۳ یعنی میں ایسا گھر گیا ہوں کہ صرف دعا ہی کام آ سکتی ہے۔
۴ مراد دعا کرنے والا ہے۔
۵ یعنی اس کا کرم
۶ چونکہ سخاوت کا تعلق دل سے ہے مال سے نہیں ہے۔
۷ دولت بھی چلتی پھرتی رہنی چاہیے۔

گر از جاہ و دولت بیفتد لئیم
اگر کمینہ مرتبہ اور دولت سے گر جاتا ہے
دگر بارہ نادر شود مستقیم
تو پھر کم سیدھا ہوتا ہے

وگر قیمت گوہری غم مدار
اور اگر تو ہنرمند ہے تو غم نہ کر
کہ ضائع نگرداندت روزگار
اس لیے کہ تجھے زمانہ ضائع نہ کرے گا

کلوخ ار چہ افتادہ باشد براہ
ڈھیلا اگرچہ راستہ میں پڑا ہو
نہ بینم کہ در وے کند کس نگاہ
میں نہیں سمجھتا کہ اس کی طرف کوئی بھی نگاہ کرے گا

وگر خردۂ زر ز دندانِ گاز
اگر سونے کا ریزہ کتیا کے دندانہ سے
بیفتد بشمعش بجویند باز
گر جاتا ہے تو چراغ سے اس کو دوبارہ ڈھونڈھتے ہیں

بدر می کنند آبگینہ ز سنگ
آئینہ[2] کو پتھر سے برآمد کرتے ہیں
کجا ماند آئینہ در زیر زنگ
آئینہ زنگ میں کہاں رہ سکتا ہے

پسندیدہ و نغز باید خصال
خصلتیں پسندیدہ اور اچھی ہونی چاہیں۔
کہ گاہ آید و گہ رود جاہ و مال
اسلئے مرتبہ اور مال کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے

حکایت در معنی آسانی در پئے دشواری

قصہ دشواری کے بعد آسانی کے بیان میں

۱۰

شنیدم ز پیرانِ شیریں سخن
میٹھی بات والے بوڑھوں سے میں نے سنا ہے
کہ بود اندریں شہر پیرے کہن
کہ اس شہر میں ایک بہت بوڑھا تھا

بسے دیدہ شاہان و دوران و امر
اس نے بہت سے بادشاہ اور زمانے اور حکم دیکھا تھا
سر آوردہ عمرے ز تاریخ عمرو
اس نے عمرو[3] کے زمانہ سے عمر شروع کی تھی

درختِ کہن میوۂ تازہ داشت
پرانا درخت تازہ پھل رکھتا تھا
کہ شہر از نکوئی پُر آوازہ داشت
جس کی خوبصورتی کی شہر میں شہرت تھی

عجب در زنخدان آں دلفریب
اس دل لبھانے والے کی ٹھوڑی پر حیرت تھی
کہ ہرگز نبودست بر سرو سیب
اس لیے کہ سرو پر سیب کبھی نہیں لگے ہیں

ز شوخی و مردم خراشیدنش
اس کی شوخی اور انسانوں کو زخمی کرنیکی وجہ سے
فرج دید در سر تراشیدنش
اس نے اس کا سر منڈا دینے میں راحت سمجھی

بموسیٰ کہن عمر کوتہ امید
پرانے استرے سے کوتاہ امید عمر والے نے
سرش کرد چوں دست موسیٰ سپید
اس کا سر حضرت موسیٰ کے ہاتھ کی طرح سفید کر دیا

ز سر تیزی آں آہن سنگ زاد
اس پتھر کے جنے لوہے نے شرارت کی وجہ سے
بعیب پری رخ زباں برنہاد
پری جیسے چہرہ والے کے عیب پر زبان کھولی۔

بموئے کہ کرد از نکوئیش کم
ان بالوں کی وجہ سے کہ جنھوں نے اس کے حسن کو گھٹایا
نہادند حالی سرش در شکم
فوراً انھوں نے اس استرہ کا پھل پیٹ میں کر دیا

چو چنگ از خجالت سر خوبروئے
ستار کی طرح شرمندگی سے اسکا خوبصورت سر
نگونسار و در پیشش افتادہ موئے
اوندھا تھا اور اس کے سامنے بال پڑے ہوئے تھے

---

۱ ہنرمند انسان کی لازمی قدر ہوتی ہے۔
۲ آئینہ میں ایک ہنر ہے لوگ اسکی قدر کرتے ہیں اسکو ضائع نہیں ہونے دیتے۔
۳ عمرو بن لیث بانی شیراز کا زمانہ اتابکان کے زمانہ سے تقریباً سو سال قبل تھا یعنی اس بڈھے کی تقریباً سو سال کی عمر تھی۔
۴ یعنی اس بوڑھے کا ایک خوبصورت نوجوان لڑکا تھا
۵ یعنی اس کا قد سرو جیسا تھا اور ٹھوڑی سیب کی طرح تھی۔
۶ چونکہ اس کے حسن سے دل زخمی ہوتے تھے اسکو بدصورت بنانے کے لیے بوڑھے نے اس کا سر منڈا دینا مناسب سمجھا
۷ چونکہ وہ بہت بوڑھا تھا لہذا زیادہ جینے کی امید نہ تھی۔
۸ حضرت موسیٰ ؑ کا ید بیضا مشہور ہے
۹ یعنی اپنی دھار سے اس کا سر مونڈ کر عیب دار بنا دیا۔
۱۰ یعنی استرہ بند کر دیا تو گویا اس کا پھل اس کے پیٹ میں اسی گستاخی کی وجہ سے اتار دیا گیا۔

یکے را کہ خاطر در و رفتہ بود
ایک شخص جس کا دل اس میں گم تھا
چو چشمان دلبندش آشفتہ بود
اس کی دل کو لبھانے والی آنکھوں کی طرح پریشان تھا

کسے گفت جور آزمودی و درد
کسی نے کہا تو نے ظلم اور درد کو آزما لیا
دگر گرد سودائے باطل مگرد
پھر باطل خیال کے پیچھے چکر نہ کاٹ

ز مہرش بگرداں چو پروانہ پشت
اس کی محبت سے پروانہ کی طرح پشت پھیر لے
کہ مقراض شمع جمالش بکشت
اس لیے کہ قینچی نے اس کے حسن کی شمع گل کر دی ہے

برآمد خروش از ہوادار چست
مستعد عاشق نے فریاد کی
کہ تر دامناں را بود عہد سست
کہ بدکاروں کا عہد کمزور ہوتا ہے

پسر خوش منش باید و خوبروئے
لڑکا خوش طبع اور خوبصورت چاہیے
پدر گو بجہلش ببیند از موئے
گو باپ نے نادانی سے اس کے بال کاٹ دیے

مرا جاں بمہرش بر آمیخت است
میری جان اس کی محبت سے وابستہ ہے
نہ خاطر بموئے در آویخت است
نہ کہ دل بالوں سے لگا ہے

چو روئے نکو داری اندوہ مخور
جب تیرا چہرہ خوبصورت ہے غم نہ کھا
کہ موی ار بفتد بروید دگر
اس لیے کہ اگر بال گر جائیں گے دوبارہ اگ آئیں گے

نہ پیوستہ رز خوشۂ تر دہد
انگور ہر وقت تر خوشہ نہیں دیتا ہے
گہے برگ ریزد گہے بر دہد
کبھی پتے جھاڑتا ہے کبھی پھل دیتا ہے

بزرگاں چو خور در حجاب اوفتند
شریف لوگ سورج کی طرح پردہ میں ہو جاتے ہیں
حسوداں چو اخگر در آب اوفتند
حاسد لوگ انگارے کی طرح پانی میں گرتے ہیں

بروں آید از زیر ابر آفتاب
سورج ابر کے نیچے سے برآمد ہو جاتا ہے
بتدریج و اخگر بمیرد در آب
رفتہ رفتہ اور انگارا پانی میں بجھ جاتا ہے

ز ظلمت مترس اے پسندیدہ دوست
اے پیارے دوست اندھیرے سے نہ گھبرا
چہ دانی کہ آب حیات اندر وست
تجھے کیا معلوم کہ آب حیات اسی میں ہے

نہ گیتی پس از جنبش آرام یافت
کیا دنیا نے حرکت کے بعد آرام حاصل نہیں کیا
نہ سعدی سفر کرد تا کام یافت
کیا سعدی نے سفر نہیں کیا یہاں تک کہ مقصد حاصل کر لیا

دل از بے مرادی بفکرت مسوز
ناکامی سے دل فکر میں نہ جلا
شب آبستن است اے برادر بروز
اے بھائی رات دن سے حاملہ ہے

باب ہفتم در تربیت
ساتواں باب تربیت میں

سخن در صلاحست و تدبیر و خوئے
گفتگو صلاحیت اور تدبیر اور عادت میں ہے
نہ در اسپ و میدان و چوگان و گوئے
نہ کہ گھوڑے اور میدان اور بلے اور گیند میں

چہ با دشمن نفس ہمخانہ
دشمن کے ساتھ رہنا جو گھر کا ساتھی نفس ہے
چہ در بند بیگار بیگانہ
غیر کی بیگار کی قید کی برابر ہے

۱۔ جس طرح اس معشوق کی آنکھیں منڈے ہوئے بالوں کو دیکھ کر حیران تھیں اسی طرح عاشق کا دل پریشان تھا۔

۲۔ میں اس کا عاشق ہوں، اس کے بالوں کا عاشق نہ تھا۔

۳۔ انگور کو پت جھڑ میں بیکار نہیں سمجھا جاتا ہے۔

۴۔ یعنی جو حقیقتاً بھلے ہیں ان کے لیے برائی عارضی ہوتی ہے جیسا کہ سورج کے لیے ابر ایک عارضی چیز ہے۔

۵۔ لیکن برے برائی میں مبتلا ہو کر بالکل ختم ہو جاتے ہیں جیسا کہ انگارا پانی میں گر کر بالکل بجھ جاتا ہے۔

۶۔ رات اپنے پیٹ میں دن کو لیے ہے جو لامحالہ نمودار ہوگا اسی طرح ہر مصیبت کسی راحت کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

۷۔ یہاں ناصحانہ کلام پیش کرنا ہے رزمیہ کلام مقصود نہیں ہے۔

۸۔ یعنی نفس ایسا دشمن ہے جو ہر وقت ساتھ ہے اس کی تابعداری بیگار سے کم نہیں ہے۔

عناں باز پیچاں نفس از حرام
حرام سے نفس کی باگ موڑ دینے والے

کس از چو تو دشمن ندارد غمے
تجھ جیسے دشمن سے کسی کو کیا فکر ہوگی۔

تو خود را چو کودک ادب کن بچوب
تو اپنے آپ کو بچہ کی طرح لکڑی سے ادب سکھا

وجودِ تو شہریست پُر نیک و بد
تیرا وجود ایک شہر ہے جو اچھے اور برے سے بھرا ہے

ہمانا کہ دونانِ گردن فراز
یقیناً متکبر کمینے

رضا و ورع نیکنامانِ حُر
رضا اور پرہیزگاری نیک نام شریف ہیں

چو سلطاں عنایت کند با بداں
جب بادشاہ بدوں پر عنایت کرے گا

ترا شہوت و حرص و کین و حسد
شہوت اور حرص اور کینہ اور حسد تیرے لیے

گر ایں دشمناں تربیت یافتند
اگر یہ دشمن پرورش پاگئے

ہوا و ہوس را نماند ستیز
خواہش نفسانی اور ہوس میں لڑائی کی طاقت نہیں رہتی

نہ بینی کہ شب دزد او باش و خس
تو نے نہیں دیکھا کہ رات کا چور اوباش اور کمینہ

رئیسے کہ دشمن سیاست نہ کرد
وہ سردار جس نے دشمن کو تنبیہ نہ کی

نخواہم دریں نوع گفتن بسے
اس قسم کی میں بہت سی باتیں کہنا نہیں چاہتا ہوں

بمردی ز رستم گذشتند و سام
بہادری میں رستم اور سام سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں

کہ با خویشتن بر نیائی ہمے
جو اپنے آپ پر بھی غالب نہیں آسکتا ہے

بگرزِ گراں مغز مردم مکوب
بھاری گرز سے انسانوں کا سر نہ توڑ

تو سلطان و دستور دانا خرد
تو بادشاہ ہے اور عقل دانا وزیر ہے

دریں شہر کبر اند و سودای و آز
اس شہر میں تکبر اور غصہ اور حرص ہیں

ہوا و ہوس رہزن و کیسہ بُر
خواہش نفسانی اور ہوس ڈاکو اور جیب کترے ہیں

کجا ماند آسایش بخرداں
تو عقلمندوں کو آرام کہاں رہے گا

چو خوں در رگانند و جاں در جسد
ایسے ہیں جیسے رگوں میں خون اور جسم میں جان

سر از حکم و رائے تو بر تافتند
تو تیرے حکم اور رائے سے منہ موڑیں گے

چو بینند سر پنجۂ عقل تیز
جب وہ عقل کی طاقت کو قوی دیکھتے ہیں

نگردد جائے کہ گردد عسس
اس جگہ نہیں گھومتے جہاں چوکیدار گھومتا ہے

ہم از دست دشمن ریاست نہ کرد
اس نے دشمن کے ہاتھوں سرداری نہ کی

کہ حرفے بس ار کار بند است کسے
اس لیے کہ ایک حرف کافی ہے اگر کوئی کاربند ہو

گفتار اندر فضیلت خاموشی و حلاوت خویشتن داری

کہاوت خاموشی کی فضیلت اور اپنے آپ کو سنبھالے رکھنے کی شیرینی کے بیان میں

اگر پائے در دامن آری چو کوہ
اگر تو پہاڑ کی طرح دامن میں پاؤں سمیٹے رکھے

زباں در کش اے مردِ بسیار داں
اے بہت کچھ جاننے والے انسان زبان بند رکھ

سرت ز آسماں بگذرد در شکوہ
تو دبدبہ میں تیرا سر آسمان سے گذر جائے

کہ فردا قلم نیست بر بے زباں
اس لیے کہ کل کو بے زبان پر قلم نہیں چلے گا

۱؎ نفس امارہ پر قابو پالینا سب سے بڑی پہلوانی ہے۔

۲؎ جو شخص اپنے نفس سے عاجز ہو اس کی دشمن پر ہیبت طاری نہیں ہوسکتی ہے۔

۳؎ نفس انسان میں تکبر اور غصہ اور حرص ایسے ہیں جیسے کسی شہر کے اوباش۔

۴؎ صفت رضا و پرہیزگاری کی مثال شہر کے شرفاء اور نیک نام لوگوں کی سی ہے اور ہوا و ہوس ڈاکو اور جیب کتروں کی طرح ہیں۔

۵؎ یعنی جب روح بری صفات کی پرورش کرنے لگے تو بہتر صفات بے چین رہیں گی۔

۶؎ عقل جب قوی ہوتی ہے تو صفات رذیلہ دب جاتی ہیں۔

۷؎ پہاڑ ایک جگہ ہے تو گویا وہ اپنے دامن میں پیر سمیٹے بیٹھا ہے۔

۸؎ زیادہ گرفت اسی کی ہوگی جس کی زبان زیادہ چلتی ہے۔

صدف وار گوہر شناسانِ راز
راز کے جوہر شناسوں نے سیپی کی طرح[1]

دہن جز بلؤلؤ نکردند باز
مونہہ کو موتی کے سوا نہیں کھولا ہے

فراواں سخن باشد آگندہ گوش
بہت بک بنا بہرا ہوتا ہے

نصیحت نگیرد مگر در خموش
نصیحت خاموش ہی میں اثر کرتی ہے

چو خواہی کہ گوئی نفس بر نفس
جب[2] تو دم بدم بولے گا

حلاوت نیابی ز گفتارِ کس
کسی کی گفتگو کی شیرینی محسوس نہ کرے گا

نباید سخن گفت ناساختہ
بدوں سنوارے بات نہ کہنی چاہیے

نشاید بریدن نینداختہ
کسی کی نامکمل بات نہ کاٹنی چاہیے

تأمل کناں در خطا و صواب
اچھے اور برے پر غور کرنے والے

بہ از ژاژ خایانِ حاضر جواب
حاضر جواب بکواسی سے بہتر ہیں

کمالست در نفسِ انساں سخن
قوت گویائی انسان کے نفس میں کمال ہے

تو خود را بگفتار ناقص مکن
تو بول کر اپنے آپ کو ناقص نہ کر

کم آواز ہرگز نہ بینی خجل
کم گو کو تو کبھی شرمندہ نہ دیکھے گا

جوے مشک بہتر کہ یک تودہ گِل
ایک ڈھیر مٹی سے ایک جو مشک بہتر ہے

حذر کن ز نادانِ دہ مردہ گوے
دس غلط بات کرنے والے نادان سے بچ

چو دانا یکے گوی و پروردہ گوے
تو عقلمند کی طرح ایک بات کہہ اور پختہ کہہ

صد انداختی تیر و ہر صد خطاست
تو[3] نے سو تیر چلائے اور ہر سیکڑہ غلط ہوا

اگر ہوشمندی یک انداز و راست
اگر تو ہوشمند ہے ایک چلا اور سیدھا چلا

چرا گوید آں چیز در خفیہ مرد
چھپکے سے آدمی ایسی بات کیوں کہے

کہ گر فاش گردد شود روئے زرد
کہ اگر وہ ظاہر ہو جائے تو چہرہ زرد ہو جائے

مکن پیشِ دیوار غیبت بسے
دیوار کے سامنے غیبت نہ کر بسا اوقات

بود کز پسش گوش دارد کسے
ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی کان لگائے ہوئے ہو

درونِ دلت شہر بند است راز
تیرے دل میں راز قیدی ہے

نگر تا نہ بیند درِ شہر باز
دیکھ بھال کرتا رہ وہ شہر کا دروازہ کھلا نہ دیکھ لے

ازاں مردِ دانا دہاں دوختست
دانا انسان نے اسی لیے منہ سی لیا ہے

کہ بیند کہ شمع از زباں سوختست
کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ شمع[5] زبان کی وجہ سے جلی ہے

حکایت در حفظ اسرار
قصہ رازدل کی حفاظت کے بیان میں

تکش[6] با غلاماں یکے راز گفت
تکش نے غلاموں سے ایک راز کہا

کہ ایں را نباید بکس باز گفت
کہ اس کو کسی سے نہ کہنا چاہیے

بسالے نیامد ز دل بر دہاں
ایک سال تک وہ راز دل سے منہ پر نہ آیا

بیک روز شد منتشر در جہاں
ایک روز دنیا میں پھیل گیا

۱۰

[1] جس طرح سیپی کے منہ سے صرف موتی نکلتا ہے اسی طرح وہ صاحبان جو راز داری کی خوبی سمجھتے ہیں ان کی زبان سے صرف موتی جیسی بات نکلتی ہے۔
[2] زیادہ بک بک کرنے والا شخص دوسرے کی بات میں لذت محسوس نہیں کرتا ہے۔
[3] سو بیہودہ باتوں سے ایک پکی بات بہتر ہے۔
[4] یعنی ڈر اور خوف سے۔
[5] شمع کا شعلہ زبان کی طرح ہوتا ہے۔
[6] ایک بادشاہ کا نام ہے۔

بفرمود جلاد را بے دریغ
بدون کسی افسوس کے جلاد کو حکم دے دیا

کہ بردار سرہائے اینان بہ تیغ
کہ ان کے سر تلوار سے جدا کر دے

یکے زاں میاں گفت و زنہار خواست
ان میں سے ایک نے کہا اور امان چاہی

مکش بندگاں کیں گنہ از تو خاست
غلاموں کو نہ قتل کر کیونکہ یہ گناہ تو تجھ سے ہوا ہے

تو اوّل نہ بستی کہ سرچشمہ بود
تو نے شروع ہی میں کیوں نہ بند کیا کہ چشمہ کی ابتدا تھی

چو سیلاب شد پیش بستن چہ سود
جب سیلاب بن گیا تو آگے سے بند کرنے سے کیا فائدہ

تو پیدا مکن رازِ دل بر کسے
تو دل کا راز کسی پر ظاہر نہ کر

کہ او خود بگوید بر ہر کسے
کہ وہ خود ہر کسی کے سامنے کہے گا

جواہر بگنجینہ داراں سپار
جواہر کو خزانچیوں کے سپرد کر دے

ولے راز را خویشتن پاس دار
لیکن اپنے راز کی خود حفاظت رکھ

سخن تا نگوئی برو دست ہست
تو جب تک بات نہیں کہتا ہے تیرا اس پر قابو ہے

چو گفتہ شود یابد او بر تو دست
جب کہہ دی جائے تو وہ تیرے اوپر قابو پالے گی

سخن دیو بندیست در چاہِ دل
دل کے کنوئیں میں بات قیدی دیو ہے

ببالائے کام و زبانش مہل
اس کو تالو اور زبان پر نہ آنے دے

تواں باز دادن رہِ نرّہ دیو
سرکش دیو کا راستہ کھولا جا سکتا ہے

ولے باز نتواں گرفتن بریو
لیکن مکر سے دوبارہ بند نہیں کیا جا سکتا ہے

تو دانی کہ چوں دیو رفت از قفس
تو جانتا ہے جب دیو پنجرہ سے نکل گیا

نیاید بہ لاحولِ کس باز پس
تو کسی کے لاحول پڑھنے سے پھر واپس نہیں آتا ہے

یکے طفل بر دارد از رخش بند
رخش کا پھندا ایک بچہ کھول سکتا ہے

نیاید بصد رستم اندر کمند
پھر تو وہ رستم سے بھی پھندے میں نہیں آتا

مگوی آنکہ گر بر ملا اوفتد
وہ بات نہ کہہ کہ اگر وہ ظاہر ہو جائے

وجودے ازاں در بلا اوفتد
تو اس سے وجود مصیبت میں پڑ جائے

بدہقانِ ناداں چہ خوش گفت زن
بیوقوف گنوار سے بیوی نے کیا اچھی بات کہی

بدانش سخن گوی و یا دم مزن
بات سمجھ کر کر ورنہ سانس نہ لے

۱۰

حکایت سلامتِ جاہل در حجابِ خاموشی

خاموشی کے پردے میں جاہل کے بچاؤ کا قصہ

یکے خوب خلق و خلق پوش بود
ایک شخص خوش خلق اور گدڑی پوش تھا

کہ در مصر یک چند خاموش بود
جو مصر میں ایک مدت سے چپ تھا

خردمند مردم ز نزدیک و دور
نزدیک اور دور کے عقلمند انسان

بگردش چو پروانہ جویان نور
اس کے گرد پروانوں کی طرح نور کے متلاشی تھے

تفکر شبے با دلِ خویش کرد
ایک رات اس نے اپنے دل میں سوچا

کہ پوشیدہ زیرِ زباں است مرد
کہ انسان زبان کے نیچے پوشیدہ ہے

---

۱ یعنی جب بات ایک شخص کے پاس تھی تو اس کی روک تھام ممکن تھی جب چند آدمیوں کے پاس چلی گئی تو اس کی مثال سیلاب کی سی ہے جس پر بند لگانا دشوار ہے۔

۲ اگر دیو ایک بار بند سے نکل جاتا ہے پھر بند نہیں کیا جا سکتا ہے۔

۳ رخش اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کا رنگ سرخ و سفید ہو رستم کے گھوڑے کا نام بھی رخش تھا کیونکہ وہ بھی صفات کا تھا۔

۴ دور اور نزدیک کے لوگ اس کی عقلمندی سے فائدہ اٹھانے کے لیے جمع رہتے تھے۔

۵ یعنی جب تک انسان بات نہ کرے اس کے جوہر نہیں کھلتے ہیں۔

اگر من چنیں سر بخود در برم — چہ دانند مردم کہ دانشورم
اگر میں اسی طرح خاموش رہوں — تو لوگ کیا سمجھیں گے کہ میں عقلمند ہوں

سخن گفت و دشمن بدانست و دوست — کہ در مصر ناداں تر از وے ہموست
اس نے بات کہی اور دشمن اور دوست نے جان لیا — کہ مصر میں اس سے زیادہ ناداں وہی ہے

حضورش پریشاں شد و کار زشت — سفر کرد و بر طاق مسجد نبشت
اس کے یہاں کی حاضری بکھر گئی اور کام بگڑ گیا — وہ وہاں سے چلدیا اور مسجد کی محراب پر لکھ دیا

در آئینہ گر خویشتن دیدمے — بہ بے دانشی پردہ ندریدمے
اگر میں اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھ لیتا — تو میں بے وقوفی سے اپنا پردہ چاک نہ کرتا

چنیں زشت ازاں پردہ بر داشتم — کہ خود را نکو روئے پنداشتم
ایسی برائی کے ہوتے ہوئے میں نے انہی لیے پردہ اٹھا دیا — کہ میں نے اپنے آپ کو خوبصورت سمجھا

کم آواز را باشد آوازہ تیز — چو گفتی و رونق نماندت گریز
کم گو کی شہرت تیز ہوتی ہے — جب تو بول پڑے اور تیری رونق نہ رہے تو بھاگ جا

ترا خامشی اے خداوند ہوش — وقار است و نا اہل را پردہ پوش
اے[1] صاحب ہوش تیری خاموشی — بردباری ہے اور نااہل کے لیے پردہ پوش ہے

اگر عالمی ہیبت خود مبر — وگر عامیی پردۂ خود مدر
اگر تو عالم ہے اپنی ہیبت نہ کھو — اور اگر تو عامی ہے تو اپنا پردہ چاک نہ کر

ضمیر دل خویش منمائے زود — کہ ہرگہ کہ خواہی توانی نمود
دل کی چھپی ہوئی بات کو جلد نہ دکھا — اس لیے کہ تو جب بھی چاہے گا دکھا سکے گا

ولیکن چو پیدا شود راز مرد — بکوشش نشاید نہاں باز کرد
لیکن جب انسان کا راز ظاہر ہو جاتا ہے — تو اس کو دوبارہ کوشش سے پوشیدہ نہیں کیا جا سکتا ہے

قلم سر سلطاں چہ نیکو نہفت — کہ تا کارد بر سر نبودش نگفت
قلم نے شاہی راز کو کس قدر بہتر طریقہ پر چھپایا — [2] جب تک اس کے سر پر چھری نہ رکھی گئی اس نے نہ کہا

بہائم خموشند و گویا بشر — پراگندہ گوی از بہائم بتر
چوپائے خاموش ہیں اور انسان گویا ہے — بکواس کرنے والا چوپایوں سے بدتر ہے

چو مردم سخن گفت باید بہوش — وگر نہ شدن چوں بہائم خموش
ہوش کے ساتھ انسانوں کی طرح بات کرنا چاہیئے — ورنہ چوپایوں کی طرح چپ رہنا چاہیے

بنطق است و عقل آدمی زادہ فاش — چو طوطی سخن گوی و ناداں مباش
انسان کا بچہ قوت گویائی اور عقل سے مشہور ہے — طوطی[3] کی طرح بولنے والا اور ناداں نہ بن

حکایت

یکے ناسزا گفت در وقت جنگ — گریباں دریدند وے را بچنگ
ایک شخص نے لڑائی میں نامناسب بات کہی — لوگوں نے ہاتھ سے اس کا گریبان پھاڑ ڈالا

[1] خاموشی عقلمند کے لیے بردباری کا سبب ہے اور جاہل کے لیے پردہ پوش ہے
[2] قلم جب تک چاقو سے نہ بنایا جائے وہ نہیں لکھ سکتا اور دل کا راز کاغذ پر نہیں آ سکتا ہے۔
[3] طوطی بلا سوچے سمجھے بولتی ہے۔

قفا خوردہ عریان و گریاں نشست — جہاندیدہ گفتش اے خود پرست

پٹ کر ننگا اور روتا ہوا بیٹھ گیا — ایک جہاندیدہ نے اس سے کہا اے خود پرست

چو غنچہ گرت بستہ بودے دہن — دریدہ ندیدے چو گل پیرہن

اگر تیرا منہ غنچہ کی طرح بند رہتا — پھول کی طرح لباس چاک نہ دیکھتا

سراسیمہ گوید سخن پر گزاف — چو طنبور بے مغز بسیار لاف

پریشان آدمی بیہودگی سے بھری بات کرتا ہے — بہت ڈینگیں مارنے والا بے مغز طنبورہ کی طرح ہوتا ہے

نہ بینی کہ آتش زبانست و بس — بآبے تواں کشتنش در نفس

تو نہیں دیکھتا کہ آگ فقط شعلہ[1] ہے — اس کو فوراً ہی پانی سے بجھایا جا سکتا ہے

اگر ہست مرد از ہنر بہرہ ور — ہنر خود بگوید نہ صاحب ہنر

اگر انسان ہنر سے بہرہ ور ہے — تو ہنر خود بولتا ہے نہ کہ صاحب ہنر

اگر مشک خالص نداری مگوے — گرت ہست خود فاش گردد بہ بوے

اگر تیرے[2] پاس خالص مشک نہیں ہے تو نہ کہہ — اگر ہے تو وہ خود خوشبو سے ظاہر ہو جائے گا

بسوگند گفتن کہ زر مغربی است — چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

قسم کھا کر کہنا کہ مغربی[3] سونا ہے — اس کی کیا ضرورت! کسوٹی خود بتا دیگی کہ کیا ہے

بگویند ازیں حرف گیراں ہزار — کہ سعدی نہ اہلست و آمیزگار

نکتہ چیں اس قسم کی ہزار باتیں کرتے ہیں — کہ سعدی نہ تو اہل ہے، نہ میل جول کا

روا باشد ار پوستینم درند — کہ[4] طاقت ندارم کہ مغزم برند

مناسب ہے اگر وہ میری پوستین پھاڑ ڈالیں — اس لیے کہ مجھ میں طاقت نہیں ہے کہ وہ میرا بھیجا کھائیں

حکایت

عضد را پسر نیک رنجور بود — شکیب از نہاد پدر دور بود

عضد[5] الدولہ کا لڑکا بہت بیمار تھا — باپ کی طبیعت سے صبر دور ہو چکا تھا

یکے پارسا گفتش از روئے پند — کہ بگذار مرغان وحشی ز بند

نصیحت کے طور پر اس سے ایک نیک شخص نے کہا — کہ وحشی پرندوں کو قید سے آزاد کر دے

قفسہائے مرغ سحر خواں شکست — کہ در بند ماند چو زنداں شکست

اس نے صبح کے چہچہانے والے پرندوں کے پنجرے توڑ دیے — جب قید خانہ ٹوٹ جائے تو قید میں کون ٹھیرتا ہے

نگہداشت بر طاق بستاں سرائے — یکے نامور بلبل خوش سرائے

بائیں[6] باغ کے کنگرے پر محفوظ رکھی — ایک مشہور عمدہ گانے والی بلبل

پسر صبحدم سوئے بستاں شتافت — جز آں مرغ بر طاق ایواں نیافت

لڑکا صبح کے وقت باغ میں گیا — محل کی محراب پر اس پرندے کے سوا کسی کو نہ پایا

بخندید کلے بلبل خوش نفس — تو از گفت خود ماندہ در قفس

وہ ہنسا کہ اے خوش الحان بلبل! — تو اپنی گفتار کی خاطر پنجرے میں رہ گئی ہے

۱۰

[1] شعلہ بشکل زبان ہوتا ہے۔

[2] مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

[3] مغربی سونا خالص ہونے میں مشہور تھا۔

[4] یعنی مجھ میں بک بک کرنے کی عادت نہیں ہے اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ لوگ میرا دماغ چاٹ جائیں

[5] مشہور بادشاہ ہے

[6] ایک عمدہ قسم کی بلبل کے علاوہ سب پرند چھوڑ دیے گئے۔

نداردکسے باتو ناگفتہ کار
تیرے نہ کہے ہوئے سے کسی کا کوئی تعلق نہیں ہے
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار
لیکن جب تونے کہا ہے تو اس کی دلیل لا

چو سعدی کہ چندے زباں بستہ بود
جیسا کہ سعدی ہے کہ جب تک وہ زبان بند کیے ہوئے تھا
ز طعن زباں آوراں رستہ بود
زبان درازوں کے طعنہ سے چھوٹا ہوا تھا

کسے گیرد آرام دل درکنار
دل کا آرام وہی شخص پاسکتا ہے
کہ از صحبت خلق گیرد کنار
جو لوگوں کی صحبت سے کنارا اختیار کرے

مکن عیب خلق اے خردمند فاش
اے عقلمند! لوگوں کا عیب ظاہر نہ کر!
بعیب خود از خلق مشغول باش
اپنے عیب میں لگ کر لوگوں سے دھیان ہٹالے

چو باطل سرایند مگمار گوش
اگر وہ غلط بکیں تو کان نہ لگا۔
چو بے ستر بینی بصیرت بپوش
تو جب کسی کو ننگا دیکھے تو آنکھ بند کرے

حکایت

شنیدم کہ در بزم ترکان مست
میں نے سنا ہے کہ مست ترکوں کی محفل میں
مریدے دف وچنگ مطرب شکست
ایک مرید نے گویے کا ڈھپڑا اور ستار توڑ ڈالا

چو چنگش کشیدند حالے بموئے
اسے فوراً ستار کی طرح کھینچا
غلامان وچوں دف زدندش بروئے
نوکروں نے اور ڈھپڑے کی طرح اس کے منہ کو پیٹا

شب از درد چوگان وسیلی نخفت
چوب اور چپت کے درد سے رات کو نہ سو سکا
دگر روز پیرش بتعلیم گفت
دوسرے دن پیر نے تعلیم کے طور پر اس سے کہا

نخواہی کہ باشی چو دف روئے ریش
اگر تو چاہتا ہے کہ ڈھپڑے کی طرح تیرا چہرہ زخمی نہ ہو
چو چنگ اے برادر سر انداز پیش
تو ستار کی طرح آگے کو سر ڈالے رکھ

مثل

دوکس گرد دیدند وآشوب وجنگ
دو آدمیوں نے گرد اور غل اور لڑائی دیکھی
پراگندہ نعلین وپرندہ سنگ
چلتے جوتے اور اڑتے پتھر دیکھے

یکے فتنہ دید از طرف بر شکست
ایک نے جھگڑا دیکھا کنارے ہٹ گیا
یکے درمیاں آمد وسر شکست
ایک درمیان میں آگیا اور سر پھوڑا

کسے خوشتر از خویشتن دار نیست
کوئی شخص اپنے آپ کو بچائے رکھنے والے سے اچھا نہیں ہے
کہ باخوب و زشت کسش کار نیست
کہ اس کو کسی کے اچھے اور برے سے مطلب نہیں ہے

ترا دیدہ در سر نہادند وگوش
تیرے سر میں آنکھیں اور کان لگائے ہیں
دہن جائے گفتار و دل جائے ہوش
منہ بات کرنے کی جگہ اور دل عقل کا مقام ہے

مگر باز دانی نشیب از فراز
تاکہ تو پستی کو بلندی سے پہچان سکے
نہ گوئی کہ ایں کوتہ است آں دراز
نہ کہ تو یہ کہے کہ یہ کوتاہ ہے وہ لمبا ہے

۱۰

۱؎ جو شخص اپنے عیبوں پر نظر رکھے گا اس کو دوسروں کے عیب دیکھنے کی فرصت نہ ملے گی۔
۲؎ ترک سے غلام اور معشوق بھی مراد لیا جاتا ہے۔
۳؎ عجز اور انکسار اختیار کرو۔
۴؎ قدرت نے آنکھیں اور زبان اور سمجھ دوسروں کی برائیاں دیکھنے اور بیان کرنے کے لیے نہیں بنائی ہیں۔

حکایت در معنی راحت خاموشی و آفت بسیار سخنی

قصہ چپ رہنے کی راحت اور بہت بولنے کی مصیبت کے بیان میں

چنیں گفت پیرے پسندیدہ ہوش
پسندیدہ عقل بوڑھے نے اس طرح کہا ہے

خوش آید سخنہائے پیراں بگوش
بوڑھوں کی باتیں کان کو بھلی لگتی ہیں

کہ در ہند رفتم بکنجے فراز
کہ میں ہندوستان میں ایک دور کے گوشہ میں گیا

چہ دیدم چو یلدا سیاہے دراز
میں نے کیا دیکھا! ایک لمبا حبشی اندھیری رات جیسا

در آغوش او دخترے چوں قمر
اس کی بغل میں ایک چاند جیسی لڑکی

فرو بردہ دنداں بلبہاش در
وہ اس کے ہونٹوں کو دانتوں سے دبائے ہوئے

چناں تنگش آوردہ اندر کنار
بغل میں اس کو اس طرح بھینچے ہوئے

کہ پنداری اللیل یغشی النہار
کہ تو یہ سمجھے کہ رات دن کو ڈھانپے ہے

مرا امر معروف دامن گرفت
امر بالمعروف نے میرا دامن پکڑ لیا

فضول آتشے گشت و در من گرفت
بیکار بات ایک آگ بنی اور مجھ میں لگ گئی

طلب کردم از پیش و پس چوب و سنگ
میں نے آگے اور پیچھے سے لکڑی اور پتھر تلاش کیا

کہ اے ناخدا ترس بے نام و ننگ
کہ اے خدا سے نہ ڈرنے والے، بے عزت اور بے شرم

بہ تشنیع و دشنام و آشوب و زجر
طعنہ زنی اور گالی اور شور اور جھڑکی سے

سپید از سیہ فرق کردم چو فجر
گورے کو کالے سے میں نے فجر کی طرح جدا کر دیا

شد آں ابر ناخوش ز بالائے باغ
وہ بھیانک بدلی باغ پر سے ہٹ گئی

پدید آمد آں بیضہ از زیر زاغ
کوے کے نیچے سے وہ انڈا نکل آیا

ز لاحولم آں دیو ہیکل بجست
میرے لاحول پڑھنے سے وہ دیو شکل بھاگا

پری پیکر اندر من آویخت دست
پری جیسے جسم والی نے مجھ پر ہاتھ ڈال دیا

کہ اے زرق سجادۂ زرق پوش
کہ اے مکر کے مصلے والے اور مکر کی پوشاک والے

سیہ کار دنیا خر دیں فروش
سیہ کار، دنیا خریدنے والے، دین بیچنے والے

مرا عمرہا دل ز کف رفتہ بود
میرا دل عرصہ سے ہاتھ سے گیا ہوا تھا

بریں شخص و جاں بر روے آشفتہ بود
اس شخص پر اور جان اس پر فریفتہ تھی

کنوں پختہ شد لقمۂ خام من
میرا کچا لقمہ اب پکا تھا

کہ گرمش بدر کردی از کام من
کہ فوراً تو نے اس کو میرے حلق سے نکال دیا

تظلم برآورد و فریاد خواند
ظلم کا اظہار کرنے لگی اور فریاد کی

کہ شفقت برافتاد و رحمت نماند
کہ مہربانی جاتی رہی اور رحم نہ رہا

نماند از جواناں کسے دستگیر
جوانوں میں کوئی دستگیر نہیں رہا

کہ بستاندم داد ازیں مرد پیر
کہ میں اس بوڑھے سے بدلے لے سکوں

کہ شرمش نیاید ز پیری ہمے
کہ اس کو بڑھاپے کی بھی شرم نہ آئی

زدن دست در ستر نامحرمے
کسی نامحرم کے پردہ میں ہاتھ مارنے

۱؎ وہ حبشی رات جیسا کالا اور لڑکی دن جیسی گوری تھی۔
۲؎ کسی کو بھلی بات کا حکم کرنا۔
۳؎ یعنی جس طرح رات سے دن جدا ہو جاتا ہے اسی طرح اس حبشی اور لڑکی کو میں نے جدا کر دیا
۴؎ یعنی کالا حبشی اس لڑکی سے علیحدہ ہو گیا جو باغ و بہار تھی
۵؎ یعنی دیرینہ تمنا آج پوری ہو رہی تھی
۶؎ یعنی دنیا بڑی ظالم اور بے رحم ہو گئی ہے۔
۷؎ یعنی میرے خلاف نوجوانوں کو اکسانے لگی۔
۸؎ یعنی یہ کہنے لگی کہ اس بوڑھے نے مجھ نامحرم پر دست درازی کی۔

ہمی کرد فریاد و دامن بچنگ
وہ شور کرتی تھی اور دامن چنگل میں تھا

بروں رفتم از جامہ در دم چو سیر
فوراً لہسن کی طرح میں کپڑوں سے نکل بھاگا

برہنہ دواں رفتم از پیشِ زن
لڑکی کے سامنے سے میں ننگا بھاگا

پس از مدتے کرد بر من گذار
ایک زمانہ کے بعد وہ لڑکی میرے پاس سے گذری

کہ من توبہ کردم بدستِ تو بر
اس لیے کہ میں نے تیرے ہاتھ پر توبہ کی ہے

کسے را نیاید چنیں کار پیش
کسی آدمی کو ایسا موقع پیش نہیں آسکتا ہے

ازیں شنعت ایں پند برداشتم
اس برائی سے میں نے یہ نصیحت حاصل کی

گرت عقل و رایست و تدبیر و ہوش
اگر تجھ میں عقل اور رائے اور تدبیر اور ہوش ہے

مرا ماندہ سر در گریباں ز ننگ
میرا سر شرم سے گریبان میں تھا

کہ ترسیدم از زجرِ برنا و پیر
اس لیے کہ میں جوان اور بوڑھے کی سرزنش سے ڈرا

کہ در دستِ او جامہ بہتر کہ من
اس لیے کہ میں اسکے ہاتھ میں ہوں اس سے یہ بہتر تھا کہ کپڑا اس کے ہاتھ میں ہو

کہ میدانیم گفتمش زینہار
کہ تو مجھے جانتا ہے، میں نے اس سے کہا یقیناً

کہ گردِ فضولے نگردم دگر
کہ فضول بات کا کبھی چکر نہ لگاؤں گا

کہ عاقل نشیند پسِ کارِ خویش
جو عقلمندی کے ساتھ اپنے کام میں لگا ہو

دگر دیدہ نادیدہ انگاشتم
کہ پھر دیکھے ہوئے کو نہ دیکھا ہوا سمجھوں گا

چو سعدی سخن گوی ورنہ خموش
تو سعدی کی طرح بات کر ورنہ چپ رہ

۱۰

حکایت در فضیلتِ ستر پوشی
قصہ پردہ پوشی کی فضیلت کے بیان میں

یکے پیشِ داؤدِ طائی نشست
ایک شخص داؤد طائی کے پاس آکر بیٹھا

قے آلودہ دستار و پیراہنش
اس کا لباس اور پگڑی قے آلودہ ہے

چو فرخندہ خوی ایں حکایت شنید
نیک عادت والے نے جب یہ قصہ سنا

زمانے برآشفت و گفت اے رفیق
تھوڑی دیر تک بگڑتا رہا اور کہا اے دوست

برو زاں مقامِ شنیعش بیار
جا! اوس اس بری جگہ سے اسکو لے آ

بہ پشتش بر آور چو مرداں کہ مست
بہادروں کی طرح کمر پر لاد لا اس لیے کہ مست

نیوشندہ شد زیں سخن تنگ دل
سننے والا اس بات سے تنگ دل ہوا

کہ دیدم فلاں صوفی افتادہ مست
کہ میں نے دیکھا ہے فلاں صوفی بے ہوش پڑا ہے

گروہے سگاں حلقہ پیرامنش
کتوں کا مجمع اس کے گرد حلقہ بنائے ہوئے ہے

ز گوینده ابرو بہم در کشید
تو کہنے والے سے ابروئیں چڑھالیں

بکار آید امروز یارِ شفیق
مہربان دوست آج ہی کے دن کام آتا ہے

کہ در شرع نہی است و برخرقہ عار
کہ وہ شرع میں ممنوع ہے اور گدڑی پر عار ہے

عنانِ طریقت ندارد بدست
طریقت کی باگ پر قابو نہیں رکھتا ہے

بفکرت فرو رفت چوں خر بگِل
فکر میں پھنس گیا جیسا کہ گدھا دلدل میں

۱؎ یعنی اپنے کپڑے چھوڑ بھاگا اور لہسن کی طرح ننگا ہو گیا۔
۲؎ اگر میں کپڑے چھوڑ کر نہ بھاگتا تو وہ مجھے پکڑے رہتی جو میرے لیے بہت برا ہوتا۔
۳؎ جیسا لڑکی کے ہاتھوں مجھے پیش آیا
۴؎ یعنی اس طرح کا واقعہ اگر دیکھوں گا تو اسے ان دیکھا کر دوں گا۔
۵؎ شیخ ابو سلیمان داؤد قبیلہ طے کے رہنے والے تھے۔ امام ابو حنیفہ کے شاگرد اور حضرت موسیٰ رضا اور حبیب راعی کے مرید تھے۔
۶؎ عموماً شرابیوں کو قے آجاتی ہے۔
۷؎ یعنی یہی وقت ہے کہ تو اس کی مدد کرے۔

نہ یارا کہ فرماں نگیرد بگوش
نہ تو اس بات کی طاقت کہ حکم نہ سنے

نہ رغبت کہ مست اندر آرد بدوش
نہ اس بات کی رغبت کہ مست کو کندھے پر لے آئے

زمانے بہ پیچید و درماں ندید
تھوڑی دیر تک پیچ و تاب کھاتا رہا اور کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی

رہ سرکشیدن ز فرماں ندید
حکم سے سرکشی کا راستہ نہ دیکھا

میاں بست و بے اختیارش بدوش
کمر باندھی اور اس کو مجبوراً کندھے پر

در آورد و شہرے بر و عام جوش
لے آیا اور پورا شہر اس پر امنڈ پڑا

یکے طعنہ می زد کہ درویش بیں
ایک طعنہ دیتا تھا کہ فقیر کو دیکھو

زہے پارسائی و تقوی و دیں
کیا پارسائی اور تقویٰ اور دین ہے

یکے صوفیاں بیں کہ مے خوردہ اند
ایک یہ کہتا تھا صوفیوں کو دیکھو شراب پیتے ہیں

مرقع ببیکی گرو کردہ اند
خرقہ شراب کے بدلے گروی کئے ہوئے ہیں

اشارت کناں ایں و آں رابدست
اس اور اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے

کہ ایں سر گرانست و آں نیم مست
کہ یہ مدہوش ہے اور وہ نیم بے ہوش ہے

بگردن برا از جور دشمن حسام
گردن پر دشمن کے ظلم کی تلوار

بہ از شنعت شہر و جوش عوام
شہر کی بدنامی اور عوام کے جوش سے بہتر ہے

بلا خورد و روزے بمحنت گذاشت
غم کھایا اور پورا دن مصیبت میں گذارا

بناکام بردش بجائیکہ داشت
مجبوراً اس کو اس کی جگہ لے گیا

شب از شرمساری و فکرت نخفت
رات بھر شرم اور فکر میں نہ سویا

بخندید طائی دگر روز و گفت
دوسرے دن طائی ہنسا اور بولا

مریز آبروئے برادر بکوئے
گلی کوچہ میں بھائی کی آبروریزی نہ کر

کہ دہرت بریزد بشہر آبروئے
کیونکہ زمانہ شہر میں تیری آبروریزی کرے گا

حکایت

بد اندر حق مردم نیک و بد
نیک اور بد انسانوں کے بارے میں برا

مگوای جواں مرد صاحب خرد
نہ کہہ اے عقلمند جواں مرد!

کہ بد مرد را خصم خود میکنی
اس لیے کہ بد کو تو اپنا دشمن بناتا ہے

وگر نیک مرد است بد میکنی
اور اگر وہ نیک ہے تو تو برا کرتا ہے

ترا ہر کہ گوید فلاں کس بد ست
تجھ سے جو بھی یہ کہے کہ فلانہ برا ہے

چنیں داں کہ در پوستین خود ست
تو ایسا یہ سمجھ کہ وہ اپنی کھال میں ہے

کہ فعل فلاں را بباید بیاں
اس لیے کہ فلانہ کے فعل کی دلیل چاہیئے

وزیں فعل بد می ترا بدعیاں
اور اس سے برا کام کھلم کھلا سرزد ہو رہا ہے

ببد گفتن خلق چوں دم زدی
جب تو مخلوق کو برا کہنے کا دم بھرے

اگر راست گوئی سخن ہم بدی
اگر تو سچی بات بھی کہہ رہا ہے تو بھی بری ہے۔

۱۔ سیکی یکے از سہ سے بنا ہے یعنی وہ شراب جو عربی میں مثلث کہلاتی ہے یعنی انگور کے رس کو اس قدر جوش دیا جائے کہ وہ ایک تہائی رہ جائے
۲۔ دشمن کی تلوار سے قتل ہو جانا بدنامی سے بہتر ہے
۳۔ یعنی اس مست صوفی کو اس کے گھر پہنچا آیا
۴۔ چونکہ تونے تنہائی میں اس کی آبروریزی کی تھی لہذا تیری آبروریزی برملا ہوئی۔
۵۔ بھلے کو برا کہنا برائی کی بات ہے برے کو برا کہے گا تو اس کی دشمنی مول لیگا
۶۔ یعنی اپنے متعلق کہہ رہا ہے
۷۔ دوسرے کی برائی ثابت کرنے کے لیے دلیل درکار ہے اور اس کا برا کہنا غیبت ہے
۸۔ غیبت وہ برائی ہے جو صحیح طور پر کی جائے ورنہ بہتان ہے۔

حکایت

زباں کرد شخصے بغیبت دراز
ایک شخص نے غیبت میں زبان دراز کی

بدو گفت دانندۂ سرفراز
ایک سربلند، سمجھدار نے اس سے کہا

کہ یادِ کساں پیشِ من بد مکن
کہ برائی کے ساتھ میرے سامنے لوگوں کا ذکر نہ کر

مرا بدگماں در حقِ خود مکن
مجھے اپنے بارے میں بدگمان نہ بنا

گرفتم ز تمکینِ او کم بود
میں نے مانا اس کی عزت گھٹ جائے گی

نخواہد بجاہ تواندر فزود
لیکن وہ تیری عزت تو نہ بڑھائے گی

حکایت

کسے گفت و پنداشتم طیبت است
کسی نے کہا اور میں سمجھا کہ مذاق ہے

کہ دُزدی بساماں تراز غیبت است
کہ چوری غیبت سے زیادہ مفید ہے

بدو گفتم اے یارِ آشفتہ ہوش
میں نے اس سے کہا اے پریشان خیال یار

شگفت آمد ایں داستانم بگوش
یہ بات میرے کانوں کو عجیب معلوم ہوئی ہے

بناراستی در چہ بینی بہی
چوری میں تو کیا خوبی دیکھتا ہے

کہ بر غیبتش مرتبت می نہی
کہ اس کو غیبت پر رتبہ دیتا ہے

بلے گفت دُزداں تہوّر کنند
اس نے کہا ہاں چور بہادری کرتے ہیں

بہ بازوئے مردی شکم پُر کنند
بہادری کے بازو سے پیٹ بھرتے ہیں

ز غیبت چہ می خواہد آں سادہ مرد
وہ بیوقوف غیبت سے کیا چاہتا ہے

کہ دیواں سیہ کرد و چیزے نخورد
کہ دفتر کالا کر لیا اور کچھ نہ کھایا

حکایت

مرا در نظامیہ ادرار بود
نظامیہ مدرسہ میں میرا وظیفہ مقرر تھا

شب و روز تلقین و تکرار بود
رات دن پڑھانا اور دُہرانا تھا

مر استاد را گفتم اے پُر خرد
میں نے خاص استاد سے کہا، اے صاحبِ عقل

فلاں یار بر من حسد می برد
فلانہ دوست مجھ سے حسد کرتا ہے

چو من دادِ معنی دہم در حدیث
جب میں کسی بات کا مطلب بیان کرتا ہوں

برآید بہم اندرونِ خبیث
خبیث کا باطن بگڑ جاتا ہے

شنید ایں سخن پیشوائے ادب
ادب کے استاد نے یہ بات سنی

بہ تندی برآشفت و گفت اے عجب
غصہ سے بگڑ گیا اور کہا ہائے تعجب

حسودی پسندت نیاید ز دوست
دوست کا حسد کرنا تو تجھے پسند نہ آیا

ندانم کہ گفتت کہ غیبت نکوست
نہ معلوم تجھے کس نے بتایا ہے کہ غیبت اچھی چیز ہے

۱؎ چوری اور غیبت دونوں گناہ ہیں۔ چوری سے پیٹ بھرتا ہے غیبت سے وہ بھی نہیں۔

۲؎ بغداد کا مشہور مدرسہ تھا جو سلطان سنجر کے وزیر نظام الملک نے بنایا تھا۔

۳؎ شیخ سعدی نے نظامیہ میں شیخ شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔

۴؎ اس کا حسد ناگوار گذرا اور خود اس کی غیبت میں مبتلا ہو گیا۔

گراو راہِ دوزخ گرفت از خسی
اگر اس نے کمینہ پن سے دوزخ کا ایک راستہ اختیار کیا ہے

ازیں راہِ دیگر تو درو ے رسی
تو دوسرے راستے سے تو بھی اسی میں پہنچے گا۔

حکایت

کسے گفت حجاج خونخوارہ ایست
کسی نے کہا حجاج خوں خوار ہے

دلش ہمچو سنگِ سیہ پارہ ایست
اس کا دل کالے پتھر کے ٹکڑے کی طرح ہے

نترسد ہمی زآہ و فریادِ خلق
مخلوق کی فریاد اور آہ سے نہیں ڈرتا ہے

خدایا توبستاں ازو دادِ خلق
اے خدا تو اس سے مخلوق کا انصاف دلا

جہاں دیدۂ پیرِ دیرینہ زاد
زیادہ عمر کے بوڑھے جہاندیدہ نے

جواں راپکے پند پیرانہ داد
جوان کو ایک بزرگانہ نصیحت کی

کزو دادِ مظلومِ مسکینِ او
کہ اس سے تو اس کے مسکین مظلوم کا بدلہ

بخواہند و از دیگران کینِ او
لیں گے اور دوسروں سے اس کے کینہ کا

تو دست از وے و روزگارش بدار
تو اس سے اور اس کے زمانہ سے ہاتھ اٹھالے

کہ خود زیر دستش کند روزگار
اس لیے کہ اس کو زمانہ خود کمزور کردے گا

نہ پندار از و بہرہ مند آمدم
نہ اس کا غدر مجھے پسند آیا

نہ نیز از تو غیبت پسند آمدم
تیری بدگوئی بھی مجھے پسند نہیں آئی

بدوزخ برد مُدبرے راگناہ
بدبخت کو گناہ دوزخ میں لے جائے گا

کہ پیمانہ پُر کرد و دیواں سیاہ
اس لئے کہ اس نے پیمانہ بھرلیا اور اعمالنامہ کالا کرلیا

دگر کس بغیبت پیش می دود
دوسرا آدمی بدگوئی کرکے اس کے پیچھے دوڑتا ہے

مبادا کہ تنہا بدوزخ رود
ایسا نہ ہو کہ وہ تنہا دوزخ میں جائے

حکایت

شنیدم کہ از پارساباں یکے
میں نے سنا ہے کہ نیک لوگوں میں سے ایک شخص

بطیبت بخندید باکودکے
ایک بچہ سے مذاق میں ہنسا

دگر پارسایانِ خلوت نشیں
دوسرے خلوت نشین پارسا

بغیبش فتادند درپوستیں
اس کے پیٹ پیچھے عیب جوئی کرنے لگے۔

باخر نماند ایں حکایت نہفت
آخرکار یہ قصہ چھپا نہ رہا

بصاحب نظر باز گفتند و گفت
انھوں نے صاحب نظر سے کہا — اور وہ بولا

مدر پردہ بر یارِ شوریدہ حال
پریشان حال دوست کا پردہ چاک نہ کر

نہ طیبت حرام است و غیبت حلال
یہ نہیں ہے کہ مذاق تو حرام ہو اور غیبت حلال ہو

۱ حسد اور غیبت دونوں جہنم کے راستے ہیں
۲ وہ تو ظلم کی وجہ سے گرفتار ہوگا اور جو لوگ اس سے کینہ رکھیں گے وہ اس گناہ کے مجرم ہیں۔
۳ جس طرح گنہگار دوزخ میں جائے گا اس کے پیچھے پیچھے اس کا بدگو جائے گا۔
۴ یعنی وہ بزرگ جس نے لڑکے سے مذاق کیا تھا۔
۵ یعنی اگر میں نے مذاق کرکے گناہ کیا تم غیبت کرکے گناہ کررہے ہو۔

حکایت

بطفلی درم رغبت روزه خاست — ندانستمی چپ کدامست و راست
بچپن میں میرا روزہ رکھنے کو جی چاہا — میں[1] نہ سمجھتا تھا کہ بایاں کونسا ہے اور دایاں کونسا

یکے عابد از پارسایانِ کوئے — همی شستنم آموختم دست و روئے
گلی کے نیکوں میں سے ایک عبادت گذار نے — مجھے ہاتھ اور منہ دھونا سکھایا

کہ بسم اللہ اوّل بسنت بگوئے — دوم نیت آور سوم کف بشوئے
کہ پہلے سنت کے طور پر بسم اللہ پڑھ — دوسرے نیت کر، تیسرے ہاتھ دھو

پس آنگه دهن شوی و بینی سه بار — مناخر بانگشت کوچک بخار
پھر تین بار منہ اور ناک دھو — نتھنوں کو چھنگلی سے صاف کر

بسبّابه دندانِ پیشین بمال — که نهیست در روزه بعد از زوال
شہادت کی انگلی سے اگلے دانت مل — جو[2] زوال کے بعد روزہ میں ممنوع ہے

وزاں پس سه مشت آب بر روئے زن — ز رستنگهٔ موئے سر تا ذقن
اس کے بعد تین چلو پانی منہ پر ڈال — پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی تک

دگر دستها تا بمرفق بشوئے — ز تسبیح و ذکر آنکه دانی بگوئے
پھر کہنیوں تک ہاتھ دھو — جو کچھ تجھے معلوم ہے تسبیح اور ذکر کر

دگر مسحِ سر بعد ازاں غسلِ پائے — همین است و ختمش بنامِ خدائے
پھر سر کا مسح پھر پاؤں کا دھونا — یہی ہے اور اس کا ختم خدا کے نام پر ہے

کس از من نداند دریں شیوه به — نه بینی که فرتوت شد پیرِ ده
اس[3] طریقے کو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا ہے — تو نہیں دیکھتا کہ گاؤں کا بوڑھا سٹھیا گیا ہے

شنید ایں سخن دہ خدائے قدیم — بشورید و گفت اے خبیثِ رجیم
اس بات کو گاؤں کے پرانے چودھری نے سنا — غصہ میں بھر گیا اور بولا اے پلید، مردود

نه مسواک در روزه گفتی خطاست — بنی آدمِ مُرده خوردن رواست
کیا[4] تو نے نہیں بتایا کہ روزہ میں مسواک کرنا غلط ہے — مردہ انسان کا کھانا درست ہے

دہاں گو ز ناگفتنیها نخست — بشوئی که از خوردنیها بشست
کہنہ[5] والے پہلے نہ کہنے کے لائق باتوں سے منہ — دھولے جب کہ کھانے کی چیزوں سے دھویا ہے

کسے را که نام آمد اندر میاں — به نیکوتریں نام و نعتش بخواں
جس کسی کا ذکر درمیان میں آئے — اس کا نام اور تعریف نیکی کے ساتھ ذکر کر

چو همواره گوئی که مردم خرند — مبر ظن که نامت چو مردم برند
جب تو ہمیشہ یہ کہے کہ آدمی گدھے ہیں — تو[6] یہ خیال نہ کر کہ وہ آدمیوں کی طرح تیرا نام لیں گے

چناں گوی سیرت بکوی اندرم — که گفتن توانی بروی اندرم
میری عادت اس طرح گلی میں بیان کر — جس طرح تو میرے روبرو بیان کر سکے

[1] میں ایک بچہ تھا کہ دائیں بائیں کی بھی تمیز نہ تھی۔
[2] امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک روزہ دار کے لیے دوپہر بعد مسواک درست نہیں ہے۔
[3] وہ عابد پھر یہ کہنے لگا۔
[4] تو نے خود یہ بتایا کہ روزہ میں مسواک درست نہیں ہے اور خود غیبت کر کے مردے کا گوشت کھا رہا ہے۔
[5] روزہ رکھتے وقت جس طرح کلی کرنا ضروری ہے اسی طرح بری باتوں سے منہ صاف کر لینا ضروری ہے۔
[6] جب تو تمام انسانوں کو گدھا بنائے گا لوگ تجھے گدھا کہیں گے۔

۱۰۹

وگر شرمت از دیدهٔ ناظر است
اور اگر تجھے دیکھنے والی آنکھ کی شرم ہے

نہ بے بصر غیب داں حاضر است
تو اندھا نہیں ہے، غیب کا جاننے والا موجود ہے

نیاید ہمی شرمت از خویشتن
تجھے آپ سے شرم نہیں آتی ہے

کز و فارغ و شرم داری ز من
کہ تو اس سے بے فکر ہے اور مجھ سے شرم کرتا ہے

حکایت

طریقت شناسان ثابت قدم
طریقت کے جانکار مضبوط قدم والے

بخلوت نشستند چندے بہم
تنہائی میں کچھ مل کر بیٹھے

یکے زاں میاں غیبت آغاز کرد
ان میں سے ایک نے بدگوئی شروع کر دی

در ذکر بیچارۂ باز کرد
ایک بے چارے کا ذکر شروع کر دیا

کسے گفتش اے یار شوریدہ رنگ
کسی نے اس سے کہا اے دیوانے، دوست

تو ہرگز غزا کردہ در فرنگ
تونے کبھی فرنگیوں سے جہاد کیا ہے؟

بگفت از پس چار دیوار خویش
اس نے کہا میں نے اپنی چار دیواری سے

ہمہ عمر ننہادہ ام پائے پیش
تمام عمر کبھی قدم باہر نہیں دھرا

چنیں گفت درویش صادق نفس
سچی طبیعت والے درویش نے یہ کہا

ندیدم چنیں بخت برگشتہ کس
میں نے ایسا بدبخت کوئی نہیں دیکھا۔

کہ کافر ز پیکارش ایمن نشست
کہ کافر تو اس کی جنگ سے امن میں ہو کر بیٹھا

مسلماں ز جور زبانش نرست
مسلمان اس کی زبان کے ظلم سے نہ چھوٹا

۱۰

حکایت

چہ خوش گفت دیوانۂ مرغزی
مرغز کے دیوانہ نے کیا خوب کہا

حدیثے کزاں لب بدنداں گزی
ایسی بات جس سے تو دانتوں سے ہونٹ کاٹ لے

من ار نام مردم بزشتی برم
میں اگر لوگوں کا نام برائی سے لوں گا

نگویم بجز غیبت مادرم
تو اپنی ماں کی بدگوئی کے سوا کچھ نہ کہوں گا

کہ دانند پروردگان خرد
کیونکہ عقل کے پالے ہوئے جانتے ہیں

کہ طاعت ہماں بہ کہ مادر برد
کہ عبادت وہی بہتر ہے جو ماں لے جائے

رفیقے کہ غائب شد اے نیک نام
اے نیک نام جو دوست غائب ہو گیا

دو چیز است از و بر رفیقاں حرام
دوستوں پر اس کی دو چیزیں حرام ہیں

یکے آنکہ مالش بباطل خورند
ایک تو یہ کہ اس کا مال خواہ مخواہ اڑائیں

دوم آنکہ نامش بزشتی برند
دوسرے یہ کہ اس کا نام برائی سے لیں

ہر آں کو برد نام مردم بعار
جو شخص لوگوں کا نام برائی سے لے

تو چشم نکوگوئی از وے مدار
تو اس سے اچھا کہنے کی توقع نہ رکھ!

---

۱ اگر تو لوگوں کی نگاہ بچا کر بدگوئی کرتا ہے تو یہ نہیں سمجھتا کہ خدا تو دیکھ رہا ہے۔

۲ انسان کو شرم کرنا چاہیئے کہ خدا سے تو غافل رہے اور لوگوں سے شرم کرے۔

۳ ایک جگہ کا نام ہے

۴ یعنی بہت میٹھی بات کہی ہے۔

۵ یعنی اگر میں بدگوئی کروں گا تو صرف اپنی ماں کی کروں گا تاکہ میری عبادت اس کے کام آجائے۔

۶ کیونکہ قیامت میں غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس شخص کو دے دی جائیں گی جس کی وہ غیبت کرے گا۔

کہ اندر قفائے تو گوید ہماں
اس لیے کہ وہ تیرے پیٹھ پیچھے بھی وہی کہے گا

کہ پیشِ تو گفت از پسِ مردماں
جو تیرے سامنے لوگوں کے پیٹھ پیچھے کہا ہے

کسے پیشِ من در جہاں عاقلست
میرے سامنے تو دنیا میں وہ عقلمند ہے

کہ مشغولِ خود وز جہاں غافلست
جو اپنے میں لگا ہے اور دنیا سے غافل ہے

حکایت

سہ کس را شنیدم کہ غیبت رواست
میں نے سنا ہے تین شخصوں کی بدگوئی مناسب ہے

چو زیں در گذشتی چہارم خطاست
اگر تو اس سے بڑھا چوتھے کی غیبت گناہ ہے

یکے پادشاہِ ملامت پسند
ایک ظالم بادشاہ

کزو بر دلِ خلق بینی گزند
جس سے تو لوگوں کے دل پر تکلیف دیکھے

حلالست ازو نقل کردن خبر
اس کی بات نقل کرنا جائز ہے

مگر خلق باشند ازو برحذر
تاکہ لوگ اس سے محتاط رہیں

دوم پردہ بر بے حیائے متن
دوسرے بے حیا پر پردہ نہ تان

کہ خود میدرد پردۂ خویشتن
اس لیے وہ خود اپنا پردہ چاک کر رہا ہے

ز حوضش مدار اے برادر گناہ
اے بھائی اس میں گھسنے کو گناہ نہ سمجھ

کہ او می در افتد بگردن بچاہ
اس لئے کہ وہ خود سر کے بل کنوئیں میں گرتا ہے

سوم کژ ترازوئے ناراست گوئے
تیسرے بدمعاملہ جھوٹا

ز فعلِ بدش ہر چہ دانی بگوئے
اس کے برے کام کی جو کچھ تجھے خبر ہے کہہ دے

(۱۰) جو اپنے عیبوں کے دھیان میں ہو دوسروں کے عیبوں سے ناواقف ہے، لہذا رات کے چوروں کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

حکایت

شنیدم کہ دزدے در آمد ز دشت
میں نے سنا ہے کہ ایک چور جنگل سے نکلا

بدروازۂ سیستاں بر گذشت
سیستان کے دروازے پر سے گزرا

چو چیزے خرید او ز بقالِ کوئے
جب اس نے کوچہ کے بقال سے کوئی چیز خریدی

ز ناکول و طعمیکہ بایستش اوئے
کھانے کی اور وہ کھانا جو اس کو چاہیئے تھا

بدزدید بقال ازو نیم دانگ
بقال نے اس کا آدھا دانگ چرا لیا

برآورد دزدِ سیہ کار بانگ
سیہ کار چور پکار اٹھا

خدایا تو شب رو بآتش بسوز
اے خدا تو رات کے چور کو جلا ڈال

کہ رہ می زنند سیستانی بروز
اس لیے کہ اب تو سیستانی دن میں ڈاکہ ڈالنے لگے

حکایت

یکے گفت با صوفئے با صفا
باطن کی صفائی والے ایک صوفی سے کسی نے کہا

ندانی فلانت چہ گفت از قفا
تجھے معلوم نہیں پیٹھ پیچھے فلاں نے تجھے کیا کہا ہے

بگفتا خموش اے برادر بخفت
اس نے کہا اے بھائی خاموش رہ، آرام کر!

ندانستہ بہتر کہ دشمن چہ گفت
دشمن نے کیا کہا ہے، اس کا نہ جاننا ہی بہتر ہے

کسانیکہ پیغامِ دشمن برند
وہ لوگ جو دشمن کا پیغام پہنچاتے ہیں

ز دشمن ہمانا کہ دشمن ترند
وہ دشمن سے بھی یقیناً زیادہ دشمن ہیں

کسے قولِ دشمن نیارد بدوست
کوئی شخص دشمن کی بات دوست کے پاس نہیں لاتا

جز آں کس کہ در دشمنی یارِ اوست
سوائے اس شخص کے جو دشمنی میں اس کا دوست ہے

نیارست دشمن جفا گفتنم
دشمن مجھے ایسا سخت نہ کہہ سکا

چناں کز شنیدن بلرزد تنم
جس کے سننے سے میرا جسم لرزے

تو دشمن تری کآوری بر دہاں
تو زیادہ دشمن ہے کہ زبان پر لاتا ہے

کہ دشمن چنیں گفت اندر نہاں
کہ دشمن نے خفیہ طور پر یہ کہا ہے

سخن چیں کند تازہ جنگِ قدیم
چغل خور پرانی لڑائی کو تازہ کرتا ہے

بخشم آورد نیک مردِ سلیم
سادہ دل نیک انسان کو غصہ میں مبتلا کرتا ہے

ازاں ہم نشیں تا توانی گریز
جس قدر ممکن ہو ایسے ہمنشین سے بھاگ

کہ مر فتنۂ خفتہ را گفت خیز
کہ جو خاص مردہ فتنہ کو کہے کہ اٹھ!

سیہ چال و مرد اندرو بستہ پائے
اندھا کنواں اور اس میں پیر بندھا آدمی

بہ از فتنہ از جائے بردن بجائے
بہتر ہے فتنہ کو جگہ بجگہ لے جانے سے

میانِ دو تن جنگ چوں آتش است
دو شخصوں کے درمیان لڑائی مثل آگ کے ہے

سخن چین بدبخت ہیزم کش است
بدبخت چغل خور لکڑہارا ہے

حکایت

فریدوں وزیرے پسندیدہ داشت
فریدوں ایک ایسا عمدہ وزیر رکھتا تھا

کہ روشن دل و دور بیں دیدہ داشت
جو روشن دل اور دور بیں نگاہ رکھتا تھا

رضائے حق اوّل نگہ داشتے
سب سے پہلے خدا کی رضامندی کا خیال رکھتا

دگر پاس فرمانِ شہ داشتے
پھر بادشاہ کے حکم کا لحاظ رکھتا

نہد عاملِ سفلہ بر خلق رنج
کمینہ حاکم لوگوں کو رنج پہنچاتا ہے

کہ تدبیرِ ملک است و توفیرِ گنج
کہ یہی ملک کی تدبیر اور خزانہ کی بڑھوتری ہے

اگر جانبِ حق نداری نگاہ
اگر تجھے خدا کا دھیان نہیں ہے

گزندت رساند ہم از پادشاہ
تجھے بادشاہ کی جانب سے بھی نقصان پہنچیگا

یکے رفت پیشِ ملک بامداد
ایک شخص صبح کو بادشاہ کے سامنے گیا

کہ ہر روزت آسایش و کام باد
کہ ہر روز تجھے آرام اور مقصد حاصل ہے

غرض مشنو از من نصیحت پذیر
کوئی غرض نہ سمجھ میری نصیحت سن لے

ترا در نہاں دشمن است ایں وزیر
یہ وزیر در پردہ تیرا دشمن ہے

۱؎ یعنی دشمن کا دوست ہی اس کی بات تیرے پاس لائیگا۔
۲؎ چغل خور مردہ فتنہ کو جگاتا ہے۔
۳؎ چغلخوری کرنے سے یہ بہتر ہے کہ انسان کا پیر بندھا ہوا اور وہ اندھے کنوئیں میں قید ہو۔
۴؎ جو اس آگ میں ایندھن لاکر جھونکتا ہے۔
۵؎ یعنی یہ دلیل بیان کرکے

۱۰

۶؎ منتظم حاکم اگر خدا سے بھی نہیں ڈرتا ہے تو اس کو جان لینا چاہیے کہ بادشاہ کے ہاتھ سے وہ نقصان اٹھائے گا۔
۷؎ یعنی یہ دعائیں دیں۔
۸؎ اور یہ کہنے لگا کہ اس بات میں میری کوئی غرض نہیں ہو مخلصانہ طریقے پر کہہ رہا ہوں۔

کس از خاص لشکر نماندست و عام
خاص لشکر اور عوام میں سے کوئی نہیں بچا
کہ سیم و زر از وے ندارد بوام
کہ جس کو اس نے چاندی اور سونا ادھار نہ دیا ہو

بشرطیکہ چوں شاہِ گردن فراز
اس شرط پر کہ جب بلند گردن بادشاہ
بمیرد دہند آں زر و سیم باز
مرجائے گا وہ سونا اور چاندی لوٹائیں گے

نخواہد ترا زندہ آں خود پرست
وہ متکبر تیرا زندہ رہنا نہیں چاہتا ہے
مبادا کہ نقدش نیاید بدست
ایسا نہ ہو کہ اس کا نقد ہاتھ میں نہ آسکے

یکے سوئے دستورِ دولت پناہ
دولت پناہ وزیر کی جانب یکبارگی
بچشمِ سیاست نگہ کرد شاہ
بادشاہ نے غصہ کی نگاہ سے دیکھا

کہ در صورتِ دوستاں پیشِ من
کہ میرے سامنے دوستوں کی سی صورت
بخاطر چرائی بد اندیشِ من
تو دل میں میرا بدخواہ کیوں ہے

زمیں پیشِ تختش ببوسید و گفت
اس نے تخت کے آگے کی زمین کو بوسہ دیا اور بولا
چو پرسیدی اکنوں نشاید نہفت
جب آپ نے دریافت کرلیا ہے تو چھپانا مناسب نہیں ہے

چنیں خواہم اے نامور پادشاہ
اے نامور بادشاہ میں یہ چاہتا ہوں
کہ باشند خلقت ہمہ نیک خواہ
کہ تمام مخلوق تیری نیک خواہ رہے

چو مرگت بود وعدۂ سیمِ من
جب میری چاندی واپس دینے کا وعدہ تیری موت پر ہوگا
بقا بیش خواہندت از بیم من
تو میرے خوف سے تیری زندگی زیادہ چاہیں گے

نخواہی کہ مردم بصدق و نیاز
کیا تو نہیں چاہتا کہ سچائی اور نیازمندی کے ساتھ
سرت سبز خواہند و عمرت دراز
لوگ تیری سرسبزی اور دراز عمر چاہیں

غنیمت شمارند مرداں دعا
لوگ دعا کو غنیمت سمجھتے ہیں
کہ جوشن بود پیشِ تیرِ بلا
کہ وہ بلا کے تیر کے مقابلے میں زرہ ہے

پسندید از و شہریار آنچہ گفت
جو کچھ اس نے کہا بادشاہ نے اس کو پسند کیا
ز گلِ رویش از تازگی بر شگفت
تازگی سے اس کے چہرے پر پھول کھل گئے

ز قدر و مکانیکہ دستور داشت
وزیر جو مرتبہ اور مقام رکھتا تھا
مکانش بیفزود و قدرش نکاشت
اس کا مقام بلند کر دیا اور اس کا رتبہ بڑھا دیا

ندیدم ز غماز سرگشتہ تر
میں نے چغل خور سے زیادہ حیران کسی کو نہیں دیکھا
نگوں طالع و بخت برگشتہ تر
زیادہ اوندھے ستارے والا اور پھرے نصیبہ والا

ز نادانی و تیرہ رائی کہ اوست
اپنی نادانی اور بدعقلی سے
خلاف افگند درمیانِ دو دوست
دو دوستوں میں اختلاف پیدا کرتا ہے

کنند ایں و آں خوش دگر بارہ دل
یہ اور وہ دوبارہ دل خوش کرلیتے ہیں
وے اندر میاں کور بخت و خجل
وہ درمیان میں اندھے نصیبہ والا اور شرمندہ ہوتا ہے

میانِ دو کس آتش افروختن
دو انسانوں کے درمیان آگ بھڑکانا
نہ عقلست و خود درمیاں سوختن
اور خود درمیان میں جلنا عقل کی بات نہیں ہے

۱۰

[۱] چونکہ قرض کی واپسی کی مدت تیری موت ہے لہٰذا وہ فوراً تیرا مرنا چاہے گا تاکہ جلد قرض وصول ہو جائے۔
[۲] کہ میں نے اس طور پر کیوں قرض بانٹا ہے۔
[۳] تاکہ جلد واپس نہ کرنی پڑے
[۴] دعا مصیبت کو ٹال دیتی ہے

چو سعدی کسے ذوقِ خلوت چشید
سعدی کی طرح اس نے خلوت کا مزا چکھ لیا ہے
کہ از ہر دو عالم زباں درکشید
جس نے دونوں جہان سے زبان بند کرلی ہے

بگو انچہ دانی سخن سودمند
جو کچھ تجھے معلوم ہے مفید بات کر
وگر ہیچ کس را نیاید پسند
خواہ کسی کو بھی پسند نہ آئے

کہ فردا پشیماں برآرد خروش
اس لیے کہ وہ کل شرمندہ ہو کر چیخے گا
کہ آیا چرا حق نکردم بگوش
کہ میں نے حق بات کیوں نہ سنی تھی

حکایت

زنِ خوب فرماں بر و پارسا
خوبصورت فرماں بردار نیک بیوی
کند مردِ درویش را پادشا
فقیر شوہر کو بادشاہ بنا دیتی ہے

برو پنج نوبت بزن بر درت
جا! پانچ مرتبہ اپنے دروازہ پر نقارہ بجوا
کہ یارِ موافق بود در برت
جب توافقت کرنیوالا یار تیری بغل میں ہو

ہمہ روز اگر غم خوری غم مدار
اگر تمام دن تو غم کھاتا ہے تو فکر نہ کر!
چو شب غمگسارت بود در کنار
جب رات کو ایک غمگسار تیری بغل میں ہو

کرا خانہ آباد و ہمخانہ دوست
جس کا گھر آباد ہوا اور بیوی دوست ہو
خدا را برحمت نظر سوئے اوست
اس پر خدا کی رحمت کی نگاہ ہے

چو مستور باشد زنِ خوبروئے
جب خوب صورت بیوی گھر میں چھپی ہو
بدیدار او در بہشت است شوئے
تو اس کے دیدار کی وجہ سے شوہر جنت میں ہے

کسے برگرفت از جہاں کامِ دل
اس شخص نے دنیا میں مقصد حاصل کرلیا
کہ یک دل بود با وے آرامِ دل
جس کی بیوی اس کے ساتھ ہم رائے ہو

اگر پارسا باشد و خوش سخن
اگر وہ نیک اور خوش کلام ہو
نگہ در نکوئی و زشتی مکن
تو خوب صورتی اور بدصورتی کا دھیان نہ کر

زنِ خوش منش دل نشاں تر کہ خوب
خوش مزاج دلچسپ بیوی خوبصورت سے بہتر ہے
کہ آمیزگاری بپوشد عیوب
اس لیے کہ گھول میل عیوب چھپا دیتا ہے

چو حلوا خورد سرکہ از دستِ شوئے
جو شوہر کے ہاتھ سے سرکہ حلوے کی طرح کھالے
نہ حلوا خورد سرکہ اندودہ روئے
نہ کہ حلوا منہ کو سرکہ ملے ہوئے کھائے

بَرد از پری چہرۂ زشت خوئے
پری جیسی چہرہ والی، بدعادت سے بازی لے جاتی ہے
زنِ دیو سیمائے خوش طبع گوئے
دیو جیسی شکل والی خوش طبع بات کرنے والی بیوی

دل آرام باشد زنِ نیک خواہ
نیک خواہ بیوی دل کا سکون ہوتی ہے
ولیکن زنِ بد خدایا پناہ
لیکن بد بیوی! اے خدا پناہ ہے

چو طوطی کلاغش بود ہم نفس
جب طوطے کا ہمدم کالا کوا ہو
غنیمت شمارد خلاص از قفس
تو وہ پنجرے سے چھٹکارے کو غنیمت سمجھے گی

۱ے یعنی اگر سچی بات آج کسی کو کڑوی معلوم ہوتی ہے تو کل اس کی قدر کریگا۔
۲ے بادشاہوں کے دروازوں پر نوبت بجائی جاتی تھی۔
۳ے بیوی شیریں کلام اور نیک ہونی چاہیے
۴ے شوہر کی معمولی چیز کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھے۔
۵ے خوش طبع، بدصورت بیوی، حسین بدمزاج بیوی سے بہتر ہے۔

۱۰

سر اندر جہاں نہ باآوارگی
دنیا میں آوارگی پر سر رکھ دے

بزندان قاضی گرفتار بہ
قاضی کی قید میں گرفتار ہو جانا بہتر ہے

سفر عید باشد بر آں کد خدائے
اس شوہر کے لیے سفر عید ہوتا ہے

در خرمی بر سرائے بہ بند
اس مکان پر خوشی کا دروازہ بند کر دے

چو زن راہ بازار گیرد بزن
جب بیوی بازار کا راستہ لے اس کو مار

اگر زن ندارد سوئے مرد گوش
اگر بیوی شوہر کی طرف کان نہ دھرے

زنے را کہ جہلست و ناراستی
جس بیوی میں نادانی اور بدچلنی ہے

چو در کیلہ جو امانت شکست
جو ایک پیمانہ جو میں امانت ختم کر دے

بر آں بندہ حق نیکوی خواستست
اس بندہ کی خدا نے بھلائی چاہی ہے

چو در روئے بیگانہ خندید زن
جب اجنبی کے سامنے بیوی ہنس پڑی

زن شوخ چوں دست در قلیہ کرد
بے حیا بیوی جب قورمہ پر ہاتھ مارنے لگے

ز بیگانگاں چشم زن کور باد
اجنبی لوگوں سے بیوی کی آنکھ اندھی ہو

چو بینی کہ زن پائے برجائے نیست
جب تو دیکھے کہ بیوی کا قدم اپنی جگہ نہیں ہے

گریز از کفش در دہان نہنگ
اس کے ہاتھ سے مگرمچھ کے منہ میں بھاگ جا

بپوشانش از مرد بیگانہ روئے
غیر مرد سے اس کا منہ چھپا

زن خوب خوش طبع رنج است و بار
خوش طبع خوبصورت بیوی بھی باعث رنج اور بوجھ ہے

وگر نہ بنہ دل بہ بیچارگی
ورنہ عاجزی پر صبر کر لے

کہ در خانہ دیدن برابر و گرہ
گھر میں پیشانی پر بل دیکھنے سے

کہ بانوئے زشتش بود در سرائے
جس کے گھر میں بری بیوی ہو

کہ بانگ زن از وے برآید بلند
جس سے بیوی کی چیخیں بلند رہیں

وگر نہ تو در خانہ بنشیں چو زن
ورنہ تو گھر میں عورت کی طرح بیٹھ جا

سراویل کحلیش در مرد پوش
اس کا سرمئی پاجامہ شوہر کو پہنا دو

بلائے سر خود نہ زن خواستی
تو نے اپنے سر کی بلا چاہی ہے نہ کہ بیوی

از انبار گندم فروشوئے دست
تو گیہوں کے ڈھیر سے ہاتھ دھولے

کہ با او دل و دست زن راستست
جس کے لیے بیوی کا ہاتھ اور دل سچا ہو

دگر مرد گو لاف مردی مزن
پھر شوہر سے کہو مردانگی کی ڈینگیں نہ مارے

برو گو بنہ پنجہ بر روئے مرد
جاؤ اس سے کہہ دو کہ شوہر کے منہ پر ہاتھ دھر دے

چو بیروں شد از خانہ در گور باد
جب گھر سے باہر نکلی تو پھر قبر میں ہو

ثبات از خردمندی و رائے نیست
تو پھر برداشت عقلمندی اور تدبیر کی بات نہیں ہے

برفتن بہ از زندگانی بہ ننگ
ذلت کے جینے سے مرجانا بہتر ہے

وگر نشنود چہ زن آنگہ چہ شوئے
اور اگر نہ مانے تو پھر کیا بیوی کیا شوہر

رہا کن زن زشت ناسازگار
ناموافق بدصورت بیوی کو طلاق دے دے

۱۰

۱؎ اگر گھر میں بد مزاج بیوی ہو۔
۲؎ جس گھر میں بیوی کا لڑائی جھگڑا ہو وہاں خوشی میسر نہیں آتی ہے
۳؎ جو شوہر بیوی کو قابو میں نہ رکھ سکے وہ عورت ہے۔
۴؎ بدچلن بیوی مصیبت ہے۔
۵؎ جو بیوی تھوڑی چیز میں خیانت کر سکتی ہے وہ زیادہ میں ضرور کرے گی۔
۶؎ بدچلن بیوی شوہر کو ذلیل کر دیتی ہے۔
۷؎ باحیا بیوی ہونی چاہیے بے حیا کے لیے موت بہتر ہے
۸؎ زیادہ خوبصورت اور خوش مزاج بیوی بھی اگرچہ پریشانی کا سبب ہوتی ہے لیکن اپنے اوصاف کی وجہ سے قابل برداشت ہے برخلاف بدصورت بدمزاج بیوی کے کہ اس میں کوئی خوبی نہیں تو اس کا چھوڑنا ہی بہتر ہے۔

چہ نغز آمد ایں یک سخن از دو تن
دو آدمیوں نے یہ ایک بات کیا اچھی کہی ہے
کہ بودند سرگشتہ از دست زن
جو بیوی کے ہاتھوں پریشان تھے

یکے گفت کس را زن بد مباد
ایک نے کہا خدا کرے کسی کی بیوی بد نہ ہو
دگر گفت زن در جہاں خود مباد
دوسرے نے کہا خدا کرے دنیا میں عورت ہی نہ ہو

زنِ نو کن اے دوست ہر نوبہار
اے دوست ہر نوبہار میں نئی بیوی بنا
کہ تقویم پاری نیاید بکار
اس لیے کہ گذشتہ سال کی جنتری کام میں نہیں آتی ہے

تہی پائے رفتن بہ از کفش تنگ
ننگے پیر چلنا تنگ جوتے سے بہتر ہے
بلائے سفر بہ کہ در خانہ جنگ
سفر کی مصیبت اٹھانا خانہ جنگی سے بہتر ہے

زناں شوخ و فرماندہ و سرکشند
عورتیں شوخ اور حکم چلانے والی اور سرکش ہیں
ولیکن شنیدم کہ در بر خوشند
لیکن میں نے سنا ہے کہ بغل میں راضی رہتی ہیں

کسے را کہ بینی گرفتارِ زن
اگر تو کسی کو بیوی میں پھنسا دیکھے
مکن سعدیا طعنہ بر وے مزن
اے سعدی تو اس پر طعنہ زنی نہ کر

تو ہم جور بینی و بارش کشی
تو بھی اس کا ظلم سہے گا اور اس کا بوجھ اٹھائیگا
اگر یک زماں در کنارش کشی
اگر تھوڑی دیر کے لیے اس کو بغل میں دبالے گا

۱ے یہ شعر شیخ سعدی نے بطور مذاق کہا ہے۔ ۲ے ننگے پیر ہونا یعنی بلا بیوی کے رہنا تنگ جوتے سے بد مزاج بیوی مراد ہے ۳ے نامحرم وہ عورتیں ہیں جن سے شادی جائز ہے

حکایت ۱۰

جوانے ز ناسازگاری جفت
ایک نوجوان بیوی کی مخالفت سے
بر پیر مردے بنالید و گفت
ایک بوڑھے آدمی کے سامنے نالاں ہوا اور کہا

گراں باری از دستِ ایں خصمِ چیر
اس غالب دشمن کے ہاتھ سے میں بوجھ
چناں می برم کآسیا سنگِ زیر
اس طرح برداشت کر رہا ہوں جیسے چکی کا نچلا پاٹ

بسختی بنہ گفتش اے خواجہ دل
اس نے اس سے کہا اے صاحب سختی پر صبر کرلے
کس از صبر کردن نگردد خجل
اس لیے کہ صبر کرنے سے کوئی شرمندہ نہیں ہوتا ہے

بشب سنگِ بالائی اے خانہ سوز
اے گھر کو پھونکنے والے رات کو تو اوپر کا پاٹ ہے
چرا سنگِ زیریں نباشی بروز
تو پھر دن میں تو نچلا پاٹ کیوں نہیں بنتا ہے

چو از گلبنے دیدہ باشی خوشی
جب تو نے پھولوں کی شاخ سے خوشی دیکھی ہو
روا باشد ار بارِ خارش کشی
تو مناسب ہوگا اگر تو اس کے کانٹے کا بوجھ برداشت کرے

درختے کہ پیوستہ بارش خوری
جس درخت کا تو مسلسل پھل کھائے
تحمل کن آنگہ کہ خارش خوری
اس وقت برداشت کر جب تو اس کا کانٹا کھائے

گفتار در بیان تربیتِ اولاد

کہاوت اولاد کی تربیت کے بیان میں

پسر چوں ز دہ بر گذشتش سنیں
جب لڑکے کی عمر دس سال سے زیادہ ہو جائے
ز نامحرماں گو فراتر نشیں
اس کو کہو کہ وہ نامحرموں سے دور ہو کر بیٹھے

برِ پنبہ آتش نشاید فروخت
روئی کے پاس آگ نہ سلگانی چاہیے

چو خواہی کہ نامت بماند بجائے
اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا نام باقی رہے

کہ گر عقل و رائیش نباشد بسے
اگر اس کے پاس اچھی عقل اور رائے نہ ہوگی

بسا روزگارا کہ سختی برد
بہت عرصہ تک سختی اٹھائے گا

خردمند و پرہیزگارش برآر
اس کو عقلمند اور پرہیزگار اٹھا

بخُردی درش زجر و تعلیم کن
بچپن میں اس کو جھڑک اور سکھا

نو آموز را ذکر و تحسین و زہ
نو آموز کے لیے ذکر اور تعریف اور شاباش

بیاموز پرورده را دست رنج
پلے ہوئے کو دستکاری سکھا

مکن تکیہ بر دستگاہیکہ ہست
اس قدرت پر جو تجھے حاصل ہے بھروسہ نہ کر

بپایاں رسد کیسۂ سیم و زر
سونے اور چاندی کی تھیلی ختم ہو جاتی ہے

چہ دانی کہ گردیدنِ روزگار
تجھے کیا معلوم ہے کہ زمانہ کی گردش

چو بر پیشہ باشدش دسترس
اگر اس کو کسی پیشہ پر قدرت حاصل ہوگی

ندانی کہ سعدی مکاں از چہ یافت
تجھے معلوم نہیں سعدی کو مرتبہ کس چیز سے ملا

بخُردی بخورد از بزرگاں قفا
اسنے بچپن میں بزرگوں کے طمانچے کھائے

ہر آں کس کہ گردن بفرماں نہد
جو شخص حکم کی اطاعت کرتا ہے

ہر آں طفل کو جورِ آموزگار
ہر وہ بچہ جو استاد کا ظلم

کہ تا چشم برہم زنی خانہ سوخت
اس لیے کہ جب تک تو پلک جھپکائے گا گھر جل جائے گا

پسر را خردمندی آموز و رائے
لڑکے کو عقلمندی اور رائے سکھا

بمیری و از تو نماند کسے
تو مر جائے گا اور تیرے بعد کوئی اہل نہ رہے گا

پسر چوں پدر نازکش پرورد
لڑکا جب کہ باپ اس کو نازوں سے پالے گا

گرش دوستداری بنازش مدار
اگر تجھے اس سے محبت ہے اس کو ناز میں نہ رکھ!

بہ نیک و بدش وعده و بیم کن
اچھے اور برے کا وعدہ اور خوف دلا

ز توبیخ و تہدید استاد بہ
استاد کی سرزنش اور دھمکی سے زیادہ مفید ہے

وگر دست داری چو قاروں بگنج
اگرچہ تو قارون کی طرح خزانہ پر قابو رکھتا ہو

کہ باشد کہ نعمت نماند بدست
اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ دولت ہاتھ میں نہ رہے

نگردد تہی کیسۂ پیشہ ور
پیشہ ور کی تھیلی خالی نہیں ہوتی ہے

بغربت بگرداندش در دیار
اس کو سفر میں گھمائے پھرے ملکوں میں

کجا دست حاجت برد پیش کس
پھر وہ ضرورت کا ہاتھ کسی کے سامنے کب پھیلائے گا

نہ ہاموں نوشت و نہ دریا شگافت
نہ جنگل طے کیے نہ دریا پھاڑا

خدا دادش اندر بزرگی صفا
خدا نے اس کو بزرگی میں صفائی عنایت فرمائی

بسے بر نیاید کہ فرماں دہد
زیادہ وقت نہیں گزرتا کہ حکم چلانیوالا بن جاتا ہے

نہ بیند جفا بیند از روزگار
نہیں سہتا ہے زمانہ کا ظلم سہتا ہے

۱۰

۱ـ جوان لڑکے اور لڑکی کی مثال روئی اور آگ کی سی ہے۔
۲ـ باسلیقہ اولاد سے تیرا نام روشن ہوگا
۳ـ نازپروردہ کو دنیا میں بہت دھکے کھانے پڑتے ہیں۔
۴ـ یعنی اگر وہ اچھا کام کرے تو اچھا وعدہ کر، اگر وہ برا کرے تو دھمکا دے
۵ـ چھوٹے بچوں کو پیار و محبت سے تعلیم دینی چاہیے
۶ـ اولاد کو ہنرمند بنا دینا چاہیے خواہ انسان قارون ہو
۷ـ یعنی نہ خشکی کا سفر کیا نہ دریا کا۔
۸ـ اطاعت سے سرداری ملتی ہے۔

پسر رانکو دار وراحت رساں
لڑکے کو عمدہ طریقے پر رکھ اور آرام پہنچا

کہ چشمش نماند بدست کساں
تاکہ دوسروں کے ہاتھ کی طرف اس کی نگاہ نہ اٹھے

ہر آں کس کہ فرزند را غم نخورد
جس شخص نے اولاد کا غم نہ کھایا

دگر کس غمش خورد وآوارہ کرد
دوسرا شخص اس کا غم اٹھاتا ہے اور اس کو آوارہ کر دیتا ہے

نگہدار از آمیزگار بدش
بد کے میل جول سے اس کی نگرانی کر

کہ بدبخت و بے رہ کند چوں خودش
ورنہ وہ اس کو اپنی طرح بدبخت اور بے راہ کر دیگا

سیہ نامہ تر زاں مخنث مخواہ[1]
اس ہیجڑے سے زیادہ سیہ اعمال نامہ والا کسی کو نہ تلاش کر

کہ پیش از خطش وے گردد سیاہ
جس کا خط آنے سے پہلے منہ کالا ہو جائے

ازاں بے حمیت بباید گریخت
اس بے غیرت سے بھاگنا چاہیے

کہ نامردیش آب مرداں بریخت[2]
جس کی نامردی نے مردوں کی آبرو بہائی

پسر کو میان قلندر نشست
وہ لڑکا جو قلندروں میں بیٹھا

پدر گو ز خیرش فروشوئے دست
باپ سے کہہ دو اس کی بھلائی سے ہاتھ دھولے

دریغش مخور بر ہلاک و تلف
اس کے ہلاک اور برباد ہونے پر افسوس نہ کر

کہ پیش از پدر مردہ بہ ناخلف[3]
اس لئے کہ ناخلف کا باپ سے پہلے مرجانا بہتر ہے

[1] اگر تم اولاد کی ضروریات پوری نہ کروگے تو وہ آوارہ ہو جلئے گی۔
[2] دنیا میں سب سے زیادہ سیاہ اعمال نامہ اس کا ہے جو بچپن میں مردوں سے آوارگی کرائے
[2] دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ اس نے مردوں کا نطفہ ضائع کیا۔
[3] آوارہ اولاد کا باپ کی زندگی میں مرجانا بہتر ہے

حکایت

شبے دعوتے بود در کوئے من
میری گلی میں ایک رات دعوت تھی

ز ہر جنس مردم در و انجمن
اس محفل میں ہر قسم کے آدمی تھے

چو آواز مطرب درآمد ز کوئے
جب کوچے سے گویے کی آواز آئی

بگردوں شد آوازۂ ہای و ہوئے
ہائے وہو کی آوازیں آسمان پر پہنچیں

پری پیکرے بود محبوب من
ایک میرا معشوق پری جیسے جسم والا تھا

بدو گفتم اے لعبت خوب من
میں نے اس سے کہا اے میرے خوبصورت کھلونے

چرا با جواناں نیائی بجمع
جوانوں کے ساتھ تو مجمع میں کیوں نہیں آتا

کہ روشن کنی مجلس ما چو شمع
تاکہ شمع کی طرح ہماری مجلس کو روشن کر دے

شنیدم سہی قامت سیم تن
میں نے سنا کہ سیدھے قد والا چاندی کے جسم والا

کہ می رفت و می گفت با خویشتن
چلا جا رہا تھا اور اپنے آپ سے کہہ رہا تھا

محاسن چو مرداں ندارم بدست
مردوں کی سی خوبیاں میرے پاس نہیں ہیں

نہ مردی بود پیش مرداں نشست
تو مردوں کے سامنے بیٹھنا انسانیت نہیں ہے

گفتار در احتراز از صحبت امرداں
بے عادت نوخیز لڑکوں کی صحبت سے بچاؤ کے بیان میں

خرابت کند شاہد خانہ کن
گھر برباد کرنے والا معشوق تجھے خراب کر دیگا

برو خانہ آباد گرداں بزن
جا بیوی سے گھر آباد کر!

نشاید ہوس باختن با گُلے
ہوس بازی ایسے پھول سے مناسب نہیں ہے
چو خود را بہر مجلسے شمع کرد
جب اس نے اپنے آپ کو ہر محفل کی شمع بنایا
زنِ خوب خوش خوئے آراستہ
خوبصورت خوش مزاج، بنی سنوری بیوی
درو دم چو غنچہ دمے از وفا
غنچہ کی طرح اس کی وفا کا دم بھر
نہ چوں کودکِ پیچ برپیچ شنگ
وہ لڑکے کی طرح پیچ در پیچ اور شوخ نہیں ہے
مبیں دلفریبش چو حورِ بہشت
اس کو بہشت کی حور کی طرح دل لبھانے والا نہ سمجھ
گرش پائے بوسی ندارد ت پاس
اگر تو اس کے پیر بھی چومے گا وہ تیرا لحاظ نہ کرے گا
سر از مغز و دست از درم کن تہی
بھیجے سے سر روپے پیسے سے ہاتھ خالی کرے
مکن بد بفرزند مردم نگاہ
لوگوں کی اولاد پر بد نگاہ نہ ڈال

کہ ہر بامدادش بود بلبلے
جس کے لیے ہر صبح ایک نئی بلبل ہو
تو دیگر چو پروانہ گردش مگرد
پھر تو پروانہ کی طرح اس کا چکر نہ کاٹ
چہ ماند بنادانِ نوخاستہ
نوعمر نادان سے کیا نسبت رکھتی ہے
کہ از خندہ افتد چو گل در قفا
خوشی سے وہ پھول بنکر تیرے پیچھے لگے گی
کہ چوں مقل نتواں شکستن بسنگ
کہ جس کو گوگل کی طرح پتھر سے بھی نہ توڑا جا سکے
کزاں روئے دیگر چو غولست زشت
اس لیے کہ وہ دوسری طرف سے بھوت کی طرح برا ہے
ورش خاک باشی نداند سپاس
اگر تو اس کی خاک بھی بن جائے گا شکر گزار نہ ہو گا
چو خاطر بفرزندِ مردم نہی
اگر انسان کے بچے پر دل دے
کہ فرزندِ خویشت برآید تباہ
ورنہ تیری اولاد تباہ ہو جائے گی

۱ یعنی وہ امرد جس کا ہر روز ایک نیا عاشق پیدا ہو جائے۔
۲ غنچہ باد سحری کے چلنے سے کھل جاتا ہے
۳ دیکھنے میں حور معلوم ہوتا ہے لیکن عادت کے اعتبار سے بھوت ہے۔
۴ امرد پرستی انسان کو دیوانہ اور مفلس بنا دیتی ہے۔
۵ بدفعلی کے ارادے سے۔
۶ بدفعلی کا ارادہ نہ کروں گا۔
۷ چونکہ لڑکے نے مارا تھا
۸ فارس کا مشہور شہر ہے۔

۱۰

حکایت

دریں شہر بارے بسمعم رسید
اس شہر میں ایک بار میرے کان میں یہ بات پہنچی
شبانگہ بگردست بردش بشیب
رات کے وقت شاید اس نے اس کے نچلے حصہ پر ہاتھ ڈال دیا
پری چہرہ ہرچہ اوفتادش بدست
پری جیسے چہرے والے کے ہاتھ میں جو کچھ آیا
گوا کرد بر خود خدا و رسول
اس نے اپنے اوپر خدا اور رسول کو گواہ بنایا
رحیل آمدش ہمدراں ہفتہ پیش
اس کو اسی ہفتہ سفر پیش آگیا
چو بیروں شد از کازروں یک دو میل
جب کازروں سے ایک دو میل آگے نکلا

کہ بازارگانے غلامے خرید
ایک تاجر نے ایک غلام خریدا ہے
کہ سیمیں زنخ بود و خاطر فریب
اس لیے کہ وہ چاندی جیسے رخسار والا اور دلفریب تھا
بکیں در سر و مغز ناداں شکست
کینہ سے نادان کے سر اور بھیجے پر توڑ ڈالا
کہ دیگر نگردم بگردِ فضول
کہ پھر میں فضول بات کا چکر نہ کاٹوں گا
دل افگار و سر بستہ و روئے ریش
دل زخمی اور سر بندھا ہوا اور چہرہ زخمی
بہ پیش آمدش سنگلاخے مہیل
ایک پتھریلی خوفناک زمین اس کے سامنے آگئی

بپرسید کیں قلہ را نام چیست
اس نے معلوم کیا کہ اس پہاڑی کا کیا نام ہے
چنیں گفتش از کارواں ہمدمے
قافلہ کے ایک ساتھی نے اس سے یہ کہا
سیہ را یکے بانگ برداشت سخت
اس نے غلام کو سختی سے پکارا
نہ عقلست و نہ معرفت یک جوم
مجھ میں ایک جو برابر بھی عقل اور پہچان نہیں ہے
درِ شہوت نفس کافر بہ بند
کافر نفس کی شہوت کا دروازہ بند کر دے
چو مر بندۂ را ہمی پروری
جب تو کسی نوکر کی پرورش کرے
وگر سیدش لب بدنداں گزد
اور اگر اس کا آقا اس کے ہونٹ دانتوں سے دبائے گا
غلام آبکش باید و خشت زن
نوکر پانی کھینچنے والا اور اینٹیں پاتھنے والا چاہیے
نہ ہر جا کہ بینی خطِ دل فریب
یہ مناسب نہیں کہ جہاں کہیں بھی دل فریب خط دیکھے

کہ بسیار بیند عجب ہر کہ زیست
اس لیے کہ جو زندہ رہتا ہے وہ بہت کچھ عجائبات دیکھتا ہے
مگر تنگ ترکاں ندانی ہمے
شاید تو "تنگ ترکاں" کو نہیں جانتا ہے
کہ دیگر چہ رانی بہ بیند از رخت
کہ آگے کیوں ہانکتا ہے، سامان ڈال دے
اگر من دگر تنگِ ترکاں روم
اگر میں پھر ترکوں کی "تنگ" میں گھسوں۔
وگر عاشقی لت خور و سر بہ بند
اور اگر تو عاشق ہے تو لاتیں کھا اور سر کو پٹی کپیٹ
بہیبت بر آرش کز و بر خوری
اس کو رعب میں رکھ تاکہ اس سے فائدہ اٹھائے
دماغ خداوندگاری پزد
تو وہ آقائی کا خیال پکائے گا
بود بندۂ نازنیں مشت زن
نازنین نوکر کے باز ہوتا ہے
توانی طمع کردنش در کتیب
اس کو کتاب میں کر لینے کا لالچ کرے

ملا اس پہاڑی کا نام ہے
ملا ترک امرد لڑکے کو بھی کہتے ہیں اور تنگ سے مراد اس کی شرم گاہ ہے۔
ملا یعنی اگر غلام سے عشق بازی شروع کر دی تو وہ آقا بن جائے گا۔
ملا خط سے مراد معشوق کے رخسار کا خط ہے اور "در کتاب کردن" کسی چیز پر قبضہ کرنا
ملا یعنی یہ کہتے ہیں
ملا غرضیکہ انسان کو ایسے مواقع سے گریز چاہیے ورنہ برائی میں مبتلا ہو جائے گا۔

حکایت

گروہے نشینند با خوش پسر
بہت سے لوگ خوبصورت لڑکے کے ساتھ بیٹھتے ہیں
ز من پرس فرسودۂ روزگار
مجھ زمانہ کے گھسے ہوئے سے پوچھ
ازاں تخم خرما خورد گوسپند
بکری اسی وجہ سے چھوارے کی گٹھلی کھاتی ہے
سر گاو عصار ازاں در گہ است
تیلی کے بیل کا سر اسی وجہ سے گھاس میں ہے

کہ ما پاکبازیم و صاحب نظر
کہ ہم تو پاکباز اور دیکھ بھال کے ہیں
کہ بر سفرہ حسرت خورد روزہ دار
کہ روزہ دار دسترخوان پر بیٹھ کر حسرت کھاتا ہے
کہ قفلست بر تنگِ خرما و بند
کہ چھوارے کے بورے پر بند اور تالا ہے
کہ از کنجدش ریسماں کوتہ است
کہ تلوں تک پہنچنے سے اس کی رسی تنگ ہے

حکایت

یکے صورتے دید صاحب جمال
ایک شخص نے ایک حسین صورت دیکھی۔

بگردیدش از شورش عشق حال
عشق کے پاگل پن سے اس کی حالت دگرگوں ہو گئی

برانداخت بیچارہ چنداں عرق
بے چارے نے اس قدر پسینہ ٹپکایا

کہ شبنم بر آردی بہشتی ورق
جتنا چیت کے مہینہ میں پتہ پر شبنم

گذر کرد بقراط بروے سوار
بقراط سوار ہو کر اس کے پاس سے گذرا

بپرسید کیں را چہ افتاد کار
اس نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے

کسے گفتش ایں عابد پارساست
کسی نے اسے کہا کہ یہ ایسا نیک عبادت گذار ہے

کہ ہرگز خطائے ز دستش نخاست
جس کے ہاتھ سے کبھی کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے

رود روز و شب در بیابان و کوہ
رات اور دن کو جنگل اور پہاڑ میں چلا جاتا ہے

ز صحبت گریزاں ز مردم ستوہ
صحبت سے گریز کرنے والا ہے اور انسانوں سے عاجز ہے

بر دست خاطر فریبے دلش
ایک دل لبھانے والا اس کا دل لے گیا ہے

فرو رفتہ پائے نظر در گلش
نگاہ کا قدم اس کی مٹی میں دھنس گیا ہے

چو آید ز خلقش ملامت بگوش
جب لوگوں کی ملامت اس کے کان میں آتی ہے

بگرید کہ چند از ملامت خموش
روتا ہے کہ ملامت کب تک! خاموش رہو

نگوی ار بنالم کہ معذور نیست
اگر میں روؤں تو تم یہ نہ کہو کہ معذور نہیں ہے

کہ فریادم از علتے دور نیست
کیونکہ میرا[۲] چیخنا سبب سے دور نہیں ہے

نہ ایں نقش دل می رباید ز دست
یہ[۳] صورت دل کو ہاتھ سے نہیں اچکتی ہے

دل آں می رباید کہ ایں نقش بست
دل کو وہ اچکتا ہے جس نے یہ صورت بنائی ہے

شنید ایں سخن مردِ کار آزمائے
کار آزمودہ شخص نے یہ بات سنی

کہن سال پروردہ و پختہ رائے
جو کہ پرانی عمر کا اور پختہ رائے تھا

بگفت ار چہ صیتِ نکوئی رود
اس نے کہا اگرچہ نیکی کی شہرت پھیلتی ہے

نہ با ہر کسے ہر چہ گوئی رود
لیکن ہر شخص کے سامنے ہر بات نہیں چلتی ہے۔

نگارندہ را خود ہمیں نقش بود
نقش و نگار کرنے والے کا صرف یہی ایک نقش تھا

کہ شوریدہ را دل بیغما ربود
جو دیوانے کے دل کو لوٹ لے گیا

چرا طفل یک روزہ ہوشش نبرد
ایک دن کا بچہ اس کا ہوش کیوں نہ لے گیا

کہ در صنع دیدن چہ بالغ چہ خرد
اس لیے کہ کاریگری دیکھنے میں بالغ اور بچہ برابر ہے

محقق ہماں بیند اندر ابل
محقق شخص اونٹ میں بھی وہی بات دیکھتا ہے

کہ در خوب رویانِ چین و چگل
جو چین اور چگل کے حسینوں میں

نقابیست ہر سطرِ من زیں کتیب
تیری اس کتاب کی ہر سطر ایک نقاب ہے

فرو ہشتہ بر عارضِ دل فریب
جو دل فریب رخسارہ پر پڑا ہوا ہے

معانیست در زیر حرف سیاہ
کالے حرفوں کے نیچے ایسے معانی ہیں

چو در پردہ معشوق و در میغ ماہ
جیسے پردہ میں معشوق اور بدلی میں چاند

در اوقاتِ سعدی نگنجد ملال
سعدی کے اوقات میں ملال کی گنجائش نہیں ہے

کہ دارد پس پردہ چندیں جمال
کیونکہ پردہ کے پیچھے بہت سی خوبیاں رکھتا ہے

[۱] مشہور حکیم ہے۔
[۲] بلکہ میرے رونے چلانے کا صحیح سبب ہے
[۳] یعنی میں دراصل اس خوبصورت پر عاشق نہیں ہوں بلکہ اس کے بنانے والے یعنی خدا پر عاشق ہوں
[۴] یعنی بقراط
[۵] اگر خدا کی کاریگری پر عشق ابھرا ہے تو بچے میں کاریگری زیادہ نمایاں ہے۔
[۶] یہاں سے شیخ سعدی کا اپنا مقولہ شروع ہوا ہے۔

مرا کیں سخنہاست مجلس فروز
جبکہ مجلس کو رونق بخشنے والی میری یہ باتیں ہیں

چو آتش درو روشنائی و سوز
جن میں آگ کی طرح روشنی اور جلن ہے

نرنجم زخصماں اگر برطپند
اگر دشمن تڑپیں تو میں رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں

کزیں آتش پارسی در تپند
کہ وہ اس پارسی آگ سے بخار میں مبتلا ہیں

گفتار در عدم التفات بر قول اہل دنیا
کہاوت دنیا داروں کی بات کی طرف توجہ نہ کرنے کے بیان میں

اگر در جہاں از جہاں رستہ ایست
اگر دنیا میں کوئی شخص دنیا والوں سے بچا ہوا ہے

در از خلق بر خویشتن بستہ ایست
تو وہی ہے جو اپنا دروازہ لوگوں پر بند کیے ہوئے ہے

کس از دستِ جورِ زباںہا نرست
زبانوں کے ظلم سے کوئی شخص نہیں چھوٹا

اگر خود نمایست اگر حق پرست
خواہ ریا کار ہے خواہ حق پرست ہے

اگر بر پری چوں ملک زآسماں
اگر تو فرشتہ کی طرح آسمان سے اڑ کر آئے گا

بدامن در آویزدت بدگماں
بدگمان تیرے دامن میں لٹکے گا

بکوشش تواں دجلہ را پیش بست
کوشش سے دجلہ پر پشتہ باندھا جا سکتا ہے

نشاید زبانِ بداندیش بست
بداندیش کی زبان بندی نہیں کی جا سکتی ہے

فراہم نشینند تر دامناں
گنہگار جمع ہو کر بیٹھتے ہیں (اور کہتے ہیں)

کہ ایں زہدِ خشک است و آں دامِ ناں
کہ یہ[1] تو خشک پرہیز گاری ہے اور وہ روٹی کا جال ہے

تو روی از پرستیدنِ حق مپیچ
تو حق کی پرستش سے منہ نہ موڑ

بہل تا نگیرند خلقت بہیچ
چھوڑ یہاں تک کہ وہ تجھے کسی چیز کے قابل نہ سمجھیں

چو راضی شد از بندہ یزدانِ پاک
جب خدائے پاک بندہ سے راضی ہو گیا

گر اینہا نگردند راضی چہ باک
اگر یہ راضی نہ ہوئے تو کیا پرواہ ہے

بد اندیشِ خلق از حق آگاہ نیست
مخلوق کا بدخواہ خدا سے واقف نہیں ہے

ز غوغائے خلقش بحق راہ نیست
مخلوق کے شور و غل سے ہٹ کر خدا کی طرف اس کا راستہ نہیں ہے

ازاں رہ بجائے نیاوردہ اند
اسی سبب سے وہ کسی مقام تک نہیں پہنچے ہیں

کہ اول قدم پے[2] غلط کردہ اند
کیونکہ انھوں نے پہلے ہی قدم پر راستہ غلط کر دیا ہے

دو کس بر حدیثے گمارند گوش
دو آدمی کسی بات پر کان دھرتے ہیں

ازیں تا بداں[3] ز اہرمن تا سروش
اس سے اس تک اتنا فاصلہ ہے جیسے اہرمن سے فرشتہ تک

یکے پند گیرد دگر ناپسند
ایک[4] نصیحت حاصل کرتا ہے دوسرا ناپسند کرتا ہے

نپردازد از حرف گیری بہ پند
نکتہ چینی کو چھوڑ کر نصیحت قبول نہیں کرتا ہے

فرو ماندہ در کنجِ تاریک جائے
تاریک گوشہ میں عاجز ہو کر رہ گیا ہوا

چہ دریابد[5] از جامِ گیتی نمائے
جہاں نما جام سے کیا حاصل کر سکتا ہے

مپندار اگر شیر اگر روبہی
خواہ تو شیر ہے خواہ لومڑی یہ نہ سمجھ!

کز ایناں بمردی و حیلت رہی
کہ تو ان سے شرافت اور حیلہ کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کرلیگا

---

[1] یعنی بزرگوں پر ان لفظوں سے تنقید کرتے ہیں۔
[2] راہ سلوک کی ابتدا یہ ہے کہ انسانوں کی ایذا رسے بچے۔
[3] یعنی ان دونوں سننے والوں میں اس قدر فرق ہے جیسا کہ شیطان اور فرشتے میں۔
[4] یعنی بات سن کر۔
[5] یعنی نصیحت نہ سننے والا جام گیتی نما جام جمشید کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ وہ ہفت اقلیم کی معلومات کرلیتا تھا۔ یہاں مراد قلب انسانی ہے۔

اگر کنج خلوت گزیند کسے
اگر کوئی شخص تنہائی کا گوشہ اختیار کرلے

مذمت کنندش کہ زرقست و ریو
تو اس کی برائی کریں گے کہ مکر اور فریب ہے

وگر خندہ رویست و آمیزگار
اور اگر ہنس مکھ ہے اور گھل ملنے والا ہے

غنی را بغیبت بکاوند پوست
بدگوئی کرکے مال دار کی کھال ادھیڑ دیں گے

وگر مرد درویش در سختی است
اور اگر کوئی فقیر مصیبت میں ہے

وگر کامرانے درآید زپائے
اور اگر کوئی بامراد مرتبہ سے گر جائے

کہ تا چند ازیں جاہ گردن کشی
کہ اس مرتبہ کی وجہ سے کب تک تکبر کرتا

ق

وگر تنگ دستے تنک مایۂ
اور اگر کسی تنگ دست، کم سرمایہ والے کا

بخایندش از کینہ دنداں بزہر
کینہ کی وجہ سے زہر کے بجھے دانت پیسیں گے

چو بینند کارے بدستت درست
اگر تیرے ہاتھوں کوئی کام سیدھا دیکھیں گے

وگر دست ہمت بداری زکار
اگر تو کسی کام سے ہمت کا ہاتھ اٹھا لے

وگر ناطقی طبل پر یاوہ
اگر تو بولنے والا ہے تو بکواس بھرا ڈھول ہے

تحمل کناں را نخوانند مرد
برداشت کرنے والوں کو مرد نہ کہیں گے

وگر در سرش ہول مردانگیست
اور اگر اس کے سر میں بہادری کی دہشت ہے

تعنت کنندش گر اندک خورست
اگر کم خوراک ہے اس کو رنجیدہ کریں گے

وگر نغز و پاکیزہ باشد خورش
اور اگر اس کی خوراک اچھی اور پاکیزہ ہو

کہ پروائے صحبت ندارد بسے
اس لیے کہ میل جول کی زیادہ پرواہ نہیں کرتا ہے

زمردم چناں میگریزد کہ دیو
لوگوں سے بھوت کی طرح بھاگتا ہے

عفیفش ندانند و پرہیزگار
تو اس کو پاک دامن اور پرہیزگار نہ سمجھیں گے

کہ فرعوں اگر ہست در عالم اوست
کہ دنیا میں اگر فرعون ہے تو وہی ہے

بگویند از ادبار و بدبختی است
تو کہیں گے ادبار اور بدبختی کی وجہ سے ہے

غنیمت شمارند و فضل خدائے
اس کو غنیمت اور خدا کا فضل شمار کریں گے

خوشی را بود در قفا ناخوشی
خوشی کے پیچھے ناخوشی ہوتی ہے

سعادت بلندش کند پایۂ
نیک بختی مرتبہ بڑھا دے

کہ دوں پرور است ایں فرومایہ دہر
کہ یہ کمینہ زمانہ، کمینہ پرور ہے

حریصت شمارند و دنیا پرست
تجھے لالچی اور دنیا پرست شمار کریں گے

گدا پیشہ خوانندت و پختہ خوار
تجھے گداگر اور پکی پکائی کھانے والا کہیں گے

وگر خامشی نقش گرماوہ[1]
اگر تو چپ ہے حمام کی تصویر ہے

کہ بیچارہ از بیم سر برنکرد
کہ بے چارہ نے خوف سے سر نہ اٹھایا[2]

گریزند ازوکیں چہ دیوانگیست
اس سے بھاگیں گے کہ یہ کیا دیوانگی ہے

کہ بالش مگر روزیے دیگر است
کہ اس کا مال تو شاید دوسرے کی روزی ہے[3]

شکم بندہ خوانند و تن پرورش
تو اس کو پیٹ کا غلام اور تن پرور کہیں گے

۱۰

[1] حماموں میں تصویریں بنانے کا رواج تھا۔
[2] بردباری کو کمزوری پر محمول کریں گے۔
[3] یعنی یہ کہیں گے کہ کھانا اس کے مقدر میں نہیں ہے اس کا مال دوسروں کے ہی کام آئے گا۔

وگر بے تکلّف زید مال دار
اور اگر کوئی مال دار سادہ زندگی گذارے
ق که زینت براہل تمیز است عار
اس لیے کہ تمیز داروں کے لیے بناؤ سنگھار عیب ہے

زباں در نہندش بایذا چو تیغ
اس کی ایذا میں تلوار کی طرح زبان کھولیں گے
که بدبخت زر دارد از خود دریغ
کہ بدبخت اپنے اوپر مال خرچ کرنے سے رکتا ہے

وگر کاخ و ایواں منقّش کند
اور اگر قلعہ اور محل منقّش کرے
ق تنِ خویش را کسوتِ خوش کند
اپنے لیے اچھا لباس اختیار کرے

بجاں آید از طعنہ بروے زناں
اپنے اوپر طعنہ زنوں سے عاجز آجائے گا
که خود را بیاراست ہمچوں زناں
کہ اپنے آپ کو عورتوں کی طرح بنایا سنوارا ہے

وگر پارسائے سیاحت نہ کرد
اور اگر کسی نیک آدمی نے سفر نہ کیا ہو
سفر کردگانش نخوانند مرد
تو سفر کرنے والے اس کو مرد نہ سمجھیں گے

که نارفتہ بیروں ز آغوشِ زن
کہ جو بیوی کی گود سے باہر نہ نکلا ہو
کدامش ہنر باشد و رای و فن
اس کو کیا ہنر اور رائے اور فن حاصل ہو سکتا ہے

جہاندیدہ را ہم بدرّند پوست
جہاندیدہ کی بھی چمڑی ادھیڑ دیں گے
که سرگشتہ بختِ برگشتہ اوست
کہ سر پھرا، بدبخت وہی ہے[1]

گرش حظ ز اقبال بودے و بہر
اگر اقبال مندی میں اس کا نصیبہ اور حصّہ ہوتا
زمانہ نراندے ز شہرش بشہر
زمانہ اس کو شہر بہ شہر نہ لیے پھرتا

عزب را نکوہش کند خردہ بیں
عیب جو بے شادی شدہ کی برائی کرتا ہے
که می رنجد از خفت و خیزش زمیں
کہ اس کے سونے اور جاگنے سے زمین رنجیدہ ہوتی ہے[2]

وگر زن کند گوید از دستِ دل
اور اگر وہ شادی کرے تو کہے گا کہ دل کے ہاتھوں
بگردن در افتاد چوں خر بہ گل
گردن کے بل گرا ہے جیسا کہ کیچڑ میں گدھا

نہ از جورِ مردم رہد زشت روے
نہ بدصورت انسانوں کے ظلم سے رہائی پاتا ہے
نہ شاہد ز نامردمِ زشت گوے
نہ معشوق، برا کہنے والے نالائقوں سے

حکایت

غلامے بمصر اندرم بندہ بود
مصر میں ایک لڑکا میرے پاس نوکر تھا
که چشم از حیا در بر افگندہ بود
جو شرم کی وجہ سے آنکھیں نیچی کیے رکھتا تھا

کسے گفت ہیچ ایں پسر عقل و ہوش
کسی نے کہا یہ لڑکا کچھ عقل اور ہوش
ندارد بمالش بتعلیم گوش
نہیں رکھتا سکھانے کے لیے اس کے کان اینٹھ

شبے بر زدم بانگ بروے درشت
ایک رات کو میں اس پر سختی سے چیخ پڑا
ہمو گفت مسکیں بجورش بکشت[3]
وہی بولا مسکین کو اس نے ظلم سے مار ڈالا

گرت بر کند خشم روزے ز جائے
اگر تجھے غصہ کسی دن جگہ سے برانگیختہ کردے
سراسیمہ خوانند ت و خیرہ رائے
تو تجھے دیوانہ اور بدعقل کہیں گے

۱۰

[1] یعنی کہیں گے کہ بدبختی سے مارا مارا پھرتا ہے
[2] عوام میں مشہور ہے کہ جو شخص شادی نہیں کرتا ہے اس کا وجود زمین کو گراں گزرتا ہے۔
[3] جو کان اینٹھنے کو کہہ رہا تھا۔

وگر بُردباری کنی از کسے
اور اگر تو کسی سے بردباری کرے گا
بگویند غیرت ندارد بسے
تو تجھے کہیں گے کہ غیرت نہیں رکھتا ہے

سخی را باندرز گویند بس
سخی کو نصیحت میں کہیں گے بس کر
کہ فردا دو دستت بود پیش و پس
ورنہ کل کو تیرے دونوں ہاتھ آگے اور پیچھے ہوں گے

وگر قانع و خویشتن دار گشت
اور اگر تھوڑے پر صبر کرنیوالا اور خوددار ہو گیا
بہ تشنیع خلقے گرفتار گشت
مخلوق کے لعن طعن میں گرفتار ہوا

کہ ہمچوں پدر خواہد ایں سفلہ مرد
کہ باپ کی طرح یہ کمینہ بھی مرجائے گا
کہ دنیا رہا کرد و حسرت بُرد
جو دنیا کو چھوڑ گیا اور حسرت لے گیا

کہ یارد بکنج سلامت نشست
سلامتی کے گوشہ میں کون بیٹھ سکتا ہے
کہ پیغمبر از خبث دشمن نرست
کہ پیغمبر بھی دشمن کی خباثت سے نہ بچے

خدا را کہ مانند و انباز و جفت
جو خدا مثال اور شریک اور جوڑا
ندارد شنیدی کہ ترسا چہ گفت
نہیں رکھتا، تو نے سنا ہے نصاریٰ نے کیا کہا

رہائی نیابد کس از دستِ کس
کوئی کسی کے ہاتھ سے نہیں چھوٹتا ہے
گرفتار را چارہ صبر است و بس
قیدی کے لیے تدبیر صرف صبر ہے

حکایت

۱۰

جوانے ہنرمند فرزانہ بود
ایک جوان ہنرمند اور عقلمند تھا
کہ در وعظ چالاک و مردانہ بود
وعظ کہنے میں ہوشیار اور بہادر تھا

نکو نام و صاحبدل و حق پرست
نیک نام اور صاحبدل اور حق پرست
خطِ عارضش خوشتر از خطِ دست
اُس کے رخسار کا خط ہاتھ کے خط سے زیادہ خوبصورت تھا

قوی در بلاغات و در نحو چست
بلاغتوں میں قوی اور نحو میں تیز
ولے حرف ابجد نگفتے درست
لیکن ابجد کے حروف صاف نہ کہہ سکتا تھا

یکے را بگفتم ز صاحبدلاں
میں نے صاحبدلوں میں سے ایک سے کہا
کہ دندانِ پیشیں ندارد فلاں
کہ فلانا شخص اگلے دانت نہیں رکھتا ہے

برآمد ز سودائے من سُرخ روے
میرے پاگل پن سے اس کا چہرہ لال ہو گیا
کزیں جنس بیہودہ دیگر مگوئے
کہ اس قسم کی بیہودہ بات پھر نہ کہنا

تو در وے ہماں عیب دیدی کہ ہست
تو نے اس میں وہی عیب دیکھا جو ہے
زچنداں ہنر چشمِ عقلت ببست
تو نے اتنے ہنروں سے عقل کی آنکھ بند کرلی

یقیں بشنو از من کہ روزِ یقیں
یقیناً مجھ سے سن لے کہ یقین کے دن
نہ بیند بدی مردمِ نیک بیں
نیک بیں انسان بدی نہ دیکھے گا

ق
یکے را کہ علم است و تدبیر و رائے
ہر شخص کے پاس علم اور تدبیر اور رائے ہے
گرش پائے عصمت بلغزد ز جائے
اگر اس کی عصمت کا پیر جگہ سے اکھڑ جائے

۱؎ یعنی زیادہ سخاوت نہ کر ورنہ مفلس ہو کر ستر پوشی کے لیے کپڑا بھی نہ رہے گا۔
۲؎ اس طور پر لعن طعن کریں گے۔
۳؎ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہہ کر مثال اور شریک ٹھہرایا
۴؎ ہر انسان طعنہ زنوں کا قیدی ہے اس کو صبر سے کام لینا چاہیے۔
۵؎ بیباکی سے عمدہ وعظ کہتا تھا۔
۶؎ خوبصورت بھی تھا اور خوشنویس بھی۔
۷؎ زبان سے حروف کی ادائیگی اچھی نہ ہوتی تھی زبان میں تتلاہٹ تھی۔
۸؎ اسی وجہ سے حروف مخارج سے ادا نہیں ہوتے ہیں۔
۹؎ قیامت کے دن

بیک خردہ مپسند بر وے جفا
ایک غلطی سے اس پر ظلم پسند نہ کر

بود خار و گل با ہم اے ہوشمند
اے ہوشمند کانٹا اور پھول ملے جلے ہوتے ہیں

کرا زشت خوئی بود در سرشت
جس کی طبیعت میں بد عادت ہو

صفائی بدست آور اے بے تمیز
اے بے تمیز صفائی حاصل کر

طریقے طلب کز عقوبت رہی
ایسا راستہ طلب کر کہ عذاب سے چھوٹے

منہ عیب خلق اے فرومایہ پیش
اے کمینے! مخلوق کے عیب پیش نظر نہ رکھ!

چرا دامن آلودہ را حد زنم
خطاکار کو میں کیسے سزا دوں

نشاید کہ بر کس درشتی کنی
مناسب نہیں ہے کہ تو کسی پر سختی کرے

چو بد ناپسند آیدت خود مکن
اگر برائی تجھے ناپسند ہے خود نہ کر

من ار حق شناسم وگر خود نمائے
خواہ میں حق شناس ہوں یا ریاکار

چو ظاہر بعفت بیاراستم
جب میں نے ظاہر کو پاکدامنی سے آراستہ کر لیا ہے

تو خاموش اگر من بہ ام یا بدم
خواہ میں اچھا ہوں یا برا، تو چپ رہ

اگر سیرتم خوب وگر منکر است
خواہ میری سیرت اچھی ہے یا بری ہے

بہ چشم از تو دارم بہ نیکی ثواب
میں نیکی کرکے تجھ سے بدلے کی توقع نہیں رکھتا ہوں

نکوکاری از مردم نیک رائے
نیک رائے انسانوں کی نیکی

تو نیز اے عجب ہر کرا یک ہنر
تو بھی اے نرالے جس کسی کا ایک ہنر

بزرگاں چہ گفتند خذ ما صفا
بزرگوں نے کیا کہا ہے، جو صاف ہو وہ لے

چہ در بند خاری تو گلدستہ بند
تو کانٹے کی فکر میں کیوں لگا ہے گلدستہ بنالے

نہ بیند ز طاؤس جز پائے زشت
وہ موریں سوائے برے پیروں کے کچھ نہ دیکھیگا

کہ ننماید آئینۂ تیرہ نیز
اس لیے کہ اندھا آئینہ کچھ نہیں دکھاتا ہے

نہ حرفے کہ انگشت بر وے نہی
نہ کہ ایسا حرف جس پر انگلی دھرے

کہ حشمت فرو دوزد از عیب خویش
ورنہ وہ اپنے عیب سے تیری آنکھیں سی دے گا

چو در خود شناسم کہ تر دامنم
جب میں اپنے آپ کو جانتا ہوں کہ خطاکار ہوں

چو خود را بتاویل پشتی کنی
جبکہ تاویل کرکے تو اپنی مدد کرتا ہے

پس آنگہ بہمسایہ گو بد مکن
پھر اس وقت پڑوسی سے کہہ کہ نہ کرے

بروں با تو دارم دروں با خدائے
ظاہر تیرے ساتھ رکھتا ہوں باطن خدا کے ساتھ

تصرف مکن در کژ و راستم
میرے جھوٹ اور سچ میں دخل اندازی نہ کر

کہ حمال سود و زیان خودم
اس لیے کہ میں اپنے نفع اور نقصان کا خود برداشت کرنیوالا ہوں

خدایم بسر از تو داناتر است
میرا خدا راز کو تجھ سے زیادہ جاننے والا ہے

کہ بینم بجرم از تو چندیں عذاب
کہ جرم کرنے میں تیرا اس قدر عذاب جھیلوں

یکے را بدہ می نویسد خدائے
ایک کے بدلے میں خدا دس لکھتا ہے

بہ بینی زدہ عیبش اندر گذر
دیکھے، اس کے دس عیبوں سے درگذر کر

۱۰

لہ یعنی دل کو اخلاق رذیلہ سے صاف کرنا چاہیے
ملہ دوسروں کے عیوب کا متلاشی اپنے عیب سے اندھا ہوتا ہے۔
ملہ اپنی خطاؤں کی غلط توجیہ کرکے اپنے آپ کو نیکو کار ثابت کرتا ہے۔
ملہ تیرے لیے بحث کرنا مناسب نہیں ہے کہ میرا ظاہر باطن کے ساتھ میل کھاتا ہے یا نہیں۔
ھ جب میری نیکی کا تعلق خدا سے ہے اور وہی اس کا بدلہ دے گا تو میری برائی سے بھی تو تعلق نہ رکھ اور تو مجھے سزا نہ دے۔

نہ یک عیب اورا بانگشت پیچ
اس کے ایک عیب کو انگلی پر اس طرح نہ لپیٹ
جہانے بفضیلت برآور بہیچ
کہ بزرگی کے ایک جہان کو ہیچ بنائے

چو دشمن کہ در شعر سعدی نگاہ
اس دشمن کی طرح کہ جو سعدی کے اشعار میں نگاہ
بنفرت کند اندرونِ تباہ
نفرت سے کرتا ہے باطن کی خرابی کی وجہ سے

ندارد بصد نکتۂ نغز گوش
سو بہتر نکتوں پر کان نہیں دھرتا ہے
چو زحفے بہ بیند برآرد خروش
جب ایک زحاف دیکھ لیتا ہے تو شور کرتا ہے

جز این علتش نیست کاں بد پسند
اسکی علت اس کے سوا کچھ نہیں ہو کہ اس برائی پسند کرنیوالے کی
حسد دیدۂ نیک بینش بکند
نیک بینی کی آنکھ حسد نے نکال لی ہے

نہ مر خلق را صنع باری سرشت
کیا مخلوق کو اللہ کی صناعی نے نہیں پیدا فرمایا ہے
سیاہ و سفید آمد و خوب و زشت
کالے اور گورے ، اچھے اور برے

نہ ہر چشم و ابرو کہ بینی نکوست
ہر آنکھ اور بھوں جو تو دیکھے اچھی نہیں ہے
بخور پستہ مغز و بیند از پوست
پستہ کی گری کھالے اور چھلکا پھینک دے

باب ہشتم در شکر

آٹھواں باب شکر کے بیان میں

۱۰

بنفس[1] می نیارم زد از شکر دوست[2]
میں دوست کے شکریہ کا ایک دم بھی نہیں بھر سکتا ہوں
کہ شکرے ندانم کہ در خورد اوست
اس لیے کہ مجھے وہ شکر ہی معلوم نہیں جو اس کے مناسب ہے

عطائیست ہر موی از و بر تنم
میرے جسم پر ہر رونگٹا اس کی عطا ہے
چگونہ بہر موئے شکرے کنم
ہر رونگٹے کا میں کیسے شکریہ ادا کروں

ستایش خداوند بخشندہ را
بخشنے والے خدا کے لیے تعریف ہے
کہ موجود کرد از عدم بندہ را
جس نے عدم سے بندہ کو موجود کیا

کرا قوتِ وصفِ احسان اوست
اس کے احسان کی تعریف کرنے کی کس کو قوت ہے
کہ اوصافِ مستغرقِ شانِ اوست
کون سی تعریفیں اس کی شان کا احاطہ کر سکتی ہیں

بدیعیکہ شخص آفرید ز گل
ایسا پیدا کرنے والا کہ مٹی سے انسان کو پیدا کیا
روان و خرد بخشد و ہوش و دل
جان اور عقل اور ہوش اور دل بخشا

ز پشتِ پدر تا بپایان شیب[3]
باپ کی کمر سے بڑھاپے کے ختم تک
نگر تا چہ تشریف دادت ز غیب
غور کر تجھے غیب سے کیا کیا خلعت بخشی ہے

چو پاک آفریدت بہش باش و پاک
جبکہ تجھے پاک پیدا کیا ہے ہوش میں رہ اور پاک رہ
کہ ننگست ناپاک رفتن بخاک
اس لیے کہ مٹی میں ناپاک بن کر جانا بڑی ذلت ہے

پیاپے[4] بیفشاں از آئینہ گرد
آئینہ سے گرد کو پے در پے جھاڑ
کہ مصقل نگیرد چو زنگار خورد
کیونکہ جب وہ زنگ کھا جاتا ہے تو صیقل کو قبول نہیں کرتا

نہ در ابتدا[5] بودی آب منی
کیا تو شروع میں منی کا نطفہ نہ تھا
اگر مردی از سر بدر کن منی
اگر انسان ہے تو سر سے خودی کو نکال دے

[1] یعنی سکتہ
[2] دوست سے مراد حق تعالیٰ ہے یعنی اس کی شایان شان ہم شکر نہیں ادا کر سکتے ہیں۔
[3] بچہ ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوتا ہے پھر بڑا ہو کر اپنے آپ کو گناہوں میں ملوث ہو کر ناپاک بنا لیتا ہے
[4] یعنی دل کی صفائی کرتا رہ ورنہ زنگ کھا کر بالکل بیکار ہو جائے گا اور پھر صاف نہ ہو سکے گا
[5] جب انسان کی پیدائش ایک حقیر اور ناپاک چیز سے ہے تو تکبر اس کے لیے مناسب نہیں ہے۔

چو روزی بسعی آوری سوئے خویش
تو جب روزی کوشش سے اپنی طرف لاتا ہے

مکن تکیہ بر زورِ بازوئے خویش
تو اپنے زورِ بازو پر بھروسہ نہ کر

چرا حق نمی بینی اے خود پرست
اے خود پرست تو صحیح بات کیوں نہیں دیکھتا

کہ بازو بگردش در آورد دست
ہاتھ کو گردش میں کون لا سکتا ہے

چو آید بکوشیدنت خیر پیش
اگر تیری کوشش سے کوئی بہتر بات سامنے آئے

بتوفیقِ حق داں نہ از سعی خویش
تو اس کو حق کی توفیق سے سمجھ نہ کہ اپنی کوشش سے

بسر پنجگی کس نبر دست گوئے
طاقت کی وجہ سے کوئی بازی نہیں جیت سکا ہے

سپاسِ خداوندِ توفیق گوئے
توفیق دینے والے خدا کا شکر ادا کر

تو قائم بخود نیستی یک قدم
تو ایک قدم بھی خود کھڑا نہیں ہو سکتا ہے

ز غیبت مدد می رسد دمبدم
پے در پے تجھے غیب سے مدد پہنچتی ہے

نہ طفلک زباں بستہ بودی ز لاف
کیا تو ڈینگیں مارنے سے زباں بستہ بچہ نہ تھا

ہمی روزی آمد بشکمت ز ناف
تو بھی تیرے جسم میں ناف کے ذریعہ روزی آ رہی تھی

چو نافش بریدند و روزی گسست
جب انھوں نے اس کی ناف کاٹی اور روزی منقطع ہوئی

بہ پستانِ مادر در آویخت دست
تو ماں کے پستان میں ہاتھ لٹکائے

غریبے کہ رنج آردش دہر پیش
وہ مسافر جس کے سامنے زمانہ بیماری لا ڈالے

بداروہ دہند آبش از شہر خویش
تو اس کو اس کے شہر کا پانی دوا میں دیتے ہیں

پس او در شکم پرورش یافتست
پس اس نے بھی پیٹ میں پرورش پائی ہے

ز انبوب معدہ خورش یافتست
معدہ کی نلی سے خوراک پائی ہے

دو پستاں کہ امروز دل خواہِ اوست
دو پستان جو آج اس کے دل کی خواہش ہیں

دو چشمہ ہم از پرورش گاہِ اوست
اس کی پرورش گاہ ہی کے دو چشمے ہیں

کنار و برِ مادرِ دلپذیر
دل کو پسند آنے والی ماں کی بغل اور گود

بہشتست و پستاں دروجوئے شیر
بہشت ہے اور اس میں چھاتیاں دودھ کی نہریں ہیں

درختست بالائے جاں پرورش
اس کا جان پرور قد ایک درخت ہے

ولد میوۂ نازنیں در برش
نازوں کا پالا بچہ اس کی گود میں میوہ ہے

نہ رگہائے پستاں درونِ دلست
کیا پستان کی رگیں دل میں پہنچی ہوئی نہیں ہیں

پس ار بنگری شیر خونِ دلست
پس اگر تو غور کرے گا تو دودھ دل کا خون ہے

بخونش فرو بردہ دنداں چو نیش
ڈنگ کی طرح دانت اس کے خون میں گھسائے ہوئے ہے

سرشتہ درو مہر خونخوارِ خویش
اور اس میں اپنا ہی خون پینے والے کی محبت گھلی ہے

چو بازو قوی کرد و دنداں ستبر
جب بازو قوی اور دانت چوڑے کر لئے

براندایدش دایہ پستاں بصبر
اس کے پستان کو دایہ ایلوے سے لیپ دیتی ہے

چناں صبر از شیر خامش کند
صبر اس کو دودھ مانگنے سے ایسا چپ کر دیتا ہے

کہ پستانِ شیریں فرامش کند
کہ اسکو شیریں پستان کو بھی بھلا دیتا ہے

۱۰

۱؎ روزی کمانے میں ہاتھ ہلانا پڑتا ہے وہ بھی انسان کے قبضہ میں نہیں بلکہ خدا کی توفیق سے ہے۔

۲؎ شکم مادر میں ناتواں بچہ بھی روزی پاتا ہے جو اس کی قوت سے حاصل نہیں ہوتی ہے

۳؎ ماں کے پیٹ میں رہ کر ناف کے ذریعہ غذا حاصل کرتا ہے پیدا ہونے کے بعد نال کاٹ دی جاتی ہے

۴؎ وطن کا پانی پلانے سے بیمار شفایاب ہو جاتا ہے۔

۵؎ ماں کا پیٹ بچہ کی پرورش گاہ ہے پستان میں دودھ وہاں سے ہی آ رہا ہے گویا اس کو اس کے شہر کا پانی پلایا جا رہا ہے۔

۶؎ ماں دراصل خون دل پلاتی ہے۔

۷؎ عجائبات قدرت میں سے ہے کہ بچہ خون پیتا ہے اور ماں پھر بھی جان نثار کرتی ہے۔

۸؎ جب بچہ دوسری غذا کھانے کے قابل ہو جاتا ہے دودھ چھڑایا جاتا ہے۔

تو نیز اے کہ در توبہ طفلِ راہ
تو بھی اے انسان جو توبہ میں طفل راہ ہے
بصبرت فراموش گردد گناہ
صبر کرنے سے تو گناہ کو فراموش کر سکتا ہے

حکایت

جوانے سر از رائے مادر بتافت
ایک جوان نے ماں کی رائے سے سرتابی کی
دلِ دردمندش چو آذر بتافت
اس کا دردمند دل آگ کی طرح بھڑکا

چو بیچارہ شد پیشش آورد مہد
جب لاچار ہوگئی اس کے سامنے پالنا لائی
کہ اے سست مہر و فراموش عہد
کہ اے کم محبت والے وقت کو بھولنے والے

نہ گریان و درماندہ بودی و خرد
کیا تو ایسا رونے والا اور عاجز اور بچہ نہ تھا
کہ شبہا ز دستِ تو خوابم نبرد
کہ بہت سی راتیں میں تیری وجہ سے نہ سو سکی

نہ در مہد نیروئے حالت نبود
کیا ایسا نہ تھا کہ پالنے میں تیری اب کی سی طاقت نہ تھی
مگس راندن از خود مجالت نبود
تجھ میں اپنے سے مکھی اڑانے کی طاقت نہ تھی

تو آنی کز آں یک مگس رنجہ
تو وہی ہے کہ اس ایک مکھی سے رنجیدہ تھا
کہ امروز سالارِ سرپنجہ
جو آج قوت کا سردار ہے

بحالے شوی باز در قعرِ گور
اسی حالت میں تو پھر قبر کے گڑھے میں جگے گا
کہ نتوانی از خویشتن دفعِ مور
کہ اپنے آپ سے ایک چیونٹی کو نہ ہٹا سکے گا

دگر دیدہ چوں برفروزد چراغ
پھر آنکھ کیسے چراغ روشن کرے گی
چو کرمِ لحد خورد پیہ دماغ
جب لحد کے کیڑے دماغ کی چربی کھا جائیں گے

چو پوشیدہ چشمے بہ بینی کہ راہ
اگر تو کسی ایسے اندھے کو دیکھے جو راستہ
ندانند ہمی وقتِ رفتن زچاہ
اور کنویں میں چلتے وقت فرق نہیں کر سکتا تو شکر کرنا چاہیے

تو گر شکر کردی کہ با دیدہ
اگر تو نے شکر ادا کیا تو تو آنکھوں والا ہے
وگرنہ تو ہم چشم پوشیدہ
ورنہ تو بھی اندھا ہے

معلم نیاموختت فہم و رائے
سمجھ اور تدبیر تجھے استاد نے نہیں سکھائی ہے
سرشت ایں صفت در وجودت خدائے
خدا نے تیرے وجود میں یہ صفت پیدا کی ہے

گرت منع کردے دلِ حق نیوش
اگر خدا حق سننے والا دل تجھے نہ دیتا
حقیقت عینِ باطل نمودے بگوش
تو تجھے حق بات عین باطل معلوم ہوتی

گفتار اندر صنع باری در ترکیب خلقت انسان

کہاوت اللہ تعالیٰ کی کاریگری انسانی پیدائش کی ترکیب کے متعلق

بہ بیں تا یک انگشت از چند بند
غور کر کہ ایک انگلی کتنے جوڑوں کے ذریعہ
بہ اقلیدس صنع در ہم فگند
کاریگری کی اقلیدس سے جوڑی ہے

پس آشفتگی باشد و ابلہی
پس دیوانگی اور بیوقوفی ہوگی
کہ انگشت بر حرف صنعش نہی
کہ تو اس کی کاریگری کے حرف پر انگلی رکھے

۱ے جس طرح صبر کرنے سے بچہ دودھ جیسی لذیذ چیز کو بھول جاتا ہے اگر گناہوں سے صبر کریگا تو وہ بھی فراموش ہو جائیں گے

۲ے ماں کا دل رنج سے شعلہ زن ہو گیا

۳ے بچپن یا دلانے کے لیے

۴ے مرنے کے بعد انسان اپنے بدن سے ایک چیونٹی کو بھی نہیں ہٹا سکتا ہے۔

۵ے اقلیدس ایک حکیم کا نام ہے، جس کے نام سے یہ فن موسوم ہو گیا ہے۔

۱۵

تأمل کن از بہر رفتار مرد
غور کر، انسان کے چلنے کے لیے

کہ چند استخواں پے زد و وصل کرد
کہ کتنی ہڈیوں میں پٹھا لگایا اور جوڑا ہے

کہ بے گردش کعب و زانو و پاے
کہ ٹخنے اور گھٹنے اور پانوں کے گھومے بدون

نشاید قدم بر گرفتن ز جاے
جگہ سے قدم بھی نہیں اٹھایا جا سکتا ہے

ازاں سجدہ بر آدمی سخت نیست
اسی وجہ سے آدمی کو سجدہ کرنا دشوار نہیں ہے

کہ در صلب او مہرہ یک لخت نیست[۱]
کہ اس کی کمر میں منکا ایک ٹکڑا نہیں ہے

دو صد مہرہ بر یک دگر ساختست
دو سو منکے ایک دوسرے میں بنائے ہیں

کہ گل مہرۂ چوں تو پرداختست
جب تجھ جیسا مٹی کا پتلا بنایا ہے

رگت بر تنست اے پسندیدہ خوے
اے پسندیدہ عادت جسم میں تیری رگیں

زمینے دروسی صد و شصت جوے[۲]
ایک زمین ہے جس میں تین سو ساٹھ نہریں ہیں

بصر در سر و فکر و راے و تمیز
سر[۳] میں بینائی اور فکر اور رائے اور تمیز کو

جوارح بدل دل بدانش عزیز
اور اعضاء کو دل کے ذریعہ اور دل کو سمجھ کے ذریعہ باعزت بنایا

بہائم بروی اندر افتادہ خوار
چوپائے منہ کے بل گرے ہوئے ذلیل ہیں

تو ہمچوں الف بر قدمہا سوار[۴]
تو الف کی طرح پیروں پر سوار ہے

نگوں کردہ ایشاں سر از بہر خور
وہ کھانے کے لیے سر اوندھا کرتے ہیں

تو آری بعزت خورش پیش سر
تو عزت سے کھانا سر کے سامنے لاتا ہے

نزیبد ترا با چنیں سروری
اس سرداری[۵] کے ہوتے ہوئے تجھے یہ زیب نہیں دیتا ہے

کہ سر جز بطاعت فرود آوری
کہ خدا کی عبادت کے سوا تو سر نیچا کرے

ولیکن بدیں صورت دل پذیر
لیکن دل کو لبھانے والی اس صورت پر

فرفتہ مشو صورت خوب گیر
تو فریفتہ نہ ہو پسندیدہ اخلاق اختیار کر

رہ راست باید نہ بالاے راست
سیدھا راستہ چاہیے نہ کہ سیدھا قد

کہ کافر ہم از روے صورت چو ماست
ورنہ صورت کے اعتبار سے کافر بھی ہم جیسا ہے

ترا آنکہ چشم و دہن داد و گوش
جس ذات نے تجھے آنکھ اور منہ اور کان دیا ہے

اگر عاقلی در خلافش مکوش
اگر تو سمجھدار ہے اس کے خلاف کوشش نہ کر

گرفتم کہ دشمن نکوبی بسنگ
میں نے مانا کہ تو دشمن کو پتھر سے نہیں کچل سکتا ہے

مکن بارے از جہل با دوست جنگ
لیکن نادانی کی وجہ سے اب دوست سے نہ لڑ

خردمند طبعان منت شناس
احسان کو پہچاننے والی طبیعت والے عقلمند

بدوزند نعمت بہ میخ سپاس[۶]
شکر کی کیل سے نعمت کو جڑ دیتے ہیں

حکایت

نبرد آزماے ز راد ہم فتاد
ایک جنگجو (بادشاہ) مشکیں گھوڑے سے گر گیا

بگردن درش مہرہ بر ہم فتاد
اس کے گردن کے جوڑ گڑبڑ ہو گئے

---

(۱۰)

[۱] اگر کمر میں ایک ہڈی لگا دی جاتی تو انسان کبھی نہ جھک سکتا۔
[۲] جسم کو زمین اور رگوں کو نہریں قرار دیا گیا ہے۔
[۳] یہ ترجمہ "سر" از بصر عبارت قرار دے کر کیا گیا ہے ورنہ مطلب واضح نہیں ہے۔
[۴] یعنی انسان کا قد سیدھا ہے۔
[۵] اللہ نے جب انسان کا سر اونچا کیا ہے تو صرف اسی کے سامنے جھکنا چاہیے۔
[۶] یعنی وہ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے نعمتیں پائیدار ہو جاتی ہیں۔

چو پیلش فرو رفت گردن بتن
ہاتھی[1] کی طرح اس کی گردن بدن میں گھس گئی

نگشتے سرش تا نگشتے بدن
اس کا سر نہ گھومتا جب تک بدن نہ گھومتا

پزشکاں بماندند حیراں دریں
طبیب[2] اس معاملہ میں حیران ہو گئے

مگر فیلسوفے ز یوناں زمیں
یونان کی سرزمین کے ایک فلسفی کے سوا

سرش باز پیچید و تن راست شد
اس نے اس کا سر موڑ دیا اور بدن ٹھیک ہو گیا

وگر وے نبودے زمن خواست شد
اور اگر وہ نہ ہوتا تو یہ اپاہج ہو جاتا

دگر نوبت آمد بنزدیک شاہ
اس[3] کو بادشاہ کے پاس آنے کی دوبارہ نوبت آئی

نکرد آں فرومایہ در وے نگاہ
اس کمینہ نے اس کی طرف نگاہ نہ کی۔

خردمند را سر فرو شد بشرم
شرم سے عقلمند کا سر نیچا ہو گیا

شنیدم کہ می رفت و می گفت نرم
میں نے سنا ہے کہ وہ جا رہا تھا اور چپکے سے کہہ رہا تھا

اگر دے نہ پیچیدمے گردنش [4]
اگر میں کل اس کی گردن نہ پھیرتا

نہ پیچیدے امروز روی از منش
تو آج وہ مجھ سے منہ نہ موڑتا

فرستاد تخمے بدست رہی
اس نے غلام کے ہاتھ ایک بیج بھیجا

کہ باید کہ بر عودِ سوزش نہی
کہ اس[5] کو تجھے اگردان پر رکھ دینا چاہیے

ملک را یکے عطسہ آمد ز دود
بادشاہ کو دھوئیں سے ایک چھینک آئی

سر و گردنش ہمچناں شد کہ بود
اس[6] کا سر اور گردن جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی

بعذر از پئے مرد بشتافتند
عذر[7] خواہی کے لیے مرد کے پیچھے دوڑے

بجستند بسیار و کم یافتند
انھوں نے بہت ڈھونڈا اور نہ پایا

مکن گردن از شکر منعم مپیچ
ایسا نہ کر، بخشش کرنے والے کے شکر سے گردن نہ موڑ

کہ روزِ پسیں سر برآری بہیچ
ورنہ[8] آخری دن ذرا بھی گردن نہ ابھار سکے گا

گفتار اندر نظر در صنع باری تعالیٰ

کہاوت اللہ تعالیٰ کی کاریگری پر غور کرنے کے بیان میں

شب از بہر آسایشِ تست و روز
رات[9] میں اور دن میں تیرے آرام کے لیے ہے

مہ روشن و مہر گیتی فروز
روشن چاند، اور دنیا کو روشن کرنے والا سورج

سپہر از برائے تو فراش وار
آسمان فراش کی طرح تیرے لیے

ہمی گسترانند بساطِ بہار
موسم بہار کی بساط بچھاتا ہے

اگر باد و برف است و باران و میغ
خواہ ہوا اور برف ہے اور بارش اور بدلی

وگر رعد چوگاں زند برق تیغ
خواہ کڑک بلا چلانے اور بجلی تلوار چلانے والی ہے

ہمہ کارداران فرماں برند
سب حکم ماننے والے کارکن ہیں

کہ تخم تو در خاک می پرورند
کہ[10] تیرا بیج مٹی میں پرورش کرتے ہیں

وگر تشنہ مانی ز سختی مجوش
اور اگر تو پیاسا ہے تو سختی کی وجہ سے جوش میں نہ آ

کہ سقائے ابر آبت آرد بدوش
اس لیے کہ ابر کا سقا تیرے لیے کندھے پر پانی لا رہا ہے

۱؎ ہاتھی اپنی گردن نہیں گھما سکتا ہے
۲؎ علاج نہ کر سکے
۳؎ جب بادشاہ تندرست ہوا پھر دوبارہ کسی ضرورت سے وہ طبیب اس کے پاس آیا
۴؎ اگر علاج کر کے گردن موڑنے کے قابل نہ بنا دیتا تو وہ منہ نہ موڑ سکتا
۵؎ جس انگیٹھی پر اگر کی دھونی دی جاتی ہے اس پر یہ بیج ڈال کر دھونی لے لینا۔

۱۰

۶؎ اب وہ سر اور گردن نہ موڑ سکتا تھا۔
۷؎ طبیب کو ڈھونڈا تاکہ اس سے معافی چاہیں اور وہ دوبارہ علاج کر دے۔
۸؎ قیامت کے دن
۹؎ یعنی رات کو چاند اور دن کو سورج تیری آرام رسانی کے لیے طلوع ہوتے ہیں۔
۱۰؎ یہ جملہ چیزیں انسان کے لیے کھیتیاں تیار کرتی ہیں۔

زخاک آورد رنگ و بوی و طعام
خاک سے پیدا فرما دیتا ہے رنگ، اور خوشبو اور کھانے کی چیز
عسل دادت از نحل و من از ہوا
تجھے مکھی سے شہد، اور ہوا سے منّ دیا
ہمہ نخلبنداں بخایند دست
سب باغبان ہاتھ چباتے ہیں
خور و ماہ و پروین برائے تو اند
سورج اور چاند اور کہکشاں تیرے لیے ہے
زخارت گل آورد و از نافہ مشک
تیرے لئے کانٹے سے پھول اور نافہ سے مشک
بدست خودت چشم و ابرو نگاشت
خود اپنے ہاتھ سے تیرے چشم و ابرو کو بنایا
توانا کہ آں نازنیں پرورد
وہ ایسا توانا ہے کہ اس نازوں کے پلنے کو پالتا ہے
بجاں گفت باید نفس بر نفس
دم بدم جان سے ادا کرنا چاہیے
خدایا دلم خوں شد و دیدہ ریش
اے خدا میرا دل خون ہوگیا ہے اور آنکھ زخمی
نگویم دَد و دام و مور و سمک
میں یہ نہیں کہتا کہ درندا اور چرندا اور چیونٹی اور مچھلی
ہنوزت سپاس اندکے گفتہ اند
ابھی تک وہ تھوڑا سا شکر ادا کر سکے ہیں
برو سعدیا دست و دفتر بشوئے
جا اے سعدی ہاتھ اور کتاب دھو ڈال

تماشا گہ دیدہ و مغز و کام
جو کہ آنکھ اور دماغ اور حلق کی تماشا گاہ ہیں
رطب دادت از نخل و نخل از نوا
تجھے کھجور کے درخت سے تر کھجور اور گٹھلی سے کھجور دی
زحیرت کہ نخلے چنیں کس نہ بست
حیرت سے کہ ایسی نخلبندی کسی نے نہیں کی ہے
قنادیل سقف سرائے تو اند
تیری سرائے کی چھت کے قندیل ہیں
زر از کان و برگ تر از چوب خشک
کان سے سونا اور خشک لکڑی سے سبز پتے تیرے لیے پیدا کیے ہیں
کہ محرم باغیار نتواں گذاشت
اس لیے کہ محرم کو غیروں کے سپرد نہیں کیا جا سکتا ہے
بالوان نعمت چنیں پرورد
رنگا رنگ نعمتوں سے اس طرح سے پالتا ہے
کہ شکرش نہ کار زبانست و بس
اس لیے اس کا شکریہ ادا کرنا صرف زبان ہی کا کام نہیں ہے
کہ می بینم انعامت از گفت بیش
کیونکہ تیرا انعام طاقت گفتار سے زیادہ دیکھتا ہوں
کہ فوج ملائک بر اوج فلک
بلکہ آسمان کی بلندی پر فرشتوں کی جماعت
ز بیور ہزاراں یکے گفتہ اند
سو ہزاروں میں سے ایک کہہ سکے ہیں
براہے کہ پایاں ندارد مپوے
جس راستے کی انتہا نہ ہو اس پر نہ دوڑ

۱۰

۱؎ من وہ شیریں گوند ہے جو موسم بہار میں بعض درختوں پر شبنم سے جم جاتا ہے۔ میدان تیہ میں بنی اسرائیل کی یہی خوراک تھی
۲؎ انسان کو خود اللہ نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا ہے۔ چونکہ یہ محرم راز ہے۔
۳؎ اللہ کا شکر محض زبان سے نہیں بلکہ دل سے ادا کرنا چاہیے۔

حکایت

یکے گوش کودک بمالید سخت
ایک صاحب نے ایک بچہ کے کان سخت اینٹھے
کہ اے بوالعجب گوے برگشتہ بخت
کہ اے عجیب باتیں کرنے والے، بدبخت
ترا تیشہ دادم کہ ہیزم شکن
میں نے تجھے بسولا دیا تھا کہ لکڑیاں پھاڑ
نگفتم کہ دیوار مسجد بکن
میں نے یہ نہیں کہا کہ مسجد کی دیوار ڈھادے
زباں آمد از بہر شکر و سپاس
زبان ملی ہے شکر و سپاس کے لیے
بغیبت نگرداندش حق شناس
حق شناس اس کو بدگوئی میں نہیں چلاتا ہے

گذرگاہ قرآن و پنداست گوش
کان قرآن اور نصیحت کی گذرگاہ ہے
بہتان و باطل شنیدن مکوش
بہتان اور باطل سننے کی کوشش نہ کر
دو چشم از پئے صنع باری نکوست
دونوں آنکھیں اللہ کی کاریگری دیکھنے کے لیے بھلی ہیں
زعیب برادر فرو گیر و دوست
بھائی اور دوست کے عیب سے بند کر لے

گفتار اندر نظر در حال ناتواناں و شکر نعمت حق تعالیٰ

کمزوروں کی حالت پر غور کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکریہ کے بیان میں

نداند کسے قدرِ روزِ خوشی
خوشی کے دن کی کوئی قدر نہیں جانتا ہے
مگر روزے افتد بسختی کشی
ہاں اس روز جانتا ہے جب محنت کشی میں مبتلا ہو جائے
زمستان و درویش در تنگ سال
قحط سالی میں فقیر اور جاڑا
چہ سہل است پیش خداوند مال
مالدار کے سامنے کس قدر آسان بات ہے
سلیمے کہ یک چند نالاں بخفت
وہ سانپ کا ڈسا ہوا کچھ دیر جو روتے روتے سویا
خداوند را شکر صحت بگفت
اُسنے تندرستی پر خدا کا شکر ادا کیا
چو مردانہ رو باشی و تیز پائے
اگر تو مردانہ رفتار والا اور تیز قدم ہے
بشکرانہ باکند پویاں بپائے
تو شکرانہ میں سست قدموں کے ساتھ ٹھہر
بہ پیر کہن بر بہ بخشد جواں
جوان پرانے بوڑھے پر کرم کرے
توانا کند رحم بر ناتواں
ناتوان پر توانا رحم کرے
چہ دانند جیحونیاں قدرِ آب
جیحون والے پانی کی قدر کیا جانیں
زواماندگاں پرس در آفتاب
دھوپ میں تھکے ہوؤں سے معلوم کر!
عرب را کہ بر دجلہ باشد قعود
بعض عرب کی دجلہ پر نشست ہو
چہ غم دارد از تشنگان زرود
اس کو زرود کے پیاسوں کا کیا غم ہے
کسے قیمت تندرستی شناخت
تندرستی کی قیمت اسی نے جانی ہے
کہ یک چندہ بیچارہ در تب گداخت
جو بیچارہ چند روز بخار میں پگھلا
ترا تیرہ شب کے نماید دراز
تجھے اندھیری رات کب لمبی معلوم ہو سکتی ہے
کہ غلطی ز پہلو بہ پہلوئے باز
جب کہ تو ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف آزادی سے کروٹیں لے رہا ہے
براندیش از افتان و خیزانِ تب
بخار میں اٹھ بیٹھ کرنے والے کے بارے میں سوچ
کہ رنجور داند درازی شب
اس لیے کہ رات کی درازی کو بیمار جانتا ہے
بہانگ دہل خواجہ بیدار گشت
نقارے کی آواز سے آقا بیدار ہوا ہے
چہ داند شب پاسباں چوں گذشت
اسے کیا معلوم کہ چوکیدار کی رات کس طرح کٹتی ہے

حکایت سلطان طغرل با ہندوئے پاسباں

چوکیدار غلام کے ساتھ سلطان طغرل کا قصہ

شنیدم کہ طغرل شبے در خزاں
میں نے سنا ہے کہ طغرل خزاں کی رات میں
گذر کرد بر ہندوئے پاسباں
ایک غلام چوکیدار کے پاس سے گذرا

۱۔ قدر نعمت بعد از زوال مثل مشہور ہے۔
۲۔ اپنے پیروں کے شکرانہ میں لوگوں کا ساتھ دے۔
۳۔ جیحون مشہور دریا ہے۔
۴۔ بغداد کا ایک مشہور دریا ہے۔
۵۔ حجاز کا مشہور ریگستان ہے۔
۶۔ خزاں کے موسم میں ایران میں سخت جاڑا پڑتا ہے۔

۱۰

زباریدن برف و باران و سیل
برف اور بارش کے برسنے اور بہاؤ کی وجہ سے
بلرزش در افتادہ ہمچوں سہیل
وہ سہیل[۱] کی طرح کپکپی میں مبتلا تھا

دلش بروے از رحمت آورد جوش
رحم سے اس کا دل اس پر جوش میں آگیا
کہ اینک قبا پوستینم بپوش
کہ ابھی میری پوستین کی قبا پہن لے

دمے منتظر باشش بر طرف بام
بالاخانہ کے کنارے تھوڑی دیر انتظار کر
کہ بیروں فرستم بدست غلام
کہ میں غلام کے ہاتھ باہر بھیجتا ہوں

دریں بود باد بہاری وزید
وہ یہی کہہ رہا تھا کہ موسم بہار کی ہوا چل پڑی
شہنشہ در ایوان شاہی خزید
بادشاہ شاہی محل میں گھس گیا

وشلاقے پری چہرہ در خیل داشت
پری جیسے چہرہ والا غلام جماعت میں تھا
کہ طبعش بدو واندکے میل داشت
جس کی طرف اس کی طبیعت کا جھکاؤ تھا

تماشائے ترکش چناں خوش فتاد
اس ترک[۲] کا نظارہ اس کو ایسا بھلا معلوم ہوا
کہ ہندوئے مسکیں برفتش زیاد
کہ مسکین چوکیدار اس کے ذہن سے نکل گیا

قبا پوستینے گذشتش بگوش
پوستین کی قبا اس کے کان میں آئی
ز بدبختیش در نیامد بدوش
اس کی بدبختی کی وجہ سے کاندھے پر نہ آئی

مگر رنج سرما بروبس نبود
شاید جاڑے کی تکلیف اس کے لیے کافی نہ تھی
کہ جور سپہر انتظارش فزود
کہ آسمان کے ظلم نے اس کے لیے انتظار کا اور اضافہ کردیا

نگہ کن چو سلطاں بغفلت بخفت
غور کر جب بادشاہ غفلت میں سوگیا
کہ چوبک زنش بامداداں چہ گفت
تو نقارچی نے صبح کو اس کو کیا کہا

مگر نیک بختت فراموش شد
شاید نیک بخت کو تو بھول گیا
چو دستت در آغوش آغوش شد
جب تیرا ہاتھ معشوق کی بغل میں پہنچا

ترا شب بعیش و طرب می رود
تیری رات عیش اور مستی میں گذرتی ہے
چہ دانی کہ برما چہ شب می رود
تجھے کیا معلوم کہ رات ہم پر کیسی گذری

فرو بردہ سر کاروانے بدیگ
قافلے کا سردار دیگ میں سر دیئے ہوتے ہے
چہ از پا فرو رفتگانش بریگ
اس کو ریتے میں دھنسے ہوؤں کی کیا فکر ہے

بدار اے خداوند زورق بر آب
اے کشتی والے پانی پر کھڑا کرلے
کہ بیچارگاں را گذشت از سر آب
اس لیے کہ بے سہارا لوگوں کے سر سے پانی گذر گیا ہے

توقف کنید اے جوانان چست
اے چست جوانو! ٹھہرو
کہ در کاروانند پیران سست
اس لیے کہ قافلہ میں سست بوڑھے بھی ہیں

تو خوش خفتہ در ہودج کارواں
تو تو قافلے کے ہودج میں آرام سے سویا ہوا ہے
مہار شتر در کف ساروان
اونٹ کی مہار ساربان کے ہاتھ میں ہے

چہ ہامون و کوہست چہ سنگ و رمال
پھر تیرے لیے کیا جنگل اور پہاڑ کیا پتھر اور ریتا
زرہ باز پس ماندگاں پرس حال
راستے سے تھکے ہوؤں سے حال پوچھ

۱۔ سہیل ستارہ لرزتا نظر آتا ہے۔
۲۔ ترک یعنی وہی محبوب غلام۔
۳۔ یعنی بادشاہ کے منہ سے اس کا نام سنا تھا۔
۴۔ یعنی جو شخص مزے اڑا رہا ہے اس کو مصیبت زدوں کی کیا خبر۔

ترا کوہ پیکر ہیون می برد
تجھے تو پہاڑ جیسے جسم والا اونٹ لیے جا رہا ہے
پیادہ چہ دانی کہ خوں می خورد
تجھے کیا معلوم کہ پیدل چلنے والا خون پی رہا ہے

بآرام دل خفتگاں در بنہ
قیام گاہ پر دل کے آرام سے سونے والے
نہ دانند حالِ شکم گرسنہ
بھوکے پیٹ والوں کا حال نہیں جانتے ہیں

حکایت

یکے را عسس دست بربستہ بود
چوکیدار نے ایک شخص کے ہاتھ باندھ دیے تھے
ہمہ شب پریشان و دل خستہ بود
وہ تمام رات پریشان اور دل خستہ رہا تھا

بگوشش آمدش در شب تیرہ رنگ
کالے رنگ کی رات میں اس کے کان میں آیا
کہ شخصے ہمے نالد از دستِ تنگ
کہ ایک شخص تنگ دستی سے رو رہا ہے

شنید ایں سخن دزدِ مغلول و گفت
بیڑی پڑے چور نے یہ بات سنی اور بولا
تو بارے زغم چند نالی بخفت
تو غم سے کتنا روئے گا سو جا

برو شکرِ یزداں کن اے تنگدست
اے تنگ دست جا خدا کا شکر کر
کہ دستت عسس تنگ برہم نہ بست
کہ چوکیدار نے تیرا ہاتھ کس کے نہیں باندھا ہے

مکن نالہ از بے نوائی بسے
بے سامانی کی وجہ سے زیادہ نہ رو
چو بینی ز خود بے نوا تر کسے
جبکہ اپنے سے زیادہ کسی کو بے سامان دیکھ لے

حکایت

برہنہ تنے یک درم وام کرد
ایک ننگے نے ایک درہم قرض لیا
تنِ خویش را کسوتِ خام کرد
اپنے بدن کے لیے کچے چمڑے کا لباس بنوایا[۱]

بنالید کاے طالعِ بد لگام
رو پڑا کہ اے سرکش ستارے
بگرما بپختیم دریں زیرِ خام
اس کچے چمڑے میں گرمی میں پک گیا

چو ناپختہ آمد ز سختی بجوش
جب وہ ناتجربہ کار سختی کی وجہ سے جوش میں آگیا
یکے گفتش از چاہِ زنداں خموش
قید کے کنوئیں[۲] سے کسی نے اس کو کہا چپ رہ

بجا آور اے خام شکرِ خدائے
اے ناتجربہ کار خدا کا شکر بجا لا
کہ چوں ما نہ خام بر دست و پائے
کہ ہماری طرح ہاتھ پاؤں پر کچا چمڑا نہیں ہے

حکایت

یکے کرد بر پارسائے گذر
ایک شخص ایک پارسا کے پاس سے گذرا
بصورت جہود آمدش در نظر
وہ اس کو بظاہر یہودی نظر آیا

قفائے فرو کوفت بر گردنش
اس نے اس کی گدی پر ایک طمانچہ مارا
بہ بخشید درویش پیراہنش
پارسا نے اس کو اپنا لباس بخش دیا

۱۰

۱؎ اس زمانہ میں غربا کھال پہن لیتے تھے۔
۲؎ قیدیوں کو اندھے کنوئیں میں ڈال دیا جاتا تھا۔
۳؎ یعنی اس شخص نے اس پارسا کو یہودی سمجھ کر طمانچے مار دیئے تو پارسا نے فوراً اس کو اپنا لباس اتار کر بخش دیا۔

خجل گفت کانچہ از من آمد خطاست
وہ شرمندہ ہو کر بولا مجھ سے جو کچھ ہوا وہ غلطی تھی

بہ بخشائے بر من چہ جائے عطاست
مجھے معاف کر دے بخشش کا کیا موقع ہے

بشکرانہ گفتا بہ شر نایستم
اُس نے کہا شکرانہ میں، میں شر پر آمادہ نہیں ہوں

کہ آنم کہ پنداشتی نیستم
جو کچھ تو نے مجھے سمجھا میں ایسا نہیں ہوں

نکو سیرت بے تکلف بروں
نیک باطن بظاہر سادہ

بہ از نیک نام خراب اندروں
اس نیک نام سے بہتر ہے جس کا باطن خراب ہو

بنزدیکِ من شب رو راہ زن
میرے نزدیک چور ڈاکو

بہ از فاسق پارسا پیرہن
اس بدکار سے بہتر ہے جو پارسا کے لباس میں ہو

حکایت

زرہ باز پس ماندۂ میگریست
ایک شخص راستے سے تھکا ہوا رو رہا تھا

کہ مسکیں تر از من بریں دشت کیست
کہ اس جنگل میں مجھ سے زیادہ مسکین کون ہوگا

خرے بارکش گفتش اے بے تمیز
اس سے لدھو گدھے نے کہا اے بے تمیز

زجور فلک چند نالی تو نیز
تو بھی آسمان کے ظلم سے کتنا روئے گا۔

بروشکر کن چوں بخر بر نہ
جا شکر ادا کر اگرچہ تو گدھے پر سوار نہیں ہے

کہ آخر بزیر کساں خر نہ
لیکن انسانوں کے نیچے گدھا تو نہیں ہے

۱۰

۱ے میں اس شکرانہ میں لباس دے رہا ہوں کہ تو نے مجھے یہودی سمجھا، خدا کا شکر ہے کہ میں مسلمان ہوں۔
۲ے نعمت الٰہی کا کفر زوال کا سبب ہے
۳ے اس مست نے فقیہ سے کہا۔

حکایت

فقیہے برافتادہ مستے گذشت
ایک فقیہ ایک بیہوش پڑے ہوئے پر سے گذرا

بمستوری خویش مغرور گشت
اپنی پارسائی پر مغرور ہو گیا

زنخوت بدو التفاتے نکرد
تکبر سے اس کی طرف دھیان نہ کیا

جواں سر برآورد کاے پیر مرد
جوان نے سر ابھارا کہ اے بوڑھے

بروشکر کن چوں بنعمت دری
۲ے جا شکر کر جبکہ تو نعمت میں ہے

کہ محرومی آید ز مستکبری
اس لیے کہ تکبر کرنے سے محرومی آتی ہے

یکے را کہ دربند بینی مخند
اگر تو کسی کو قید میں دیکھے تو نہ ہنس

مبادا کہ ناگہ در افتی بہ بند
ایسا نہ ہو کہ تو قید میں پڑ جائے

نہ آخر در امکانِ تقدیر ہست
کیا ۳ے آخر تقدیر کے امکان میں یہ نہیں ہے

کہ فردا چو من باشی افتادہ مست
کہ کل کو میری طرح تو بھی مست پڑا ہو

ترا آسماں خط بہ مسجد نبشت
آسمان نے تیرا حصہ مسجد میں لکھ دیا ہے

مزن طعنہ بر دیگرے در کنشت
دوسرا جو کنشت میں ہے اس پر طعنہ زنی نہ کر!

بہ بند اے مسلماں بشکرانہ دست
اے مسلمان شکرانہ میں ہاتھ جوڑ

کہ زنار مغ بر میانت نہ بست
کہ آتش پرست کا جنیو تیری کمر پر نہیں باندھا ہے

نہ خود میرود ہر کہ جویانِ اوست
جو اس کا متلاشی ہے وہ خود نہیں جاتا

بعنفش کشاں می برد لطفِ دوست
دوست کی مہربانی اس کو سختی سے کھینچ کرلے جاتی ہے

نگہ تا قضا از کجا سیر کرد
غور کر قضا کہاں سے چلی ہے

کہ کوری بود تکیہ بر غیر کرد
کیونکہ غیر پر بھروسہ کرنا اندھا پن ہوگا

گفتار اندر نظر صاحبدلاں در حق نہ در اسباب

کہاوت اس بیان میں کہ صاحبدلوں کی نظر اللہ کی طرف ہوتی ہے نہ کہ اسباب کی طرف

سرشتست باری شفا در نبات
نباتات میں خدانے شفا ملادی ہے

اگر شخص را ماندہ باشد حیات
اگر انسان کی زندگی باقی ہو

عسل خوش کند زندگاں را مزاج
شہد، زندوں کا مزاج ٹھیک کر دیتا ہے

ولے دردِ مُردن ندارد علاج
لیکن موت کے درد کا کوئی علاج نہیں ہے

رمق ماندۂ را کہ جاں از بدن
آخری سانس والے کی جب بدن سے جان

برآید چہ سود انگبیں در دہن
نکل گئی تو شہد منہ میں ڈالنے سے کیا فائدہ

یکے گرزِ پولاد بر مغز خورد
ایک شخص نے فولاد کا گرز سر پر کھایا

کسے گفت صندل بمالش بدرد
کسی نے کہا اس کے درد پر صندل مل دو

زپیشِ خطر تا توانی گریز
جب تک ہو سکے خطرے کے سامنے سے گریز کر

ولیکن مکن با قضا پنجہ تیز
لیکن قضا کے ساتھ پنجہ تیز نہ کر

دروں تا بود قابلِ شرب و اکل
جب تک باطن پینے اور کھانے کے قابل رہے

بداں تازہ رویست و پاکیزہ شکل
اسی سے چہرہ تازہ اور صورت پاکیزہ ہے

خراب آنگہ ایں خانہ گردد تمام
یہ گھر اسی وقت پورا تباہ ہوتا ہے

کہ باہم نسازند طبع و طعام
جب کھانا اور مزاج باہمی موافقت نہ کریں

مزاجت تر و خشک و گرمست و سرد
تیرا مزاج تر اور خشک اور گرم اور سرد ہے

مرکب ازیں چار طبع است مرد
ان چار طبیعتوں سے انسان مرکب ہے

یکے زیں چو بر دیگرے یافت دست
جب ان میں سے ایک نے دوسرے پر غلبہ پایا

ترازوئے عدلِ طبیعت شکست
مزاج کے عدل کی ترازو ٹوٹ گئی۔

اگر بادِ سردِ نفس نگذرد
اگر سانس کی ٹھنڈی ہوا نہیں گزرتی ہے

تفِ سینہ جاں در خروش آورد
سینہ کی گرمی جان میں جوش پیدا کر دیتی ہے

وگر دیگِ معدہ بجوشد طعام
اور اگر معدے کی دیگ کھانے کو جوش دیدے

تنِ نازنیں را شود کار خام
نازوں والے جسم کا کام کچا ہو جائے

دراینان نہ بندد دل اہلِ شناخت
اہل شناخت نے اسی وجہ سے ان سے دل وابستہ نہیں کیا

کہ پیوستہ باہم نخواہند ساخت
کیونکہ وہ ہمیشہ آپس میں موافق نہیں رہ سکیں گی

توانائے تن مداں از خورش
جسم کی طاقت خوراک سے نہ سمجھ

کہ لطفِ حقت میدہد پرورش
اس لیے کہ اللہ کی مہربانی تیری پرورش کرتی ہے

ا طالب حق بتقدیر الٰہی طلب حق میں لگتا ہے۔
۲ تقدیر کا معاملہ من جانب اللہ ہے اسباب پر اعتماد وہی کر سکتا ہے جو اس حقیقت کو نہیں سمجھتا ہے
۳ حالانکہ صندل اس دردِ سر کے لیے مفید ہے جو بخار کی گرمی سے پیدا ہو۔ مطلب یہ ہے غلط تدبیر بھی اور تدبیر مخالف تقدیر بھی کام نہیں کرتی ہے
۴ سانس لینے میں سانس باہر کی ٹھنڈی ہوا اندر لے جاتا ہے جو موجب تسکین ہے
۵ یعنی معدے کی حرارت سے قے ہو جائے۔
۶ یعنی چاروں خلطوں سے۔

۱۰

بحقش کہ گر دیدہ بر تیغ و کارد
اس خدا کے حق کی قسم تو اگر آنکھیں تلوار اور چھری پر

نہی حق شکرش نخواہی گذارد
رکھدے گا اس کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکے گا

چو روئے بخدمت نہی بر زمیں
جب چہرہ زمین پر خدمت میں رکھے

خدا را ثنا گوی و خود را مبیں
خدا کی تعریف کر اپنے آپ کو نہ دیکھ

گدائیست تسبیح و ذکر و حضور
تسبیح اور ذکر اور حاضری بھکاری پن ہے

گدا را نباید کہ باشد غرور
بھکاری کے لیے فخر مناسب نہیں ہے

گرفتم کہ خود خدمتے کردۂ
میں نے مانا کہ تو نے کوئی خدمت کی ہے

نہ پیوستہ اقطاع او خوردۂ
کیا تو نے ہمیشہ اس کی جاگیر نہیں کھائی ہے

گفتار در سابقۂ حکم ازل و توفیق خیر
کہا دت ازل کے قدیم حکم اور توفیق خیر کے بیان میں

نخست او ارادت بدل در نہاد
اس نے پہلے دل میں ارادہ پیدا کیا

پس ایں بندہ بر آستاں سر نہاد
تب اس بندہ نے آستانہ پر سر دھرا

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد
اگر اللہ کی جانب سے خیر کی توفیق نہ پہنچے

کے از بندہ خیرے بغیرے رسد
بندہ سے دوسرے تک بھلائی کب پہنچے

زباں را چہ بینی کہ اقرار داد
زبان کو کیا دیکھتا ہے کہ اس نے اقرار کیا ہے

بہ بیں تا زباں را کہ گفتار داد
یہ دیکھ زبان میں گویائی کس نے دی ہے

در معرفت دیدۂ آدمیست
آدمی کی آنکھ پہچان کا دروازہ ہے

کہ بکشادہ بر آسمان و زمیست
جو آسمان اور زمین پر کھلا ہے

کیت فہم بودے نشیب و فراز
نیچ اور اونچ کی تجھے کب سمجھ ہوتی

گر ایں در نکردے بروئے تو باز
اگر وہ تیرے اوپر یہ دروازہ نہ کھولتا

سر آورد و دست از عدم در وجود
سر اور ہاتھ کو عدم سے وجود میں لایا

دریں جود نہاد و دروے سجود
اس میں سخاوت رکھی اور اس میں سجدہ

وگرنہ کے از دست جود آمدے
ورنہ ہاتھ سے سخاوت کب ہو سکتی

محالست کز سر سجود آمدے
ناممکن ہے کہ سر سے سجدہ ادا ہوتا

بحکمت زباں داد و گوش آفرید
دانائی سے زبان دی اور کان پیدا کیا

کہ باشند صندوق دل را کلید
تاکہ وہ دل کے صندوق کی چابی بنیں

اگر نہ زباں قصہ بر داشتے
اگر زبان قصہ نہ اٹھاتی

کس از سر دل کے خبر داشتے
کوئی دل کے راز سے کب خبردار ہوتا

وگر نیستے سعی جاسوس گوش
اور اگر کان کے جاسوس کی کوشش نہ ہوتی

خبر کے رسیدے بسلطان ہوش
ہوش کے بادشاہ کے پاس خبر کب پہنچتی

مرا لفظ شیریں خوانندہ داد
مجھے میٹھے پڑھنے جانے والے لفظ دے

ترا سمع دراک دانندہ داد
تجھے جاننے والے ادراک کرنیوالے کان دے

۱؎ عبادت گذار کے لیے خود بینی مناسب نہیں ہے۔
۲؎ انسان کی عبادت تو اللہ کی نعمتوں کا بدل ہے لہذا اللہ پر کوئی احسان نہیں ہے۔
۳؎ سر اور ہاتھ کی نیکیاں توفیق خداوندی سے ہیں۔
۴؎ دل بادشاہ ہے اور کان اس کا خبر رساں جاسوس۔

۱۰

مدام ایں دو چوں حاجباں بر درند
۱؎ یہ دونوں ڈیوڑھی بانوں کی طرح ہمیشہ دروازے پر ہیں
زسلطاں بسلطاں خبر می برند
بادشاہ کی بادشاہ کے پاس خبرلے جاتے ہیں

چہ اندیشی از خود کہ فعلم نکوست
اپنے بارے میں کیا سوچتا ہے کہ میرا کام اچھا ہے
ازاں در نگہ کن کہ توفیق براوست
اس طور پر اس کو دیکھ کہ اس کی جانب سے مقدر ہے

برد بوستاں باں بایوان شاہ
باغباں ۲؎ شاہی محل میں لے جاتا ہے
بہ تحفہ ثمر ہم زبستان شاہ
تحفہ، پھل بھی بادشاہ کے باغ کے ہیں

حکایت سفرِ ہندوستان وضلالتِ بت پرستاں

ہندوستان کے سفر اور بت پرستوں کی گمراہی کا قصہ

۳؎ بتے دیدم از عاج در سومنات
میں نے سومنات میں ہاتھی دانت کا ایک بت دیکھا
مرصع چو در جاہلیت منات
جو ایسا جڑاؤ تھا جیسے جاہلیت میں منات

چناں صورتش بستہ تمثال گر
مصور نے اس کی ایسی صورت بنائی تھی
کہ صورت نہ بندد ازاں خوب تر
جس سے زیادہ خوبصورت صورت نہ بن سکے

زہر ناحیت کاروانہا رواں
ہر گوشہ سے قافلے رواں تھے
بدیدارِ آں صورتِ بے رواں
اس بے جان صورت کو دیکھنے کے لیے

طمع کردہ رایانِ چین و چگل
چین اور چگل کے رائے صاحبان لالچ میں تھے
چو سعدی وفا زاں بتِ سنگدل
سعدی کی طرح اس سنگ دل بت کی وفا کے

زباں آوراں رفتہ از ہر مکاں
بڑے زبان آور ہر جگہ سے چل کر
تضرع کناں پیشِ آں بے زباں
اس بے زبان کے آگے گڑگڑاتے تھے

فروماندم از کشفِ آں ماجرا
اس ماجرے کے کھولنے سے میں عاجز آ گیا
۴؎ کہ حیے جمادے پرستد چرا
کہ جان دار بے جان کو کیوں پوجتا ہے

مغے را کہ با من سروکار بود
ایک پجاری سے جس کا مجھ سے تعلق تھا
نکو گوی و ہم حجرہ و یار بود
بھلی بات کہنے والا اور حجرہ کا شریک اور یار تھا

بنرمی بپرسیدم اے برہمن
میں نے نرمی سے پوچھا اے برہمن
عجب دارم از کارِ ایں بقعہ من
اس سرزمین کے کارناموں سے مجھے تعجب ہے

کہ مدہوشِ ایں ناتواں پیکر اند
کہ اس بے طاقت جسم پر فریفتہ ہیں
مقیدِ بچاہِ ضلال اندر اند
گمراہی کے کنوئیں میں قیدی بنے ہیں

نہ نیروئے دستش نہ رفتارِ پائے
نہ اس کے ہاتھ میں طاقت نہ پاؤں میں رفتار
ورش بفگنی بر نخیزد زجائے
اور اگر تو اس کو گرا دے وہ جگہ سے اٹھ نہ سکے

نہ بینی کہ چشمانش از کہرباست
تو نے نہیں دیکھا اس کی آنکھیں کہربا کی ہیں
۵؎ وفا جستن از تنگ چشماں خطاست
تنگ چشموں سے وفا ڈھونڈھنا غلطی ہے

بریں گفتم آں دوست دشمن گرفت
میری اس گفتگو پر اس دوست نے دشمن سمجھا
چو آتش شد از خشم و در من گرفت
غصہ سے آگ کی طرح ہو گیا اور مجھ میں لگ گیا

۱؎ کانوں کے ذریعہ ایک دل کی بات دوسرے دل تک پہنچتی ہے۔
۲؎ نیک کام جو خدا کی خدمت میں پیش کر رہے ہو یہ بھی خدا کی توفیق سے ہیں گویا کہ تم بادشاہ کی خدمت میں تحفہ بادشاہی کے باغ کے پھلوں سے پیش کر رہے ہو۔
۳؎ سومنات جوناگڑھ کے علاقہ میں ایک بت خانہ تھا جو محمود غزنوی کے حملوں میں تباہ ہو گیا تھا اب ہند سرکار نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی ہے۔ منات عرب کا مشہور بت تھا
۴؎ یعنی اس بے جان بت کے کیوں عاشق ہیں۔
۵؎ تنگ چشم یعنی جو نہ دیکھ سکے معشوق کو تنگ چشم اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ تکبر کی وجہ سے نگاہ بھر کر کسی کو نہیں دیکھتا ہے۔

مغاں را خبر کرد و پیرانِ دیر
پجاریوں اور بت خانہ کے پرانے برہمنوں کو خبر کردی

چو آں راہِ کج پیشِ شاں راست بود
چونکہ ٹیڑھا راستہ ان کے نزدیک سیدھا تھا

کہ مرد ار چہ دانا و صاحبدل ست
کیونکہ انسان اگرچہ عقلمند اور صاحبدل ہو

فرو ماندم از چارہ ہمچوں غریق
ڈوبنے والے کی طرح میں بھی تدبیر سے عاجز ہو گیا

چو بینی کہ جاہل بکیں اندر ست
جب تو یہ دیکھے کہ جاہل کینہ میں بتلا ہے

مہیں برہمن را ستودم بلند
بڑے برہمن کی میں نے بہت تعریف کی

مرا نیز با نقشِ ایں بت خوش است
مجھے بھی اس بت کے نقش کے ساتھ خوش اعتقادی ہے

بدیع آیدم صورتش در نظر
میری نگاہ میں اس کی صورت نادر معلوم ہوتی ہے

کہ سالوکِ ایں منزلم عنقریب
اس لیے کہ میں ابھی ابھی اس رستہ کا سالک بنا ہوں

تو دانی کہ فرزینِ ایں رقعہ
تو تو سمجھتا ہے کیونکہ اس بساط کا فرزین ہے

عبادت بتقلید گمراہی است
کہ دیکھا دیکھی کی عبادت گمراہی ہے

چہ معنی است در صورتِ ایں صنم
اس بت کی صورت میں کیا حقیقت ہے

برہمن ز شادی بر افروخت روے
برہمن کا خوشی سے چہرہ چمک اٹھا

سوالت صواب ست و فعلت جمیل
تیرا سوال ٹھیک ہے اور تیرا کام عمدہ ہے

جز ایں بت کہ ہر صبح ازینجا کہ ہست
اس بت کے علاوہ اس لیے کہ ہر صبح جہاں وہ ہے یہاں سے

وگر خواہی امشب ہم ایں جا باش
اگر تو چاہتا ہے آج رات تو بھی اس جگہ ٹھہر جا

ندیدم دراں انجمن روئے خیر
میں نے اس انجمن میں بھلائی کا منہ نہ دیکھا

رہِ راست در چشمِ شاں کج نمود
ان کی آنکھوں میں سیدھا راستہ ٹیڑھا نظر آیا

بنزدیکِ بے دانشاں جاہل ست
بے عقلوں کے نزدیک جاہل ہے

بروں از مدارا ندیدم طریق
میں نے خاطر تواضع کے علاوہ کوئی راستہ نہ دیکھا

سلامت بتسلیم و لیں اندر ست
سلامتی، مان لینے اور نرمی میں ہے

کہ اے پیرِ تفسیرِ استا و ژند
کہ اے استا اور ژند کی تفسیر کے پیر

کہ شکلے خوش و صورتے دلکش است
اس لیے کہ عمدہ شکل اور دلکش صورت ہے

و لیکن ز معنی ندارم خبر
لیکن مجھے حقیقت کا پتہ نہیں ہے

بد از نیک نادر شناسد غریب
مسافر بد اور نیک میں کم تمیز کرتا ہے

نصیحت گرِ شاہِ ایں بقعہ
اس سرزمین کے بادشاہ کا مخلص ہے

خنک رہروے را کہ آگاہی است
ٹھنڈک اسی مسافر کو ہے جو باخبر ہے

کہ اوّل پرستندگانش منم
تاکہ میں سب سے پہلے عبادت گزاروں میں ہوں

پسندید و گفت اے پسندیدہ گوے
اس نے بات پسند کی اور کہا اے اچھا بولنے والے

بمنزل رسد ہر کہ جوید دلیل
جو شخص دلیل کا متلاشی ہوتا ہے وہ مقصد تک پہنچ جاتا ہے

برآرد بہ یزدانِ دادار دست
منصف خدا کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے

کہ فردا شود سرِّ ایں بر تو فاش
کیونکہ کل کو تیرے اوپر یہ راز کھل جائے گا

ے بتاں دیدم از خویشتن بے خبر
بتوں کو اپنے آپ سے بے خبر دیکھا ہے۔

۷ بسے چوں تو گردیدم اندر سفر
تیری طرح میں بھی سفر میں بہت گھوما ہوں۔

۱ میں ان پجاریوں میں ایسا گھرا کہ عجز و خوشامد کے سوا راہ نجات نہ دیکھی۔
۲ یعنی اس کی بات مان لے اور نرم پڑ جا۔
۳ ژند مشہور کتاب ہے جو زردشت کی طرف منسوب ہے استا اس کی شرح ہے
۴ چونکہ میں حال ہی میں اس کا معتقد بنا ہوں اس لیے پوری حقیقت سے ناواقف ہوں۔
۵ بت بادشاہ ہے اور تو اس کا مخلص وزیر ہے۔
۶ تو نے ان بتوں کو بے جان سمجھا ہے تو بے شک اور بت ایسے ہی ہیں لیکن یہ بت ایسا نہیں ہے

شب آنجا بودم بفرمانِ پیر
پیر کے حکم پر میں رات کو وہاں رہا

شبے ہمچو روزِ قیامت دراز
وہ رات قیامت کے دن کی طرح لمبی تھی

کشیشانِ ہرگز نیازردہ آب
وہ برہمن جنھوں نے پانی کو کبھی تکلیف نہ دی تھی

مگر کردہ بودم گناہے عظیم
شاید میں نے کوئی بڑا گناہ کیا تھا

ہمہ شب دریں قیدِ غم مبتلا
تمام رات اسی غم کی قید میں پھنسا رہا

کہ ناگہ دہل زن فرو کوفت کوس
کہ اچانک نقارچی نے نقارہ پیٹ دیا

خطیب سیہ پوشِ شب بے خلاف
رات کے سیاہ پوش خطیب نے بلا کسی اختلاف کے

فتاد آتش صبح در سوختہ
سوختے میں صبح کی آگ لگ گئی

تو گفتی کہ در خطۂ زنگ بار
تو یہ کہے گا کہ زنجبار کے خطہ میں

مغانِ تبہ رای ناشستہ روئے
بے عقل پجاری بغیر منہ دھوئے

کس از مرد در شہر و برزن نماند
انسانوں میں سے کوئی شخص شہر اور کوچہ میں نہ رہا

من از غصہ رنجور و از خواب مست
میں غصہ سے رنجیدہ اور نیند سے متوالا

بیک بار ازینہا بر آمد خروش
ایک بارگی ان سے شور پیدا ہوا

چو بتخانہ خالی شد از انجمن
جب مجمع سے بت خانہ خالی ہوگیا

کہ دانم ترا پیش مشکل نماند
کہ میں سمجھتا ہوں اب تیرے سامنے مشکل نہیں ہی

چو دیدم کہ جہل اندرو محکم است
جب میں نے دیکھا کہ اس میں نادانی پکی ہے

چو بیژن بچاہِ بلا در اسیر
جیسا بیژن[1] مصیبت کے کنوئیں میں قیدی

مغاں گردِ من بے وضو در نماز
پجاری میرے چاروں طرف بلا وضو پوجا میں لگے تھے

بغلہا چو مردار در آفتاب
ان کی بغلیں ایسی تھیں جیسے دھوپ میں مردہ

کہ بردم دراں شب عذابے الیم
جو میں نے اس رات کو بڑا عذاب اٹھایا

یکم دست بر دل یکے بر دعا
ایک ہاتھ دل پر تھا ایک دعا میں

بخواند از قضائے برہمن خروس
مرغ[2] نے برہمن کی موت کا اعلان کر دیا

بر آورد شمشیر روز از غلاف
دن کی تلوار میان سے سونت لی

بیک دم جہانے شد افروختہ
ایک دم سے پوری دنیا روشن ہوگئی

زیک گوشہ ناگہ در آمد تتار
اچانک تتاری ایک گوشہ سے گھس آتے ہیں

بدیر آمدند از در و دشت و کوئے
دروازے اور جنگل اور کوچہ سے بتخانہ میں آگئے

دراں بت کدہ جائے درزن نماند
اس بت خانہ میں سوئی دھرنے کی جگہ نہ رہی

کہ ناگہ تماثیل برداشت دست
کہ اچانک بت نے ہاتھ اٹھائے

تو گفتی کہ دریا در آمد بجوش
تو یہ کہے گا کہ دریا میں جوش آگیا

برہمن نگہ کرد خنداں بمن
برہمن نے ہنستے ہوئے مجھے دیکھا

حقیقت عیاں گشت و باطل نماند
حقیقت کھل گئی ہے اور باطل ختم ہوگیا ہے

خیالِ محال اندرو مدغم است
ایک ناممکن خیال اس میں گھسا ہوا ہے

[1] بیژن رستم کا بھانجہ ہے جو افراسیاب کی بیٹی منیزہ پر عاشق تھا افراسیاب نے دھوکے سے بیژن کو گرفتار کر کے کنوئیں میں قید کر دیا تھا۔

[2] مرغ کی اذان کو برہمن کی موت کا پیغام قرار دیا ہے۔

[3] قاعدہ تھا کہ عباسی دور میں فاتح سیاہ کپڑے پہنکر اور ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر خطبہ دیتا تھا۔

[4] جلے ہوئے کپڑے سے آگ سلگاتے تھے

[5] رات کی تاریکی کو خطہ زنجبار اور دن کی روشنی کو لشکر تاتار قرار دیا ہے۔

[6] یعنی اب تو اس بت کو بے جان نہ سمجھے گا۔

نبارستم از حق دگر ہیچ گفت
میں پھر کوئی صحیح بات نہ کہہ سکا۔

کہ حق ز اہلِ باطل بباید نہفت
کیونکہ صحیح بات اہلِ باطل سے چھپانی چاہیے۔

چو بینی زبردست را زیر دست
جب تو اپنے آپ کو زبردست کے مقابلہ میں زیر دست دیکھے

نہ مردی بود پنجہ خود شکست
اپنا پنجہ توڑنا بہادری نہیں ہے

زمانے بسالوس گریاں شدم
تھوڑی دیر کے لیے میں مکاری سے رونے لگا

کہ من زانچہ گفتم پشیماں شدم
کہ میں اس بات سے شرمندہ ہوں جو میں نے کہی تھی

بگریہ دلِ کافراں کرد میل
رونے سے کافروں کا دل جھکا

عجب نیست سنگ ار بگردد بسیل
اگر پتھر بہاؤ سے گھوم جائے تو تعجب کی بات نہیں ہے

دویدند خدمت کناں سوئے من
خدمت کے لیے میری طرف دوڑ پڑے

بعزت گرفتند بازوے من
عزت سے میرا بازو تھاما

شدم عذر گویاں بر شخصِ عاج
میں ہاتھی دانت کے جسم کے سامنے عذر خواہ ہوا

بکرسی زر کوفت بر تختِ ساج
جو سونے کے پتروں جڑی کرسی اور ساگ کے تخت پر تھا

بتک را یکے بوسہ دادم بدست
میں نے ایسے بت کی دست بوسی کی

کہ لعنت برو باد و بر بت پرست
کہ اس پر اور اس کے پجاری پر خدا کی پھٹکار رہے

بتقلید کافر شدم روز چند
دیکھا دیکھی میں بھی چند دن کے لیے کافر بن گیا

برہمن شدم در مقالاتِ ژند
ژند کے منتروں میں برہمن بن گیا

چو دیدم کہ در دیر گشتم امیں
میں نے جب دیکھا کہ میں بتخانہ میں اعتبار والا بن گیا ہوں

نگنجیدم از خرمی در زمیں
میں خوشی سے زمین میں نہ سمایا

درِ دیر محکم ببستم شبے
ایک رات میں نے مضبوطی سے بت خانہ کا دروازہ بند کیا

دویدم چپ و راست چوں عقربے
بچھو کی طرح دائیں اور بائیں دوڑا

نگہ کردم از زیر تخت و زبر
میں نے تخت کے نیچے اور اوپر نظر ڈالی

یکے پردہ دیدم مکلل بزر
میں نے زردوزی کا ایک پردہ دیکھا

پسِ پردہ مطرانے آذر پرست
پردے کے پیچھے ایک آتش پرست پنڈا

مجاور سرِ ریسمانے بدست
رسی کا سرا ہاتھ میں لیے بیٹھا ہے

بفورم دراں حال معلوم شد
مجھے فوراً ہی حال معلوم ہو گیا

چو داؤد کاہن برو موم شد
جیسا کہ حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہا موم ہو گیا تھا

کہ ناچار چوں در کشد ریسماں
کہ لامحالہ جب وہ رسی کھینچتا ہے

برآرد صنم دست فریاد خواں
بت دعا کا ہاتھ اٹھا دیتا ہے

برہمن شد از روئے من شرمسار
برہمن مجھے دیکھ کر شرمندہ ہو گیا

کہ شنعت بود بخیہ بر روئے کار
کیونکہ عیب کھل جانا بدنامی ہے۔

بتازید و من در پیش تاختم
وہ بھاگا اور میں اس کے پیچھے دوڑا

نگونش بچاہے در انداختم
میں نے اس کو ایک کنوئیں میں اوندھا گرا دیا

۱؎ جب صحیح بات کے قبول کرنے کا امکان نہ ہو تو صحیح بات کہہ کر حق کو ذلیل نہ کرنا چاہیے۔
۲؎ ان کا پتھر جیسا دل میرے رونے کے سیل سے گھوم گیا۔
۳؎ تاکہ بت کے ہاتھ اٹھانے کا راز کھلے۔
۴؎ وہ مشکل میرے لیے اسی طرح حل ہو گئی جیسا کہ حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہا موم ہو جاتا تھا۔
۵؎ یعنی عیب کھل جانا۔

که دانستم ار زنده آں برہمن
اس لیے کہ میں سمجھتا تھا کہ اگر وہ برہمن زندہ

پسندد که از من برآید دمار
وہ چاہے گا کہ مجھے ہلاک کر دے

چو از کارِ مفسد خبر یافتی
جب تجھے کسی مفسد کے کارنامے کا پتہ لگ جائے

که گر زنده اش مانی آں بے ہنر
اس لیے کہ اگر تو اس بے ہنر کو زندہ چھوڑے گا

وگر سر بخدمت نہد بر درت
اور اگر وہ تیری چوکھٹ پر بھی خدمتگزاری کا سر رکھے گا

فریبنده را پائے در پے منه
فریبی کا پیچھا نہ کر

تمامش بکشتم بسنگ آں خبیث
اس خبیث کو میں نے پتھر سے پورا مار ڈالا

چو دیدم که غوغائے انگیختم
جب میں نے دیکھا کہ میں نے شور برپا کر دیا ہے[1]

چو اندر نیستانش آتش زدی
جب تو نے اس کے کچھار میں آگ لگا دی

مکش بچهٔ مار مردم گزائے
انسان کو ڈسنے والے سانپ کا بچہ نہ مار

چو زنبور خانہ بیاشوفتی
جب تو نے بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ دیا ہو

بچابک تر از خود مینداز تیر
اپنے سے زیادہ ہوشیار سے تیراندازی نہ کر

در اوراقِ سعدی چنیں پند نیست
سعدی کی کتاب میں اس جیسی نصیحت نہیں ہے

بہند آمدم بعد ازاں رستخیز
اس قیامت کے بعد میں ہندوستان میں آگیا

ازاں جملہ تلخی که بر من گذشت
اس تمام کڑواہٹ سے جو مجھ پر گزری تھی

در اقبالِ تائیدِ بوبکر سعد
ایسے ابوبکر سعد کے اقبال کی تائید میں

بماند کند سعی در خونِ من
بچ گیا تو میرے قتل کی کوشش کرے گا

مبادا که رازش کنم آشکار
تاکہ میں اس کا راز ظاہر نہ کر سکوں

ز دستش برآور چو در یافتی
جب تو قابو پا جائے تو اس کو ختم کر دے

نخواہد ترا زندگانی دگر
تو پھر وہ تیری زندگی نہ چاہے گا

اگر دست یابد ببرد سرت
تو اگر وہ قابو پا جائے گا تیرا سر کاٹ دیگا

چو رفتی و دیدی امانش مده
اگر تو نے کیا ہوا اور دیکھ لیا ہے تو اس کو امن نہ دے

که از مرده دیگر نیاید حدیث
اس لیے کہ مرا ہوا پھر بات نہیں کہہ سکتا ہے

رہا کردم آں بوم و بگریختم
میں نے اس جگہ کو چھوڑ دیا اور بھاگ گیا

ز شیراں بپرہیز اگر بخردی
اگر تو عقلمند ہے تو شیروں سے بچا کر

چو کشتی دراں خانه دیگر مپائے
اگر تو نے مار دیا ہے تو اس گھر میں پھر نہ ٹھہر

گریز از محلت که گرم اوفتی
اپنی جگہ سے بھاگ جا ورنہ جلد گر پڑے گا

چو افتاد دامن بدنداں بگیر[3]
اگر موقع پڑ ہی جائے تو دامن دانتوں سے پکڑ لے

که چوں پائے دیوار کندی مایست
کہ جب تو دیوار کی جڑ کھود دے تو کھڑا نہ رہ[4]

وز انجا براہِ یمن تا حجیز
اور وہاں سے یمن کے راستے سے حجاز میں

دہانم جز امروز شیریں نگشت
آج کے علاوہ میرا منہ میٹھا نہ ہوا

که مادر نزاید چنو قبل و بعد
کہ کسی ماں نے پہلے اور بعد اس جیسا نہ جنا

۱؎ یعنی اس برہمن کو مار کر۔
۲؎ ورنہ وہ کچھار سے نکل کر تجھے پھاڑ ڈالیں گے۔
۳؎ یعنی تیر چلا کر بھاگ نکل۔
۴؎ ورنہ وہ تیرے اوپر ہی گرے گی۔
۵؎ یعنی گجرات سے بھاگ کر ہندوستان پہنچا۔ ہندوستان سے مراد دہلی یا لاہور وغیرہ ہے۔

۱۰

زجورِ فلک دادخواہ آمدم — دریں سایہ گستر پناہ آمدم
آسمان کے ظلم سے فریادی بن کر آیا ہوں — سایہ ڈالنے والے کی پناہ میں آیا ہوں

دعاگوی ایں دولتم بندہ وار — خدایا تو ایں سایہ پایندہ دار
میں غلامانہ انداز پر اس دولت کا دعاگو ہوں — اے خدا تو اس سایہ کو ہمیشہ رکھ

کہ مرہم نہادم نہ درخورد خویش — کہ در خورد انعام و اکرام خویش
میرے اپنے مناسب اس نے مرہم نہیں رکھا — بلکہ اپنے انعام اور اکرام کے مطابق

کے ایں شکر نعمت بجا آورم — وگر پائے گردد بخدمت سرم
اس نعمت کا میں کیسے شکر ادا کر سکتا ہوں — خواہ خدمت میں میرا سر پیر بن جائے

فرج یافتم بعد ازاں بندہا — ہنوزم بگوش است ازاں پندہا
اس کے بعد میں نے مصیبتوں سے نجات پالی — لیکن اب تک اس قصہ سے حاصل شدہ نصیحتیں کان میں گونج رہی ہیں

یکے آنکہ ہر گہ کہ دست نیاز — برآرم بدرگاہ دانائے راز
ایک تو یہ کہ میں جب بھی دعا کے لیے ہاتھ — اٹھاتا ہوں رازوں کے جاننے والے کی درگاہ میں

بیاد آید آں لعبت چینیم — کند خاک در چشم خود بینیم
مجھے وہ چینی کی گڑیا یاد آجاتی ہے — میری خود بینی کی آنکھ میں دھول جھونکتی ہے

بدانم کہ دستے کہ برداشتم — بہ نیروئے خود بر نیفراشتم
میں یقین کرتا ہوں کہ جو ہاتھ میں نے اٹھایا ہے — میں نے اپنی طاقت سے بلند نہیں کیا ہے

نہ صاحبدلاں دست بر میکشند — کہ سررشتہ از غیب در می کشند
صاحبدل خود اپنا ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں۔ — بلکہ (قضا و قدر) غیب سے رسی کا سرا کھینچتے ہیں

در خیر بازاست وطاعت ولیک — نہ ہر کس تواناست بر فعل نیک
اطاعت اور بھلائی کا دروازہ کھلا ہے لیکن — ہر شخص نیک کام پر قادر نہیں ہے

ہمیں ست مانع کہ در بارگاہ — نشاید شدن جز بفرمان شاہ
روک اک یہ ہے کہ دربار میں — شاہی حکم کے بدون نہیں جایا جاسکتا ہے

کلید قدر نیست در دست کس — توانائے مطلق خدایست وبس
تقدیر کی کنجی کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے — مطلق توانا صرف خدا ہے

پس اے مرد پوئیدہ بر راہ راست — ترا نیست منت خداوند راست
تو اے سیدھے راستے پر دوڑنے والے انسان — تیرا کوئی احسان نہیں ہے خدا کا احسان ہے

چو در غیب نیکو نہادت سرشت — نیاید زخوئے تو کردار زشت
چونکہ غیب میں تیری فطرت نیک بنائی ہے — تیری عادت سے کوئی برا کام نہیں ہوتا ہے

ز زنبور کرد ایں حلاوت پدید — ہماں کس کہ در مار زہر آفرید
شہد کی مکھی سے اسی ذات نے شیرینی پیدا فرمائی ہے — جس نے سانپ میں زہر پیدا فرما دیا ہے

چو خواہد کہ ملک تو ویراں کند — نخست از تو خلقے پریشاں کند
جب وہ چاہے کہ تیرا ملک ویران کردے — سب سے پہلے تجھ سے مخلوق کو پریشان کردے

۱۰

۱؎ یعنی اس کی بخشش اپنی شایانِ شان ہے
۲؎ یعنی سر کے بل کھڑا ہو جاؤں
۳؎ یعنی سومنات کا بت
۴؎ یعنی میں سمجھتا ہوں کہ میں بھی دستِ قدرت میں ہوں اور خود بت کی طرح عاجز ہوں۔
۵؎ یعنی تقدیر خداوندی
۶؎ یعنی جب خدا کسی ملک کو تباہ کرنا چاہتا ہے وہاں کے حاکم کو محکوم آزار بنا دیتا ہے۔

وگر باشدش بر تو بخشائشے
اور اگر اس کی تجھ پر عنایت ہو
رساند بخلق از تو آسایشے
تو مخلوق کو تجھ سے آرام پہنچائے

تکبر مکن بر رہِ راستی
سیدھا راستہ چلنے پر غرور نہ کر
کہ دستت گرفتند و برخاستی
کیونکہ انھوں نے تیری دستگیری کی ہے اور تو اٹھا ہے

سخن سودمند است اگر بشنوی
اگر تو سنے گا تو بات مفید ہے
بمرداں رسی گر طریقت روی
اگر طریقت پر چلے گا تو مردانِ خدا تک پہنچ جائیگا

مقامے بیابی گرت رہ دہند
اگر وہ تجھے راستہ دیدیں گے تو تو ایسے مقام پر پہنچ جائیگا
کہ بر خوانِ عزت سماطت نہند
عزت کے خوان پر تیرا دسترخوان بچھادیں گے

ولیکن نباید کہ تنہا خوری
لیکن تیرے لیے تنہا خوری مناسب ہوگی
ز درویش درماندہ یاد آوری
عاجز فقیر کو بھی یاد رکھنا

فرستی مگر رحمتے در پیم
شاید تو میرے پیچھے رحمت کی دعا کر دے
کہ بر کردۂ خویش واثق نیم
کیونکہ مجھے اپنے کیے پر تو بھروسہ نہیں ہے

باب ۹ نہم در توبہ

نواں باب توبہ کے بیان میں

بیا اے کہ عمرت بہفتاد رفت
اے کہ تیری عمر ستر کی گذر گئی ہے آجا
مگر خفتہ بودی کہ برباد رفت
شاید تو سویا ہوا تھا کہ وہ برباد ہوگئی ہے

ہمہ برگ بودن ہمی ساختی
تو ہمیشہ رہنے کے تمام سامان کرتا رہا
بتدبیر رفتن نپرداختی
جانے کی تدبیر میں نہ لگا

قیامت کہ بازارِ مینو نہند
قیامت میں جب جنت کا بازار لگائیں گے
منازل باعمالِ نیکو دہند
تو نیک کاموں کے اعتبار سے مرتبے دیں گے

بضاعت بچندانکہ آری بری
جس قدر پونجی لائے گا سودا خرید کرلے جائیگا
وگر مفلسی شرمساری بری
اور اگر تو نادار ہوگا شرمندگی اٹھائے گا

کہ بازار چندانکہ آگندہ تر
اس لیے کہ بازار جس قدر بھرا ہوتا ہے
تہیدست را دل پراگندہ تر
خالی ہاتھ والے کا اسی قدر دل پریشان ہوتا ہے

ز پنجہ درم پنج اگر کم شود
پچاس درم میں سے اگر پانچ کا گھاٹا ہوتا ہے
دلت ریش سرپنجۂ غم شود
تو تیرے زخمی دل پر رنج غالب ہوتا ہے

چو پنجاہ سالت بروں شد ز دست
جب تیرے پچاس سال ہاتھ سے جاتے رہے ہیں
غنیمت شمر پنج روزے کہ ہست
ان پانچ روز کو غنیمت جان لے جو باقی ہیں

اگر مردہ مسکیں زبان داشتے
اگر مسکین مردہ زبان رکھتا
بفریاد و زاری فغاں داشتے
تو فریاد و زاری سے چیختا

کہ اے زندہ چوں ہست امکانِ گفت
کہ اے زندہ جب تک تیرے بولنے کا امکان ہے
لب از ذکر چوں مردہ برہم مخفت
ہونٹ کو مردے کی طرح بند کر کے ذکرِ خدا سے نہ سو

۱۰

۱؎ یعنی قضا و قدر نے۔
۲؎ طریقت پر چل کر انسان مرد کامل بنتا ہے۔
۳؎ یعنی شیخ سعدی
۴؎ دنیا میں پھنسا رہا آخرت کی تیاری نہ کی
۵؎ انسان کے سرمایہ میں سے اگر پچاس میں سے پانچ بھی گھٹ جاتے ہیں تو انسان رنجیدہ ہوتا ہے
۶؎ تیری عمر کے پچاس سال تو کم ہوگئے اب پانچ باقی ہیں ان کی ہی قدر کرلے۔

چو مارا بغفلت بشد روزگار
ہمارا زمانہ تو غفلت میں گزر گیا

تو بارے دمے چند فرصت شمار
تو اب چند سانس غنیمت جان لے

حکایت پیر مرد و تحسّر بر روزگار جوانی
بوڑھے انسان کا قصہ اور جوانی کے زمانہ پر اس کی حسرت

شبے در جوانی و طیب النعم
ایک رات جوانی اور نعمتوں کی خوشی میں

جوانان نشستیم چندے بہم
ہم چند نوجوان مل کر بیٹھے

چو بلبل سرایاں چو گل تازہ روئے
بلبل کی طرح چہچہاتے ہوئے، پھول کی طرح تازہ چہرے والے

ز شوخی در افگندہ غلغل بکوئے
شوخی سے کوچہ میں شور مچاتے ہوئے

جہاں دیدہ پیرے ز ما بر کنار
ایک جہاں دیدہ بوڑھا ہم سے علیحدہ تھا

ز دور فلک لیل[1] مویش نہار
زمانہ کی گردش سے جس کے بالوں کی رات دن ہو چکی تھی

چو فندق زباں از سخن بستہ بود
عناب[2] کی طرح بات کرنے سے زبان کو بند کیے ہوئے تھا

نہ چوں مالب از خندہ چوں پستہ بود
ہماری طرح ہونٹ پستہ کی طرح مسکرانیوالا تھا

جوانے فرا رفت کاے پیر مرد
ایک جوان اس کے سامنے پہنچا کہ اے بوڑھے

چہ در کنج حسرت نشینی بدرد
حسرت کے گوشہ میں درد سے کیوں بیٹھا ہے

یکے سر برآر از گریبان غم
غم کے گریبان سے ذرا سر ابھار

بآرام دل با جوانان بچم
دل کی راحت کے ساتھ جوانوں کے ساتھ چہل قدمی کر

برآورد سر سالخورد از نہفت
بوڑھے نے گریبان سے سر ابھارا

جوابش نگر تا چہ پیرانہ گفت
اس کے جواب پر غور کر، کیا بزرگانہ دیا

چو باد صبا بر گلستان وزد
جب باغ میں باد صبا چلے

چمیدن درخت جواں را سزد
جوان درختوں کو جھومنا پھبتا ہے

چمد تا جوانست و سر سبز خوید
خوید[3] جب تک جوان اور سرسبز ہے لہلہاتا ہے

شکستہ شود چوں بزردی رسید
جب زرد ہو جاتا ہے ٹوٹ جاتا ہے

بہاراں کہ باد آورد بید مشک
جب موسم بہار میں ہوا بید مشک کی خوشبو پیدا کر دیتی ہے

بریزد درخت جواں برگ خشک
تو نوجوان درخت پرانے پتے جھاڑ دیتا ہے

نزیبد مرا با جوانان چمید
جوانوں کے ساتھ ٹہلنا مجھے زیب نہیں دیتا ہے

کہ بر عارضم صبح پیری دمید
اس لیے کہ میرے رخسار پر بڑھاپے کی صبح نمودار ہو گئی ہے

بقید اندرم جرّہ بازے کہ بود
میری قید میں جو قوی باز[4] تھا

دمادم سر رشتہ خواہد درود
وہ[5] پے در پے دھاگا کاٹ رہا ہے

شمار است نوبت بریں خوان نشست
اس دسترخوان پر بیٹھنے کی تمہاری باری ہے

کہ ما از تنعم بشستیم دست
اس لیے کہ ہم تو نعمتوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں

چو بر سر نشست از بزرگی غبار
جب بزرگی کا غبار سر پر جم جائے

دگر چشم عیش جوانی مدار
پھر جوانی کے عیش کی امید نہ رکھ

۱؎ بالوں کی سیاہی کو رات اور سفیدی کو دن سے تعبیر کیا ہے
۲؎ عناب کا منہ بند ہوتا ہے پستہ کے منہ پر ایک لکیر ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کو مسکراتا ہوا تصور کیا جاتا ہے
۳؎ جو کی کھیتی کا سبزہ مشہور ہے وہ بھی تک لہلہاتی ہے جب تک سبز ہے
۴؎ قوی باز سے مراد روح ہے
۵؎ یعنی روح پرواز کرنا چاہتی ہے

مرا برف بارید بر پر زاغ
میرے کوے کے پروں پر برف گر چکی ہے

نشاید چو بلبل تماشائے باغ
اب بلبل کی طرح باغ کی سیر مناسب نہیں ہے

کند جلوہ طاؤس صاحب جمال
خوبصورت مور جلوہ دکھاتا ہے

چہ میخواہی از باز برکندہ بال
مجھے بالوں والے باز سے تو کیا چاہتا ہے

مرا غلہ تنگ اندر آمد درو
میری کھیتی کٹ کر بورے میں آ چکی

شما را کنوں میدمد سبزہ نو
تمہارا نیا سبزہ اب اگ رہا ہے

گلستان ما را طراوت گذشت
ہمارے باغ کی شادابی ختم ہو چکی ہے

کہ گلدستہ بندد چو پژمردہ گشت
جب پژمردہ ہو جاتا ہے کون گلدستہ بناتا ہے

مرا تکیہ جان پدر بر عصاست
اے جان پدر ہماری ٹیک لاٹھی ہے

دگر تکیہ بر زندگانی خطاست
اب زندگانی پر بھروسہ کرنا غلطی ہے

مسلم جواں راست برپائے جست
اچھل کود جوانوں کے لیے ٹھیک ہے

کہ پیراں برند استعانت بدست
اس لیے کہ بوڑھے تو ہاتھ کا سہارا چاہتے ہیں

گل سرخ رویم نگر زرناب
میرے چہرے کے گلاب کو دیکھو خالص سونا بن گیا

فرو رفت چوں زرد شد آفتاب
جب سورج پیلا پڑ جاتا ہے ڈوب جاتا ہے

ہوس پختن از کودک ناتمام
نابالغ بچہ کی ہوس پرستی

چناں زشت نبود کہ از پیر خام
اتنی بری نہیں ہے جس قدر خام کار بوڑھے کی

مرا می بباید چو طفلاں گریست
مجھے بچوں کی طرح رونا چاہیے

زشرم گناہاں نہ طفلانہ زیست
گناہوں کی شرم سے نہ کہ بچوں کی طرح جینا

نکو گفت لقماں کہ نازیستن
لقمان نے بہت اچھا کہا تھا کہ مر جانا

بہ از سالہا بر خطا زیستن
سالوں غلطی پر جینے سے بہتر ہے

ہم از بامداداں در کلبہ بست
صبح ہی سے دوکان کا دروازہ بند کر دیا

بہ از سود و سرمایہ دادن ز دست
ہاتھ سے نفع اور پونجی دیدینے سے بہتر ہے

جواں تا رساند سیاہی بنور
جوان جب تک سیاہی کو سفیدی تک پہنچائے

برد پیر مسکیں سیاہی بگور
بے چارا بوڑھا سیاہی کو قبر میں لے جاتا ہے

حکایت

کہن سالے آمد بنزد طبیب
ایک طبیب کے پاس ایک ایسا بوڑھا آیا

زنالیدنش تا بمردن قریب
جو رونے پیٹنے کی وجہ سے اپنی موت سے زیادہ قریب تھا

کہ دستم برگ بر نہ اے نیک رائے
کہ اے نیک رائے میری نبض پر ہاتھ رکھ

کہ پایم ہمی بر نیاید زجائے
کہ میرا ایک پیر دوسرے پیر سے نہیں اٹھتا ہے

بداں ماند ایں قامت خفتہ ام
میرا سویا ہوا قد اس کی مانند ہے

کہ گوئی بگل در فرو رفتہ ام
کہ گویا میں مٹی میں دھنسا ہوا ہوں

۱؎ کوے سے مراد سیاہ بال ہیں اور برف سے مراد بڑھاپے کی سفیدی ہے۔
۲؎ تازہ پھول کا گلدستہ بنایا جاتا ہے جب پھول مرجھا جاتے ہیں تو بے کار ہو جاتے ہیں۔
۳؎ جب انسان لاٹھی کے سہارے چلنے لگے زندگی کی امید چھوڑ دے
۴؎ بوڑھا دوسرے کے ہاتھوں کا سہارا چاہتا ہے۔
۵؎ رخسار جو گلاب جیسے تھے سونے کی طرح زرد ہو گئے ہیں
۶؎ جوان جب تک بوڑھا ہوتا ہے بوڑھا اپنے سیاہ کارناموں کے ساتھ قبر میں چلا جاتا ہے۔

بدو گفت دست از جہاں بر گسل
اس نے اس سے کہا دنیا سے ہاتھ اٹھالے
کہ پایت قیامت برآید ز گل
اس لیے کہ تیرا پیر قیامت ہی میں مٹی سے نکلے گا

اگر در جوانی زدی دست و پائے
اگر تو نے جوانی میں ہاتھ پیر مارے ہیں
در ایام پیری بہش باش و رائے
تو بڑھاپے میں ہوش اور تدبیر سے رہ

چو دوران عمر از چہل برگذشت
جب تیری عمر کا زمانہ چالیس سے گذر گیا ہے
مزن دست و پا کآبت از سر گذشت
تو اب ہاتھ پیر نہ مار کیونکہ تیرے سر سے پانی گذر گیا ہے

نشاط آنگہ از من رمیدن گرفت
خوش طبعی نے اس وقت سے مجھ سے بھاگنا شروع کر دیا ہے
کہ شامم سپیدہ دمیدن گرفت
جب سے کہ میری شام نے سفیدہ اگانا شروع کر دیا ہے

بباید ہوس کردن از سر بدر
ہوس کرنے کو سر سے نکال دینا چاہیے
کہ دورِ ہوس بازی آمد بسر
اس لیے کہ ہوس بازی کا زمانہ ختم ہو چکا ہے

بسبزی کجا تازہ گردد دلم[۱]
میرا دل سبزی سے کب تازہ ہو سکتا ہے
کہ سبزی بخواہد دمید از گلم
اس لیے کہ اب تو میری مٹی سے سبزہ اگنا چاہتا ہے

تفرُّج کناں در ہوا و ہوس
ہوا و ہوس میں تفریح کرتے ہوئے
گذشتیم بر خاکِ بسیار کس
ہم بہت سے انسانوں کی خاک پر گذرے ہیں

کسانیکہ دیگر بغیب اندراند
دوسرے لوگ جو اللہ کے علم میں ہیں
بیایند و بر خاکِ ما بگذرند
وہ آئیں گے اور ہماری مٹی پر سے گذریں گے

دریغا کہ فصلِ جوانی برفت
ہائے افسوس، جوانی کا زمانہ گذر گیا
بلہو و لعب زندگانی برفت
زندگی کھیل کود میں ختم ہو گئی

دریغا چناں روح پرور زماں
اس روح پرور زمانہ پر افسوس ہے جو
کہ بگذشت برما چو برق یماں
ہم پر سے یمنی بجلی کی طرح گذر گیا

ز سودائے آں پوشم و ایں خورم
وہ پہنوں اور یہ کھاؤں کے خیال میں
نپرداختم تا غم دیں خورم
دین کی فکر کرنے کیلیے میں مشغول نہ ہوا

دریغا کہ مشغول باطل شدیم
ہائے افسوس ہم باطل میں مشغول ہو گئے
ز حق دور ماندیم و غافل شدیم
حق سے دور رہ گئے اور غافل ہو گئے

چہ خوش گفت باکودک آموزگار
استاد نے بچے سے کیا اچھی بات کہی
کہ کارے نکردیم و شد روزگار
کہ ہم نے کچھ نہ کیا اور زمانہ گذر گیا

گفتار اندر غنیمت شمردن قوتِ جوانی پیش از ضعفِ پیری

کہاوت قوت جوانی کو بڑھاپے کے ضعف سے پہلے غنیمت سمجھ لینے کے بیان میں

۱۰

جوانا رہِ طاعت امروز گیر
اے جوان بندگی کا راستہ آج اختیار کرلے
کہ فردا جوانی نیاید ز پیر
اس لیے کہ کل بوڑھے سے جوانی نہیں ہو سکتی ہے

فراغِ دلت ہست و نیروئے تن
تجھے دل کی بے فکری اور بدن کی طاقت حاصل ہے
چو میداں فراخست گوئے بزن
جب میدان کھلا ہے گیند پھینک

۱۔ اب جبکہ خود میری قبر پر سبزہ اگنے کا وقت آگیا ہے سبزہ سے مجھے کیا تفریح ہوگی۔
۲۔ اللہ کو جوانی کی عبادت کی قدر ہے۔
۳۔ یعنی اب عبادت کرنے کی طاقت ہے لہذا عبادت کرلے۔

من ایں روز را قدر نشناختم
میں نے اس وقت کی قدر نہ پہچانی

بدانستم اکنوں کہ در باختم
اب میں سمجھا جب میں ہار گیا

قضا روزگارے زمن در ربود
قضا ایسا زمانہ مجھ سے اچک لے گئی

کہ ہر روزے از وے شب قدر بود
کہ جس کا ہر دن شب قدر تھا

چہ کوشش کند پیر خر زیر بار
بوجھ کے نیچے بوڑھا گدھا کیا کوشش کرے

تو میرو کہ بر باد پائے سوار
تو چلا چل کہ تیز رو گھوڑے پر سوار ہے

شکستہ قدح گر بہ بندند چیست
ٹوٹے ہوئے پیالے کو اگر مضبوط بھی باندھ دیں

نیاورد خواہد بہائے درست
وہ نئے کی قیمت نہیں دے سکتا ہے

کنوں کوفتادت بغفلت ز دست
اب جبکہ وہ غفلت سے تیرے ہاتھ سے گر گیا ہے

طریقے ندارد بجز باز بست
تو اور کوئی تدبیر نہیں ہو کس دینے کے علاوہ

کہ گفتت بجیحوں در انداز تن
تجھ سے کس نے کہا تھا کہ جیحون میں کود پڑ

چو افتادہم دست و پائے بزن
جب کود اہے تو ہاتھ اور پیر مار

بغفلت بدادی ز دست آب پاک
پاک پانی تو تو نے غفلت سے کھو دیا

چہ چارہ کنوں جز تیمم بخاک
اب سوائے مٹی سے تیمم کرنیکے اور کیا تدبیر ہے

چو از چابکاں در دویدن گرو
جب تو تیز چلنے والوں سے دوڑنے میں سبقت

نبردی ہم افتاں و خیزاں برو
نہ لے گیا تو گرتا پڑتا ہی چلا چل

گر آں باد پایاں برفتند تیز
اگر وہ تیز رو تیز چلے گئے

تو بے دست و پائے از نشستن بخیز
تو بے ہاتھ اور پیر والا بیٹھے رہنے سے اٹھ کھڑا ہو

۱۰

۱۔ یعنی جوانی میں عمل کرے۔
۲۔ بڑھاپے میں جوانی کی سی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی ہے
۳۔ جوانی ختم ہو گئی ہے تو بڑھاپے میں کام کرے۔

حکایت در معنی ادراک پیش از فوت

حکایت، فوت ہونے سے پہلے حاصل کر لینے کے بیان میں

شبے خواب اندر بیاباں فید
ایک رات فید کے جنگل میں نیند نے میرے

فرو بست پائے دویدن بقید
چلنے کے پیر قید میں باندھ دیئے

شتربانے آمد بہول و ستیز
ایک شتربان غصہ اور رعب کے ساتھ آیا

زمام شتر بر سرم زد کہ خیز
اونٹ کی مہار میرے سر پر ماری کہ اٹھ

مگر دل نہادی بمردن ز پس
شاید پیچھے رہ کر تیرا مرنے کو جی چاہ رہا ہے

کہ بر می نخیزی بہ بانگ جرس
کہ گھنٹے کی آواز سے تو نہیں اٹھتا ہے

مرا ہمچو تو خواب خوش در سر است
تیری طرح میرے سر میں بھی میٹھی نیند ہے

ولیکن بیاباں بہ پیش اندر است
لیکن صحرا سامنے ہے

تو کز خواب نوشیں بہ بانگ رحیل
تو جو کوچ کی آواز سے میٹھی نیند سے

نخیزی دگر کے رسی در سبیل
بیدار نہیں ہوتا ہے راستہ پر کب پہنچے گا

فرو کوفت طبل شتر سارواں
شتربان نے نقارہ پیٹ دیا

بمنزل رسید اول کارواں
شروع کا قافلہ منزل پر پہنچ گیا ہے

خنک ہوشیاران فرخندہ بخت
وہ ہوشیار مبارک نصیبہ والے ٹھنڈے دل ہیں

کہ پیش از دہل زن بسازند رخت
جو ڈھول پیٹنے والے سے پہلے سامان باندھ لیں

برہ خفتگاں تا بر آرند سر
راستہ میں سوئے ہوئے جب تک سر اٹھائیں گے

نہ بینید رہ رفتگاں را اثر
وہ راستہ چلنے والوں کا نشان بھی نہ دیکھیں گے

سبق بُرد رہرو کہ برخاست زود
وہ مسافر بازی لے گیا جو جلدی اٹھ بیٹھا

پس از نقل بیدار بودن چہ سود
روانگی کے بعد بیدار ہونے سے کیا فائدہ

چو شیبت در آمد بروئے شباب
جب تیری جوانی کے چہرے پر بڑھاپا آ گیا تو

شبت روز شد دیدہ برکن ز خواب
تیری رات، دن ہو چکی نیند سے آنکھ کھول دے

من آں روز بر کندم از عمر امید
میں نے اس دن زندگی سے امید ختم کر دی

کہ افتاد در اندر سیاہی سپید
جب میری سیاہی میں سفیدی آ گئی

دریغا کہ بگذشت عمر عزیز
ہائے افسوس کہ پیاری عمر گذر گئی

بخواہد گذشت ایں دمِ چند نیز
یہ چند سانس بھی گذر جائیں گے

گذشت آنچہ در ناصوابی گذشت
جو بھی گذرا خرابی میں گزرا

وزیں نیز دم در نیابی گذشت
اگر ان سانسوں کو بھی نہ سنبھالا تو یہ بھی گئے

کنوں وقتِ تخم است اگر پروری
اگر تو پالنا چاہتا ہے اب بھی تخم ریزی کا وقت ہے

گر امید داری کہ خرمن بری
اگر امید رکھتا ہے کہ کھلیان اٹھائے

بشہر قیامت مرو تنگ دست
تنگ دست ہو کر قیامت کے شہر میں نہ جا

کہ وجہے ندارد بحسرت نشست
اس لیے کہ حسرت سے بیٹھے رہنا کوئی وجہ نہیں رکھتا ہے

گرت چشم عقلست تدبیر گور
اگر تیری عقل کی آنکھ ہے تو قبر کی تدبیر

کنوں کن کہ چشمت نخورداست مور
اب کر لے، کیونکہ تیری آنکھیں چیونٹیوں نے نہیں کھائی ہیں

بمایہ تواں اے پسر سود کرد
اے صاحبزادے سرمایہ سے نفع کمایا جا سکتا ہے

چہ سود افتد آں را کہ سرمایہ خورد
اسے کیا نفع ہو سکتا ہے جو کہ سرمایہ کھائے

کنوں کوش کاب از کمر در گذشت
اب کوشش کرے کہ پانی کمر سے بڑھ گیا

نہ وقتے کہ سیلاب از سر گذشت
نہ اس وقت جب سیلاب سر پر سے گذر گیا

کنونت کہ چشمست اشکے ببار
اب جبکہ تیری آنکھیں ہیں کچھ آنسو بہانے

زباں در دہاں است عذرے بیار
منہ میں زبان ہے کچھ عذر بیان کرے

نہ پیوستہ باشد رواں در بدن
روح بدن میں ہمیشہ نہ رہے گی

نہ ہموارہ گردد زباں در دہن
منہ میں زبان ہمیشہ نہ پھرے گی

ز دانندگاں بشنو امروز قول
جاننے والوں سے آج بات سن لے

کہ فردا بگیرد بترسد ز ہول
اس لیے کہ کل وہ بند ہو جائیگی اور خوف سے ڈرے گی

غنیمت شمار ایں گرامی نفس
اس قابل قدر سانس کو غنیمت شمار کر

کہ بے مرغ قیمت ندارد قفس
کیونکہ بے پرند کا پنجرا کوئی قیمت نہیں رکھتا ہے

۱۔ کوچ کا نقارہ بجنے سے قبل سفر کی تیاری کر لیں
۲۔ بڑھاپا آ جانے پر جوانی کی غفلت سے بیدار ہو جانا چاہیے۔
۳۔ آخرت کے لیے اب بھی عمل کر لے ورنہ خالی ہاتھ جائیگا
۴۔ مرنے کے بعد چیونٹیاں آنکھیں بھی کھا جائیں گی
۵۔ بروقت کوشش مفید ہوتی ہے ورنہ رائگاں جاتی ہے
۶۔ جب بدن میں [illegible]

۱۰

مکن عمر ضائع بافسوس و حیف — کہ فرصت عزیز است والوقت سیف

حسرت اور افسوس کے ساتھ عمر ضائع نہ کر — اس لیے کہ فرصت کمیاب ہے اور وقت ایک تلوار ہے

حکایت

قضا زندہ را رگِ جاں بُرید — دگر کس بمرگش گریباں درید

قضا نے ایک زندہ کی جان کی رگ کاٹ دی — دوسرے کسی نے اس کی موت پر گریبان چاک کیا

چنیں گفت بینندۂ تیز ہوش — چو فریاد و زاری رسیدش بگوش

ایک عقلمند دیکھنے والے نے یہ کہا — جب آہ وزاری اس کے کان میں پڑی

زدستِ شما مُردہ بر خویشتن — گرش دست بودے دریدے کفن

تمہارے ہاتھوں سے مردہ اپنا — کفن پھاڑ ڈالتا اگر اسے قدرت ہوتی[1]

کہ چندیں ز تیمار و دردم مپیچ — کہ روزے دو پیش از تو کردم بسیج

کہ میرے غم اور درد میں اس قدر بل نہ کھا — اس لیے کہ میں نے تجھ سے دو ایک دن ہی پہلے سفر کا ارادہ کیا ہے

فراموش کردی مگر مرگِ خویش — کہ مرگ منت نا تواں کرد و ریش

شاید تو اپنی موت کو بھول گیا ہے — کہ میرے مرنے نے تجھے کمزور اور زخمی کر دیا ہے

مبصر چو بر مُردہ ریزد گِلش — نہ بروے کہ بر خود بسوزد دلش

جانکار جب مردے پر اس کی مٹی ڈالتا ہے — اس پر نہیں بلکہ اپنے اوپر اس کا دل جلتا ہے[2]

زہجرانِ طفلے کہ در خاک رفت — چہ نالی کہ پاک آمد و پاک رفت

اس بچہ کے فراق میں جو مٹی میں چلا گیا — کیا روتا ہے وہ تو پاک آیا تھا پاک چلا گیا

تو پاک آمدی بر حذر باش و باک — کہ ننگ است نا پاک رفتن بخاک

تو پاک آیا ہے احتیاط اور خطرے سے رہ — اس لیے کہ مٹی میں ناپاک ہو کر جانا بڑے شرم کی بات ہے

کنوں باید ایں مرغ را پائے بست — نہ وقتے کہ سر رشتہ بردت زدست

اس پرند کا اب پیر باندھ دینا چاہیے — نہ کہ اس وقت جب تیرے ہاتھ سے رسی چھڑالے جائے

نشستی بجائے دگر کس بسے — نشیند بجائے تو دیگر کسے

تو دوسرے کی جگہ بہت بیٹھا ہے[3] — اب تیری جگہ کوئی دوسرا بیٹھے گا

اگر پہلوانی و گر تیغ زن — نخواہی بدر بُردن اِلّا کفن

خواہ تو پہلوان ہے خواہ تلوار باز — سوائے کفن کے کچھ نہ لے جا سکے گا[4]

خرِ وحش اگر بگسلاند کمند — چو در ریگ ماند شود پائے بند

گورخر اگر پھانسا پھسلا دے — جب ریتے میں دھنس جائے پابند ہو جائے

ترا نیز چنداں بود دستِ زور — کہ پایت نرفت است در ریگِ گور

تجھ میں بھی طاقت اسی وقت تک ہے — جب تک تیرا پیر قبر کے ریت میں نہیں گیا ہے

منہ دل بریں سالخوردہ مکاں — کہ گنبد نپاید برو گردگاں[5]

اس پرانے مکان سے دل نہ لگا — اس لیے کہ گنبد پر اخروٹ نہیں ٹھہرتا ہے

[1] یعنی مردہ کفن پھاڑ کر یہ کہتا۔
[2] چونکہ اس کو اپنی موت یاد آتی ہے
[3] تم نے مرنے والوں کی جگہ سنبھالی تھی تمہارے بعد دوسرے اس جگہ کو لے لیں گے۔
[4] دنیا سے کوئی بھی کفن کے علاوہ کچھ نہیں لے جاتا ہے
[5] دنیا گول ہے اس پر کوئی نہیں ٹکے گا۔

چو دی رفت و فردا نیامد بدست
جبکہ کل گزشتہ چلی گئی تو کل آئندہ ہاتھ میں آنیوالی نہیں ہے
حساب از ہمیں یک نفس کن کہ ہست
اسی ایک سانس کا حساب کر لے جو موجود ہے

حکایت

فرو رفت جمِ را یکے نازنیں
جمشید کا ایک نازوں کا پالا مر گیا
کفن کرد چوں کرمش ابریشمیں
ریشم کے کیڑے کی طرح اس کا کفن ریشمین بنایا

بدخمہ درآمد پس از چند روز
چند روز بعد قبر کے گنبد کے پاس آیا
کہ بروے بگرید بزاری و سوز
تاکہ اس پر زاری اور سوز سے روئے۔

چو پوسیدہ دیدش حریریں کفن
جب اس کا ریشمین کفن بوسیدہ دیکھا
بفکرت چنیں گفت با خویشتن
فکر میں اپنے آپ سے یہ کہا

من از کرم برکندہ بودم بزور
میں نے ریشم کے کیڑے سے جبراً چھینا تھا
بکندند ازو باز کرمانِ گور
قبر کے کیڑوں نے اس سے دوبارہ چھین لیا

دو بیتم جگر کرد روزے کباب
ایک دن دو شعروں نے میرا جگر کباب بنا دیا
کہ می گفت گویندۂ بارباب
جو پڑھنے والا رباب پر پڑھ رہا تھا

دریغا کہ بے ما بسے روزگار
ہائے افسوس ہمارے بغیر عرصے تک
بروید گل و بشگفد لالہ زار
پھول اگیں گے اور لالہ زار کھلے گا

بسے تیر و دے ماہ و اردی بہشت
بہت سے تیر اور دے اور اردی بہشت
برآید کہ ما خاک باشیم و خشت
گزریں گے کہ ہم مٹی اور اینٹ ہوں گے

حکایت

یکے پارسا سیرتِ حق پرست
ایک حق پرست، پارسا سیرت
فتادش یکے خشتِ زریں بدست
کے ہاتھ سونے کی ایک اینٹ لگ گئی

سرِ ہوشمندش چناں خیرہ کرد
اس کے ہوشمند سر کو ایسا دیوانہ کر دیا
کہ سودا دلِ روشنش تیرہ کرد
کہ جنون نے اس کے روشن دل کو تاریک کر دیا

ہمہ شب در اندیشہ کیں گنج و مال
تمام رات اسی خیال میں رہا کہ یہ خزانہ اور مال
درو تا زیم رہ نیابد زوال
جب تک میں زندہ ہوں اس پر زوال نہ آئے گا

دگر قامتِ عجزم از بہر خواست
اب مجھے درخواست کے لیے اپنے عاجزی کے قد کو
نباید برِ کس دوتا کرد راست
کسی کے سامنے سیدھا ٹیڑھا نہ کرنا چاہیے

سرائے کنم پایۂ پستش رخام
ایسی حویلی بناؤں گا جس کی بنیادیں سنگ مرمر کی
درختانِ سقفش ہمہ عود خام
اس کی چھت کی کڑیاں سب خالص عود کی ہوں گی

یکے حجرہ خاص از پئے دوستاں
دوستوں کے لیے ایک مخصوص کمرہ ہوگا
درِ حجرہ اندر سرا بوستاں
جس کا دروازہ پائیں باغ میں ہوگا

لہ ریشم کا کیڑا اپنے کویے میں ہی مر کر رہ جاتا ہے تو گویا اس کا کفن ریشمین ہوتا ہے
لہ تیر، دے ماہ، اردی بہشت فارسی مہینوں کے نام ہیں۔

بفر سودم از رقعہ بر رقعہ دوخت
گدڑی پیوند پر پیوند لگانے سے میں گھس گیا

تفِ دیگراں چشم و مغزم بسوخت
دوسروں کے مطبخ کی گرمی نے میری آنکھیں اور بھیجا جلا دیا ہے

دگر زیر دستاں پزندم خورش
اب ماتحت میرا کھانا پکائیں گے

براحت دہم روح را پرورش
میں آرام سے روح کی پرورش کروں گا

بسختی بکشت ایں نمد بسترم
میرے بستر کے کمبل نے سختی کی وجہ سے مجھے مار ڈالا

روم زیں سپس عبقری گسترم
اب اس کے بعد میں قیمتی کپڑا بچھاؤں گا

خیالش خرف کرد و کالیوہ رنگ
خیال نے اس کو مبہوت اور دیوانہ مار بنا دیا

بمغزش فرو برد خرچنگ چنگ
کیکڑے نے اس کے دماغ میں پنجے گھسا دیے

فراغ مناجات و رازش نماند
اللہ سے ہمکلامی اور راز کی اس کو فرصت نہ رہی

خور و خواب و ذکر و نمازش نماند
اس کے لیے کھانا اور سونا اور ذکر اور نماز نہ رہا

بصحرا بر آمد سر از عشوہ مست
فریب سے مست ہو کر جنگل کو نکل گیا

کہ جائے نبودش قرار و نشست
اس لیے کہ اب اس کا ٹھکانا اور بیٹھنا ایک جگہ نہ رہا تھا

یکے بر سر گور گِل می سرشت
ایک شخص ایک قبر پر مٹی گوندھ رہا تھا

کہ حاصل کند زاں گِلِ گور خشت
تاکہ اس قبر کی مٹی سے اینٹ بنائے

باندیشہ درخود فرو رفت پیر
بوڑھا فکر میں ڈوب گیا

کہ اے نفس کوتہ نظر پند گیر
کہ اے کوتاہ نظر نفس نصیحت حاصل کر

چہ بندی دریں خشتِ زریں دلت
اس سونے کی اینٹ میں کیا دل لگاتا ہے

کہ یک روز خشتے کنند از گلت
جبکہ ایک روز تیری مٹی سے بھی اینٹ بنائیں گے

طمع را نہ چنداں دہانست باز
لالچ کا منہ ایسا کھلا ہوا نہیں ہے

کہ بازش نشیند بیک لقمہ آز
کہ اس کی حرص ایک لقمہ میں فرو ہو جائے

بدار اے فرومایہ زیں خشتہ دست
اے کمینے! اس اینٹ سے دست کش ہو جا

کہ جیحوں نشاید بیک خشت بست
کیونکہ جیحوں کو ایک اینٹ سے نہیں روکا جا سکتا ہے

تو غافل در اندیشۂ سود و مال
نفع اور مال کی فکر میں تو اس سے غافل ہے

کہ سرمایۂ عمر شد پائمال
کہ زندگی کا سرمایہ پائمال ہو گیا ہے

بریں خاک چنداں صبا بگذرد
اس خاک پر اس قدر بادِ صبا گزرے گی

کہ ہر ذرۂ از ما بجائے برد
کہ ہمارا ہر ذرہ ایک جگہ اڑا لے جائے گی

غبارِ ہوا چشم عقلت بدوخت
خواہش کے غبار نے تیری عقل کی آنکھیں سی دی ہیں

سموم ہوس کشتِ عمرت بسوخت
ہوس کی لو نے تیری زندگی کی کھیتی جلا دی ہے

بکن سرمۂ غفلت از چشم پاک
غفلت کا سرمہ آنکھ سے صاف کر دے

کہ فردا شوی سرمہ در زیر خاک
اس لیے کہ کل کو تو مٹی کے نیچے سرمہ ہوگا



۱۰

۱؎ مجھے کپڑا بھی میسر تھا دوسروں کا مطبخ دیکھ کر کڑھتا تھا۔
۲؎ اس تمول کے خیال نے اسے دیوانہ بنا دیا اللہ کی یاد اور خواب و خور سے بھی غافل ہو گیا
۳؎ اس کی گوشہ نشینی ختم ہو چکی تھی دولت کے نشہ میں چور مارا مارا پھرتا تھا۔
۴؎ انسان کا دریائے ہوس ایک اینٹ سے نہیں رک سکتا ہے۔

حکایت عداوت درمیانِ دو شخص

دو شخصوں کے درمیان عداوت کا قصہ

میانِ دو تن دشمنی بود و جنگ
دو شخصوں میں دشمنی اور لڑائی تھی

سر از کبر بر یک دگر چوں پلنگ
تکبر کی وجہ سے ایک کا سر دوسرے پر چیتے کی طرح تھا

ز دیدار ہم تا بحدّے رماں
ایک دوسرے کے دیکھنے سے بھی اس قدر متنفر تھا

کہ بر ہر دو تنگ آمدے آسماں
کہ دونوں پر آسمان تنگ ہوگیا تھا

یکے را اجل بر سر آورد جیش
ایک کے سر پر موت لشکر دوڑا لائی

سر آمد برو روزگارانِ عیش
اس کی زندگی کا زمانہ ختم ہوگیا

بداندیشِ وے را درون شاد گشت
اس کے مخالف کا دل خوش ہوا

بگورش پس از مدتے برگذشت
وہ ایک زمانہ کے بعد اسکی قبر پر سے گذرا

شبستانِ گورش در اندودہ دید
اس کی قبر کے شبستان کا دروازہ لپا ہوا دیکھا

کہ وقتے سرائیش زر اندودہ دید
جب کہ ایک وقت اس کا محل سونے سے پُتا دیکھا تھا

ز روئے عداوت بہ بازوئے زور
بازو کی طاقت سے عداوت کی وجہ سے

یکے تختہ برکندش از روئے گور
اس کی قبر پر سے ایک تختہ اکھاڑا

سرِ تاجور دیدش اندر مغاک
اس کا تاج والا سر گڑھے میں دیکھا

دو چشمِ جہاں بینش آگندہ خاک
اس کی دنیا کو دیکھنے والی دونوں آنکھیں خاک بھری دیکھیں

وجودش گرفتارِ زندانِ گور
اس کے جسم کو قبر کے قید خانہ میں گرفتار دیکھا

تنش طعمۂ کرم و تاراجِ مور
اس کا جسم کیڑوں کا چارہ اور چیونٹیوں کی لوٹ دیکھا

ز دورِ فلک بدرِ رویش ہلال
آسمان کے چکر سے اس کے چہرے کا چاند ہلال تھا

ز جورِ زماں سروِ قدش خلال
زمانہ کے ظلم سے اس کے قد کا سرو تنکا تھا

کفِ دست و سرپنجۂ زورمند
اس کی طاقتور ہتھیلی اور انگلیوں

جدا کردہ ایام بندش ز بند
کے جوڑ جوڑ کو زمانہ نے علیحدہ کر دیا تھا

چنانش برو رحمت آمد ز دل
اس کے دل میں اس پر ایسا رحم آیا

کہ بسرشت بر خاک از گریہ گل
کہ رونے سے زمین پر مٹی گوندھ دی

پشیماں شد از کردہ خوئے زشت
بدعادت کے کیے سے شرمندہ ہوا

بفرمود بر سنگِ گورش نبشت
اس کی قبر کے پتھر پر لکھنے کا حکم دیا

مکن شادمانی بمرگ کسے
کسی کے مرنے پر خوش نہ ہو

کہ دہرت پس از وے نماند بسے
اس لیے کہ اس کے بعد تیرا زمانہ بھی زیادہ نہ رہے گا

شنید ایں سخن عارفِ ہوشیار
ایک ہوشیار عارف نے یہ بات سنی

بنالید کاے قادرِ کردگار
تو رو پڑا کہ اے خدائے قادر

عجب گر تو رحمت نیاری برو
تعجب ہوگا اگر تو اس پر رحمت نازل نہ کرے گا

کہ بگریست دشمن بزاری برو
اس لیے کہ دشمن بھی اس پر آنسو خون سے رو پڑا

۱؎ چیتا کینہ وری میں مشہور ہے۔
۲؎ دونوں ایک آسمان کے نیچے نہ رہنا چاہتے تھے۔
۳؎ یعنی اپنے مخالف کی موت پر
۴؎ دشمنی میں اس کی قبر کا تختہ اکھاڑا
۵؎ کیڑے اس کا جسم کھا رہے تھے اور چیونٹیاں چمٹی ہوئی تھیں
۶؎ اس کا چاند سا چہرہ مرجھا کر ہلال بن گیا تھا۔
۷؎ انتقامی جذبے کے ساتھ قبر اکھاڑنے پر شرمندہ ہوا اور نیچے کے اشعار قبر پر کندہ کر دینے کا حکم دیا۔

تنِ ما شود نیز روزے چناں
ہمارا جسم بھی ایک دن ایسا ہو جائے گا

مگر در دلِ دوست رحم آیدم
شاید دوست کے دل میں مجھ پر رحم آجائے

بجائے رسد کارِ سر دیر زود
جلد یا بدیر سر کا انجام یہ ہوگا

زدم تیشہ یک روز بر تلِ خاک
میں نے ایک دن خاک کے ایک ٹیلہ پر کدال چلائی

کہ زنہار اگر مردی آہستہ تر
کہ خبردار اگر تو آدمی ہے تو (کدال) آہستہ چلا

کہ بروے بسوزد دلِ دشمناں
کہ اس پر دشمنوں کے دل جلیں گے

چو بیند کہ دشمن ببخشایدم[1]
جب وہ دیکھے کہ دشمن بھی مجھے معاف کر رہا ہے

کہ گوئی درو دیدہ ہرگز نبود
کہ تو کہے گا کہ اس میں آنکھ کبھی نہ تھی

بگوشم آمد نالۂ دردناک
میرے کان میں ایک دردناک رونا آیا

کہ چشم و بنا گوش و روے و سر
اس لیے کہ اس میں آنکھ اور کان کی لو اور چہرہ اور سر ہے

حکایت پدر و دختر
باپ اور بیٹی کا قصہ

شبے خفتہ بودم بعزمِ سفر
میں ایک رات سفر کے ارادہ سے سویا ہوا تھا

برآمد یکے سہمگیں باد و گرد
ایک خوفناک ہوا اور گرد آئی

برہ بر یکے دختر خانہ بود
راستہ میں ایک کنواری لڑکی تھی

پدر گفتش اے نازنیں چہرِ من
باپ نے اس سے کہا اے میری نازنین چہرہ والی

نچنداں نشیند دریں دیدہ گرد
کیا اس آنکھ میں اس قدر گرد نہ پڑے گی

ترا نفس رعنا چو سرکش ستور
سرکش نفس، سرکش گھوڑے کی طرح تجھے

اجل ناگہت بگسلاند رکیب
موت اچانک تیری رکاب توڑ دے گی

پئے کاروانے گرفتم سحر[2]
صبح کو میں نے ایک قافلہ کا ساتھ پکڑا تھا

کہ بر چشمِ مردم جہاں تیرہ کرد[3]
جس نے انسانوں کی آنکھوں میں دنیا اندھیری کر دی

بمعجر غبار از پدر می زدود
جو اوڑھنی سے باپ سے غبار جھاڑ رہی تھی

کہ شوریدہ داری دل از مہرِ من
جو کہ میری محبت میں دل پریشان کرتی ہے

کہ بازش بمعجر تواں پاک کرد[4]
کہ پھر اس کو اوڑھنی سے صاف نہ کیا جا سکے گا

دواں می برد تا بر شیبِ گور
دوڑائے لیے جا رہا ہے قبر کے گڑھے کی طرف

عناں باز نتواں گرفت از نشیب
پھر تو گڑھے کی طرف سے باگ نہ روک سکے گا

موعظہ و پند
وعظ اور نصیحت

خبرداری از استخوانِ قفس[5]
مجھے ہڈیوں کے پنجرے کی بھی خبر ہے

چو مرغ از قفس رفت و بگسست قید[6]
جب پرندہ پنجرے سے نکل گیا اور پھندا ٹوٹ گیا

کہ جانِ تو مرغیست و نامش نفس
جس کا پرندہ تیری جان ہے اور اس کا نفس نام ہے

دگر رہ نگردد بسعی تو صید
پھر دوبارہ تیری کوشش سے شکار نہیں ہو سکتا

[1] اللہ اس شخص پر ضرور رحم فرمائے گا جس کو دیکھ کر دشمن بھی رحم کرے۔
[2] یعنی میں ایک قافلہ کے ساتھ سفر کا ارادہ کر کے رات کو سویا اور صبح کو سفر شروع کر دیا۔
[3] جو آندھی میں اس پر آ پڑا تھا
[4] یعنی مرنے کے بعد قبر میں آنکھوں میں ایسی مٹی پڑنی ہے جو صاف نہ ہو سکے گی۔
[5] بدن بمنزلہ پنجرے کے ہے اور روح بمنزلہ پرندے کے ہے
[6] جب طائر روح اڑ جائے گا پھر پنجرے میں بند نہ ہو سکے گا۔

نگہدار فرصت کہ عالم دمیست
فرصت کی دیکھ بھال رکھ اس لیے کہ جہان ایک سانس ہے

سکندر کہ بر عالمے حکم داشت
وہ سکندر جو دنیا پر حکومت رکھتا تھا

میسر نبودش کز و عالمے
اس کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ اس سے دنیا

ستانند و مہلت دہندش دمے
لے لیں اور اس کو ایک سانس کی مہلت دیدیں

برفتند و ہر کس درود آنچہ کشت
لوگ چلے گئے اور ہر شخص نے وہ کاٹا جو اس نے بویا تھا

نماند بجز نامِ نیکو و زشت
اچھے اور برے نام کے سوا کچھ نہیں رہتا

چرا دل بریں کاروانگہ نہیم
اس سرائے سے ہم کیوں دل لگائیں

کہ یاراں برفتند و ما بر رہیم
اس لیے کہ ساتھی تو چلے گئے اور ہم راستہ پر ہیں

پس از ما ہمیں گل دہد بوستاں
ہمارے بعد بھی باغ یہی پھول کھلائے گا

نشینند با یک دگر دوستاں
دوست ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھیں گے

دل اندر دلآرام دنیا مبند
دنیا کے معشوق میں دل نہ پھنسا

کہ ننشست باکس کہ دل بر نکند
اس لیے کہ وہ کسی ایسے کی ہم نشین نہیں ہوئی کہ جس کا دل غمگین نہ ہو گیا

چو در خاکدانِ لحد خفت مرد
جب انسان لحد کے خاکدان میں سویا

قیامت بیفشاند از روی گرد
قیامت ہی چہرے سے گرد جھاڑے گی

سر از جیبِ غفلت برآور کنوں
غفلت کے گریبان سے اب سر نکال لے

کہ فردا نماند بحسرت نگوں
تاکہ کل کو حسرت سے اوندھا نہ بنے

نہ چوں خواہی آمد بشیراز در
کیا ایسا نہیں ہے کہ جب تو شیراز میں داخل ہوتا ہے

سر و تن بشوئی ز گردِ سفر
سفر کے گرد و غبار سے سر اور جسم دھوتا ہے

پس اے خاکسارِ گنہ عنقریب
اے گناہوں سے خاک آلودہ عنقریب

سفر کرد خواہی بشہرِ غریب
تو اجنبی شہر میں سفر کرے گا

بر آں از دو سر چشمۂ دیدہ جوئے
آنکھوں کے دونوں سرچشموں سے نہر بہا دے

ور آلایشے داری از خود بشوئے
اور اگر کسی ناپاکی کا بھی علم ہے تو دھو ڈال

ل: مرتے وقت یہ ممکن نہ تھا کہ سکندر تمام حکومت خرچ کر سکے بھی ایک سانس کے بقدر زندہ رہ سکے۔ ۲: دنیا بے وفا ہے اس سے دل لگانا درست نہیں ہے۔ ۳: جب انسان اجنبی شہر میں داخل ہوتا ہے نہا دھو کر داخل ہوتا ہے عالم آخرت بھی نیا شہر ہوگا اس میں جانے کے لیے آنسوؤں سے غسل کر لینا مناسب ہے ۴: ایک شخص نے دھوکہ دے کر چھوارے کے بدلہ انگوٹھی لے لی۔

حکایت در عالم طفولیت
بچپن کے زمانہ کا قصہ

ز عہدِ پدر یادم آید ہمے
مجھے باپ کے زمانہ کا ایک قصہ یاد ہے

کہ بارانِ رحمت برو ہر دمے
اس پر ہر دم خدا کی رحمت ہو

کہ در خردیم لوح و دفتر خرید
کہ اس نے میرے بچپن میں تختی اور کاپی خریدی

ز بہرم یکے خاتمِ زر خرید
سونے کی ایک انگوٹھی میرے لیے خریدی

بدر کرد ناگہ یکے مشتری
ایک خریدار نے اچانک اتار لی

بخرمائے از دستم انگشتری
ایک چھوارے کے بدلے میرے ہاتھ سے انگوٹھی

چو نشناسد انگشتری طفلِ خُرد
جب چھوٹا بچہ انگوٹھی کو نہ سمجھے

تو ہم قیمتِ عمر نشناختی
تو نے بھی عمر کی قیمت نہیں سمجھی

قیامت کہ نیکاں بر اعلیٰ رسند
قیامت میں جب نیک لوگ اعلیٰ رتبے پر پہنچیں گے

ترا خود بماند سر از ننگ پیش
خود شرمندگی[1] کی وجہ سے تیرا سر آگے کو جھکا ہوگا

برادر ز کارِ بداں شرم دار
اے بھائی بروں کے کام سے شرم کر

دراں روز کز فعل پرسند و قول
اس[2] دن جب فعل اور قول کے بارے میں دریافت کریں گے

بجائے کہ دہشت خورند انبیا
اس جگہ جہاں نبی دہشت کھائیں گے

زنانے کہ طاعت برغبت برند
وہ عورتیں جو رغبت سے عبادت کرتی ہیں

ترا شرم ناید ز مردیِ خویش
مجھے[3] اپنی مردانگی سے شرم نہیں آتی

زناں را بعذرے معین کہ ہست
عورتیں[4] اس ایک معین عذر کی وجہ سے جو ان کو لاحق ہوتا ہے

تو بے عذر یکسو نشینی چو زن
تو بلا عذر کے عورت کی طرح علیحدہ ہو بیٹھا ہے

مرا خود چہ باشد زباں آوری
میری خود فصاحت کیا ہوتی

مرا خود مبیں اے عجب درمیاں
اے عجب! مجھے درمیاں میں نہ دیکھ

چو از راستی بگذری خم بود
جب تو سیدھا ہونے سے ہٹ جائیگا کج ہو جائیگا

بناز و طرب نفس پروردہ گیر
ناز اور عیش میں پلے ہوئے نفس کو

یکے بچۂ گرگ می پرورید
ایک شخص بھیڑیے کے بچہ کو پالتا تھا

بشیرینی از وے توانند بُرد
اس سے مٹھائی کے بدلے لے جا سکتے ہیں

کہ در عیشِ شیریں برانداختی
کہ تو نے میٹھے عیش میں اس کو ضائع کر دیا ہو

ز قعرِ ثریٰ بر ثریا رسند
مٹی کی پستی سے ثریا پر پہنچیں گے

کہ گردت برآید عملہائے خویش
جب کہ تیرے کارنامے تیرے گرد ہوں گے

کہ در روئے نیکاں شوی شرمسار
کیونکہ تو نیکوں کے سامنے شرمندہ ہوگا

اولوالعزم را تن بلرزد ز ہول
صاحبِ عزم کا جسم بھی خوف سے لرزے گا

تو عذرِ گنہ را چہ داری بیا
تیرے پاس گناہ کا کیا عذر ہے لا

ز مردانِ ناپارسا بگذرند
غیر متقی مردوں سے بڑھ جائیں گی

کہ باشد زناں را قبول از تو بیش
کہ عورتوں کو تجھ سے زیادہ مقبولیت حاصل ہو

ز طاعت بدارند گہ گاہ دست
کبھی کبھی عبادت سے دست کش ہو جاتی ہیں

رواے کم از زن لافِ مردی مزن
اے عورت سے بھی گھٹیا، جا مردانگی کی ڈینگیں نہ مار

چنیں گفت شاہِ سخن عنصری
سخن کے بادشاہ عنصری[5] نے بھی یہی کہا ہے

ببیں تا چہ گفتند پیشینیاں
دیکھ اگلے لوگوں نے کیا کہا ہے

چہ مردی بود کز زنے کم بود
کیا مردانگی ہوگی جب تو ایک عورت سے کم ہوگا

بایام دشمن قوی کردہ گیر
کچھ زمانہ میں قوی بنایا ہوا دشمن سمجھ

چو پروردہ شد خواجہ بر ہم درید
جب پل گیا اپنے مالک کو پھاڑ ڈالا

۱۰۵

[1] اگر تیرے اچھے کام نہ ہوں گے تو تو نیکوں کے روبرو شرمندہ ہوگا۔
[2] قیامت میں انسان کے جملہ افعال اور اقوال کا حساب ہوگا
[3] ایک مرد کے لیے یہ باعثِ شرم ہونا چاہیے کہ وہ مقبولیت میں عورتوں سے بھی کم ہو۔
[4] یعنی حالتِ حیض و نفاس میں عورتیں بہت سی عبادت نہیں کر سکتی ہیں عذرِ معین سے یہی حالت مراد ہے۔
[5] عنصری سلطان محمود کا ملک الشعراء تھا
[6] انسان کا نفس اس کا دشمن ہے جس قدر اس کو نازوں سے پالوگے گویا اپنے دشمن کو طاقتور بنا رہے ہو۔

ق

چو بر پہلوئے جاں سپردن بخفت
جب[1] جان دینے کی کروٹ پر سوگیا

جہاندیدۂ بر سرش رفت و گفت
ایک جہاندیدہ اس کے سرہانے گیا اور بولا

تو دشمن چنیں نازنیں پروری
تو دشمن کو نازوں سے ایسا پالتا ہے

ندانی کہ ناچار زخمش خوری
یہ نہیں جانتا کہ لامحالہ اس کا زخم کھائے گا

نہ ابلیس در حق ما طعنہ زد
کیا[2] شیطان نے ہمارے بارے میں طعنہ نہ دیا تھا

کزینان نیاید بجز کار بد
کہ ان سے برے کام کے سوا کچھ نہ ہوگا

فغاں از بدیہا کہ در نفس ماست
جو برائیاں ہمارے نفس میں ہیں ان سے فریاد ہے

کہ ترسم شود ظن ابلیس راست
مجھے ڈر ہے کہ کہیں شیطان کا گمان سچا نہ ہو جائے

چو ملعون پسند آمدش قہر ما
جب[3] ملعون کو ہماری ذلت پسند آئی

خدایش بر انداخت از بہر ما
اس کو خدا نے ہماری خاطر باہر نکال دیا

کجا سر برآریم ازیں عار و ننگ
ہم اس ذلت اور عار سے کیسے سر اٹھا سکتے ہیں

کہ با او بصلحیم و با حق بجنگ
کہ اس کے ساتھ ہم صلح سے ہیں اور خدا کے ساتھ جنگ سے

نظر دوست نادر کند سوئے تو
دوست[4] بہت کم تیری طرف نظر کرے گا

چو در روئے دشمن بود روئے تو
جب تیرا رخ دشمن کے رخ کی طرف ہوگا

گرت دوست باید کزو برخوری
اگر تجھے ایسا دوست چاہیے جس سے تو نفع اٹھائے

نباید کہ فرمان دشمن بری
تو یہ نہ چاہیے کہ تو دشمن کی اطاعت کرے

بسیم سیہ تا چہ خواہی خرید
تو کالی چاندی سے آخر کیا خرید سکے گا

کہ خواہی دل از مہر یوسف برید
جب کہ تو یوسف کی محبت سے دل ہٹانا چاہتا ہے

روا دارد از دوست بیگانگی
دوست کی جانب سے بیگانگی کو وہ شخص جائز رکھتا ہے

کہ دشمن گزیند بہم خانگی
جو دشمن کے ساتھ ایک گھر میں رہنا پسند کرے

ندانی کہ کمتر نہد دوست پائے
تو نہیں جانتا کہ دوست بہت کم قدم دھرتا ہے

چو بیند کہ دشمن بود در سرائے
جب وہ دیکھتا ہے کہ دشمن گھر میں ہے

حکایت

یکے برد با پادشاہے ستیز
ایک[5] شخص نے ایک بادشاہ سے جنگ کی

بدشمن سپردش کہ خونش بریز
اس نے اس کو جلاد کے سپرد کر دیا کہ اس کا خون بہا دے

گرفتار در دست آں کینہ توز
اس کینہ ور کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر

ہمی گفت با خود بزاری و سوز
اپنے آپ سے سوز اور عاجزی کے ساتھ کہہ رہا تھا

اگر دوست بر خود نیازردمے
اگر میں اپنے دوست کو اپنی جانب سے آزردہ نہ کرتا

کے از دست دشمن جفا بردمے
تو دشمن کے ہاتھ سے کب ظلم برداشت کرتا

تو از دوست گر عاقلی بر مگرد
اگر تو عقلمند ہے دوست سے نہ بگڑ

کہ دشمن نیارد نگہ در تو کرد
تاکہ دشمن تیرے اوپر نگاہ نہ ڈال سکے

۱؎ یعنی ایک کروٹ پر مر کر رہ گیا

۲؎ شیطان نے حضرت آدم کی خلافت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا کہ انسان زمین پر فساد پھیلائے گا اور خوں ریزی کرے گا۔

۳؎ شیطان نے حضرت آدم ؑ کی عزت نہ کی تو جنت سے نکالا گیا

۴؎ اللہ اس شخص کو کیسے دوست بنائے گا جو اس کے دشمن یعنی شیطان کا دوست ہو۔

۵؎ بادشاہ سے لڑنے کا انجام یہ ہے کہ جلاد کا ظلم سہنا پڑ رہا ہے۔

بناچار دشمن بدرّد پوست
یقیناً دشمن اس دوست کی کھال اُدھیڑتا ہے

رفیقے کہ برخود بیازرد دوست
جو دوست کو اپنے سے آزردہ کردے

تو با دوست یک دل شو و یک سخن
تو دوست کے ساتھ ایک دل اور ایک زبان ہوجا

کہ خود بیخ دشمن برآید ز بُن
تاکہ دشمن کی جڑ خود اکھڑ جائے

نہ پندارم ایں زشت نامی نکوست
میں نہیں سمجھتا کہ یہ بدنامی بھلی ہے

بخشنودئے دشمن آزارِ دوست
دشمن کی خوشنودی کے لیے دوست کو ستانا

حکایت

یکے مالِ مردم بہ تلبیس خورد
ایک شخص مکاری سے انسانوں کا مال کھاگیا

چو برخاست لعنت برابلیس کرد
جب اٹھا تو شیطان پر لعنت کی

چنیں گفت ابلیس اندر رہے
راستہ میں شیطان نے یہ کہا

کہ ہرگز ندیدم چنیں ابلہے
کہ میں نے ایسا بیوقوف کبھی نہیں دیکھا

ترا بامنست از نہاں آشتی
تیری مجھ سے پوشیدہ طور پر صلح ہے

چرا تیغ پیکار برداشتی
پھر تونے لڑائی کی تلوار کیوں اٹھائی۔

دریغست فرمودۂ دیوِ زشت
یہ بات افسوسناک ہے کہ بدشیطان کا کہا ہوا

کہ دستِ ملک برتو خواہد نبشت
فرشتوں کے ہاتھ تیرے بارے میں لکھیں

روا داری از جہل و ناباکیت
نادانی اور بے خوفی کی وجہ سے تو یہ جائز سمجھتا ہے

کہ پاکاں نویسند ناپاکیت
کہ پاک تیری ناپاکی کو لکھیں

طریقے بدست آر و صلحے بجوئے
ایک طریقہ حاصل کر اور صلح چاہ

شفیعے برانگیز و عذرے بگوئے
کوئی سفارشی پیدا کر اور معذرت کر

کہ یک لحظہ صورت نہ بندد اماں
اس لیے کہ ایک لحظہ کے لیے پناہ کی صورت نہ ہوگی

چو پیمانہ پُر شد بدورِ زماں
جب زمانہ کی گردش سے پیمانہ بھر جائے گا

وگر دستِ قوّت نداری بکار
اگر تو قوت کا ہاتھ کسی کام کا نہیں رکھتا ہے

چو بیچارگاں دستِ زاری برآر
تو عاجزوں کی طرح عجز کا ہاتھ اٹھا

وگر رفت از اندازہ بیروں بدی
اگر برائی اندازہ سے بھی بڑھ گئی

چو گفتی کہ بد رفت نیک آمدی
جب تونے یہ کہدیا کہ "برائی ہوئی" تو نیک بن گیا

فرا شو چو بینی درِ صلح باز
جب تو صلح کا دروازہ کھلا دیکھے تو آگے بڑھ

کہ ناگہ درِ توبہ گردد فراز
اس لیے کہ اچانک توبہ کا دروازہ بند ہوجائیگا

مرو زیر بارِ گناہ اے پسر
اے صاحبزادے گناہ کے بوجھ سے لدا ہوا نہ چل

کہ حمّال عاجز بود در سفر
اس لیے کہ بوجھ اٹھانے والا سفر میں تھک جاتا ہے

پئے نیک مرداں بباید شتافت
نیک انسانوں کے پیچھے دوڑنا چاہیے

کہ ہر کیں سعادت طلب کرد یافت
اس لیے کہ جس نے یہ نیک بختی چاہی ہے حاصل کرلی ہے

لہ دوست سے مراد خدا اور دشمن سے مراد شیطان ہے۔

ٹہ ایک انسان کے لیے یہ بدنامی بہت بری ہے کہ وہ شیطان کی خاطر اللہ سے جنگ کرے

سہ دوسروں کا مال انسان جبھی کھاتا ہے جب اس کی شیطان سے دوستی ہوتی ہے

ہہ یہ انتہائی بری بات ہے کہ انسان پاک فرشتوں سے اپنے ناپاک گناہ لکھائے۔

ہہ اگر انسان کے ہاتھ سے کار خیر نہو سکے تو اس کو عاجزی کے ساتھ ہاتھ اٹھاکر معافی کی دعا کرنی چاہیے۔

ہہ گناہوں کا اقرار بھی نیکی کی دلیل ہے۔

ہہ جب قیامت کی بڑی علامتیں ظاہر ہوجائیں گی یا انسان پر نزع طاری ہوجائیگا توبہ قبول نہوگی۔

ہہ آخرت کا سفر وہ آرام سے کرسکے گا جس پر گناہوں کا بوجھ نہ لدا ہوگا۔

ولیکن تو دنبالِ دیوِ خسی
لیکن تو کمینہ شیطان کے پیچھے ہے
ندانم کہ در صالحاں چوں رسی
میں نہیں سمجھ سکتا کہ تو نیکوں میں کس طرح پہنچے گا

پیمبر کسے راشفاعت گر ست
پیغمبر اسی کے سفارشی ہیں
کہ بر جادۂ شرعِ پیغمبر ست
جو پیغمبر کی شریعت کے راستہ پر ہے

رہِ راست رو تا بمنزل رسی
سیدھا راستہ چل تاکہ تو منزل پر پہنچے۔
تو بر رہ نہٖ زیں قبل واپسی
چونکہ تو راستہ پر نہیں ہے اس لئے پیچھے ہے

چو گاوے کہ عصّار چشمش بہ بست
اس بیل کی طرح جس کی تیلی نے آنکھیں باندھ دی ہیں
دواں تابشب شب ہم آنجا کہ ہست
شام تک دوڑتا ہے شام کو وہیں ہے جہاں تھا

حکایت

گِل آلودۂ راہِ مسجد گرفت
مٹی[1] میں سنے ہوئے نے مسجد کا راستہ لیا
زبختِ نگوں طالع اندر شگفت
اوندھے ستارے والے نصیبہ سے تعجب میں تھا

یکے زجر کردش کہ تبّت یداک
کسی نے اسے جھڑکا کہ تیرے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں
مرو دامن آلودہ درجائے پاک
آلودہ دامن کے ساتھ پاک جگہ نہ جا[2]

مرا رقتے در دل آمد بریں
اس پر میرے دل میں رقت آ گئی
کہ پاکست و خرم بہشتِ بریں
کہ بہشت برتر تو مبارک اور پاک ہے

دراں جائے پاکانِ امیدور
اس میں تو پاک امیدواروں کی جگہ ہے
گِل آلودۂ معصیت راچہ کار
گناہ کی مٹی سے سنے ہوئے کا کیا کام

بہشت آں ستاند کہ طاعت برد
بہشت تو وہ حاصل کرے گا جو تابعداری کرے گا
کرا نقد باید بضاعت برد
جس[3] کے پاس نقد ہو گا سامان خرید لیجائے گا

مکن دامن از گردِ ذلت بشوئے
دیر نہ کر! ذلت کی گرد سے دامن دھولے
کہ ناگہ زبالا بہ بندند جوئے
کہیں[4] اچانک اوپر سے نہر بند نہ کر دیں

مگو مرغِ دولت زقیدم بجست
یہ[5] نہ کہہ کہ دولت کی چڑیا میرے پھندے سے نکل گئی ہے
ہنوزش سرِ رشتہ داری بدست
ابھی تک اس کا دھاگا تو ہاتھ میں رکھتا ہے

وگر دیر شد گرم رو باش و چست
اور[6] اگر دیر ہو گئی ہے تو چست اور تیز چل!
زدیر آمدن غم ندارد درست
صحیح بات دیر میں حاصل ہونے سے کوئی غم نہیں ہے

ہنوزت اجل دستِ خواہش نبست
ابھی تک موت نے تیری خواہش کا ہاتھ نہیں باندھا ہے
برآور بدرگاہِ دادار دست
خدا کے دربار میں اپنا ہاتھ اٹھا

مخسپ اے گنہ کردۂ خفتہ خیز
اے غافل گنہگار نہ سو، اٹھ
بعذرِ گنہ آب چشمے بریز
گناہ کی معذرت پر آنکھ کا پانی بہادے

چو حکمِ ضرورت بود کابروئے
جب[7] یہ امر ضروری ہے کہ وہ تیری آبرو
بریزند بارے بریں خاکِ کوئے
ریزی کریں گے تو ابھی اسی گلی کی خاک پر بہادے

۱۰

[1] ایک گنہگار اپنی بدنصیبی پر متعجب ہو کر مسجد کی طرف چلا
[2] جنت جیسی پاک جگہ میں ناپاک نہ جاسکیں گے۔
[3] اعمال صالحہ کے نقد سے جنت خریدی جاسکتی ہے۔
[4] یعنی توبہ کا دروازہ بند نہ ہوجائے۔
[5] گنہگار کو مایوس نہ ہونا چاہیے توبہ کا موقع باقی ہے۔
[6] عمر کا زیادہ حصہ برائی میں گذرا ہے تو باقی حصے میں زیادہ نیکی کر لینی چاہیے
[7] جب معصیت کار کے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس کی آبرو خراب ہوتی ہے تو اس کو اسی دنیا میں اپنے آپ کو بے آبرو بنا کر توبہ کر لینی چاہیے۔

در آبت نماند شفیع آر پیش
اگر تیری آبرو نہ رہے تو کوئی ایسا سفارشی پیش کرے
کسے را کہ ہست آبروی از تو بیش
جس کی آبرو تجھ سے زیادہ ہو

بقہر ار براند خدای از درم
اگر خدا غصہ سے مجھے دروازہ سے بھگا دیگا
روانِ بزرگان شفیع آورم
تو میں بزرگوں کی روح کو سفارشی بناؤں گا

حکایت

ہمی یادم آید زعہدِ صغر
مجھے بچپن کی یہ بات یاد ہے
کہ عیدے بروں آمدم با پدر
کہ ایک عید کو میں ابا کے ساتھ باہر گیا

بہ بازیچہ مشغول مردم شدم
کھیل کود کے اندر لوگوں میں لگ گیا
در آشوب خلق از پدر گم شدم
لوگوں کے ہنگامہ میں ابا سے گم ہوگیا

بر آوردم از ہول و دہشت خروش
میں خوف اور دہشت سے چیخنے چلانے لگا
پدر ناگہانم بمالید گوش
اچانک ابا نے میری گوشمالی کی

کہ اے شوخ چشم آخرت چند بار
کہ اے بے حیا! آخر میں نے کئی مرتبہ تجھ سے
بگفتم کہ دستم ز دامن مدار
نہیں کہا ہے کہ میرا پلو نہ چھوڑ

بہ تنہا نداند شدن طفل خرد
چھوٹا بچہ اکیلا پھرنا نہیں جانتا ہے
کہ مشکل بود راہ نادیدہ بُرد
اس لئے کہ بدون دیکھا راستہ چلنا مشکل ہوتا ہے

تو ہم طفلِ راہی بسعی اے فقیر
اے فقیر چلنے میں تو بھی طفل راہ ہے
برو دامنِ نیک مردان بگیر
جا نیک انسانوں کا دامن پکڑ لے

مکن با فرومایہ مردم نشست
کمینوں کے ساتھ نشست برخاست نہ رکھ
چو کردی زہیبت فروشوی دست
اگر تو نے ایسا کیا تو عزت سے ہاتھ دھولے

بفتراکِ پاکان دل آویز چنگ
پاک دل والوں کے شکار بند کو مضبوط پکڑ لے
کہ عارف ندارد ز دریوزہ ننگ
اس لیے کہ باخدا گدائی سے ذلت محسوس نہیں کرتا ہے

مریداں بقوت ز طفلاں کم اند
مرید طاقت میں بچوں سے بھی کم ہیں
مشائخ چو دیوارِ مستحکم اند
پیر مضبوط دیوار کی طرح ہیں

بیاموز رفتار ازاں طفلِ خُرد
اس چھوٹے بچہ سے چلنا سیکھ لے
کہ چوں استعانت بدیوار بُرد
اس نے کس طرح دیوار کا سہارا لیا

ز زنجیرِ ناپارسایاں برست
بروں کی زنجیر سے اس شخص نے رہائی حاصل کرلی
کہ در حلقۂ پارسایان نشست
جو نیکوں کے حلقہ میں بیٹھا

اگر حاجتے داری ایں حلقہ گیر
اگر تجھے ضرورت ہے اس حلقہ کو پکڑ لے
کہ سلطاں ازیں در ندارد گزیر
اس لیے کہ بادشاہ کو بھی اس حلقہ کے سوا چارہ نہیں ہے

برو خوشہ چیں باش سعدی صفت
جا سعدی کی طرح خوشہ چین بن
کہ گرد آوری خرمنِ معرفت
تاکہ معرفتِ خداوندی کا انبار جمع کرلے

۱؎ اگر گنہگار نیکوں سے تعلق رکھے گا تو وہ اس کی سفارش کر سکیں گے۔
۲؎ جیسا کہ عام طور پر بچے کرتے ہیں۔
۳؎ جو راہِ سلوک کے بچے ہیں ان کو بڑوں کا دامن تھامے رہنا چاہیے ورنہ گم ہوجائیں گے۔
۴؎ بزرگوں کی خدمت کی ذلت سے عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔
۵؎ بادشاہوں کو بھی درویشوں کے حلقہ بگوش رہنے کے سوا چارہ نہیں ہے

حکایت مستِ خرمن سوز

انبار کو جلانے والے دیوانہ کا قصہ

یکے غلہ مُرداد مہ تودہ کرد
ایک شخص نے مُرداد کے مہینہ میں غلہ جمع کیا
ز تیمارِ دَے خاطر آسودہ کرد
دے کے مہینہ) کے فکر سے دل کو مطمئن کیا

شبے مست شد و آتشے بر فروخت
ایک رات کو مست ہو گیا اور آگ جلائی
نگوں بخت کالیوہ خرمن بسوخت
احمق، اوندھے نصیبہ والے نے انبار جلا دیا

دگر روز در خوشہ چیدن نشست
دوسرے دن خوشے چننے بیٹھا
کہ یک جو ز خرمن نماندش بدست
اس لیے کہ انبار میں سے ایک جو بھی اس کے ہاتھ میں نہ رہا

چو سرگشتہ دیدند درویش را
جب لوگوں نے فقیر کو پریشان دیکھا
یکے گفت پروردۂ خویش را
ایک شخص نے اپنے لڑکے سے کہا

نخواہی کہ گردی چنیں تیرہ روز
اگر تو چاہتا ہے کہ ایسا بدبخت نہ بنے
بدیوانگی خرمنِ خود مسوز
دیوانگی سے اپنا انبار نہ جلا

گر از دستِ عمرت شد اندر بدی
اگر تیرے ہاتھوں تیری زندگی برائی میں ختم ہو گئی
تو آنی کہ در خرمن آتش زدی
تو وہی ہے جس نے انبار میں آگ لگائی ہے

فضاحت بود خرمن اندوختن
رسوائی کی بات ہے، انبار جمع کرنا
پس از خرمنِ خویشتن سوختن
اپنے انبار کو آگ لگا دینے کے بعد

مکن جانِ من تخم دین ورز و داد
اے جانِ من ایسا نہ کر، دین اور انصاف کا بیج بو
مدہ خرمنِ نیک نامی بباد
نیک نامی کے انبار کو برباد نہ کر

چو برگشتہ بختے در افتد بہ بند
اگر کوئی بدبخت مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے
از و نیک بختاں بگیرند پند
نیک بخت اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں

تو پیش از عقوبت درِ عفو کوب
تو سزا سے پہلے معافی کا دروازہ کھٹکھٹا لے
کہ سودے ندارد فغاں زیرِ چوب
اس لیے کہ چھڑی کے نیچے چیخ و پکار مفید نہیں ہے

بر آر از گریبانِ غفلت سرت
غفلت کے گریبان سے اپنا سر نکال لے
کہ فردا نماند خجل در برت
تاکہ وہ کل کو شرمندہ تیری بغل میں جھکا نہ رہے

حکایت

یکے متفق بود بر منکرے
ایک شخص ایک برے کام کا پابند تھا
گذر کرد بر وے نکو محضرے
ایک نیک طبیعت انسان اس کے پاس سے گذرا

نشست از خجالت عرق کردہ روئے
وہ شرمندگی سے چہرہ پسینہ میں ڈبوئے ہوئے بیٹھ گیا
کہ آیا خجل گشتم از شیخِ کوئے
کہ یقیناً میں محلہ کے شیخ سے شرمندہ ہوا

شنید ایں سخن پیرِ روشن رواں
روشن روح پیر نے یہ بات سنی
بر و بر بشورید و گفت اے جواں
وہ اس پر بگڑ گیا اور کہا اے جوان!

---

۱ مُرداد کے مہینہ میں فصل خریف کٹتی ہے۔ دَے کا مہینہ سخت سردی کا ہے جس کے لیے غلہ اندوختہ کیا جاتا ہے
۲ مستی کی حالت میں غلہ کا انبار جلا دیا۔
۳ جو شخص برائیوں میں اپنی زندگی ختم کر رہا ہے اس کی مثال اسی مست انبار کو جلانے والے کی سی ہے۔
۴ نیک بخت وہی ہے جو دوسرے کے انجام سے نصیحت حاصل کر لے۔
۵ جب مار پڑنے لگتی ہے تو واویلا بیکار ہوتی ہے

نیاید همی شرمت از خویشتن
تجھے اپنے آپ سے شرم نہیں آتی ہے

کہ حق حاضر و شرم داری ز من
کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور مجھ سے شرما رہا ہے

نیاسائی از جانبِ ہیچ کس
کسی شخص سے تجھے آرام حاصل نہ ہوگا

برو جانبِ حق نگہدار و بس
جا بس خدا کی طرف دھیان لگا

چناں شرم دار از خداوندِ خویش
اپنے خدا سے اس طرح شرما

کہ شرمت ز بیگانگانست و خویش
جس طرح تجھے اپنے اور بیگانے سے شرم آتی ہے

حکایت

زلیخا چو گشت از مئے عشق مست
زلیخا جب عشق کی شراب سے مست ہوگئی

بداماںِ یوسف در آویخت دست
اس نے حضرت یوسف کا دامن پکڑ لیا

چناں دیوِ شہوت رضا دادہ بود
شہوت کا بھوت ایسا آمادہ ہوگیا تھا

کہ چوں گرگ در یوسف افتادہ بود
کہ زلیخا بھیڑیے کی طرح حضرت یوسف کے پیچھے پڑ گئی تھی

بتے داشت بانوئے مصر از رخام
مصر کی بیگم کے پاس ایک سنگ مرمر کا بت تھا

برو معتکف بامدادان و شام
جس کی وہ صبح اور شام عبادت کرتی تھی

دراں لحظہ رویش بپوشید و سر
اس وقت اس کا سر اور چہرہ ڈھانپ دیا

مبادا کہ زشت آیدش در نظر
تاکہ اس کی نظر میں زلیخا بری نہ ہو جائے

غم آلودہ یوسف بکنجے نشست
غمگین یوسف ایک کنارے پر جا بیٹھے

بسر بر ز نفسِ ستمگارہ دست
ظالم نفس کی وجہ سے سر پر ہاتھ رکھے

زلیخا دو دستش ببوسید و پائے
زلیخا نے ان کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو بو دیا

کہ اے سست پیمان و سرکش درآ
کہ اے بے وفا اور سرکش آ

بسنداں دلی روئے درہم مکش
سخت دلی سے ناراض نہ ہو

بہ تندے پریشاں مکن وقتِ خوش
کی تندی میں اچھے وقت کو پریشان نہ کر

رواں گشتش از دیدہ بر چہرہ جوے
ان کی آنکھوں سے چہرہ پر نہر بہہ پڑی

کہ برگرد و ناپاکی از من مجوے
کہ ہٹ جا اور مجھ سے ناپاکی نہ چاہ

تو در روئے سنگے شدی شرمسار
تو ایک پتھر کے سامنے شرمندہ ہوگئی

مرا شرم ناید ز پروردگار
مجھے خدا سے شرم نہ آئے گی؟

چہ سود از پشیمانی آید بکف
کیا فائدہ اگر شرمندگی اس وقت ہو

چو سرمایۂ عمر کردی تلف
جب تو نے عمر کا سرمایہ تباہ کردیا

شراب از پئے سرخروئی خورند
سرخ روئی کے لیے شراب پیتے ہیں

وزو عاقبت زرد روئی برند
اور اس سے انجام کار زرد روئی حاصل کرتے ہیں

بعذر آوری خواہش امروز کن
معذرت خواہی کی آج خواہش کر!

کہ فردا نماند مجالِ سخن
اس لیے کہ کل کو بات کی گنجائش نہ رہیگی

۱؎ ایسے انسان کو شرم آنی چاہیے جو لوگوں سے شرمائے اور خدا سے نہ شرمائے۔
۲؎ زلیخا شہوت سے مغلوب ہوکر یوسف علیہ السلام کے پیچھے بھیڑیے کی طرح پڑ گئی تھی۔

۱۵۰

۳؎ یعنی زلیخا۔
۴؎ زلیخا کی ناروا حرکتوں سے غمگین ہوکر حضرت یوسف دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر بیٹھ گئے۔
۵؎ شراب نوشی لذت کے لیے کرتے ہیں لیکن اس کا انجام شرمندگی ہے

حکایت

پلیدی کند گربہ بر جائے پاک
بلی پاک جگہ پر ناپاکی کر دیتی ہے
چو زشتش نماید بپوشد بخاک
جب اس کو برا لگتا ہے اس کو مٹی سے چھپاتی ہے

تو آزادی از ناپسندیدہا
تو ناپسندیدگیوں سے بھی آزاد ہے
نترسی کہ بروے فتند دیدہا
اس سے نہیں ڈرتا کہ اس پر نگاہیں پڑیں گی

براندیش ازاں بندۂ پُر گناہ
اس خطا وار غلام کے بارے میں سوچ
کہ در خواجہ آبق شود چند گاہ
جو مالک کے پاس سے کچھ مدت کے لیے بھاگ گیا ہو

اگر باز گردد بصدق و نیاز
اگر وہ سچائی اور عاجزی سے واپس آجائے
بزنجیر و بندش نیارند باز
پھر اس کو زنجیر اور قید میں نہیں رکھتے ہیں

بکیں آوری با کسے برستیز
کینہ وری سے اس سے لڑ
کہ از وے گزیرت بود یا گریز
جس سے تجھے چارہ یا بچاؤ ممکن ہو

کنوں کرد باید عمل را حساب
عمل کا اب حساب کر لینا چاہیے
نہ وقتے کہ منشور گردد کتاب
نہ کہ اس وقت جب کتاب شائع ہو جائے

کسے گرچہ بد کرد ہم بد نکرد
اگر کسی نے برائی کی ہے تو اس نے کوئی برائی نہیں کی
کہ پیش از قیامت غم خود بخورد
جب کہ قیامت سے پہلے اپنی فکر کر لی ہو

گر آئینہ از آہ گردد سیاہ
آہ کرنے سے اگر آئینہ کالا پڑتا ہے
شود روشن آئینۂ دل بآہ
تو دل کا آئینہ آہ کرنے سے روشن ہوتا ہے

بترس از گناہان خویش ایں نفس
اس وقت اپنے گناہوں سے ڈر
کہ روز قیامت نترسی ز کس
تاکہ تو قیامت کے دن کسی سے نہ ڈرے

حکایت

غریب آمدم در سواد حبش
حبش کے علاقہ میں میں مسافر بن کے پہنچا
دل از دہر فارغ سر از عیش خوش
دل زمانہ سے فارغ، سر عیش سے خوش تھا

بہ رہ بر یکے دکہ دیدم بلند
راستہ میں میں نے ایک اونچا چبوترا دیکھا
تنے چند مسکیں بر و پائے بند
چند مسکین اس پر پیر بندھے ہوئے تھے

بسیج سفر کردم اندر نفس
فوراً ہی میں نے سفر کی تیاری کر لی
بیاباں گرفتم چو مرغ از قفس
جنگل کو نکل گیا جس طرح پنجرے سے پرند

یکے گفت کیں بندیاں شب روند
کسی نے کہا کہ یہ قیدی چور ہیں
نصیحت نگیرند و حق نشنوند
نصیحت حاصل نہیں کرتے ہیں اور صحیح بات نہیں سنتے ہیں

چو بر کس نماند ز دستت ستم
جب تیرے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ ہوا ہو
ترا گر جہاں شحنہ گیرد چہ غم
تو اگر دنیا کا بادشاہ تجھے گرفتار کرے تو کیا غم ہے

۱۔ گنہگار بھی اگر توبہ کرلے گا قید و بند سے آزاد رہے گا۔
۲۔ قیامت کے دن اعمال نامہ کی تشہیر سے قبل انسان کو اپنے عمل کا محاسبہ کر لینا چاہیے۔
۳۔ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں ہے۔
۴۔ آئینہ پر آہ کرکے منہ کی بھاپ لگائی جائے تو وہ اور دھندلا ہو جاتا ہے
۵۔ یعنی بے فکری کی زندگی گزار رہا تھا
۶۔ قیدیوں کو دیکھ کر میں نے فوراً ہی وہاں سے نکل جانے کا خیال کر لیا۔
۷۔ یہ بتایا کہ یہاں کے لوگ ظالم نہیں ہیں بلکہ یہ قیدی واقعی مجرم ہیں۔

نکو نام را کس نگیرد اسیر
نیک نام کو کوئی قید نہیں کرتا ہے

نیاورد حال غش اندر میاں
جس کارکن نے معاملہ میں کھوٹ نہ کیا ہو

وگر عفتش را فریبست زیر
اور اگر اس کی پاکدامنی میں خیانت چھپی ہے

چو خدمت پسندیدہ آرم بجائے
جب میں اچھی کارگذاری بجالا رہا ہوں

اگر بندہ کوشش کند بندہ وار
اور اگر غلام غلامانہ کوشش کرے

وگر کند رائیست در بندگی
اگر غلامی میں سست رائے ہے

قدم پیش نہ کز ملک بگذری
قدم آگے بڑھا تاکہ فرشتے سے بھی آگے بڑھ جائے

بترس از خدای و مترس از امیر
خدا سے ڈر اور حاکم سے نہ ڈر

نیندیشد از رفع دیوانیاں
وہ دفتر والوں کی شکایت سے فکر نہیں کرتا ہے

زبانِ حسابش نگردد دلیر
تو اس کے حساب کی زبان دلیر نہ ہوگی

نیندیشم از دشمنِ تیرہ رائے
تو تاریک خیال دشمن سے مجھے اندیشہ نہیں ہے

عزیزش بدارد خداوندگار
آقا اس کو پیارا رکھے گا

زجانداری افتد بخر بندگی
انسانوں کی خدمت سے گدھوں کی خدمتگاری پر لگے گا

کہ گر باز مانی زدد کمتری
اس لیے کہ اگر تو پیچھے رہ جائیگا تو وحشی جانور سے بھی کم ہے

حکایت

یکے را بچوگاں شہِ دامغاں
دامغان کے بادشاہ نے ایک شخص کو بَتے سے

شب از بے قراری نیارست خفت
وہ بے قراری کی وجہ سے رات بھر نہ سو سکا

بشب گر ببردے برِ شحنہ سوز
رات کو اگر کوتوال کی خوشامد کرے تا

کسے روزِ محشر نگردد خجل
محشر کے دن وہ شخص شرمندہ نہ ہوگا

اگر ہوشمندی ز داور بخواہ
اگر تو عقلمند ہے خدا سے چاہ لے

ہنوز ار سرِ صلح داری چہ بیم
اب بھی اگر تجھے صلح کا خیال ہے تو کیا ڈر ہے

لطیفے کہ آورد ت از نیست ہست
وہ مہربان جس نے تجھے نیست سے ہست کیا ہے

اگر بندۂ دستِ حاجت بر آر
اگر تو بندہ ہے تو دستِ سوال دراز کر!

بزد تا چو طبلش بر آمد فغاں
اتنا مارا کہ اس سے ڈھول کی سی آواز نکلی

برو پارسائے گذر کرد و گفت
اس کے پاس سے ایک پارسا گذرا اور بولا

گناہ آبرویش نبردے بروز
تو دن میں خطا اس کی آبرو ریزی نہ کرتی

کہ شبہا بدرگہ برد سوز دل
جو راتوں کو درگاہ (خداوندی) میں سوز دل پیش کرے

شبِ توبہ تقصیرِ روزِ گناہ
توبہ کی رات میں گناہ کے دن کی معافی

درِ عذر خواہاں نہ بندد کریم
عذر خواہوں کے لیے (اللہ) کریم دروازہ بند نہیں کرتا ہے

عجب گر بیفتی نگیرد ت دست
اگر تو گر پڑے اور وہ تیری دستگیری نہ کرے تو تعجب کی بات ہے

وگر شرمسار آبِ حسرت ببار
اگر تو شرمندہ ہے حسرت کا پانی برسا

۱ مشہور ہے آنانکہ حساب پاک دارند از محاسبہ باک ندارند۔
۲ آقا اس کا مرتبہ گھٹا دے گا۔
۳ نیک انسان فرشتوں سے افضل ہے۔ بد انسان جانوروں سے بھی بدتر ہے۔
۴ رات میں جب تو گرفتار ہوا تھا کوتوال کی خوشامد کر لیتا اور رہائی حاصل کر لیتا۔
۵ انسان کو چاہیے کہ سارے دن کے گناہوں کی رات کو معافی چاہے۔
۶ ہر وقت توبہ کی جا سکتی ہے اور ایسی صورت میں اللہ ضرور دستگیری فرماتا ہے۔
۷ رو کر توبہ کر۔

نیاید بریں در کسے عذر خواہ
اس دروازے پر کوئی ایسا معافی چاہنے والا نہیں آیا
کہ سیل ندامت نشستش گناہ
ندامت کے پانی نے اس کے گناہ نہ دھو دئے ہوں

نریزد خدا آبروئے کسے
خدا اس شخص کی آبروریزی نہیں کرتا ہے
کہ ریزد گناہ آب چشمش بسے
جس کی آنکھوں کا پانی گناہ کو اکثر بہاتا ہو

حکایت

بصنعا درم طفلے اندر گذشت
صنعاء میں میرا ایک لڑکا گذر گیا
چگویم کزانم چہ برسر گذشت
میں کیا کہوں کہ اس سے میرے سر پر کیا گذری

قضا نقش یوسف جمالے نکرد
قضا نے کوئی یوسف جیسے جمال والا ایسا نقش نہیں بنایا
کہ ماہی گورش چو یونس نخورد
جس کو قبر کی مچھلی نے حضرت یونس کی طرح نہ نگل لیا ہو

دریں باغ سروے نیامد بلند
اس باغ میں ایسا کوئی بلند سرو نہیں پیدا ہوا
کہ باد اجل بیخش از بن نکند
کہ موت کی ہوا نے اس کی جڑ بنیاد سے نہ اکھاڑی ہو

عجب نیست برخاک اگر گل شگفت
اگر زمین پر پھول کھلے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے
کہ چندیں گل اندام در خاک خفت
اس لئے کہ بہت سے پھول جیسے جسم والے زمین میں سوئے ہوئے ہیں

بدل گفتم اے ننگ مردان بمیر
میں نے دل میں کہا اے انسانوں کے لیے باعث ذلت تو مرجا
کہ کودک رود پاک و آلودہ پیر
بچہ پاک جائے اور بوڑھا آلودہ ہو کر

زسودا و آشفتگی بر قدش
اس کے قد پر فریفتگی اور جنون کی وجہ سے
بر انداختم سنگے از مرقدش
میں نے اس کی قبر کا ایک پتھر اکھاڑا

زہولم دراں جائے تاریک و تنگ
اس تاریک اور تنگ جگہ میں خوف کی وجہ سے میرا
بشورید حال و بگردید رنگ
حال پریشان ہوگیا اور رنگ فق ہوگیا

چو باز آمدم زاں تغیر بہوش
جب اس تغیر سے میں ہوش میں آیا
زفرزند دلبندم آمد بگوش
فرزند دلبند کی جانب سے میرے کان میں یہ بات پڑی

گرت وحشت آمد ز تاریک جائے
اگر تجھے تاریک جگہ سے وحشت ہوئی ہے
ہش باش و با روشنائی درآئے
تو ہوشیار رہ اور روشنی لے کر آ

شب گور خواہی منور چو روز
اگر تو چاہتا ہے کہ قبر کی رات دن کی طرح روشن ہو
ازیں جا چراغ عمل برفروز
یہیں سے عمل کا چراغ روشن کرلے

تن کارکن می بلرزد ز تب
کاشتکار کا بدن بخار سے لرزتا ہے
مبادا کہ نخلش نیارد رطب
کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی کھجور پر کھجوریں نہ لگیں

گروہے فراواں طمع ظن برند
بہت لالچی گروہ یہ گمان کرتا ہے
کہ گندم نیفشاندہ خرمن برند
کہ گیہوں بکھیرے بغیر کھلیان اٹھالے جائے گا

بر آں خورد سعدی کہ بیخے نشاند
اے سعدی پھل اسنے کھایا جس نے پودا لگایا
کسے برد خرمن کہ تخمے فشاند
کھلیان اسنے اٹھایا جس نے بیج بکھیرا

۱۰ سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں - خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

۹ یعنی تختہ اکھاڑ کر جب قبر میں داخل ہوا -

باب ۱۰ دہم در مناجات

دسواں باب اللہ سے دُعا کے بیان میں

بیا تا برآریم دستے ز دل
آتا کہ دل کا ہاتھ (دعا کے لیے) اٹھائیں

کہ نتواں برآورد فردا ز گل
اس لیے کہ کل کو مٹی سے نہ نکالا جا سکے گا

ق

بفصلِ خزاں در نہ بینی درخت
تو نے نہیں دیکھا ہے کہ خزاں کے موسم میں جو درخت

کہ بے برگ ماند ز سرمائے سخت
سخت جاڑے کی وجہ سے بے پتوں کے رہ جاتا ہے

برآرد تہی دستہائے نیاز[۱]
عاجزی کے خالی ہاتھ اٹھاتا ہے

ز رحمت نگردد تہیدست باز
رحمت (خداوندی) سے خالی ہاتھ واپس نہیں ہوتا ہے

مپندار ازیں در کہ ہرگز نہ بست
اس دروازے سے جو کبھی بند نہیں ہوا یہ خیال نہ کر

کہ نومید گردد برآوردہ دست
کہ ہاتھ اٹھانے والا مایوس ہوگا

ق

ہمہ طاعت آرند و مسکیں نیاز
سب بندگی پیش کرتے ہیں اور مسکین عاجزی

بیا تا بدرگاہِ مسکیں نواز
مسکین کو نوازنے والے کے دربار تک تو آ

چو شاخِ برہنہ برآریم دست
ننگی شاخ کی طرح ہم بھی ہاتھ اٹھائیں

کہ بے برگ ازیں بیش نتواں نشست
اس لیے کہ بے سروسامان اس کے بعد نہیں بیٹھا جا سکتا ہے

خداوندگارا نظر کن بجود
اے خدا بخشش کی نظر فرما!

کہ جرم آمد از بندگاں در وجود
اس لیے کہ بندوں سے خطا وجود میں آئی ہے

گناہ آید از بندۂ خاکسار
ذلیل بندے سے گناہ ہو جاتا ہے

بامیدِ عفوِ خداوندگار
آقا سے معافی کی امید پر

کریما برزقِ تو پروردہ ایم
اے داتا! ہم تیرے رزق سے پلے ہیں

بانعام و لطفِ تو خو کردہ ایم
تیری مہربانی اور انعام کے عادی ہو گئے ہیں

گدا چوں کرم بیند و لطف و ناز
بھکاری جب مہربانی اور بخشش اور ناز برداری دیکھتا ہے

نگردد ز دنبالِ بخشندہ باز
تو وہ دینے والے کا پیچھا نہیں چھوڑتا ہے

چو مارا بدنیا تو کردی عزیز
جب تو نے ہمیں دنیا میں باعزت کیا ہے

بعقبیٰ ہمیں چشم داریم نیز
آخرت میں بھی ہمیں یہی توقع ہے

عزیزی و خواری تو بخشی و بس
عزت اور ذلت صرف تو بخشتا ہے

عزیزِ تو خواری نہ بیند ز کس
جس کو تو نے عزت دیدی وہ کسی کی جانب سے ذلت نہیں دیکھتا ہے

خدایا بعزت کہ خوارم مکن
اے خدا اپنی عزت کے طفیل مجھے ذلیل نہ کر

بذلِ گنہ شرمسارم مکن
گناہ کی ذلت سے مجھے شرمندہ نہ کر

مسلط مکن چوں منی بر سرم[۲]
مجھ جیسا میرے سر پر مسلط نہ کر

ز دستِ تو بہ گر عقوبت برم
اگر میں سزا پاؤں تو تیرے ہاتھ ہی سے بہتر ہے

بگیتی بتر زیں نباشد بدے
دنیا میں اس سے بڑی بات کوئی نہیں ہے

جفا بردن از دستِ ہمچوں خودے
اپنے جیسے کے ہاتھوں سے ظلم سہنا

[۱] ننگے درختوں کی شاخیں گویا کہ بارش کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں اور بارش ۔۔۔ ان کی ۔۔۔ عا کی ۔۔۔ لیت ۔۔۔ قبو ۔۔۔ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ [partly obscured]

[۲] یعنی انسانوں کے ہاتھوں مجھے ذلیل نہ کر۔

مرا شرمساری ز روئے تو بس
تیرے سامنے ہی میری شرمندگی کافی ہے

دگر شرمسارم مکن پیش کس
پھر مجھے کسی کے سامنے شرمندہ نہ کر

گرم بر سر افتد ز تو سایۂ
اگر مجھ پہ سر پر تیرا سایہ پڑ جائے

سپہرم بود کمترین پایۂ
تو آسمان بھی مجھ سے کمتر مرتبہ کا ہو جائے

اگر تاج بخشی سر افرازدم
اگر تو تاج بخش دے میں سر بلند ہو جاؤں

تو بردار تا کس نیندازدم
تو بلند کر دے تا کہ مجھے کوئی گرا نہ سکے

حکایت

تنم می بلرزد چو یاد آورم
میرا جسم لرزتا ہے جب مجھے یاد آ جاتی ہے

مناجات شوریدۂ در حرم
حرم میں ایک مستانے کی دعا

کہ میگفت با حق بزاری بسے
بہت عاجزی سے اللہ سے کہ رہا تھا

میگفت کہ دستم نگیرد کسے
کہ مجھے: گرا اس لیے کہ میری کوئی دستگیری کرنیوالا نہیں ہے

بلطفم بخواں یا براں از درم
مجھے مہربانی سے بلا لے یا دروازہ سے بھگا دے

ندارد بجز آستانت سرم
میرے سر کے لیے تو تیری چوکھٹ کے سوا نہیں ہے

تو دانی کہ مسکین و بیچارہ ایم
تو جانتا ہے کہ ہم مسکین اور بے چارہ ہیں

فرو ماندہ بانفس امارہ ایم
نفس امارہ سے عاجز ہیں

نمی تازد ایں نفس سرکش چناں
یہ سرکش نفس ایسا نہیں دوڑتا ہے

کہ عقلش تواند گرفتن عناں
کہ عقل اس کی باگ تھام سکے

کہ بانفس و شیطاں بر آید بزور
نفس اور شیطان سے طاقت سے کون جیتا ہے

نبرد پلنگاں نیاید ز مور
چیونٹی سے چیتوں کی لڑائی نہیں ہو سکتی ہے

بمردان راہت کہ راہے بدہ
اپنے راستے کے مردوں کے طفیل مجھے بھی راستہ دیدے

وزیں دشمنانم پناہے بدہ
اور ان دشمنوں سے مجھے پناہ دے دے

خدایا بذات خداوندیت
اے خدا اپنی خداوندی ذات کے طفیل

باوصاف بے مثل و مانندیت
بے مثل اور بے مانند اوصاف کے طفیل

بلبیک حجاج بیت الحرام
بیت الحرام کے حاجیوں کی لبیک کے طفیل

بمدفون یثرب علیہ السلام
مدینہ میں دفن شدہ (ان پر سلام ہو) کے طفیل

بتکبیر مردان شمشیر زن
ایسے تلوار باز مجاہدوں کی تکبیر کے طفیل

کہ مرد وغا را شمارند زن
جو میدان جنگ کے بہادروں کو عورت سمجھیں

بطاعات پیران آراستہ
آراستہ پیروں کی عبادت کے طفیل

بصدق جوانان نوخاستہ
نوخیز جوانوں کی سچائی کے طفیل

کہ مارا دراں ورطۂ یک نفس
کہ ہمیں اس ایک سانس کے بھنور میں

ز ننگ دو گفتن بفریاد رس
دو کہنے کی ذلت سے یاد کو پہنچ

۱؎ عقل برائیوں سے روکتی ہے لیکن یہ سرکش نفس اس کے قابو سے باہر ہے۔ ۲؎ اگر تائید ایزدی شامل نہ ہو تو نفس اور شیطان کی مثال چیتے کی سی ہے اور انسان کی چیونٹی کی طرح ہے۔ ۳؎ حاجی تلبیہ پڑھتے رہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ ہم تیرے دربار میں حاضر ہیں۔ ۴؎ انسان کا انجام اسی کے مطابق ہوتا ہے جو نزع سے قبل اس کا اعتقاد ہوتا ہے۔ دو کہنے سے مصنف کی مراد شرک ہے اور ورطۂ یک نفس سے مراد حالت نزع اور جانکنی ہے۔

امید است از آناں کہ طاعت کنند
جو لوگ فرماں برداری کرتے ہیں ان سے امید ہے
کہ بے طاعتاں را شفاعت کنند
کہ نافرمانوں کی سفارش کر دیں گے

بپاکاں کز آلایشم دور دار
پاکوں کے طفیل مجھے ناپاکی سے دور رکھ
وگر زلتے رفت معذور دار
اور اگر کوئی لغزش ہو گئی ہے تو معذور رکھ

بہ پیران پشت از عبادت دوتا
اُن بزرگوں کے طفیل جن کی عبادت کی وجہ سے کمر دوہری ہے
ز شرمِ گنہ دیدہ بر پشت پا
گناہوں کی شرم کی وجہ سے آنکھیں قدموں پر ہیں

کہ چشمم ز روئے سعادت مبند
کہ نیک بختی کے چہرے سے میری آنکھیں بند نہ کر
زبانم بوقتِ شہادت مبند
شہادت[2] کے وقت میری زبان بند نہ کر

چراغِ یقینم فرا راہ دار
یقین کے چراغ کو میرے راستہ کے آگے رکھدے
ز بد کردنم دست کوتاہ دار
برائی کرنے سے میرے ہاتھ کو کوتاہ کر دے

بگرداں ز نادیدنی دیدہ ام
نہ دیکھنے کی چیز سے میری آنکھیں پھیر دے
مدہ دست بر ناپسندیدہ ام
ناپسندیدہ چیز پر مجھے قابو نہ دے

من آں ذرہ ام در ہوائے تو نیست
میں وہ ذرہ ہوں جو تیری محبت میں مبتلا نہیں ہے
وجود و عدم در ظلامم یکیست
تاریکی میں میرا وجود و عدم یکساں ہیں

ز خورشیدِ لطفت شعاعے بسم
تیری مہربانی کے سورج سے میرے لیے ایک کرن بھی کافی ہے
کہ جز در شعاعت نہ بیند کسم
اس لئے کہ تیری کرن کے بدون مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا

بدے را نگہ کن کہ بہتر کس است
تو اگر بُرے پر نگاہ ڈال دے تو وہ بھلا ہے[4]
گدا را ز شاہ التفاتے بس است
بھکاری کے لیے بادشاہ کی توجہ کافی ہے

مرا گر بگیری بانصاف و داد
تو اگر مجھے[5] انصاف اور عدل سے پکڑے گا
بنالم کہ عفوت نہ ایں وعدہ داد
میں فریاد کروں گا کیونکہ تیری معافی نے تو یہ وعدہ نہ کیا تھا

خدایا بذلت مراں از درم
اے خدا مجھے ذلت سے دروازہ سے نہ بھگا
کہ صورت نہ بندد درِ دیگرم
اس لیے کہ میرے لیے دوسرے دروازہ کی کوئی صورت نہیں ہے

ور از جہل غائب شدم روزِ چند
اور اگر نادانی کی وجہ سے میں چند روز غائب رہا ہوں
کنوں کامدم در برویم مبند
تو اب میں آگیا ہوں میرے اوپر دروازہ بند نہ کر

چہ عذر آرم از ننگ تردامنی
گنہگاری[6] کا میں کیا عذر پیش کروں
مگر عجز پیش آورم کاے غنی
ہاں، عاجزی پیش کروں گا کہ اے بے نیاز

ق

فقیرم بجرمِ گناہم مگیر
میں فقیر ہوں گناہوں کی سزا میں مجھے نہ پکڑ!
غنی را ترحم بود بر فقیر
مالدار فقیر پر ترس کھاتا ہے

چرا باید از ضعفِ حالم گریست
میں اپنے حال کی کمزوری پر کیوں روؤں
اگر من ضعیفم پناہم قویست
اگرچہ میں کمزور ہوں میری پناہ تو قوی ہے

خدایا بغفلت شکستیم عہد
اے خدا ہم نے غفلت میں عہد شکنی کی ہے
چہ زور آورد با قضا دستِ جہد
تقدیر کے مقابلہ میں کوشش کا ہاتھ کیا زور دکھا سکتا ہے

۱؎ خدا کے وہ نیک بندے جس کی کمریں رکوع اور سجدہ کی کثرت سے دُہری ہو گئی ہیں اور پھر بھی اپنے اعمال سے ایسے شرمندہ ہیں کہ نگاہ اوپر نہیں کرتے ہیں۔

۲؎ حدیث شریف میں ہے آخر وقت جس کی زبان پر کلمہ شہادت ہوگا وہ جنتی ہے

۳؎ چونکہ ذرہ کا وجود بدون شعاع کے نظر نہیں آتا ہے۔

۴؎ جس برے پر نگاہ کرم ہو جائے وہ فوراً بھلا بن جائے

۵؎ اگر عفو و درگذر نہ ہو تو انسان کی نجات مشکل ہے

۶؎ میں گناہوں کا عذر نہیں پیش کر رہا ہوں بلکہ رحم کی درخواست ہے۔

چه برخیزد از دستِ تدبیرِ ما
ہماری تدبیر کے ہاتھ سے کیا بن سکتا ہے
همین نکته بس عذرِ تقصیرِ ما
ہماری کوتاہی کے عذر کا یہی نکتہ کافی ہے

ق

همه هرچه کردم تو برهم زدی
ہم نے جو کچھ کیا تو نے اس کو برہم کر دیا
چه قوت کند با خدائی خودی
خدائی کے مقابلہ میں خودی کیا زور لگا سکتی ہے

نه من سر ز حکمت بدر می برم
میں تیرے حکم سے سر باہر نہیں لے جاتا ہوں
که حکمت چنین می رود بر سرم
بلکہ تیرا ہی فیصلہ میرے بارے میں ایسا ہوا

حکایت

سیه چردهٔ را کسے زشت خواند
ایک کالی چمڑی والے کو کسی نے برا کہا
جوابے بگفتش که حیران بماند
اس نے اسے ایسا جواب دیا کہ وہ حیران رہ گیا

نه من صورتِ خویش خود کرده ام
میں نے اپنی صورت خود نہیں بنائی ہے
که عیبم شماری که بد کرده ام
کہ تو میرا عیب گن رہا ہے کہ میں نے برا کیا ہے

ترا با من ار زشت رویم چه کار
اگر میں بدصورت ہوں تجھے مجھ سے کیا سروکار
نه آخر منم زشت و زیبا نگار
آخر برے اور اچھے نقش بنانے والا میں تو نہیں ہوں

ازانم که بر سر نبشتی ز پیش
جو کچھ تو نے پہلے ہی سے میرے لیے لکھ دیا ہے
نه کم گردم اے بنده پرور نه بیش
اے بندہ پرور میں اس سے نہ کم ہو سکتا ہوں نہ زیادہ

تو دانائی آخر که قادر نیم
تو جانتا ہے کہ آخر میں قدرت والا تو نہیں ہوں
توانائے مطلق توئی من کیم
علی الاطلاق تو قادر ہے میں کون ہوں

گرم رهنمائی رسیدم بخیر
اگر تو میری رہنمائی کرتا ہے تو میں بھلائی تک پہنچتا ہوں
وگر گم کنی باز مانم ز سیر
اور اگر تو گم کردے تو میں سیر سے رک جاتا ہوں

جهان آفرین گر نه یاری کند
جہان کا پیدا کرنے والا اگر مدد نہ کرے
کجا بنده پرهیزگاری کند
تو بندہ کب پرہیزگاری کر سکتا ہے

حکایت

چه خوش گفت درویش کوتاه دست
ایک مفلس درویش نے کیا اچھا کہا
که شب توبه کرد و سحرگه شکست
جس نے رات کو توبہ کی اور صبح کو توڑ دی

گر او توبه بخشد بماند درست
اگر وہ توبہ کی توفیق دیدے تو وہ ٹھیک ہو سکتی ہے
که پیمانِ ما بے ثبات است و سست
اس لیے کہ ہمارا عہد تو ناپائیدار اور کمزور ہے

بحقت که چشمم ز باطل بدوز
تجھے اپنے حق کی قسم کہ میری آنکھیں باطل سے سی دے
بنورت که فردا بنارم مسوز
تجھے اپنے نور کی قسم کل کو مجھے آگ میں نہ جلانا

ز مسکینیم روئے در خاک رفت
مسکینی کی وجہ سے میرا چہرہ تو مٹی میں مل گیا
غبارِ گناهم بر افلاک رفت
میرے گناہوں کی دھول آسمانوں پر چڑھ گئی

---

۱ جبر کا بیان اگلے شعر میں ہے کہ ہم تقدیر کے ہاتھوں مجبور ہیں۔
۲ تقدیر سے مفر نہیں، جو کچھ ہوا ہے تقدیر کے مطابق ہوا ہے۔
۳ انسان کی خوبصورتی اور بدصورتی اس کے اختیار میں نہیں ہے۔
۴ یہاں سے پھر مناجات شروع ہوتی ہے۔
۵ نیکی بدی سب تیری قدرت سے ہے۔
۶ یعنی عالم ملکوت کی سیر۔
۷ توبہ پر قائم رہنا بھی خدا کی توفیق پر منحصر ہے۔

تو یک نوبت اے ابرِ رحمت ببار
اے ابرِ رحمت تو ایک بار برس جا

کہ در پیشِ باراں نپاید غبار
اس لیے کہ بارش کے سامنے غبار نہیں ٹھہرتا ہے

ز جرمم دریں مملکت جاہ نیست
گناہوں کی وجہ سے اس ملک میں میرا کوئی مرتبہ نہیں ہے

و لیکن بملکِ دگر راہ نیست
لیکن دوسرے ملک کا کوئی راستہ بھی نہیں ہے

تو دانی ضمیرِ زباں بستگاں
زبان بند کیے ہوؤں کے دل کی بات تو جانتا ہے

تو مرہم نہی بر دلِ خستگاں
زخمیوں کے دل پر تو ہی مرہم رکھنے والا ہے

حکایت

مغے ۱؎ در بروی از جہاں بستہ بود
ایک آتش پرست اپنے اوپر دنیا سے دروازہ بند کیے ہوئے تھا

بتے را بخدمت میاں بستہ بود
ایک بت کی خدمت میں کمر بستہ تھا

پس از چند سال آں نکوہیدہ کیش
چند سال کے بعد اس بدمذہب کو

قضا حالتے صعبش آورد پیش
خدا کے کرنے سے ایک سخت حالت درپیش آ گئی

بپائے بت اندر بامیدِ خیر
بھلائی کی امید پر بت کے پیروں میں

بنالید بے چارہ بر خاکِ دَیر
بے چارہ بت خانہ میں رو رہا تھا

کہ درماندہ ام دستگیرے صنم
کہ اے بت میں عاجز ہوں میری دستگیری کر

بجاں آمدم رحم کن بر تنم
میں عاجز آ گیا ہوں مجھ پر رحم کر

بزارید در خدمتش بارہا
اس کی خدمت میں بار بار عاجزی کی

کہ ہیچش بسامان نشد کارہا
اس کا کام کچھ بھی نہ بنا

بتے چوں برآرد مہمات کس
ایک بت کس طرح کسی کے بڑے کام پورے کر سکتا ہے

کہ نتواند از خود براندن مگس
جو اپنے اوپر سے مکھی نہیں اڑا سکتا ہے

برآشفت کاے پائے بندِ ضلال
وہ بگڑ گیا کہ اے گمراہی کے قیدی

بباطل پرستیدمت چند سال
میں نے تجھے اتنے سال خواہ مخواہ پوجا

مہے ۲؎ کہ در پیش دارم برآر
جو کام مجھے درپیش ہے وہ پورا کر دے

وگرنہ بخواہم ز پروردگار
ورنہ میں یزداں سے مانگوں گا

ہنوز از بت آلودہ رویش بخاک
ابھی اس کا چہرہ بت کی خاک میں آلودہ تھا

کہ کامش برآورد یزدانِ پاک
کہ اللہ پاک نے اس کا مقصد پورا کر دیا

حقائق شناسے دریں خیرہ شد
ایک حقیقتوں کا جاننے والا اس معاملہ میں حیران ہو گیا

سرِ وقتِ صافی برو تیرہ شد
اس کا صاف وقت اس پر تاریک ہو گیا

کہ سرگشتہ ۳؎ دونِ یزداں پرست
کہ ایک یزداں کو پوجنے والا، حیران، کمینہ

ہنوزش سر از خمِ بتخانہ مست
جس کا سر ابھی تک بتخانہ کے مٹکے سے مست ہے

دل از کفر و دست از جنایت نشست
جس نے دل کو کفر سے اور ہاتھ کو گناہ سے نہیں دھویا

خدایش برآورد کامے کہ جست
جو مقصد اس نے چاہا خدا نے وہ پورا کر دیا

۱؎ یعنی دنیا سے بے تعلق ہو کر ایک بت کی پوجا میں لگا رہتا تھا۔

۲؎ یہ شیخ سعدی کا قول ہے۔

۳؎ آتش پرست دو خدا مانتے ہیں ایک یزداں جو خیر کا پیدا کرنیوالا ہے دوسرا اہرمن جو شر کا خالق ہے۔

۱۰

فرو رفتہ خاطر دریں مشکلش
اس مشکل میں اس کی طبیعت بیٹھی جا رہی تھی

کہ پیغامے آمد بگوشِ دلش
کہ اس کے دل کے کان میں پیغام آیا

کہ پیشِ صنم پیرِ ناقص عقول
کہ ناقص عقل بوڑھے نے بت کے سامنے

بسے گفت و قولش نیامد قبول
بہت کچھ کہا اور اس کی بات اس نے نہ مانی

گر از درگہِ ما شود نیز رد
اگر ہمارے دربار سے بھی رد ہو جائے

پس آنگہ چہ فرق از صنم تا صمد
پھر بُت اور بے نیاز میں کیا فرق ہے

دل اندر صمد باید اے دوست بست
اے دوست (اللہ) صمد سے دل لگانا چاہیے

کہ عاجز تراند از صنم ہر کہ ہست
اس لیے کہ اور جو بھی ہے بت سے بھی زیادہ عاجز ہے

محالست اگر سر بریں در نہی
اگر تو اس دروازہ پر سر دھرے تو ناممکن ہے

کہ باز آیدت دستِ حاجت تہی
کہ تیری ضرورت کا ہاتھ خالی لوٹے

خدایا مقصر بکار آمدیم
اے خدا ہم کام میں کوتاہی کرنیوالے آئے ہیں

گنہگار و امیدوار آمدیم
گنہگار ہیں اور امیدوار بنکر آئے ہیں

حکایت مست و مؤذن
ایک مست اور مؤذن کا قصہ

١٠

شنیدم کہ مستے ز تابِ نبید
میں نے سنا ہی کہ ایک مست شراب کی گرمی سے

بمقصورۂ مسجدے در دوید
ایک مسجد کے حجرے میں گھس آیا

بنالید بر آستانِ کرم
خدا کی چوکھٹ پر رونے لگا۔

کہ یا رب بفردوسِ اعلیٰ برم
کہ اے پروردگار مجھے اعلیٰ فردوس میں پہنچا دے

مؤذن گریباں گرفتش کہ ہیں
مؤذن نے اس کا گریبان پکڑا کہ ہائیں

سگ و مسجد اے فارغ از عقل و دیں
کتا اور مسجد، اے عقل اور دین سے خالی

چہ شائستہ کردی کہ خواہی بہشت
تو نے کیا نیکی کی ہے کہ بہشت چاہتا ہے

نمی زیبدت ناز با روئے زشت
بدصورتی کے ہوتے ہوئے ناز کرنا تجھے زیبا نہیں ہے

بگفت ایں سخن پیر و بگریست مست
بوڑھے نے یہ بات کہی اور مست رو دیا

کہ مستم بدار از من اے خواجہ دست
کہ میں تو مست ہوں اے صاحب مجھ سے ہاتھ اٹھا لیجیے

عجب داری از لطفِ پروردگار
تجھے تعجب ہے کہ خدا کی مہربانی کا

کہ باشد گنہگارے امیدوار
ایک گنہگار امیدوار رہو

ترا می نگویم کہ عذرم پذیر
میں تجھ سے تو نہیں کہتا ہوں کہ میرا عذر قبول کرلے

در توبہ باز است و حق دستگیر
توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور خدا دستگیر ہے

ہمی شرم دارم ز لطفِ کریم
مجھے تو کریم کی مہربانی سے شرم آتی ہے

کہ خوانم گنہ پیشِ عفوش عظیم
کہ اس کی معافی کے مقابلہ میں اپنے گناہ کو بڑا کہوں

کسے را کہ پیری درآرد ز پائے
جس کسی کو بڑھاپا گرا دے

چو دستش نگیری نخیزد ز جائے
اگر کوئی اس کی دستگیری نہ کرے تو وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھے گا

---

۱ کہ خدا نے اس مشرک کی دعا اس قدر جلد کیوں منظور کر لی۔
۲ ناز حسین کے لیے موزوں ہے گنہگار خدا سے کس برتے پر جنت کا طالب ہے۔
۳ میں خدا کے سامنے توبہ کر رہا ہوں اور اس سے دستگیری چاہتا ہوں
۴ میرے لیے باعث شرم ہے کہ میں خدا کے کرم سے گناہ کو بڑا سمجھوں۔

من آنم زپائے اندر افتادہ پیر
میں وہی گرا ہوا بوڑھا ہوں

نگویم بزرگی و جاہم بخش
میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ مجھے بزرگی اور مرتبہ عنایت کر

اگر یارے اندک زلل داندم
اگر کوئی دوست میری تھوڑی سی خطا دیکھے

تو بینا و ما خائف از یک دگر
تو دیکھنے والا ہے اور ہم ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں

برآوردہ مردم ز بیرون خروش
لوگوں نے باہر ہی سے شور مچا رکھا ہے

بنادانی ار بندگاں سرکشند
اگر غلام نادانی سے سرکشی کرتے ہیں

اگر جرم بخشی بمقدار جود
اگر تو اپنی سخاوت کے اندازے کے مطابق خطائیں معاف کرے

و گر خشم گیری بقدر گناہ
اور اگر تو گناہ کے مطابق غصہ کرے

گرم دستگیری بجائے رسم
اگر تو میری دستگیری کرے تو میں کسی جگہ پہنچ جاؤں

کہ زور آورد گر نہ یاری دہی
اگر تو مدد کرے تو کون زور دکھا سکتا ہے

دو خواہند بودن بمحشر فریق
محشر میں دو فریق ہوں گے

عجب گر بود راہم از دست راست
تعجب ہوگا اگر میرا راستہ دائیں ہاتھ کی طرف ہوگا

دلم می دہد وقت وقت ایں امید
میرا دل مجھے ہر وقت یہ امید دلاتا ہے

عجب دارم ار شرم دارد ز من
مجھے تعجب ہے اگر وہ مجھ سے حیا برتے گا

نہ یوسف کہ چندیں بلا دید و بند
کیا یوسف نے ایسا نہیں کیا کہ اس قدر مصیبت اور قید دیکھی

گنہ عفو کرد آل یعقوب را
تو یعقوب کی اولاد کی خطا معاف کر دی

ق

خدایا بفضلت توام دستگیر
اے خدا! تو اپنے فضل سے میری دستگیری فرما!

فرو ماندگی و گناہم بخش
میری کوتاہی اور گناہ کو بخش دے

بنابخردی شہرہ گرداندم
تو مجھے بے عقل مشہور کر دے

کہ تو پردہ پوشی و ما پردہ در
اس لیے کہ تو پردہ رکھنے والا ہے اور ہم پردہ چاک کرنے والے ہیں

تو با بندہ در پردہ و پردہ پوش
تو پردے میں بھی بندے کے ساتھ ہے اور پردہ رکھنے والا ہے

خداوندگاراں قلم در کشند
تو مالک معاف کر دیتے ہیں

نماند گرفتارے اندر وجود
تو کوئی گرفتار موجود نہیں رہ سکتا ہے

بدوزخ فرست و ترازو مخواہ
تو دوزخ میں بھیج دے اور ترازو نہ منگا

و گر بفگنی بر نگیرد کسم
اور اگر تو گرا دے تو کوئی دستگیری نہیں کر سکتا ہے

کہ گیرد چو تو رستگاری دہی
اگر تو چھٹکارا دیدے تو کون گرفتار کر سکتا ہے

ندانم کداماں دہندم طریق
معلوم نہیں مجھے (فرشتے) کون سے کا راستہ دکھائیں گے

کہ از دست من جز کژی بر نخاست
اس لیے کہ میرے ہاتھ سے تو کجی کے علاوہ کچھ نہیں ہوا ہے

کہ حق شرم دارد ز موئے سپید
کہ اللہ تعالیٰ کو سفید بالوں سے حیا آتی ہے

کہ شرمم نمی آید از خویشتن
اس لیے کہ مجھے اپنے آپ سے تو شرم نہیں آتی

چو حکمش رواں گشت و قدرش بلند
جب ان کا حکم جاری اور مرتبہ بلند ہوگیا

کہ معنی بود صورت خوب را
اس لیے کہ اچھی صورت بھی کوئی معنی رکھتی ہے

۱۰

۱ لیکن چونکہ تو پردہ پوش ہے لہذا ہم بے باک ہوگئے ہیں۔
۲ ہمارے گناہ تو اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ بالا تولے نتیجہ ظاہر ہے۔
۳ ایک دائیں جانب والے اور ایک بائیں جانب والے۔
۴ اللہ بوڑھے انسان کو سزا دینے سے حیا کرتا ہے۔
۵ حضرت یوسف نے بھائیوں کے مصائب برداشت کیے لیکن قدرت حاصل ہوجانے پر سب کو معاف کر دیا۔
۶ خدا حسن ظاہری کے ساتھ پاکیزہ اخلاق بھی عنایت کر دیتا ہے۔

بکرداربدشاں مقید نکرد برائی کی وجہ سے اُن کو قیدی نہ بنایا	بضاعات مزجات شاں رد نکرد ان کی کھوٹی پونجی کو نہ لوٹایا۔
زلطفت ہمی چشم داریم نیز تیری مہربانی سے ہم بھی امید کرتے ہیں	بدیں بے بضاعت ببخش اے عزیز اے عزیز اس بے بضاعت کی بھی بخشش فرمادے

بضاعت نیاوردم اِلّا امید
امید کے علاوہ میں کوئی سرمایہ نہیں لایا ہوں
خدایا زعفوم مکن ناامید
اے خدا مجھے معافی سے ناامید نہ کر!

گذارش

سب رنگ کتاب گھر نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے سب سے پہلے گلستاں بتحشیہ مولانا سجاد حسین صاحب صدر مدرس مدرسۂ عالیہ فتحپوری دہلی، شائع کی جس کی ملک میں غیر معمولی مقبولیت ہوئی اُس کے بعد بوستاں بتحشیہ مولانا موصوف شائع کی جو انتہائی پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی۔ مولانا موصوف سے ہی گلستاں کا ترجمہ کرایا گیا اور گلستاں مترجم شائع کی گئی۔

خدا کا شکر ہے کہ ماہ محرم ۱۳۸۱ھ میں یہ ترجمہ اور حاشیہ پایۂ تکمیل کو پہونچا
سجاد حسین

اب یہ بوستاں مولانا موصوف ہی کے ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین ہے ادارہ اپنی ان کوششوں پر بجا فخر کر سکتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد ان کتابوں کی ہندوستان میں دوبارہ زندگی اس ادارہ ہی کی رہینِ منت ہے۔ خدا اس کوشش کو مقبول فرمائے۔

منیجر سب رنگ کتاب گھر دہلی



مطبوعہ ناز آفسٹ ورکس دہلی اصلحہ محمد غفران فاضل دارالعلوم دیوبند

ASL - 205 Vol I	بہشتی زیور (اردو) Bihisti - Zewar (Mukammal Mudallal) (urdu) Hazrat Molana Ashraf Ali Thanvi Kutubkhane Imdadiya Deoband (1350 H) (92 Pages)
ASL - 206 Vol II	- do - Vol. II 172 Pages (1350 H)
ASL - 207	Bostan - i - Sadi (Mutarjam) Sheikh Sadi Shirazi (Tr. by Molana Qazi Sajjad Husain. Sabrang Kitab Ghar Delhi 273 Pages (1961 AD)


سب رنگ کتاب گھر دہلی